مصنفہ
مولانا محمد حنیف گنگوہی
فاضل دیوبند

مصنفہ
مولانا محمد حنیف گنگوہی
فاضل دیوبند

طبع ۱۹۹۷ء

فہرست کتب جو بوقت شرح زیر مطالعہ رہی ہیں

نام کتاب	جلدیں	مصنف	نام کتاب	جلدیں	مصنف
البیان والتبیین	۳	ابوعثمان عمر بن بحر بن محبوب الجاحظ	قاموس	۲	مجدالدین فیروز آبادی
العقد الفرید	۳	شہاب الدین احمد معروف بابن عبدربہ	مصباح اللغات	۱	ابوالفضل عبدالحفیظ بلیاوی
شذرات الذہب	۱۲	ابوالفلاح عبدالحی بن العماد	جامع ترمذی	۲	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی۔
الاغانی	۲۰	ابوالفرج اصبہانی	سنن کبریٰ	۱۰	امام احمد بن شعیب نسائی
تاریخ ابن خلکان	۲	قاضی احمد الشہیر بابن خلکان	زاد المعاد	۲	ابن القیم الجوزی
فوات الوفیات	״	محمد بن شاکر بن احمد الکتبی	مشکوٰۃ	۲	ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب
تاریخ ابن عساکر	۹	علی بن ابی محمد معروف بابن عساکر	طبرانی		حافظ طبرانی
تاریخ کامل	۱۲	ابن الاثیر الجزری	الحلیہ	۱	حافظ ابونعیم اصفہانی
البدایہ والنہایہ	۱۵	حافظ عماد الدین ابوالفداء اسمٰعیل بن عمر	ترغیب و ترہیب	۴	زکی الدین منذری
تہذیب التہذیب	۱۴	حافظ ابن حجر عسقلانی	زواجر		حافظ ابن حجر مکی
تذکرۃ الحفاظ	۴	حافظ شمس الدین ذہبی	شیخ زادہ	۴	محمد محی الدین المعروف بشیخ زادہ
دائرۃ المعارف	۱۱	معلم بطرس بستانی	قصص القرآن	۴	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
الجواہر المضیۃ	۲	ابومحمد محی الدین عبدالقادر قرشی	تاریخ اسلام	۱	مولانا عاشق الٰہی میرٹھی
المستطرفہ	۱	محمد بن جعفر کنانی	تاریخ امت	۶	محمد اسلم جیراجپوری
معجم الشعراء	۱	ابوعبداللہ بن عمر مرزبانی متوفی ۳۸۴ھ	تذکرۃ الاولیاء	۱	شیخ فریدالدین عطار
الشعر والشعرا	۱	ابن قتیبہ ابومحمد عبداللہ	تذکرۃ الاعزاز	۱	مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری
ہدیۃ المزجاۃ	۱	مولانا محمد عنایت اللہ لکھنوی رح	تسہیل الدراسہ	۱	مولانا ذوالفقار علی دیوبندی
شرح ابن عبدون	۱	ابوالقاسم عبدالملک معروف بابن عبدون	تسہیل البیان	۱	״ ״ ״
درۃ الغواص	۱	ابومحمد قاسم بن علی حریری			
رنات المثانی	جز ثالث	لویس معلوف یسوعی			
منجد	۱	فرونیار، توتل یسوعی			

انتساب

نیل الامانی شرح اردو مختصر المعانی کی طرح میں اپنی اس بضاعت مزجاۃ کو بھی مادرِ علمی دار العلوم دیوبند کی طرف منسوب کرتا ہوں جس کے دامنِ تربیت سے ہزارہا فیضیاب افرادِ انسانی اقلیم شہرت و عظمت کے تاجدار بن چکے ہیں اور مجھ حقیر و ناچیز کی یہ علمی کاوش بھی اسی کی رہینِ منّت ہے۔ (دام اللہ فیوضہا الی یوم الدین)

محمد حنیف غفرلہٗ گنگوہی

(۱۶ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ)

فہرست مضامین مقدمہ تحفۃ الادب شرح نفحۃ العرب

دیباچہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ ابلغَ ما تفتح بہ مہارقُ الکتُب ۞ واَطیبَ ما تورخ بہ مفارقُ الخُطَب ۞ احسنَ زینۃٍ تحلت بہا وَجَناتُ الطروس ۞ واَحسنَ تحیۃٍ لنفائس النفوس ۞ حمدُ اللّٰہ تعالیٰ علیٰ نعمہٖ التی لا ابدالی جودہا غمام ۞ ولا یُقارِبُ حسنَ مواقعہا تبسّمُ زہرٍ من ثغر اَکمام ۞ واکملَ ما وَشاہ البنانُ من غرَرِ البیان ۞ واجملَ ما انشاہ الانسانُ من دُرَرِ اللسان ۞ صلوٰاتُ اللّٰہ تعالیٰ علیٰ مَن یقِفُ لسانُ القلم عن نشرِ صفاتہٖ ۞ وتجفُّ افواہُ المحابر عن حصرِ سماتہٖ ۞ اما بعد

علوم عربیہ میں علم ادب کا جو مقام ہے وہ علوم دینیہ کے ماسوا کسی علم کو حاصل نہیں اس واسطے کہ فہم کلام الہٰی اور احادیث نبوی پر آگہی کا وسیلہ عربی علم ادب ہے۔ جس قدر آدمی علم ادب میں خام ہوگا اتنا ہی وہ وجوہ اعجاز کے ادراک میں بے بہرہ ہوگا۔

حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

علیکم بدیوانکم شعر الجاہلیۃ لا تضلوا فان فیہ تفسیر کتابکم ومعانی کلامکم اھ (حاشیہ جمل)

اپنے اوپر جاہلی اشعار لازم کر لو، بھٹکوگے نہیں کیوں کہ اس میں تمہاری کتاب کی تفسیر اور تمہارے کلام کے معانی ہیں۔

قال الشاعرے لکلّ شیٍٔ زینۃٌ فی الوریٰ ۞ وزینۃُ المرءِ تمام الادب ۞
قد یَشرُف المرءُ بآدابہٖ ۞ فینا وان کان وضیع النسب ۞

ادب عربی کے ابتدائی اور متوسط درجے کے لئے "نفحۃ العرب" مؤلفہ ادیب کامل حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب مرحوم کے حسن انتخاب کا بہترین مجموعہ ہے جس میں ادبی محاسن کے ساتھ ساتھ اخلاقی، اصلاحی اور تاریخی حیثیت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ سیر نبویہ، سیر صحابہؓ، عشرہ مبشرہ وغیرہ کے مبارک عنوانات ادبی قابلیت پیدا کرنے کے ساتھ پاکیزہ اخلاق بلند معیار خصائل اور اسلامی مذہبی جذبات کے محرک ہیں جس سے اسلامی روایات کی عظمت، مسلمانوں کے کارنامے ابتداء سے ہی پڑھنے والوں کے ذہن نشین ہوجاتے ہیں۔ آج کے علمی انحطاطی دور میں علوم عربیہ کے ساتھ جو اعتناء ہے اس کا عالم یہ ہے کہ عربی کتاب ہاتھ میں آنے سے پیشتر ہی محدود حواشی و شروحات کا تصور قائم ہوجاتا ہے اور میزان پڑھنے والا بھی اُردو شرح کا متلاشی رہتا ہے اسلئے ضرورت تھی اس بات کی کہ کتاب مذکور کی اُردو میں ایسی شرح کی جائے جس میں ادبی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کتاب کا مفید حل ہو

میں علمی ماحول کا گو ایک حقیر ذرہ ہوں جس کا مطالعہ نہایت محدود بالخصوص عربی ادب سے بالکل تہی مایہ ہے لیکن مجھے نونہالان قوم کی علمی ترقیات سے طبعی لگاؤ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے ہونہار عزیز طلباء آسمان علم وفضل پر مہر تاباں بنکر نمودار ہوں۔ نیل الامانی شرح اُردو مختصر المعانی اور پیش نظر علمی کاوش میرے اسی احساس کا نمونہ ہے۔ واللّٰہ الموفق۔

(محمد حنیف گنگوہی)

ے مخلوق میں ہر چیز کے لئے ایک زینت ہے اور آدمی کی زینت کمال ادب ہے آدمی اپنے آداب کے سبب ہمارے درمیان ذی شرف ہوجاتا ہے اگرچہ معمولی نسب والا ہو۔

مقدمہ

ادب کی تاریخی، لغوی، اصطلاحی ماہیت

عربی ادب کا اجمالی تصور ادب اظہار کا ایک ڈھنگ ہے جو ادیب کے احساس کی نمائندگی بھی کرتا ہے اور حسن، لطافت اور رنگینی کو اثر اندازی کی طاقت بھی دیتا ہے۔ ادب نفس انسانی میں شائستگی، افکار و خیالات میں روشنی، احساسات میں نزاکت، زبان میں سلاست اور زور پیدا کرتا ہے۔ ادب کا اطلاق ان تصانیف پر بھی ہوتا ہے جو کسی علمی یا ادبی تحقیق کا نتیجہ ہوں اور ان کتابوں پر بھی جو فکر و فن میں باہمی تأثر اور انشاء و اسلوب نگارش کی بہترین مثال تصور کی جاتی ہیں۔

عربی ادب کی تاریخ ادب کی ابتدائی تاریخ اور آغاز کے بارے میں کوئی نص صریح یا برہان قاطع ایسی نہیں ہے جو اس کلمے کی تاریخی حیثیت سے بحث کرے۔ یہ ایک سلسلۂ خبر ہے، جس کی مبتدا کا سراغ نہیں ملتا نہ سامی زبانوں میں نہ عربوں کی جاہلی شاعری میں۔ البتہ جاہلی کی تاریخوں میں کچھ اقوال ایسے ملتے ہیں، جن کے مطالعہ سے اس سلسلہ میں مدد ملتی ہے مثلاً شاہ حیرہ نعمان بن منذر نے کسریٰ کے نام ایک خط میں تحریر کیا تھا

وَقَدْ أَوْفَدْتُ أَيُّهَا الْمَلِكُ رَهْطًا مِنَ الْعَرَبِ لَهُمْ فَضْلٌ فِي أَحْسَابِهِمْ وَأَنْسَابِهِمْ وَعُقُولِهِمْ وَآدَابِهِمْ

اے بادشاہ! میں عرب کے ایک گروہ کو آپ کے پاس وفد بنا کر بھیج رہا ہوں جو حسب نسب میں فضیلت رکھتے ہیں یہ لوگ دانشور اور صاحب اخلاق و آداب ہیں۔

اسی طرح علقمہ بن علاثہ نے کسریٰ کے سامنے کہا تھا:

فَلَيْسَ مَنْ حَضَرَكَ مِنَّا بِأَفْضَلَ مِمَّنْ عَزَبَ عَنْكَ بَلْ لَوْ قِسْتَ كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ وَعَلِمْتَ مِنْهُمْ مَا عَلِمْنَا لَوَجَدْتَ لَهُ فِي آبَائِهِ أَنْدَادًا وَأَكْفَاءً كُلُّهُمْ إِلَى الْفَضْلِ مَنْسُوبٌ وَبِالشَّرَفِ وَالسُّؤْدُدِ مَوْصُوفٌ وَبِالرَّأْيِ الْفَاضِلِ وَالْأَدَبِ مَعْرُوفٌ

ہم جو لوگ آپ کے پاس آئے ان کو ان لوگوں پر فضیلت حاصل نہیں ہے، جو نہیں آئے۔ اگر آپ ان کا باہم موازنہ کریں اور جتنا ہم کو ان کے بارے میں علم ہے، اتنا آپ بھی جان لیں تو آپ ان کو ہمارے ہمسر اور ہم مرتبہ پائیں گے وہ صاحب فضل و شرف ہیں ان میں سیادت ہے اور وہ اصابت رائے سے موصوف اور ادب سے آراستہ ہیں

ان اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ادب عرب نژاد ہے دخیل نہیں ہے۔

بعض محققین (جرجی زیدان اور زیات وغیرہما) کا خیال ہے کہ یہ لفظ عربی اور دوسری سامی زبانوں میں سمیریوں کی زبان سے آیا ہے جو قدیم زمانہ میں جنوبی عراق میں آباد تھے۔ ان سے حملہ آوروں (سامیوں) نے اس لفظ کو اڑا لیا۔ سمیریوں کے یہاں اس لفظ کے معنی انسان تھے۔ سامی زبانوں میں یہ لفظ ادب سے اُدم اور ادم سے آدم ہو گیا۔ لیکن عربوں نے اس لفظ کو اپنی اصل حالت میں محفوظ رکھا۔ انہوں نے اس لفظ کو آدمیت یا انسانیت کے معنی میں استعمال کیا اور لازم بول کر ملزوم مراد لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ سے عربی زبان میں لفظ ادب کے وجود کی تائید ہوتی ہے۔ مشہور حدیث ہے:

أَدَّبَنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ تَأْدِيبِي

میرے پروردگار نے میری تربیت کی اور خوبی سے کی

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ مَأْدُبَةُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ فَتَعَلَّمُوا مِنْ مَأْدُبَتِهِ

بیشک قرآن اس دنیا میں ایک خوانِ الٰہی ہے پس اس سے تم لوگ استفادہ کرو

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لفظ عہد رسالت، عہد صحابہ اور خود ایام جاہلیت میں جانا پہچانا تھا۔

پہلی صدی ہجری لفظ ادب کی اصل تاریخ بنی امیہ سے شروع ہوتی ہے۔ انہی کے زمانے میں یہ لفظ رائج اور شائع ہوا۔ اسی زمانہ سے

اس لفظ کا استعمال سب سے پہلے تعلیم و تربیت کے معنے میں ہوا۔ عہد بنی امیہ میں اساتذہ کی ایک ایسی جماعت تھی جو امراء کے لڑکوں کو تعلیم و تربیت دینے پر مامور تھی۔ اس جماعت اور اشعار کے راویوں اور تاریخی واقعات بیان کرنے والوں کو "مؤدب" کہا جاتا تھا۔ اس جماعت "مؤدبین" میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔

(۱) ابو معبد الجہنی (۲) عامر الشعبی۔ دونوں خلیفہ عبدالملک بن مروان کے لڑکوں کو تعلیم دیتے تھے۔

(۳) صالح بن کیسان:۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے لڑکوں کا مؤدب تھا۔

(۴) جعد بن درہم: خلیفہ مروان بن محمد کا مؤدب تھا۔

اس دور کی تحریروں میں جا بجا لفظ ادب کا تذکرہ ملتا ہے۔ زیاد بن ابیہ اپنے خطبہ "البترا" میں کہتا ہے

فَادْعُوا اللّٰہَ بِالصَّلَاحِ لِأَئِمَّتِکُمْ فَإِنَّہُمْ سَاسَتُکُمُ الْمُؤَدِّبُوْنَ لَکُمْ أَمَا وَاللّٰہِ لَأُؤَدِّبَنَّکُمْ بِغَیْرِ ہٰذَا الْأَدَبِ أَوْ لَتَسْتَقِیْمُنَّ۔

تم خدا سے اپنے آئمہ کے لئے راستی اور خیر کی دعا کرو، کیونکہ وہ تمہارا انتظام کرنے والے اور سکھانے والے ہیں، بخدا تم کو اس طرز ادب کے سوا ادب سکھاؤں گا۔ ورنہ تم اپنی روش درست کرلو۔

کسی فزاری شاعر نے لفظ ادب کو اپنے شعر میں اس طرح استعمال کیا ہے

کَذَاکَ أُدِّبْتُ حَتّٰی صَارَ مِنْ خُلُقِیْ ❋ إِنِّیْ وَجَدْتُ مِلَاکَ الشِّیْمَۃِ الْأَدَبَا

میری تہذیب و تربیت اس طرح کی گئی ہے کہ ادب میری سرشت بن گئی ہے اور میں نے اپنی خصلت کا مدار ادب کو بنایا ہے بنی امیہ کے زمانہ میں اس لفظ کا اطلاق اس قسم کے علوم پر ہوتا تھا، جن کا مذہب اور دینیات سے کوئی تعلق نہ ہو۔ جیسے شاعری، کہانی، انساب، ایام عرب اخبار و احوال، شرافت اور حسن واخلاق بھی اس سے مراد لئے جاتے تھے۔ پھر جب لغت مدون ہوا تو وہ بھی ادب میں شامل ہوگیا۔

صاحب لسان العرب نے مادۂ ادب سے بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ادب دو ہی چیزوں کا نام ہے، ایک تہذیب نفس اور دوسرے تعلیم شعر و نثر۔ پہلی صدی ہجری سے اب تک مادۂ ادب انہی دو معنوں پر دلالت کرتا رہا ہے۔

بنی امیہ کے عہد سے ہی ادیب یا مؤدب، شاعر اور نثر نگار کے درمیان فرق قائم ہوا، جس شخص پر ادب اور اس کی تعلیم کا غلبہ ہوتا تھا اس کو ادیب کہتے تھے اور جس کا رجحان شاعری کی طرف ہوتا تھا وہ شاعر کہلاتا تھا۔

دوسری صدی ہجری

دوسری صدی ہجری کے نصف اول میں جب عربی علوم، لغت، نحو، صرف کا نشوونما ہوا تو ان علوم نے اصطلاحی شکل اختیار کی اور یہ علوم "ادب تعلیمی" میں داخل ہوگئے۔ ادب تعلیمی کا مفہوم وسیع ہوگیا۔ لفظ ادب کا اطلاق نثر و نظم، انساب، اخبار، لغت، نحو، صرف اور نقد پر ہونے لگا۔ لیکن یہ حالت زیادہ دنوں قائم نہ رہ سکی۔

تیسری صدی ہجری

تیسری صدی ہجری میں ادب پھر اپنے اسی مفہوم کی طرف پلٹا جو پہلی صدی ہجری میں تھا یعنی ادب فنی اور تہذیب نفس کے معنی دینے لگا، اس تعریف میں شعر و نثر اور ان سے متعلقہ علوم اخبار، انساب، ایام عرب اور احکام نقد داخل ہیں، البتہ اس میں فنی نثر اور ادبی تنقید کا اضافہ ہوگیا۔

اس صدی میں اعلیٰ ادب تصنیف ہوا۔ جاحظ (متوفی ۲۵۵ھ) کی "البیان والتبیین" ابن قتیبہ (متوفی ۲۷۶ھ) کی "الشعر والشعراء" اور "الکامل" للمبرد (متوفی ۲۸۵ھ) جو عربی ادبیات میں امہات الکتب تسلیم کی جاتی ہیں اسی زمانہ میں لکھی گئیں۔ اس صدی میں لفظ ادب کے تہذیب نفس والے معنی میں وسعت پیدا ہوئی اور اس موضوع پر کچھ کتابیں بھی تصنیف کی گئیں ـــ ابوالعباس سرخسی (متوفی ۲۸۶ھ) کی "ادب النفس"

کشاجم شاعر (متوفی سنہ ۳۵۰ھ) کی آداب الندیم، صحیح بخاری (متوفی سنہ ۲۵۶ھ) کا باب الادب، حماسہ ابی تمام (متوفی سنہ ۲۳۱ھ) کا باب الادب اس سلسلہ کی اہم کتابیں اور اجزاء ہیں۔

چوتھی صدی ہجری چوتھی صدی میں لغت، نحو اور صرف ادب سے الگ ہو گئے، نقد، بلاغت اور بدیع ادب میں شامل ہو گئے، شعر و ادب میں تنقیدی اور فنی زاویہ نگاہ سے بحثیں ہوئیں۔ بحتری، ابو تمام کے ادبی معرکوں اور بعد میں متبنی کے مخالفین اور موافقین کے مباحث نے فن نقد کا فائدہ پہنچایا۔ آمدی (متوفی سنہ ۳۷۰ھ) نے اپنے موازنہ بین الطائیین اور ابو الحسن جرجانی (متوفی سنہ ۳۹۲ھ) نے "الوساطۃ بین المتنبی و خصومہ" انہی واقعات سے متاثر ہو کر تصنیف کیں۔ اس طرح تنقید نے مستقل فن کی حیثیت اختیار کرنا شروع کی اور اس کا شمار علیحدہ ایک عام ادبی فن میں ہونے لگا۔

اس صدی میں بھی کتابوں نے فن نقد کو فروغ دیا اور اس کو مستقل ایک فن کا درجہ دیا ان میں قدامہ بن جعفر (متوفی سنہ ۳۱۰ھ) کی نقد الشعر" اور نقد النثر کے نام سرفہرست ہیں۔ قدامہ نے سب سے پہلے عربی نقد کے اصول استخراج کئے۔ ان کے بعد ابو ہلال العسکری (متوفی سنہ ۳۹۵ھ) نے "الصناعتین" میں انہی کے نقش قدم کی پیروی۔ ابو الفرج الاصبہانی (متوفی سنہ ۳۵۶ھ) کی الاغانی اور ابن عبد ربہ (متوفی سنہ ۳۲۸ھ) کی العقد الفرید کے نام بھی اس سلسلہ میں قابل ذکر ہیں۔

پانچویں صدی ہجری پانچویں صدی ہجری کے اختتام تک اہم ادبی علوم نے مستقل علوم کی حیثیت اختیار کر لی۔ شاید اسی وجہ سے زیات نے لکھا ہے کہ عہد اخوان الصفاء کے بعد لفظ ادب کا اطلاق فنون صنعت و حرفت اور تمام غیر شرعی علوم پر نہیں رہا۔ لیکن عربی زبان کے علوم جیسے معانی، بیان، صرف، نحو اس کے دائرہ میں داخل رہے، ادبی علوم سے مراد کیا ہے؟ وہ کون سے علوم ہیں جو ادب کی تعریف میں شامل ہیں؟ اس بارے میں علماء کا سخت اختلاف ہے۔ انباری نے علم ادب کی آٹھ قسمیں ذکر کی ہیں۔ زمخشری و جرجانی کے نزدیک علم بارہ ہیں۔ آٹھ اصول (لغت، صرف، اشتقاق، نحو، معانی، بیان، عروض، قافیہ) اور چار فروع (رسم الخط، قرض الشعر، انشاء نثر، محاضرات)، سکاکی (متوفی سنہ ۶۲۶ھ) نے مفتاح العلوم" یاقوت حموی (متوفی سنہ ۶۲۶ھ) نے معجم الادباء اور شریف جرجانی (متوفی سنہ ۸۱۶ھ) نے مقدمہ شرح المفتاح میں ان ادبی علوم سے بحث کی ہے۔

ادب کی لغوی تحقیق لسان العرب میں ادب کے لغوی معنی دعوت (بلانا) ہے۔ وہ کھانا جس کی طرف لوگوں کو بلایا جاتا ہے، اس کو "مدعاۃ" اور "مادبۃ" کہتے ہیں وہ لٹریچر جس سے ادیب متأدب ہوتا ہے اسکو ادب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کو اچھائیوں کی طرف بلاتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔ "المحیط" میں الادب (متحرک الاوسط) کے معنی لطافت طبع اور خوش اطواری کے ہیں۔ ادبہ، علمہ سکھایا، تادب تعلم بہ، سیکھا، الاذب (لبکون العین) کے معنے تعجب کے ہیں، جیسا کہ الادبۃ (بالضم) کے معنے تعجب اور پسندیدگی کے ہیں اور تادب البحر کے معنے پانی کی زیادتی ہے۔

ادب کی اصطلاحی تعریف ادب اصطلاحی وہ علم ہے جس کی نگہداشت حدود اور رعایت کرنے سے کلام کی لفظی و کتابی غلطیوں سے بچ سکیں۔ لفظ یا کتابت کی اغلاط سے جو خرابی زبان میں محاورہ کی حیثیت سے واقع ہوتی ہے اس سے حفظ و نگہداشت اس علم کے ذریعے سے کی جاتی ہے یا وہ لوگوں کو مہذب اور شائستہ بناتا ہے اور ناشائستہ باتوں سے روکتا ہے اس لئے اس علم کا نام ادب رکھا گیا۔

علم ادب کا موضوع ہر علم کا ایک موضوع ہوتا ہے، جس میں اس کے عوارض ذاتیہ کے سلب و ثبوت سے بحث کی جاتی ہے، جیسے طب کا موضوع جسم انسانی ہے، اس حیثیت سے کہ امراض جسم انسانی کو لاحق ہوتی ہیں اور علاج کے ذریعہ ان کا تدارک کیا جاتا ہے۔ اسی طرح نحو کا موضوع کلمہ ہے۔ علم نحو کلمے کے ان عوارض و احوال سے بحث کرتا ہے جو اس کے معرب و مبنی ہونے کی حیثیت سے پیش آتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ موضوع اسی علم کا متعین ہو سکتا ہے، جس کی تمام قسموں کے موضوعات باوجود تباین صنفی یا نوعی کے کسی ایک جنس قریب اعم مطلق کے تحت میں داخل ہوں اور جس علم کی تمام قسموں کے موضوعات کسی ایک جنس قریب اعم مطلق کے تحت میں داخل نہ ہوں، اس کے لئے کوئی موضوع متعین نہیں کیا جا سکتا۔ علم ادب بھی ایسا ہی ہے کہ اس کے اقسام کے موضوعات کسی ایک جنس کے تحت میں داخل نہیں اس لئے محققین نے کہا ہے کہ اس علم کا کوئی موضوع نہیں ہے۔ ابن خلدون نے ادب کے موضوع سے انکار کرتے ہوئے لکھا ہے،

ہذا العلم لا موضوع لہ ینظر فی اثبات عوارضہ ونفیہا۔ علم ادب کا کوئی موضوع نہیں جس کے احوال سے اثبات و نفی میں بحث کی جائے، اسی کو صاحب کتاب ادیب کامل حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب مرحوم نے حق قرار دیا ہے۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس کا موضوع طبیعت یا فطرت ہے۔ طبیعت یا فطرت سے مراد واردات (داخلیت) اور تأثرات (خارجیت) ہیں جس سے انسان اس مادی دنیا میں متصادم ہوتا ہے۔ انسان خارجی حقائق کا مظہر ہے اور طبیعت داخلی کیفیات کی۔ ان پر تنقید و تبصرہ فطرتِ انسانی کا تقاضہ ہے۔ داخلی یا خارجی عوامل کی ترجمانی کا نام طبیعت یا فطرت ہے۔ یہی ادب کا موضوع ہے۔

غایت علم ادب مافی الضمیر کو پورے طور سے نہایت دلچسپ اور مؤثر پیرایہ سے دوسرے کے ذہن نشین کر دینا علم ادب کی غایت ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ عربی ادب کا یہ بھی فائدہ ہے کہ قرآن و حدیث کو اس کے اعجاز لفظی و معنوی سے کامل طور متاثر ہو کر اسکے مضامین کو سمجھنا اور سمجھانا۔

تذکرۃ الاعزاز

نام و نسب اور آبائی وطن محمد اعزاز علی نام اور لقب اعزاز العلماء ہے۔ نسب نامہ یہ ہے۔ اعزاز علی بن محمد مزمل علی بن حسن علی بن خیر اللہ الخ۔ آبائی وطن مراد آباد کے مضافات میں ایک مشہور قصبہ امروہہ ہے۔ آپ قبیلہ کمبوہ سے ہیں جو ہندوستان کا ایک مشہور قبیلہ ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد شاہی لشکر میں بلند مناصب اور اونچے عہدوں پر فائز تھے۔ آپ کی پیدائش ہندوستان کے مشہور شہر بدایوں میں ۱۳۰۰ھ میں غروب شمس کے وقت ہوئی اور نانا جان نے "اعزاز علی" نام تجویز کیا۔

تحصیل علوم ابتداء میں آپ نے قطب الدین نامی شخص کے پاس قرآن شریف کے دو ثلث ناظرہ پڑھے۔ اس کے بعد حافظ شرف الدین کی نگرانی میں تمام کلام اللہ حفظ کیا اور اردو کی معمولی سی تعلیم کے بعد فارسی کی تعلیم اپنے والد مرحوم سے حاصل کی۔ اس کے بعد مقام تلہر کے مشہور مدرسہ گلشن فیض میں مولانا مقصود علی خان صاحب صدر مدرس مدرسہ کے پاس عربی درس نظامی کی ابتدائی کتابیں شرح ملا جامی تک پڑھیں، پھر شاہجہاں کی مشہور دینی درسگاہ "معین العلم" میں داخلہ لیا جو مولانا عبد الحق صاحب کا قائم کیا ہوا تھا۔ یہاں آپ نے حضرت مولانا قاری بشیر احمد صاحب سے درس نظامی کی اکثر کتابوں کے علاوہ ملا جامی اور کنز الدقائق اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب سے فارسی کی بعض کتب کے علاوہ فقہ کی مشہور کتاب شرح وقایہ پڑھی۔

دارالعلوم دیوبند میں معین العلم میں درس نظامی کی جب متوسط درجہ کی کتابوں سے فارغ ہو گئے تو مولانا بشیر احمد اور مفتی کفایت اللہ صاحب

---

[1] معارف جلد ۹۶ از مقالہ مولانا وقار احمد صاحب رضوی (بحذف و زیادۃ و تغیر)

کے اصرار پر ہندوستان کی مرکزی درسگاہ دارالعلوم دیوبند پہنچ کر امتحان داخلہ میں کامیابی سے فارغ ہونے کے بعد مولانا حافظ احمد صاحب مہتمم دارالعلوم سے ہدایہ اولین اور دارالعلوم کے مشہور منطقی و فلسفی حضرت مولانا محمد سہول صاحب بھاگلپوری سے میر قطبی اور اس کے علاوہ دوسرے اساتذہ سے بعض کتابیں شروع کیں دارالعلوم میں گئے ہوئے ابھی ایک سال کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ مولانا نے اپنی ہمشیرہ سے جو اس وقت میرٹھ میں مقیم تھیں ملاقات کے خیال سے میرٹھ کا سفر کیا۔ یہاں مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی مُصر ہوئے کہ ایک دو سال میرٹھ مدرسہ میں تعلیم حاصل کر لو۔ اس کے بعد دورہ حدیث شریف کی شرکت کے لئے دیوبند چلے جانا۔ مولانا میرٹھی صاحب سے خصوصی تعلق اور گہرے مراسم کی وجہ سے آپ نے عارضی طور پر دیوبند کا قیام ترک کیا اور میرٹھ کی مشہور درسگاہ مدرسہ قومی خیر نگر میں داخلہ کرا لیا۔ یہاں آپ نے مولانا عاشق الٰہی صاحب سے اصول و فروع کی بعض کتابیں اور مولانا عبدالمومن صاحب دیوبندی صدر مدرس مدرسہ سے عقائد، منقولات اور فلسفہ کی اکثر و بیشتر کتابیں پڑھنے کے علاوہ صحاح ستہ میں بخاری شریف کے علاوہ سب کتابیں ختم کیں۔ اس حد تک تکمیل کر چکنے کے بعد مولانا عاشق الٰہی صاحب کی اجازت سے دیوبند میں دوبارہ حاضری ہوئی اور حضرت مولانا شیخ الہند صاحب سے صحیح بخاری، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد کے علاوہ ہدایہ اخیرین، بیضاوی اور توضیح و تلویح پڑھی۔ اس کے علاوہ فنون کی بعض کتابیں دارالعلوم کے معقولی استاد مولانا غلام رسول خاں صاحب ہزاروی سے اور فتویٰ نویسی کا کام حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمان صاحب سے سیکھا اور ادب کی اکثر کتابوں کی تعلیم مولانا معزالدین صاحب سے حاصل کی۔

بھاگلپور میں درس و تدریس | دارالعلوم سے فراغت کے بعد حضرت شیخ الہند صاحب نے مولانا کی صلاحیتوں کو پاکر مدرسہ نعمانیہ واقع پورینی مضافات بھاگلپور میں تدریس کا حکم فرمایا۔ آپ وہاں پہنچے اور مخلصانہ جدوجہد، مسلسل سعی و کوشش کی وجہ سے اس غیر آباد و نامانوس علاقہ میں قال اللہ وقال الرسول کا غلغلہ کچھ اس طرح بلند ہوا کہ طلباء کی ایک بڑی جماعت بہار اور اس کے قرب و جوار کے دوسرے علاقوں سے جوق در جوق نعمانیہ مدرسہ میں پہنچنے لگی۔ مدرسہ کی تعلیم آپ کی وجہ سے نہایت ٹھوس ہونے لگی اور یہاں سے فارغ طلباء ذی استعداد ہونے کی بناء پر امتیازی نظروں سے دیکھے جانے لگے

مدرسہ نعمانیہ سے ترک تعلق اور افضل المدارس شاہجہانپور میں مدرسی | اسی دوران میں مدرسہ مذکور کا آخری جلسہ ہوا جس میں علماء دیوبند کے علاوہ پورینی کے بعض شدید و سرگرم کے اصرار پر بعض بریلوی علماء کو بھی شریک کیا گیا۔ جلسہ شروع ہوا تو سوچی سمجھی سکیم کے مطابق اختلافی مسائل کو چھیڑ کر مناظرہ کی خطرناک صورت پیدا کر دی گئی اور اس قدر ہیجان برپا کیا گیا کہ صورت حال زیادہ سے زیادہ خراب ہوتی چلی گئی حتیٰ کہ اصلاح کی کوشش بھی کامیاب نہ ہو سکی، اس لئے آپ مدرسہ نعمانیہ سے مستعفی ہو کر شاہجہانپور واپس آ گئے اور یہاں والد صاحب کے اصرار پر مدرسہ افضل المدارس سے اپنا تدریسی سلسلہ قائم کر لیا۔

اس مدرسہ کا نہ کوئی وقف تھا اور نہ عام چندہ صرف ایک باہمت انسان کی توجہ سے چل رہا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد ان صاحب کا انتقال ہو گیا اور مدرسہ کی حالت دگرگوں ہو گئی اور اس عرصہ میں کئی ماہ ایسے گزرے کہ مولانا اپنی قلیل تنخواہ بھی نہ لے سکے اور حسبۃً للہ حالات کی ناسازگاری کے باوجود کام کرتے رہے اور بالآخر سخت مجبور ہو کر مولانا نے مدرسہ سے سبکدوشی اختیار کر لی۔ اس مدرسہ میں مولانا کی مدت تدریس تین سال ہے

بحیثیت مدرس دارالعلوم دیوبند میں | افضل المدارس سے علیحدگی کے بعد مشفق استاد حضرت مولانا محمد سہول صاحب بھاگلپوری کی سعی و کوشش سے ۱۳۳۰ھ کے اوائل میں دارالعلوم دیوبند کی منتظمہ کمیٹی نے مولانا کا تقرر ۲۵ روپے کے مشاہرہ پر کر دیا۔ ابھی آپ شاہجہانپور ہی تھے کہ اہتمام دارالعلوم کی جانب سے تقرر کا اطلاع نامہ مولانا کو پہنچا۔ آپ نے دارالعلوم کی تدریس کو دین کی نہایت اہم خدمت تصور کر کے دیوبند آنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ تشریف لائے اور دارالعلوم کے ابتدائی مدرس مقرر کئے گئے، اور علم الصیغہ، مفید الطالبین، نور الایضاح وغیرہ کتابیں تدریس کے لئے دی گئیں

ریاست حیدر آباد میں آپ دارالعلوم میں بسلسلہ تدریس مشغول رہے، شب و روز کی جد و جہد اور بعض کا ر اساتذہ کی توجہ سے مولانا کا شمار دارالعلوم کے ممتاز اساتذہ میں ہونے لگا۔ علمی استعداد پر اعتماد کرتے ہوئے مجلس علمیہ نے درمیانی درجہ کی کتابیں بھی تدریس کے لئے آپ کے یہاں بھیجدیں۔ اسی دوران میں ریاست حیدر آباد کی جانب سے مولانا حافظ احمد صاحب کو ریاست کا مفتی اعظم بنا کر بلایا گیا۔ چونکہ حافظ صاحب اپنی ضعیف العمری کی وجہ سے امور متعلقہ کے انجام دینے سے معذور تھے، اس لئے حافظ صاحب نے آپ کو اپنے ہمراہ جانے کے لئے فرمایا اور تقریباً ۹ سال دارالعلوم میں تدریس کے بعد ۱۳۲۲ھ میں آپ کو دارالعلوم چھوڑنا پڑا۔

آپ کو حیدر آباد میں خدمات انجام دیتے ہوئے ابھی ایک ہی سال کا عرصہ ہوا تھا کہ سنہ ۱۳۳۰ھ میں مولانا حافظ احمد صاحب کو جبکہ وہ حیدر آباد سے دیوبند کا سفر کر رہے تھے، جان، جان آفریں کے سپرد کر دینا پڑی۔ ادھر دارالعلوم کے شعبۂ افتاء میں مفتی عزیز الرحمان صاحب کی علیحدگی کی وجہ سے کسی مناسب آدمی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس پر ۱۳۳۱ھ کی مجلس شوریٰ کے انتظامی کمیٹی میں مولانا حبیب الرحمن عثمانی نے اس خدمت کے لئے آپ کا نام پیش کیا اور کمیٹی کے ہر رکن نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور حیدر آباد میں مولانا کو اس تقرری کی اطلاع کر دی گئی۔ آپ ۱۳۳۱ھ میں حیدر آباد سے دیوبند تشریف لائے اور تادم آخر دارالعلوم میں خدمات انجام دیتے رہے۔

درسی خصوصیات آج دنیائے علم میں ایسے فاضل اساتذہ موجود ہیں جو ہر فن کی آخری کتاب منتہی طلبا کو پڑھا دیں۔ لیکن یہ نہایت مشکل ہے کہ وہ مبتدی طلبا کو ابتدائی اسباق پڑھائیں اور ان کی استعداد کے مطابق حق ادا کر سکیں، حضرت مولانا کی یہ نمایاں خصوصیت تھی کہ آپ جس وقت دیوان متنبی، حماسہ، بیضاوی، ہدایہ اخیرین، ابوداؤد شریف وغیرہ کا درس دیتے ہوتے تھے۔ انہی ایام میں آپ کے یہاں میزان الصرف، ملا جامی، نفحۃ العرب، مفید الطالبین، المنتقی الابحر کا درس بھی ہوتا تھا

جس طرح حضرت شاہ انور صاحبؒ نے درس حدیث میں اپنے تبحر علمی، وسعت مطالعہ، خداداد ذہانت، ممتاز قوت حافظہ کی وجہ سے ایک ایسی نمایاں خصوصیت پیدا کی کہ دارالعلوم کی سابقہ تاریخ اس سے قطعاً خالی تھی۔ اسی طرح حضرت مولانا نے ادب کی کتابوں کے پڑھانے میں بیان لغت، ترکیب نحوی، علم صرف، علم معانی و علم بیان کا ایسا کامیاب اضافہ فرمایا جو پہلے کسی کے درس میں نہ تھا۔ لوگ آپ کو شیخ الادب کہتے ہیں لیکن آپ بنا بر مناسبت طبعی فن فقہ پر جس حد تک قادر یافتہ تھے، اس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ مسائل فقہ میں ایسی موشگافیاں کرتے تھے کہ عقل حیران رہ جاتی تھی۔ ہدایہ اخیرین جو علم فقہ میں چوٹی کی کتاب ہے حضرت مولانا اس کا درس تقریباً چالیس سال تک نہایت کامیابی کے ساتھ اس طرح دیتے رہے کہ مسئلہ کو طرح سمجھا کر جملہ اشکال رفع کرتے ہوئے فن کی گہری باتیں بھی ساتھ ساتھ دے کر چلتے تھے۔ مشکوٰۃ شریف کے درس میں معاملات کی تشریح، مسائل کی تفصیل، فقہی عبارتوں کی تنقیح آپ کی امتیازی خصوصیت تھی۔ حدیث کی اہم کتاب ابوداؤد شریف کے درس میں بحیثیت روایت کے اعتبار سے حدیث کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں رہتا تھا۔ سند کے جھگڑے، ابوداؤد کی اپنی تحقیق اور دیگر اقوال تفصیل سے اس طرح حل ہوتے تھے کہ عام طلبا ان کو سہل اور عام فہم سمجھنے لگتے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے زمانہ سے آپ کے یہاں شمائل ترمذی ہوتی تھی جس میں حدیثی نکات کے ساتھ حل لغت، ترکیب نحوی، بامحاورہ ترجمہ، آداب حدیث علی وجہ الاتم ہوتا تھا۔

وقت کی پابندی وقت کی پابندی جو درس کے لئے اور طلبا و معلم کے لئے ایک ضروری امر ہے مولانا کا طغرائے امتیاز ہے۔ سردی ہو یا گرمی، جاڑہ ہو یا موسم برسات، بیماری ہو یا تندرستی، شادی ہو یا غم، بہرحال مولانا کا یہ اصول تھا کہ سبق ہونا چاہئے۔ کمرہ میں گھڑی موجود تھی۔ وقت سے کم از کم ایک منٹ قبل بغل میں کتاب دبائی، کمرہ کو مقفل کیا اور گھنٹہ بجانے والا ابھی گھنٹہ بجانے سے فارغ بھی نہیں ہوا کہ آپ درسگاہ پہنچ گئے اور سبق شروع ہو گیا۔ ادھر گھنٹہ بجا اور مولانا کی کتاب بند ہو گئی۔

تعلیقات و تالیفات دنیائے علم پر آپ کا مزید اور گراں قدر احسان یہ ہے کہ آپ نے درس نظامی کی ادق اور اصعب کتابوں کے بڑی کاوش و تحقیق کے بعد حواشی لکھے اور اپنے طویل تدریسی تجربہ کی بنا پر ہر حیثیت سے ان کو سہل اور عام فہم کر دیا جن کی فہرست درج ذیل ہے۔

حاشیہ نور الایضاح فارسی، حاشیہ نور الایضاح عربی۔ حاشیہ دیوان حماسہ، حاشیہ کنز الدقائق۔ حاشیہ دیوان متنبی عربی اردو۔ ترجمہ دیوان متنبی۔ حاشیہ شرح نقایہ۔ حاشیہ مفید الطالبین (مختصر و مطول)، نفحۃ العرب، حاشیہ نفحۃ العرب۔

آپ کے مشہور تلامذہ مولانا کے تلامذہ کی تعداد پانچ چھ ہزار سے کم نہیں ہے۔ جنکی تفصیل اس مختصر مقدمہ میں ناممکن ہے۔ چند مخصوص اور ممتاز شاگردوں کے نام یہ ہیں۔

مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی، مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی۔ مولانا عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی۔ مولانا محمد میاں صاحب۔ ڈاکٹر مصطفیٰ حسن صاحب کاکوری، مفتی محمود حسن صاحب نانوتوی، مولانا منظور احمد صاحب نعمانی، مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی۔ مولانا نسیم احمد صاحب فریدی، قاضی زین العابدین صاحب سجاد میرٹھی، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا فخر الدین صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند، مولانا معراج الحق صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند، مولانا عبدالاحد صاحب مدرس دارالعلوم، مولوی سید حسن صاحب۔

شعر و شاعری اکابر اساتذہ دارالعلوم دیوبند کے اکثر و بیشتر افراد شاعری کے اچھے خاصے مذاق سے بہرہ ور رہے ہیں۔ اسی جماعت کے ایک ممتاز رکن حضرت مولانا اعزاز علی صاحب بھی تھے جن کی شاعری اردو و عربی دو حصوں میں منقسم ہے۔ مولانا نے فارسی میں کبھی طبع آزمائی نہیں فرمائی۔ حالانکہ فارسی کا ذوق بھی مولانا کو عربی سے کم نہیں تھا۔ عربی میں آپ نے اس وقت سے کہنا شروع کیا تھا جب آپ دیوبند سے فارغ ہو چکے تھے۔ لیکن اردو میں آپ نہایت کم سنی اور خورد سالگی سے کہتے چلے آئے ہیں۔ آپکے بعض عربی قصائد کتاب کے آخر میں درج ہیں، جن سے قارئین حضرات عربی سخن سنجی کی مہارت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اردو کلام کا مختصر انتخاب پیش خدمت ہے۔

(۱)

مانا کہ تا کنا مرا فسق و فجور تھا ؛ زلفوں کا دام تم کو بچھانا ضرور تھا ؛ افسوس ہے کہ "تو" کے بھی قابل نہیں رہا ؛ جو آپ کی زبان پہ کل تک حضور تھا ؛ کس نے کہا کہ وادیٔ غربت میں تھے جدا ؛ دل سے بہت قریب تھا گو جسم دور تھا ؛ اس دل میں حسرتوں کے سوا کچھ نہیں رہا ؛ جو دل کہ تم کو دیکھ کے وقفِ سرور تھا ؛ ہلچل زمیں پہ مچ گئی افلاک ہل گئے ؛ یارب کسی کی آہ تھی یا نفخ صور تھا ؛ عفو اور صفح سے نہ لیا آپ نے بھی کام ؛ مانا کہ عشق آپ سے میرا قصور تھا ؛

تیری نشیلی آنکھ نے بے خود بنا دیا ؛ اعزاز ورنہ صاحب عقل و شعور تھا

(۲)

کچھ ہوش اے ساقیٔ فرزانہ کسی کا ؛ لبریز ہوا جاتا ہے پیمانہ کسی کا ؛ ہم آپ سے جاتے رہے سنتے ہوئے جسکو ؛ افسوس تھا الہٰی کہ وہ افسانہ کسی کا ؛ اعزاز ترا حال سنا دے کوئی اسکو ؛ ہم دیکھتے ہیں حوصلہ ایسا نہ کسی کا۔

(۳)

پہنچا جو میں بولے کہ وہ پھر آگیا ظالم ؛ دربان اسے کس لئے روکا نہیں کرتے
دل چھین لیا جان کا بھی اب ہے ارادہ ؛ بیکس کو تو یوں چور بھی لوٹا نہیں کرتے

(۴)

دل ہی نہیں وہ دل کہ تری جس میں جا نہیں ٭ سر ہی نہیں وہ جس میں کہ سودا ترا نہیں ٭ اے غیرت مسیح! ترا اپنے مریض کو ٭
جا دیکھ تو کہ اس میں کچھ اب ہے بھی یا نہیں ٭ حُسنِ بیان میں نہیں اعزاز کا نظیر ٭ آصف سا ملک میں کوئی فرمانروا نہیں

(۵)

ہر ایک رند نماز اُن کے پیچھے پڑھ لیتا ٭ شیوخ وعظ اگر بادہ سے وضو کرتے ٭ خطیب ہونے کا اپنے انھیں مزہ آتا ٭
مثالِ نہا جو کبھی مجھ سے گفتگو کرتے ٭ دیارِ غیر میں گمنام ہو کے میں جو مروں ٭ خدا کرے وہ پھریں میری جستجو کرتے ٭
یہ دل کی دل میں تمنا رہی کہ وہ مجھ کو ٭ کبھی رقیب کی نظروں میں سُرخرو کرتے ٭ حریمِ کعبہ میں میں چیخ چیخ کر رو دیا ٭
ملائکہ ہے اعلانِ الفتوا کرتے ٭ مقدرات سے مجبور ہو گیا ورنہ ٭ مجال اُن کی تھی وہ مجھسے تم "سے" تو" کرتے۔

(۶)

انقلاب چمن دہر کی دیکھی تکمیل ٭ آج قارون بھی کہہ دیتا ہے حاتم کو بخیل ٭ بو حنیفہ کو کہے طفل دبستاں جاہل
مہر تاباں کو دکھانے لگی مشعل قندیل ٭ شرک اسلام کو کہنے لگے اہلِ تثلیث ٭ "لوحِ محفوظ" کو کہتی ہے محرّف انجیل
سامری موسیٰ عمراں کو کہے جادوگر ٭ شیخ کی کرتے ہیں اسکول کے بچے تجہیل ٭ شیر اور بھیڑ کی یکجائی پہ حیرت کیوں ہو۔
ایک ہی کانٹے میں تلنے لگے موزون و ثقیل ٭ صاحب طبل و علَم نانِ جویں کے محتاج ٭ ٹھوکریں کھاتے جو پھرتے تھے وہ لیتے ہیں خراج

÷

ہمارے ایک دوست نے مولانا کو لکھ کر بھیجا کہ یہاں فلاں تاریخ میں ایک مشاعرہ ہے۔ اس میں ہم بھی اشعار پڑھنا چاہتے ہیں تم خود یا کسی صاحب سے کچھ اشعار لکھوا کر بھیجو۔ آپ نے چند طلبا سے جو شعر کہتے تھے فرمائش کی لیکن کسی نے تعمیل نہ کی تو آپ نے ارتجالاً یہ چند اشعار کہے۔

(۷)

ترے ہجر میں ہوں میں نوحہ زن، میں اور یہ شبِ تار ہے
جو انیس ہے تری یاد ہے، جو رفیق ہے دلِ زار ہے

کوئی سیر باغ میں مست ہے، کوئی ہے وطن میں بصد خوشی
مرے دل کو چین ہو کس طرح نہ بہار ہے نہ بہار ہے

مرے پاس ہووے جو مال و زر تو ہو خوفِ سارق و راہزن
مجھے بیش و کم سے غرض نہیں، نہ شراب ہے نہ خمار ہے

جہاں تھے حسینوں کے قہقہے، جہاں بلبلوں کے تھے چہچہے
نہ مکان ہے نہ مکین ہے، نہ وہاں رسن ہے نہ دار ہے

وہ ہماری وضع میں تھی کشش، جو نماز میں بھی نہیں ہے اب
نہیں کچھ عجیب یہ رنگ ہے، وہ چڑھاؤ تھا یہ اُتار ہے

÷

عادات واخلاق ایک پایہ کے عالم اور فقیہہ ہونے کے باوصف ان کے مزاج میں انکساری، فروتنی اور تواضع حد سے زیادہ تھی جو مولانا کے لئے دلیل کمال ہے ؎

فروتنی است دلیل رسیدگان کمال ❁ کہ چوں بمنزل رسد پیادہ سود

اسی انکساری اور تواضع ہی کا نتیجہ ہے کہ آپ شہرت سے حد درجہ نفور رہتے تھے یہاں تک کہ عام مجلسوں میں جب کبھی آپ کی تلاش ہوتی تو آپ سب سے الگ ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے پائے جاتے۔ خمول و گمنامی کو مولانا نے جلوت و مجلس آرائی کی بخشی ہوئی سوتوں پر ہمیشہ ترجیح دی ہے۔ وہ خود کہتے ہیں ؎

مَحَوْتُ الْأَمَانِيَّ الْمُحَالَاتِ عِنْدِي ❁ وَأَعْرَاضُ الْأَذَىٰ مِنْهُمْ فِيهِ فَارِغٌ

استغناء و خودداری اہل علم و فضل کے مزاج کے بالکل برعکس مولانا میں بے نیازی، توکل حد درجہ تھا۔ ہندوستان کی متعدد یونیورسٹیوں نے گرانقدر مشاہروں پر مولانا کو بار بار اپنے یہاں بلایا۔ لیکن مولانا نے دارالعلوم کی قلیل تنخواہ کو چھوڑ کر گرانقدر مشاہرہ پر جانا گوارا نہیں فرمایا۔ وہ کسی کے سامنے اپنی ضروریات کا اظہار کریں، یہ تو بڑی بات ہے۔ لوگوں کے پیش کردہ تحائف تو ہدایا کے لینے میں بھی مولانا تامل فرماتے تھے۔ غالبا کہنے والے نے مولانا ہی کے بارے میں کہا ہے ؎

آگے کسی کے کیوں کریں دست طمع دراز ❁ وہ ہاتھ سو گیا ہے سرہانے دھرے دھرے

زہد و ورع علمی اشتغال وانہماک کی وجہ سے گو عبادت و ریاضت میں ان کی مشغولیت زیادہ نہیں تھی، لیکن اس کے باوجود وہ روشن ضمیر بھی تھے۔ غالبا حضرت گنگوہی قدس سرہ سے ان کو شرف بیعت حاصل تھا اور حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے اجازت و خلافت۔

سادگی مزاج مولانا مزاج کے بھی بہت سادہ واقع ہوئے تھے۔ مزاج کی سادگی ان کے لباس سے نمایاں تھی۔ عام علماء کی طرح عبا و قبا، جبہ و دستار مولانا کا لباس نہ تھا۔ ان کے جسم پر کھادی کا ایک لمبا سا کرتہ، معمولی کھدر کا پائجامہ، سر پر دوپلی ٹوپی، پاؤں میں نہایت معمولی قیمت کا جوتہ مولانا کا لباس تھا۔ زرق برق پوشاک، قیمتی ملبوس مولانا کے جسم پر کبھی نہیں دیکھا گیا۔ جسم کی آرائش و زیبائش ان کے ہاں پسندیدہ نہیں تھی۔ لیکن اس کے باوجود مزاج میں نہایت نفاست تھی۔

حلیہ قدرت نے حسن سیرت کے ساتھ آپ کو حسن صورت سے بھی نوازا تھا۔ قوی الجثہ، متوسط قد و قامت، دوہرا بدن، صاف رنگ شاداب چہرہ، آنکھوں میں ایک خاص چمک، چہرے سے جلال و عظمت کے آثار نمایاں تھے۔[1]

وفات حسرت آیات آپ نے ۱۲ رجب بروز منگل بوقت صبح صادق ۱۳۶۷ھ میں وفات پائی اور مدرسہ دارالعلوم کے متصل قطعہ پاکیزگان میں جگہ پائی جہاں دیگر اسلاف امت و سلاطین علوم دین آرام فرما ہیں ؎

سنہ تھا چودہ سو صدی تھی چودھویں تیرہ رجب
جب ہوئے اوجھل ہماری آنکھوں سے شیخ الادب

---

[1] مصنف علام کے حالات تذکرۃ الاعزاز مصنفہ حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب کشمیری سے ماخوذ ہیں۔ ۱۲

صاحب کتاب حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب مرحوم کی عادت تھی کہ آپ طلباء سے ایسے الفاظ دریافت فرمایا کرتے تھے جو اُردو زبان کے ہیں یا عام طور سے اُردو میں استعمال ہوتے ہیں اور وہی بعینہٖ عربی کے صیغے بن سکتے ہیں۔ مؤلف کے ذوق اور طلباء کی تفریح خاطر کے لئے چند الفاظ بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔

الفاظ	اُردو زبان	عربی زبان
	معنی	معنی
آج	آج کا دن	جیم پر حرکت پڑھنے سے ماضی کا واحد غائب ہے اَجَّ۔ الماءُ کھاری ہونا۔
آرام	راحت	اِرَم کی جمع ہے۔ میدان میں رہنمائی کے لئے نصب کئے ہوئے پتھر۔
آسیہ	عورت کا نام	ستون۔ اس کی جمع اَواسِی ہے۔
آم	مشہور پھل ہے	اَم (ن)، اَوْمًا سخت پیاسا ہونا۔
آلو	مشہور ترکاری	اَلَو سے ماضی متکلم ہے بمعنی کوتاہی کرنا۔
بادل	بمعنی ابر	ہنسلی اور گردن کے درمیان کا فاصلہ۔
بالی	مشہور و معروف ہے	بالِی صیغہ صفت ہے۔ بلی (س) بلیٰ پرانا ہونا۔ ایک مچھلی کو بھی کہتے ہیں۔
بتی	بٹی ہوئی روئی جو چراغ میں ڈالتے ہیں	موٹا کپڑا بننے والا یا بیچنے والا۔
بسبس	کسی امر کے پورا ہو جانے پر روکنے کیلئے بولتے ہیں	جنگل بیابان
بلی	مشہور جانور ہے	دور کی غیر معلوم جگہ۔
باجہ	گانے بجانے کا آلہ	اختلاط
تخم	بیج	ملک کی سرحد۔
تالی	کنجی۔ چابی	اسم فاعل ہے۔ پیچھے چلنے والا۔
تیار	آمادہ	جوش مارنیوالے سمندر کی لہر۔ مبالغہ ہے تَارَ (ن) تیرا تا، البحر جوش مارنا۔
تیر	مشہور ہتھیار ہے۔	تکبر و غرور۔
جال	شکار پھانسنے کا آلہ	قبر یا کنویں کی دیوار۔
جہاز	مشہور سواری ہے	ضروری ساز و سامان جمع اجہزہ
دُر دُر	توبیخ کے ساتھ منع کرنے وقت بولتے ہیں	بچے کے دانت نکلنے کی جگہ۔
ادرک	مشہور ہے	کاف پر حرکت پڑھنے سے باب افعال کی ماضی کا واحد غائب ہے۔ ادرک الشئ وقت پر پہنچا۔
دِلی	دہلی (مشہور شہر ہے)	دَلْوٌ کی جمع ہے بمعنی ڈول۔
دُم	پونچھ	دامَ یدُوم سے امر حاضر کا صیغہ ہے۔

دُوَر	ابعد	دار کی جمع ہے بمعنی گھر۔
دَہی	جما ہوا دودھ	عقلمند
رَاب	میٹھا جو ابھی شیرہ سے جدا نہ کیا گیا ہو	سوتیلا باپ
رَسّی	گٹھری وغیرہ باندھنے کا آلہ	پرانے کنوئیں والا۔ یاء نسبتی ہے۔
رَال	تھوک جو چھوٹے بچے کے منہ سے بہے	بچۂ شتر مرغ جمع ارؤل، رئال۔
رَائی	ایک مشہور دانہ ہے۔	رأی یرآی رؤیۃ سے اسم فاعل ہے بمعنی دیکھنے والا۔
راز	بھید	معماروں کا سردار (اصل میں رائز تھا)
رُوس	مشہور ملک ہے۔	راس کی جمع ہے بمعنی سر۔
رُوم		کان کی لَو۔
ران	ایک عضو ہے (گھٹنے سے اوپر کا حصہ)	موزہ کی طرح ایک قسم کا جوتہ۔
زَردَہ	مشہور عمدہ کھانا ہے۔	ایک مرتبہ نگلنے کی مقدار
زیرہ	ایک مصالحہ ہے۔	ملاقات کی ہیئت، کتان کا ٹکڑا۔
سات	۷ کا عدد	چھٹا
سالی	بیوی کی بہن۔	سلا (ن، س) سلواً، سُلُوّاً، سلیّاً، سلوانا سے اسم فاعل ہے بمعنی بےغم اور دوستی چھوڑ دینے والا۔
سَجایا	خوشنما بنایا۔	جمع سجیہ۔ خصلت، عادت
شاخ	ٹہنی۔	شا پر زبر پڑھنے سے ماضی کا واحد غائب ہے بمعنی بوڑھا ہوا۔
شادی	خوشی	عربی میں شدا (ن) شدواً سے اسم فاعل ہے بمعنی مغنی یعنی گویا۔
شِیراز	ملک شیراز	وہ دہی جس سے پانی نکال دیا گیا ہو۔
شَرم	حیا، غیرت	مصدر ہے بمعنی پھاڑنا، کھاڑی سمندر کے پانی کا گہرا حصہ
شِملہ	مشہور پہاڑ ہے	لپٹنے کی ہیئت۔
صُراحی	پانی کی ٹھلیا	واضح۔ ظاہر
قَالِین	بیش قیمت ریشمی فرش	حالت جری میں جمع کا صیغہ ہے۔ بغض رکھنے والے۔
کالا	سیاہ	کال (ض) کیلاً، مکالاً، مکیلاً سے ماضی کا تثنیہ غائب ہے بمعنی کھانے کا اندازہ کرنا
کَدُّو	مشہور ترکاری	کادَ یکاد سے امر کا جمع حاضر ہے۔ قریب ہونا۔
کَلی	پھول جو ابھی کھلا نہ ہو	درد گردہ والا
کُودنی	چھلانگنا	اسم تفضیل کا مؤنث ہے
کَمتر	ادنیٰ۔ کم درجہ	را پر حرکت پڑھنے سے ماضی کا واحد غائب ہے چھوٹے چھوٹے قدم سے چلنا۔
کار	مشہور سواری	علم سے بھرا ہوا جہاز جمع کارات
کانی	یک چشم عورت	اسم فاعل ہے، کنایہ کرنے والا۔ کینیت رکھنے والا۔

گَوِیْ	مشہور پرندہ ہے	(ثی دارہ گُوئی) روشن دان بنانا۔
کَیْسِیْ	استفہام کے لئے ہے	کَیِّس کی جمع ہے۔ دانا۔ زیرک
مُرغ	مشہور ومعروف جانور ہے	مُرغاء مونث اُمْرَغ کی جمع ہے۔ افعال رذیلہ میں آلودہ
مُرغی	"	مبہم گفتگو
ملل	ایک قسم کا کپڑا ہے۔	لام پر حرکت پڑھنے سے ماضی کا واحد غائب ہے۔ تیز دوڑنا۔
مَبِذِی	گیہوں کا باریک پسا ہوا آٹا۔	بمعنی من اجل فعلہ مَبِذِی ذلک "اس نے اسکو اسکی وجہ سے کیا" داری بلیذی دارہ میرا مکان اسکے مکان کے مقابل ہے
نَائِی	بال بر	نائی نیائی سے اسم فاعل ہے دور ہونا۔
نَاقِیْ	نواسا	ہر بلند چیز۔
نَرْمِی	آہستگی۔ دھیما پن	رمی یرمی سے مضارع کا جمع متکلم ہے۔ پھینکنا۔

دنیائے اَدَب کی مشہور ترین کتاب نفحۃ العرب

حضرت مولانا کی مشہور ومعروف تالیف ہے جس نے جدید تالیفات میں اپنے لئے ایک خاص مقام پیدا کیا ہے اور ارباب ادب میں اس تالیف کو پسندیدگی اور قدر کی نظروں سے دیکھا گیا ہے۔ فن ادب کی یہ ایک جامع کتاب ہے جس میں مولف ممدوح نے کوشش کی ہے کہ اس کے ذریعہ سے طلباء میں اسلامی غیرت وحمیت، ادبی دلچسپی، علو ہمت اور علوم عربیہ کی قوت واستعداد پیدا کیجائے۔ نیز مسائل مبہمہ کی تسہیل، اخلاق فاضلہ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ مضامین ایسے شگفتہ اور جاذب ہوں کہ ان کو محبت کے ساتھ یاد کرنے میں طلباء کے اذہان کو نہ تعب ہو اور نہ تشویش۔ حضرت مولانا کی یہ تالیف دار العلوم کے علاوہ اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے۔ طلباء کی ادبی استعداد کو جس قدر جلا اس کتاب نے پہنچایا ہے آج تک کسی اور کتاب نے نہیں پہنچایا۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء نے بھی اس تالیف کو بیحد پسند فرمایا ہے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب گرامی میں حضرت مولانا اعزاز علی صاحب کو تحریر فرمایا تھا ؎ ز دستِ کوتہ خود زیر بارم ۞ کہ از بالا بلنداں شرمسارم

ایک شرمساری تو کتاب کی رسید عرض نہ کرنے کی۔ دوسری شرم ساری علمی سرمایہ کی کمی سے اس کی مدح سے قاصر رہنے کی اس میں کسی قدر ضعف ہمت کا بھی دخل ہوا اجمالاً اتنا عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ اپنی شانِ خاص میں دوسرے منتخبات سے ممتاز ہے۔ اگر میں درس وتدریس سے قاصر نہ ہوتا تو اپنے متعلقین کو ضرور پڑھاتا۔ باوجود فقدان ہمت کے آنے کے وقت سے ایک معتدبہ وقت تک میری چوکی پر رکھی رہی۔ ذرا وقت ملتا تھا تو اس سے مستفید ہوتا۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی (نور اللہ مرقدہٗ) کی رائے نفحۃ العرب کے متعلق یہ تھی۔

ادب عربی کے ابتدائی اور متوسط درجہ کے لئے آج تک کوئی ایسی کتاب موجود نہ تھی جس میں ادبی محاسن کے ساتھ ساتھ اخلاقی، اصلاحی اور تاریخی حیثیت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہو اس کتاب میں ان مواد کے جمع کرنے میں مؤلف نے اپنے حسن انتخاب کا ثبوت دیا ہے وہ ادبی نصاب کی عام کوتاہیوں کے مقابلہ میں قابل صد تحسین وتہنیت ہے،

سیر نبویہ علیہ التحیۃ والتسلیم سیر صحابہ کرام۔ عشرہ مبشرہ وغیرہا کے مبارک عنوانات، ادبی قابلیت پیدا کرنے کے ساتھ پاکیزہ اخلاق، بلند معیار خصائل اور اسلامی مذہبی جذبات کے داعی و محرک ہیں میرے نزدیک ہندوستان کے کسی اسلامی دینی مدرسہ کا اس کے درس سے خالی رہنا ایک مفید شئی سے محروم رہنا ہے اور اس کے تعلیمی نصاب میں کوتاہی کی دلیل ہے۔"

غرضیکہ عربی ادب کا یہ بہترین گلدستہ اور ادیب وقت کے حسن انتخاب کا بہترین نمونہ ہے جو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ کتب متقدمین سے منتخب کیا گیا ہے۔ میں نے راتوں کو جاگ جاگ کر بڑی کاوش اور نہایت عرق ریزی کے ساتھ مضامین کتاب کے ماخذ کا سراغ لگایا ہے جو درج ذیل ہے۔

فہرست ماخذ مضامین کتاب نفحۃ العرب

نمبر شمار	عنوان اور مضمون	صفحہ نمبر	ماخذ مع صفحات ومجلدات	نام مصنف
۱	السیف بالساعد لا الساعد بالسیف	۴۱	العقد الفرید ص ۵ ج ۱	شہاب الدین احمد معروف بابن عبدربہ اندلسی
۲	قال المامون لابی علی المنقری الخ	۴۴	" " ص ۲۲۴ ج ۱	" " "
۳	ودخل علی الولید الخ	"	" " "	" " "
۴	صحبۃ الاحداث	۵۵	شذرات الذہب ص ۱۹۲ ج ۲	ابوالفلاح عبدالحی بن العماد متوفی ۱۰۸۹ھ
۵	طول الامل	۵۸	" ص ۸ ج ۵	" " "
۶	نصیحۃ السلطان ولزوم طاعتہ	۵۹	العقد الفرید ص ۴ ج ۱	شہاب الدین احمد معروف بابن عبدربہ
۷	ولما حج سلیمان تاذی بحر مکۃ الخ	۶۲	" ص ۲۶۵ ج ۳	" " "
۸	روی العتبی عن ابیہ الخ	۶۳	" ص ۲۶۱ ج ۲	" " "
۹	استماع الاغتیاب	۶۷	" ص ۲۸۱ ج ۱	" " "
۱۰	التضمین العجیب	۷۵	شذرات الذہب ص ۳۴۷ ج ۴	ابوالفلاح عبدالحی بن العماد
۱۱	شوم الدار	۷۹	وفیات الاعیان ص ۵۴ ج ۱	قاضی شمس الدین احمد بن محمد معروف بابن خلکان
۱۲	کتب زیاد الی معاویۃ الخ	۸۴	العقد الفرید ص ۲۹ ج ۱ و ص ۵ ج ۳	شہاب الدین احمد معروف بابن عبدربہ
۱۳	عرض الحدیث علی کتاب اللہ	۸۴	" ص ۱۹ ج ۱	" " "
۱۴	وأد البنات	۸۶	الاغانی	ابوالفرج علی بن حسین اصبہانی
۱۵	الفصل بین التانیث للفظی الخ	۸۸	روح البیان ص ۸۸۹ ج ۲ [illegible] ص ۲۸۸ ج ۳	شیخ اسماعیل حقی آفندی
۱۶	الکنایۃ تا "انشاء اللہ تعالیٰ"	۸۹	[illegible] العقد الفرید ص ۲۳۰ ج ۱	شہاب الدین احمد معروف بابن عبدربہ
۱۷	الابرام	۹۴	" ص ۱۶۹ ج ۱	" " "

مسامحات حواشی نفحۃ العرب

اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح کتاب نفحۃ العرب ادبی خوبیوں کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے۔ اسی طرح اس کا حاشیہ جو خود مولانا کی طرف منسوب ہے حل مطالب میں نہایت کامیاب اور "تصنیف نیکو کند بیان" کا آئینہ دار ہے مگر اس خوبی کے ساتھ ساتھ مسامحات سے خالی نہیں اور بعض بعض جگہ تو ناقلین کی دست برد اور ناسخین کی بد احتیاطی نے اس کے معیار ہی کو داغدار بنا دیا حتی کہ بعض مقامات کو دیکھنے سے انتساب الی صاحب الکتاب بھی مشکوک ہو جاتا ہے اگر کسی کتاب پر قلم اٹھانے والے کے لئے یہ کم و کاست جملہ امور پر روشنی ڈالنا ضروری ہے تو خوبیوں کے اظہار کے ساتھ ساتھ خامیوں کی نشاندہی اور حتی الوسع اس کا ازالہ بھی اولین فرض ہے۔ (۱) صہ۱ حاشیہ ۱ے صحابہ کرام میں مکثرین فی الحدیث چھ حضرات ہیں۔ عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر، جابر بن عبد اللہ، انس بن مالک، ابو ہریرہ، عائشہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) حاشیہ میں بجائے ابو ہریرہ کے عبد اللہ بن عباس کو مکرر شمار کیا گیا ہے۔ (۲) صہ۲۲ حاشیہ ۳ے عوذتہ تعویذ سے مخاطب کا صیغہ ہے اور حاشیہ میں صیغہ متکلم قرار دیا گیا ہے جو صریح غلطی ہے" (۳) صہ۲۲ پر "المعدۃ بیت الادواء اھ" کو بطریق رفع حضور صلعم کی طرف منسوب کیا گیا ہے، حالانکہ یہ حارث بن کلدہ طبیب عرب (یا کسی اور) کا کلام ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قال السخاوی فی "المقاصد الحسنۃ" "لا یصح رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل ہو من کلام الحارث بن کلدۃ طبیب العرب او غیرہ" وقال ابن القیم الجوزی فی "زاد المعاد" "واما الحدیث الدائر علی السنۃ کثیر من الناس" الحمیۃ راس الدواء والمعدۃ بیت الداء وعودوا کل جسم ما اعتاد فہذا الحدیث انما ہو من کلام الحارث بن کلدۃ طبیب العرب لا یصح رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالہ غیر واحد من ائمۃ الحدیث انتہی"۔ پس صاحب کتاب کے لئے ضروری تھا کہ وہ اس حدیث پر کلام کرے، جبکہ صاحب کتاب نے صہ۴۴ پر "قلت الصواب ان ابا سالم یدرک زمان المہدی اھ" سے ایک معمولی سی تاریخی غلطی پر بھی صراحت کیساتھ متن میں تنبیہ کی ہے۔ (۴) صہ۶۳ حاشیہ ۶ے مرت ترجمہ ماضی کے صیغے سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ترجمہ پہلے گذر چکا حالانکہ ترجمہ صہ۹۷ پر درج ہے (۵) صہ۲۹ حاشیہ ۵ے مختار بن ابی عبید اور حاشیہ میں ابن عبیدہ لکھا ہے، دونوں جگہ غلط ہے صحیح مختار بن ابی عبید ہے (۶) صہ۳۱ حاشیہ ۸ے "وسماہ قوم التلمیح بتقدیم اللام اھ" علامہ تفتازانی نے مختصر میں کہا ہے کہ تلمیح اور شئی ہے اور تملیح اور، ان دونوں میں مساوات خیال کرنا قطب الدین شیرازی صاحب مفتاح کی غلطی ہے اور پھر یہ غلطی لگاتار ہوتی رہی یہاں تک عدم امتیاز کی بنا پر اسی کو مذہب تصور کر لیا گیا (۷) صہ۴۱ حاشیہ ۸ے "النجابۃ" عنوان کے ذیل میں یزیدی (مؤدب مامون) کا ذکر آیا ہے۔ یہ یزیدی کون ہے؟۔ حاشیہ میں لکھا ہے "ولعلہ ہو ابو عبد اللہ العباس بن محمد بن ابی محمد الیزیدی" یزیدی کا ذکر صہ۸۰ پر عنوان "لا یضیع اجر من غار للہ" کے ذیل میں بھی آیا ہے وہاں حاشیہ میں مرقوم ہے "ہو ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن مبارک الیزیدی" متذکرہ بالا عبارت کئی وجوہ سے محل نظر ہے۔ صہ۱: اس میں مامون کے معلم کی کنیت ابو عبد اللہ قرار دی گئی ہے حالانکہ اس کی کنیت ابو محمد ہے نہ کہ ابو عبد اللہ۔ اسی قصہ میں مامون کا قول "انا للہ یا ابا محمد" موجود ہے جس پر بین السطور مرقوم ہے" کنیۃ الیزیدی" صہ۲: مامون کا معلم ابو محمد یزیدی کا پڑپوتا مانا ہے، حالانکہ معلم خود ابو محمد یزیدی ہے نہ کہ پڑپوتا۔ اس واسطے کہ ہارون الرشید کے یہاں دو معلم تھے۔ ایک امام کسائی جو امین کو قراۃ پڑھاتے تھے اور دوسرے ابو محمد یزیدی جو مامون کو ادب سکھاتے تھے؛ صاحب منجد نے یحییٰ کے متعلق (جس کی کنیت ابو محمد ہے) لکھا ہے" ناظر الکسائی فی مجلس الرشید وادب المامون" دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) میں بھی یہی بتایا گیا ہے اس کو ذرا وضاحت کے ساتھ یوں سمجھو کہ ابو محمد یزیدی کے پانچ صاحبزادے تھے۔ ابو عبد اللہ محمد بن ابی محمد، ابو اسحاق ابراہیم بن ابی محمد، ابو القاسم عبید اللہ بن ابی محمد، ابو علی اسماعیل بن ابی محمد، ابو عبد الرحمن بن ابی محمد۔

ابو عبد اللہ محمد بھی اپنے والد ابو محمد یزیدی کی طرح ادب اور نحو کے امام تھے۔ حاصل یہ کہ مامون کا معلم ابو محمد یحییٰ

بن مبارک بن مغیرہ یزیدی عدوی سے نہ کہ ابو عبداللہ ابن العباس اھ۔ رہا یزیدی وہ جس کا ص۸ پر ذکر ہے۔ سو غالباً وہ ابو عبداللہ محمد بن ابی محمد یحییٰ بن مبارک ہے۔ ص۸ کی عبارت " ذکرہ صاحب الاغانی فی من ذکرہ من ولد ابی محمد الیزیدی کے موافق بھی یہی ہے

(۸) ص۵ حاشیہ ۹: العواتک کثیرۃ ولعل ہذہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل الخ شہاب الدین احمد نے العقد الفرید ص۲۲۵ ج۲ میں کہا ہے:

"وکان لمعاویۃ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بنت یقال بہا عاتکہ تزوجہا یزید بن عبدالملک وفیہا یقول الشاعر ؎

یَابَیْتَ عَاتِکَۃَ الَّتِیْ اَتَعَـزَّلُ ✻ حَذَرَ الْعِدَا وَبِہِ الْفُؤَادُ مُوَکَّلُ

پس ولعل ہذہ عاتکہ بنت زید الخ کے کیا معنی؟ تأمل

(۹)۔ ص۸ پر امام شعبی کا ترجمہ لکھا گیا ہے حالانکہ ان کا ذکر اس سے قبل کئی جگہ آچکا ہے (یعنی ص۱، ص۲۴، ص۴۵ پر)

(۱۰)۔ ص۶۶ عبارت " وکلہم ولدوا قبل علی وہو اکبرہم " میں وہو اکبر سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ ابو طالب کی اولاد میں سب سے بڑے حضرت علی رہیں۔ حاشیہ۔ کی عبارت " ای علی اکبر اولاد ابی طالب " بھی اسی کی تائید کر رہی ہے۔ حالانکہ اس سے قبل تصریح کی گئی ہے کہ طالب حضرت عقیل سے دس سال اور حضرت عقیل حضرت جعفر سے دس سال بڑے تھے اور ان سب کی پیدائش حضرت علی سے پیشتر ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ حضرت علی سے حضرت عقیل بیس سال اور حضرت جعفر دس سال بڑے تھے پھر " وہو اکبرہم " چہ معنی دارد" اس کی تاویل صرف یہی ہو سکتی ہے کہ " وہو اکبرہم " بلحاظ علم وفضل اور علو مرتبہ ہے نہ کہ بلحاظ عمر۔ ص۱۱ عنوان " ان الحکم الا للّٰہ " اور ص۱۶۱ عنوان " من اطاع اللّٰہ – اطاعہ کل شیٔ " کے ذیل میں ایک ہی مضمون کو مکرر ذکر کیا گیا ہے جو ادبی اسلوب نگارش کے خلاف ہے۔

(۱۱)۔ ص۵۳ حاشیہ ۲ کما سیجیٔ کے بجائے کما مر ہونا چاہئے کیونکہ اس غزوہ کا واقعہ ص۸۱ پر گذر رہا ہے۔

۱۲:۔ ص۱۴۲ پر عبارت " وکانت وفاتہا فی شوال بعد بعثہ بثلاث سنین " میں لفظ ثلث غلط ہے، کیونکہ حضرت خدیجہؓ کا سنہ وفات ۱۰ نبوی ہے جیسا کہ خود صاحب کتاب نے عنوان " موت ابی طالب وخدیجۃ " کے ذیل میں لکھا ہے۔

۱۴:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد میں تین صاحبزادے تھے، حضرت قاسم، حضرت ابراہیم اور حضرت عبداللہ صاحب کتاب نے اسی صفحہ پر طیب اور طاہر کو دو فرزند شمار کیا ہے لیکن ارباب سیر کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ طیب اور طاہر حضرت عبداللہ ہی کا لقب تھا۔

۱۵:۔ ص۱۵۱ حاشیہ ۲ میں عبارت " استخر نفسک عن ہذہ الابل " کا مطلب " یقول اختر لنفسک جملا دناقۃ من الابل وعلینا یقینا غلط ہے کما لا یخفی۔

فہرست اسمار رجال جنکے تراجم شرح میں موقع بموقع درج ہیں

بعض اصحابِ تاریخ کا مختصر تعارف

(جن کے بارے میں صاحبِ کتاب نے سکوت یا لاعلمی کا اظہار کیا ہے)

(الف) (۱) شیخ ابوعثمان حیری ص ۱۳۳

قال الشیخ" ہو شیخ مشہور عالم زاہد من سکنا ما لیرۃ "ص۶۲ حاشیہ ۵ صاحب تذکرۃ الاولیا ءنے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ قطبِ وقت، خراسان میں بڑے با وقعت اور علم طریقت و شریعت کے ماہر تھے۔ آپ کے ہمعصر اہل طریقت کا قول ہے — کہ دنیا میں تین مرد ہیں۔ نیشاپور میں عثمان (ابوعثمان) حیری۔ بغداد میں جنید، شام میں ابوعبداللہ جلاء عبداللہ ابن رازی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جنید، رویم، یوسف بن حسین، محمد بن فضل، ابوعلی جرجانی وغیرہ کو دیکھا، لیکن حضرت عثمان (ابوعثمان) حیری کو سب سے زیادہ خداشناس پایا آپ ہی کی ذات سے خراسان میں تصوف کا چرچا ہوا ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ، حضرت شجاع کرمانی، ابوحفص عمرداد آپ کے شیوخ طریقت ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(۲) احمد بن ابی خالد ص ۱۶۹

یہ ادب و کتابت میں بہت نامور، نہایت نیک مخلص اور دانشمند شامی غلام تھا جس قدر خلیفہ مامون کا خیرخواہ تھا اسی قدر رعایا کا ہمدرد تھا۔ تاریخ اس کا صرف ایک عیب دکھاتی ہے اور وہ یہ کہ یہ کھانے کا سخت حریص تھا۔ ۲۱۱ھ میں اس نے وفات پائی اور مامون خود اس کے جنازہ میں شریک ہوا، دعا کی اور دفن کے بعد اس کی تعریف کی۔ (تاریخ امت)

(۳) حافظ ابن تیمیہ ص ۶۴

شیخ تقی الدین ابوالعباس احمد بن شہاب الدین عبدالحلیم بن مجد الدین عبدالسلام ابن عبداللہ بن ابی القاسم مولد ماہ ربیع الاول ۶۶۱ھ مشہور حافظ و ناقد حدیث صاحب تصانیف کثیرہ، عابد و زاہد ہیں۔ دمشق اور مصر میں عرصہ تک درس حدیث میں مشغول رہے۔ بارہا آپ کے

امتحان کیا گیا اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں، مصر، قاہرہ، اسکندریہ، دمشق کے قلعوں میں آپ کو قید رکھا گیا۔ آپ نے ۲۰ ذیقعدہ ۷۲۸ھ میں قید خانہ ہی میں وفات پائی اور اب آپ اپنے بھائی شرف الدین عبداللہ کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ صـ۲۷۴)

(ب) (۴) شوذب خارجی صـ۲۱۷

قال الشیخ "لم اطلع علی ترجمۃ" صـ۲۱۲ حاشیہ ۵۔ اس کا نام بسطام ہے اور شوذب لقب ہے۔ نہایت فسادی شخص تھا۔ جب مسلمہ بن عبدالملک کوفہ آیا تو اہل کوفہ نے اس سے شوذب کی شکایت کی۔ مسلمہ نے مشہور شہسوار سعید بن عمرو حرشی کو دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ شوذب کے پاس بھیجا۔ اس وقت وہ اپنے مکان میں تھا۔ لشکر کی اس کثیر تعداد کو دیکھ کر شوذب گھبرا گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ جو شخص متمنی شہادت ہے سو اس کے لئے شہادت کا موقع آپہنچا اور جو دنیا کا خواہشمند ہے۔ سو یاد رہے کہ دنیا ختم ہو چکی۔ غرض یہ کہ سعید بن عمرو کے لشکر نے شوذب کو اور اس کے اصحاب کو پیس کر رکھ دیا۔ تاریخ کامل صـ۱۶۷

(ج) (۵) جعفر طیار صـ۲۴۳

جعفر طیار بن ابی طالب ہاشمی مشہور جلیل القدر صحابی، حضور انور ﷺ کے محبوب چچا زاد بھائی حضرت علیؓ کے برادر بزرگ صاحب فضائل کثیرہ اور قدیم الاسلام ہیں (دیکھو الہدیۃ المزجاۃ صـ۲۲)

(ح) (۶) حرث بن کلدہ صـ۱۶۱

حرث بن کلدہ بن علاج بن ابی سلمہ بن عبدالعزیز بن غیرہ بن عوف بن ثقیف۔ جاہلی دور کا مشہور طبیب ہے۔ اس کا نظریہ تھا کہ ہر مرض کی دوا بھوکا رہنا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت سعد بن وقاص کے علاج کے لئے بلایا تو اس نے شراب تمر دواً تجویز کی۔ من اشعارہ ؎

وَمَا إِنَّا إِذَا اسْتَغْنَيْتُمُ فَعَدُوُّكُمْ ۞ وَادْعَى إِذَا مَا بَتْ لَكُمْ نَوَائِبُ

فَإِنْ يَكُ خَيْرٌ فَالْبَعِيدُ يَنَالُهُ ۞ وَإِنْ يَكُ شَرٌّ فَابْنُ عَمِّكَ قَارِبُهُ (معجم الشعراء صـ۱۶۲ و منجد صـ۱۵۶)

(۷) حماد بن زید صـ۹۱

حماد بن زید ۱۷۹ھ امام کبیر محدث شہیر امام اعظم کے شاگرد رشید ہیں۔ ابن مہدی کا قول ہے کہ اپنے زمانہ میں ائمۃ الناس چار تھے۔ سفیان ثوری کوفہ میں، اوزاعی شام میں اور حماد بن زید بصرہ میں۔ خالد بن خداش کا قول ہے کہ حماد عقلاء اور ذوی الالباب میں سے تھے۔ یزید بن زریع نے موت پر کہا کہ سید المسلمین کی موت ہوئی (تہذیب صـ۹ جواہر صـ۳۱ و صـ۲۲۵)

(۸) حکیم بن حزام صـ

حکیم بن حزام بن خویلد قریشی صحابی حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے ہیں۔ اصحاب فیل کے واقعہ سے تیرہ سال قبل پیدا ہوئے اور ایک سو بیس برس کی عمر میں ۵۴ھ میں یا اس کے بعد مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ایام جاہلیت اور اسلام میں معززین قریش میں سمجھے جاتے تھے۔ نہایت عاقل، سخی اور نسب کے بڑے واقف کار تھے۔ (الہدیۃ المزجاۃ صـ۳۲)

(د) (۹) رویم صـ۴۲

ان کی کنیت ابوالحسن ہے اور نام رویم والد کا نام یزید ہے۔ آپ عالم القرآن، واقف اسرار و مشائخ کبار میں سے تھے۔ حضرت عبداللہ خفیف آپ سے وصیت کے طالب ہوئے۔ آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جان نثار کردے۔ اگر یہ نہ کرسکے تو اقوال صوفیہ پر عمل نہ کر۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک بار دوپہر کو بغداد کے بازار میں مجھے پیاس معلوم ہوئی۔ ایک گھر سے پانی مانگا۔ لڑکا پانی لایا میں نے پی لیا۔ اس نے کہا دیکھو صوفی نے دن میں پانی پی لیا۔ اس روزے میں نے کبھی دن میں پانی نہیں پیا۔ آپ نے عین شباب میں ۳۰۳ھ میں وفات پائی (تذکرۃ الاولیاء و حاشیہ الکامل صـ۱۵۳)

(ز) (۱۰) زیاد ص۱۳۶

قال الشیخ "لم اطلع علی ترجمتہ مع بذلنا وسعینا" ص۸ حاشیہ ۳ ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور نام زیاد، والد کا نام عبدالرحمان ہے اور شبطون کے ساتھ مشہور ہیں۔ صاحب نفح الطیب نے کہا ہے کہ اندلس میں سب سے پہلے امام مالک کے مذہب کو انہیں نے داخل کیا ہے۔ اس سے قبل اہل اندلس مذہب اوزاعی کے متبع تھے۔ امیر ہشام نے ان کو قرطبہ کا قاضی بنانا چاہا تو یہ جان بچا کر بھاگ گئے۔ امیر ہشام نے کہا کاش تمام لوگ زیاد کی طرح ہوتے۔ ان کی وفات ۲۰۴ھ یا ۱۹۳ھ یا ۱۹۴ھ یا ۱۹۹ھ میں ہوئی (دائرۃ المعارف [انسائیکلوپیڈیا] ص۲۱۲/۹)

(س) (۱۱) ابو النضر سالم ص۱۲۶

ابو النضر سالم بن ابی امیہ مولی عمرو بن عبیداللہ تیمی متوفی ۱۲۹ھ ثقات تابعین اور جلیل القدر علماء میں سے ہیں۔ اکابر ائمہ دین نے ان سے احادیث روایت کی ہیں تمام کتب میں ان سے احادیث مروی ہیں۔ سفیان بن عیینہ ان کے فضل و عقل اور عبادت کی بہت تعریف کرتے تھے (الہدیۃ الزجاۃ ص۵۳)

(۱۲) ابن دارہ شاعر ص۱۵۱

قال الشیخ "نام شاعریست کہ از ولادران عرب بود" ص۱۵ حاشیہ ۱۲ اس کا نام سالم ہے اور باپ کا نام مسافر۔ دارہ اس کی ماں کا نام ہے جو قبیلہ بنی اسد سے تھی۔ دارہ چونکہ انتہائی جمیلہ تھی اس لئے "دارۃ القمر" سے تشبیہ دے کر اس کا نام دارہ رکھ دیا گیا۔ سالم بن مسافر اسی کی طرف منسوب ہے۔ ابن دارہ عدی بن حاتم کا بڑا مداح تھا۔ ایک مرتبہ اس نے عدی کی تعریف کی ؎

تَحِنُّ قَلُوصِی فِی مَعَدٍّ وَاِنَّمَا ... تُلَاقِی الرَّبِیعَ فِی دِیَارِ بَنِی ثُعَلِ ✲ وَاَبْقَی اللَّیَالِی مِنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ ... حُسَامًا کَلَوْنِ الْمِلْحِ سُلَّ مِنَ الْخِلَلِ

اَبُوکَ جَوَادٌ لَا یُشَقُّ غُبَارُہُ ... وَاَنْتَ جَوَادٌ مَا تُعَذِّرُ بِالْعِلَلِ ✲ فَاِنْ تَتَّقُوا شَرًّا فَمِثْلُکُمُ اتَّقَی ... وَاِنْ تَفْعَلُوا خَیْرًا فَمِثْلُکُمُ فَعَلْ

عدی نے کہا بس بس۔ میرے پاس صرف ایک ہزار ضائنہ۔ دو ہزار درہم۔ تین غلام اور ایک گھوڑا ہے اس سے زیادہ مال نہیں ہے۔

ابن دارہ نے کسی موقعہ پر ثابت بن رافع فزاری کی ہجو میں یہ شعر کہہ دیا ؎

لَا تَأْمَنَنَّ فَزَارِیًّا خَلَوْتَ بِہِ ✲ عَلَی قَلُوصِکَ وَاکْتُبْہَا بِاَسْیَارِ

ثابت بن رافع نے غیظ و غضب میں زمیل بن عبد مناف کے ہاتھوں اسے قتل کرادیا (الشعر والشعراء لابن قتیبہ ص۱۴۹)

(ط) (۱۳) طاشتکین ص۵۸

قال الشیخ "علم امیر من امراء بغداد" ص۲۶ بین السطور۔ طاشتکین عراقی امیر حاج، م ۶۰۲ھ کا لقب مجیرالدین ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں ۲۶ حج کئے ہیں نہایت بہادر، سخی، بردبار اور کم گو شخص تھا ایک ایک ہفتہ گذر جاتا تھا کہ یہ بات نہیں کرتا تھا ایک مرتبہ کسی نے اس سے استغاثہ کیا اس نے بات نہیں کی اس نے کہا۔ خدا نے حضرت موسیٰؑ سے بات کی ہے۔ اس نے کہا تو موسیٰ تم نہیں نے۔ اس نے کہا تو خدا نہیں ہے۔ بس طاشتکین نے اس کی فریادرسی کی (شذرات الذہب ص۵/۶)

(۱۴) طویس مغنی ص۵۲

یہ ایک مشہور ڈوم اور گویا تھا جو بمصداق قول مشہور "برعکس نہند نام زنگی کافور" انتہائی بدصورت ڈیل ڈول کریہہ الاعضاء اور آنکھ سے کانا تھا۔ اس کے نام اور کنیت میں شدید اختلاف ہے۔ حافظ ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں حضرت عامر بن عبداللہ صحابی کے مناقب کے ذیل میں اس کا نام عبدالملک اور کنیت ابو عبدالمنعم بتائی ہے۔ ابو الفرج اصبہانی نے کتاب الاغانی میں اس کا نام عیسیٰ بن عبداللہ اور لقب طویس بتایا ہے۔ ابوالقاسم عبدالملک معروف بابن بدرون نے شرح قصیدۂ ابن عبدون میں اس کی کنیت ابو النعیم

مانی ہے۔ علامہ جوہری نے صحاح میں کہا ہے کہ اصل میں اس کا نام طاؤس ہے مگر جب یہ ہیجڑا ہو گیا تو لوگوں نے طویس کر دیا۔ طویس جس طرح گلنے میں ضرب المثل ہے اسی طرح نحوست و بدبختی میں بھی ضرب المثل ہے۔ اس کا انتقال بعمر بیاسی سال ۹۲ھ میں "سویدا" مقام میں ہوا ہے۔ یاقوت حموی نے کتاب "المشترک" میں ذکر کیا ہے کہ اس کی قبر "سقیا الجزل" میں ہے۔ لیکن سقیا الجزل کہاں ہے یہ ذکر نہیں کیا۔ وذکر العلامۃ ابوالقاسم الصوت الذی غنی بہ دہرہذا ؎

قد برانی الشوق حتی ✻ کدت من شوقی اموت

(ع)

(۱۵) سہیلی صـ۱۷۲

قال الشیخ "لم یتیسر لنا ترجمۃ" صـ۸۹ حاشیہ ۳۔ اس کا نام عبدالرحمن ہے اور والد کا نام عبداللہ ہے۔ پورا نسب یوں ہے :- عبدالرحمن بن عبداللہ بن احمد بن حسین بن سعدون۔ ان کی تین کنیتیں ہیں۔ ابوالقاسم۔ ابوزید۔ ابوالحسن۔ سہیل مالقہ کے قریب ایک بستی ہے جو سہیل ستارہ کے نام سے موسوم ہے۔ کیونکہ یہ ستارہ سوائے اس پہاڑی کے جو اس بستی کے قریب ہے۔ بلاد اندلس میں کسی اور جگہ سے دکھائی نہیں دیتا۔ علامہ سہیلی تقریباً ۵۰۸ھ میں سہیل بستی میں پیدا ہوئے اور ابوداؤد سلیمان بن یحییٰ ابوعبداللہ بن معمر قاضی ابوبکر بن العربی شریح بن محمد وغیرہم سے تحصیل علم کی۔ آپ کی مشہور و معروف کتاب الروض الانف شرح سیرت ابن ہشام چار جلدوں میں ہے۔ موصوف نے ذکر کیا ہے کہ میں نے اس کی تالیف ایک سو بیس کتابوں سے کی ہے۔ اس کے علاوہ نتائج النظر، کتاب الاعلام بما ابہم فی القرآن من الاسماء الاعلام، کتاب الفرائض، مسئلہ رویۃ اللہ تعالیٰ۔ مسئلہ رویۃ النبی، مسئلۃ السرفی عور الدجال بھی آپ ہی کی تصانیف ہیں اور یہ سب اس وقت ہے جبکہ سترہ سال کی عمر میں آپ کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ ۲۵ شعبان ۵۸۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی ہے صاحب نفح الطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے بارہا ان کی قبر کی زیارت کی ہے (تذکرۃ الحفاظ صـ۱۳۵ واستطرفہ صـ۹۰)

(۱۶) عبداللہ بن سوار صـ۱۶۴

قال الشیخ "لاندری من ہو" صـ۹۸ حاشیہ ۱۔ یہ عبداللہ بن سوار عبدی ہے جو ثغر سندیہ معاویہؓ کا عامل تھا۔ ابن خلدون نے ذکر کیا ہے کہ اس نے اہل قیقان سے جنگ لڑی اور مال غنیمت حاصل کر کے معاویہ کے پاس آیا اور مال غنیمت سے حاصل کردہ گھوڑے اس کو ہدیہ کر کے پھر واپس ہوا اہل قیقان نے ترک کی مدد حاصل کر کے اسکو قتل کر دیا۔ وکان کریما فی الغایۃ لم یکن احد سواہ یوقد النار فی عسکرہ۔ (دائرۃ المعارف صـ۵۹)

(۱۷) العرجی صـ۱۵۹

قال الشیخ "العرجی منزلے ست براہ مکہ معظمہ واز آں منزل ست عبداللہ بن عمرو بن عثمان العرجی شاعر" صـ۹۵ حاشیہ ۱۰ یہ بنی امیہ کا بہت بڑا شاعر تھا۔ ابراہیم بن ہشام مخزومی کی بہت ہجو کرتا تھا ایک مرتبہ اس نے پکڑ کر اس کو قید کر دیا۔ نو سال تک قید رہا۔ بالآخر وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔ قال العرجی وہو محبوس ؎

کانی لم اکن فیہم وسیطا ✻ ولم تک نسبتی فی آل عمرو

اضاعونی وای فتی اضاعوا ✻ لیوم کریہۃ وسداد ثغر

(الشعر والشعراء صـ۲۲۴)

(۱۸) عبید بن شریہ صـ۱۳۰

مسکوت عنہ ہے۔ عبید بن شریہ جرہمی وہی ہے جو عربی نثر کا ماہر مؤلف تھا جس نے ۶۸۰ء میں معاویہ کے لئے اخبار الیمن واشعارہا وانسابہا تالیف کی تھی جس کے مخطوطے یمن میں موجود ہیں امیر معاویہ نے اس کو صنعاء یمن سے بلوایا اور متقدمین ملوک عرب وعجم کے حالات دریافت کئے جب اس نے امیر معاویہ کے سوالات کا صحیح صحیح جواب دیا تو معاویہ نے

اس کو ان کے حالات واخبار مدون کرنے کا حکم کیا (منجد صـ ۳۲۲، حاشیہ حسن سندوبی بر البیان والتبیین صـ ۲۵۱)

(۱۹) عدی بن حاتم صـ ۱۵۱

عدی بن حاتم بن عبداللہ بن سعد بن حشرج بن امرء القیس الوطریف صحابی ہیں۔ ۹ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زمانہ ردت میں انہوں نے اپنی قوم کو فتنۂ ارتداد سے روکے رکھا اور اپنی قوم کا حال اور زکوٰۃ کا مال لے کر حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے جس سے صحابہ بہت خوش ہوئے۔ یہ اپنے نامور والد حاتم کی طرح نہایت سخی اور جواد تھے۔ حضور صلعم کے بعد خلفاء کے زمانہ میں برابر جہاد میں مصروف رہے۔ انہوں نے ایک سو بیس برس کی عمر میں ۶۸ھ میں یا اس کے بعد وفات پائی۔ ان کی سخاوت کے دلچسپ قصوں میں سے جو بروایت معتبر مذکور ہیں ایک یہ ہے کہ ایک مرتبہ کسی ضرورت سے اشعث بن قیس نے ان سے حاتم کی دیگیں عاریۃً منگوائیں۔ انہوں نے دیگوں کو غلہ یا چاندی سے پر کرکے بھیجدیا۔ اشعث بن قیس نے کہلایا کہ میں نے خالی دیگیں مانگی تھیں۔ عدی نے کہا کہ میں خالی دیگیں نہیں دیا کرتا ہوں۔

(تہذیب التہذیب صـ ۱۶۶ الہدیۃ المرجاۃ صـ ۱۱)

(۲۰) شیخ ابوحفص عمر حداد صـ ۱۳۳

قال الشیخ "انا نظن انہ ابوحفص عمر النیسابوری اھ" صـ ۶۲ حاشیہ نمبر ۱ صاحب تذکرۃ الاولیاء نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ قطب عالم شیخ اکرم تھے۔ حضرت ابوعثمان حیری آپ کے مرید ہیں۔ حضرت شاہ شجاع کرمانی آپ کی ملاقات کو آئے اور آپ کے ہمراہ بغداد جا کر مشائخ کاملین کی ملاقات سے بہرہ اندوز ہوئے۔ حضرت جنید بغدادی، حضرت شبلی، حضرت ممشاد، ابوتراب نخشبی آپ کا بہت اکرام کرتے تھے۔ آپ ایک دینار روز کماتے تھے اور درویشوں کو دے دیا کرتے یا بیوہ عورتوں کے گھر میں پھینک آتے، اس طرح کہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ دینار کون پھینک گیا، حضرت عبداللہ سلمی نے وصیت کی تھی کہ میرا سر حضرت ابوحفص کے قدموں پر رکھنا۔ آپ نے ۲۶۵ھ میں وفات پائی ہے (تذکرۃ الاولیاء)

(۲۱) علی بن حسین بن واقد صـ ۶۵

علی بن حسین بن واقد مروزی مولود ۱۳۵ھ متوفی ۲۱۱ھ یا ۲۱۲ھ ضعیف محدثین میں سے ہیں۔ ابن حبان نے امام بخاری سے نقل کیا ہے کہ میں صبح وشام ان کے پاس کو گذرتا تھا، اور ان سے کوئی روایت نہیں لکھتا تھا، انہوں نے اپنے والد ہشام بن سعد، نوح بن ابی مریم۔ ابن المبارک، خارجہ بن مصعب، ابوحمزہ کسائی سے روایت کی ہے۔ (تہذیب التہذیب صـ ۳۰۸/۷)

(۲۲) کثیر حضرمی صـ ۶۷

(ل) ممکن ہے کہ یہ کثیر بن مرہ حضرمی ہوں، جن کی کنیت ابوشجرہ یا ابوالقاسم ہے۔ ابن سعد نے ان کو تابعین شام کے دوسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن سعد، عجلی، نسائی وغیرہم نے ان کی توثیق کی ہے۔ حضرت معاذ بن جبل، عمر بن الخطاب، عبادہ بن الصامت ابوالدرداء، تمیم داری، عقبہ بن عامر، ابوہریرہ سے انہوں نے روایت کی ہے (تہذیب التہذیب صـ ۴۳۲/۸)

(۴) (۲۳) محرز مولی ابی ہریرہ صـ ۱۵۱

محرز بن جعفر حجازی منصوری شاعر ہے۔ علامہ مرزبانی نے عبدالعزیز بن محمد کے مرثیہ میں اس کے یہ اشعار نقل کئے ہیں

لا نوم تارق فلبی التہاما ٭ ان الرزیۃ مارزئنا العاما ٭ لو رد ذو شفق حمام منیۃ ٭ لرددت عن عبدالعزیز حمامایا ٭

فلا یکبنک ما دعت قمریۃ ٭ تدعو علی فنن الغصن حماما

(معجم الشعراء صـ ۴۸۰)

(۲۴) ابن الصائغ صـ۸۶

قال الشیخ "ہو مکلم بعض شعراء العرب" صـ۱۳۳ بین السطور۔ اس کا نام محمد ہے اور کنیت ابوبکر اور ابن باجہ کے ساتھ مشہور ہے۔ سرقسطہ میں پیدا ہوا پھر وہاں سے فارس کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔ تدبیر المتوحد، شرح ارسطو وغیرہ اسی کی ہے۔ یہ فلاسفہ کا بڑا حامی تھا اور الحاد کے ساتھ متہم۔ فتح بن خاقان نے اس کی ایسی ہجو کی ہے کہ شاید ہی کسی نے آج تک کسی کی ایسی ہجو کی ہو (دیکھو شرح صـ ۱۱منا (شذرات الذہب صـ۸۶ و منجد صـ۴)

(۲۵) مختار ابن ابی عبید صـ۸

صـ۲ حاشیہ ۵ میں ان کو مختار بن ابی عبیدہ کہا ہے، صحیح مختار بن ابو عبید ہے۔ یہ ۱ھ ہجری میں پیدا ہوا تھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ یہ شرار تابعین میں سے ہے یہاں تک کہ اس نے نبوت کا بھی دعوی کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے اپنے بھائی مصعب کے لشکر دے کر بھیجا۔ انہوں نے کوفہ کے قریب ۶۷ھ میں اس کو قتل کر دیا (اکمال صـ۱)

(۲۶) ابو بلال خارجی صـ۲۷

قال الشیخ "لم نقف علی ترجمتہ" صـ۱۴، حاشیہ ۳ ابو بلال خارجی حنظلی تیمی کا نام مرداس ہے اور اس کی ماں کا نام اُدَیّہ ہے۔ باپ کا نام حُدَیر یا حدیر ہے۔ یہ خارجیوں میں بڑا عابد زاہد، مجتہد اور عظیم المرتبہ تھا۔ جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ رہا ہے۔

ابن زیاد نے اولاً اس کو قید کیا پھر اس کو اور اس کے بھائی عروہ بن ادیہ کو دیگر خوارج کے ساتھ قتل کرا دیا تھا۔ ایک مرتبہ یہ ایک اونٹ کے پاس کو گذرا جس پر قطران ملا ہوا تھا دیکھتے ہی بیہوش ہو گیا اور جب افاقہ ہوا تو اس نے یہ آیت پڑھی۔ سرابیلہم من قطران وتغشی وجوہہم النار" جب معاویہ نے عبید اللہ بن زیاد کو بصرہ کا والی بنایا تو اس نے اس سے بغاوت کی کیونکہ بلحاظ خارجیہ کے ساتھ جو ظلم و ستم ہوا تھا اس پر یہ صبر نہ کر سکا چنانچہ اس نے اپنے لوگوں میں عام اعلان کیا کہ بخدا! ہم ان ظالموں کے درمیان ہرگز نہیں رہ سکتے یہ کہہ کر بغاوت شروع کر دی اور یہ شعر پڑھنے لگا ؎ ابعد ابن وہب ذی النزاہۃ والتقی ۔ ومن خاض فی تلک الحروب المہالکا، احب بقاء او ارجی سلامۃ ۔ وقد قتلوا زید بن حصن ومالکا، فیارب سلم نیتی وبصیرتی ۔ وہب لی التقی حتی الاقی اولئکا، اس پر ابن زیاد نے اسلم بن زرعہ کی سپہ سالاری میں مقابلہ کے لئے دو ہزار کا لشکر بھیجا جنکو ابو بلال اور اس کے ساتھیوں نے شکست دیدی حالانکہ یہ لوگ صرف چالیس آدمی تھے، اس کے بعد ابن زیاد نے عباد بن علقمہ مازنی کی سپہ سالاری میں ایک بہت بڑا لشکر بھیجا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی، جب نماز کا وقت آیا تو ابو بلال نے نماز پڑھنے کی مہلت چاہی لیکن جب یہ لوگ نماز پڑھنے میں مشغول ہوئے تو عباد اپنے لشکر کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑا اور سب کو قتل کر ڈالا، وقد رثاہ عمران بن حطان بقولہ ؎ یا عین بکی لمرداس ومصرعہ ۔ یا رب مرداس اجعلنی کمرداس، ترکتنی ہائما ابکی لمرزئتی ۔ فی منزل موحش من بعد ایناس، انکرت بعدک من قد کنت اعرفہ ۔ ما الناس بعدک یا مرداس بالناس، اما شربت بکاس دار اولہا ۔ علی القرون فذاقوا جرعۃ الکاس، فکل من لم یذقہا شارب عجلا ۔ منہا بانفاس ورد بعد انفاس (دائرۃ المعارف صـ۴۹/۲، حاشیہ حسن سندوبی بر "البیان والتبیین صـ۵/۲)

(۲۷) ابو برزہ صـ۲۲

(ت)

ابو برزہ نضلہ بن عبید اسلمی صحابی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعدد غزوات میں شریک رہے۔ وفات شریف کے بعد یہ بصرہ چلے گئے اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں بھی جہاد میں مصروف رہے یہاں تک کہ خراسان پر جہاد کیا اور مر دیا بصرہ میں ۶۴ھ یا اس سے قبل وفات پائی (الہدیۃ المزجاۃ صـ۱۳)

(ھ)

(۲۸) ہشام بن عبدالحکم ۱۹۰ھ

قال الشیخ "لم اقف علی ترجمتہ" ص۲ حاشیہ ۵۔ اس کی کنیت ابومحمد ہے اور نام ہشام۔ یہ کبار شیعہ میں سے تھا۔ اس نے کوفہ میں نشوونما پایا اس کے بعد بغداد چلا آیا اور یحییٰ بن خالد برمکی اور ہارون الرشید کی قربت حاصل کی۔ اس کی کچھ تالیفات بھی ہیں جو سب مفقود ہیں (منجد ص۵۵۲)

(۲۹) ہشام ابن الکلبی ۲۰۴ھ

یہ محمد بن السائب الکلبی (صاحب کتب کثیرہ اور مشہور اخباری) کا بیٹا ہے، یہ دونوں باپ بیٹے مشہور اخباری اور راوی انساب تھے، امام جاحظ البیان والتبیین ص۲۵۶/۱ پر کہتے ہیں "ومن نسابی کلب۔ محمد بن السائب، وہشام بن محمد بن السائب اور ص۲۸۱/۱ پر لکھتے ہیں" ومنہم من الرواۃ والنسابین والعلماء۔ شرقی بن القطامی الکلبی، ومحمد بن السائب الکلبی، وعبداللہ بن عیاش الہمدانی، وہشام بن السائب الکلبی اھ" کتاب الاصنام اور دیگر کتب جیدہ اسی کی ہیں، امام جاحظ نے ص۱۲۳/۱ پر ابو یعقوب خزیمی سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے تین آدمیوں جیسا کوئی نہیں دیکھا کہ وہ خود تو دوسروں کو کھا جانے والے تھے لیکن تین آدمیوں کو دیکھ کر اس طرح پگھل جاتے تھے جیسے پانی میں نمک یا آگ میں رانگ، ہشام بن الکلبی، ہیثم بن عدی، کو دیکھ کر اور ہیثم بن عدی، موسیٰ ضبی کو دیکھ کر اور ابوالحسن علی بن عبداللہ بن سیف علویہ، ابوالمہنا مخارق مغنی کو دیکھ کر:۔ (البیان والتبیین مع حاشیہ حسن سندوبی)

(۳۰) ہیثم بن عدی ص۹۴

قال الشیخ "لم اطلع علی ترجمتہ" ص۱۲۴ حاشیہ ۴۔ ابوعبدالرحمٰن ہیثم بن عدی طائی کوفی مولود ۱۲۰ھ متوفی ۲۰۹ھ مشہور مؤرخ اور اخباری شخص ہے اور خارجیوں کا ہمنوا ہے، مجالد۔ ابن اسحاق وغیرہ سے روایت کرتا ہے مگر حدیث میں ضعیف ہے قال ابوداؤد السجستانی "کذاب" اس نے بنوالحارث بن کعب کی ایک عورت کے ساتھ شادی کر لی تھی، بنوالحارث کے معزز لوگ ہارون الرشید کے پاس آئے اور انھوں نے تفریق کا مطالبہ کیا ہارون الرشید نے کہا کہ یہ وہی شخص تو ہے جس کی بابت شاعر نے کہا ہے ؎ اذا نسبت عدیا فی بنی ثعل × فقدم الدال قبل العین فی النسب ، لوگوں نے کہا: جی حضور! یہ وہی شخص ہے اور شاعر ذہل بن ثعلبہ شیبانی کوفی ہے، اس پر ہارون نے اپنے قائدین میں سے داؤد بن یزید کو حکم کیا کہ ان میں تفریق کرا دو، پس لوگوں نے اس کو پکڑ کر خوب پیٹا یہاں تک کہ اس نے بیوی کو طلاق دیدی و فی ذلک یقول علی بن جبلۃ العکوک ؎ للہیثم بن عدی فی تلونہ × فی کل یوم الی حی من العرب ۔ × اذا نسبت عدیا فی بنی ثعل × فقدم الدال قبل العین فی النسب ، آیا رہ فأراحنا من العدد اعد دعدیا فلوما البقاء لہ ، ماعمر الناس لم ینقص ولم یزد، نفسی فداء بنی عبد المدان وقد × تلوہ للوجہ واستعلوہ بالعمد حتی ازالوہ کرہا عن کریمتہم × وعرفوہ بذل ابن اصل عدی ابا ابن الخبیثۃ من اہجو فافقہ × اذا ہجوت دما تنمی الی احد شذرات الذہب ص۱۹/۲ وتاریخ کامل ص۲۰۴/۵ وحاشیہ حسن سندوبی بر "البیان والتبیین" ص۱۲/۲ و ص۱۸۷/۲)

(ی)

(۳۱) ابومحمد یحییٰ بن مبارک یزیدی ص۱۰۲

یہ یزید بن منصور حمیری کے لڑکے کو پڑھاتے تھے، اس لئے ان کو یزیدی کہتے ہیں۔ یزیدی، نحوی، لغوی، قاری، شاعر ابوعمرو ابن العلاء، خلیل جعفری

وغیرہ کے شاگرد تھے۔ ایک روز یزیدی خلیل کی ملاقات کو آئے۔ خلیل اپنی گدی پر بیٹھے ہوئے تھے، مگر گدی ایسی نہ تھی جس پر دو آدمی آسانی سے بیٹھ سکیں۔ اس پر بھی خلیل فرطِ محبت میں گدی سے سرک گئے۔ یزیدی نے پاسِ ادب سے عذر کیا کہ آپ کو تکلیف ہوگی۔ خلیل نے مسکرا کر کہا، بیٹھو کہیں دوستوں میں بھی جگہ تنگ ہوتی ہے۔ خلیل ایسے شخص نہ تھے جو ہر کس و ناکس کو اپنی گدی پر بٹھائیں۔ مگر یزیدی ایسے رتبہ کے شاگرد تھے جن کے لئے خلیل مسند سے سرک گئے۔ ایک روز ایک خوبصورت خوش آواز عورت مامون کے پاس اشعار پڑھ رہی تھی۔ جب خوبصورتی و خوش آوازی جمع ہوتے ہیں تو سننے والوں کے دل سے اس کی کیفیت پوچھئے ؎

خوبیٔ روو خوبیٔ آواز ✤ می برد ہر یکے بہ تنہا دل ❊ چوں شود ہر دو جمع در یکجا ✤ کار صاحب دلاں بود مشکل

مامون از خود رفتہ ہو کر چیخ اٹھا پھر سنبھل کر کہنے لگا: کیوں استاد کیا سماں ہے، کیا دنیا کی کوئی چیز اس سے بہتر ہو سکتی ہے؟ یزیدی نے کہا ہاں شکرِ نعمت میں ایسی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھ کر نعمت میں مزہ نہیں ملتا۔ مامون نے کہا سچ ہے ابھی ایک لاکھ درہم اہلِ حاجات کو خیرات کئے جائیں۔ یزیدی نے قریب ایک سو سال کی عمر میں ۲۰۲ھ میں وفات پائی۔ کتاب النوادر، جامع شعر و ادب، کتاب النقط وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں

(۳۲) شیخ یوسف ص ۱۳۳

قال الشیخ "لم نطلع علی ترجمۃ" ص ۶۲ حاشیہ ۲ شیخ یوسف بن حسین نہایت حسین اور بڑے باکمال اولیاء میں سے ہیں۔ حضرت ذوالنون سے آپ بیعت ہیں اور ابوتراب، ابوسعید خراز جیسے مشائخ سے فیض صحبت رکھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار خواب میں غیبی ندا سنی کہ یوسف بن حسین سے کہدو کہ تو راندۂ درگاہ ہے۔ جب بیدار ہوا تو ان سے بیان کرتے ہوئے شرم آئی۔ تیسری بار خواب میں کہا گیا کہ اگر تو نے ان سے نہ کہا تو تجھ کو ایسی سزا ملے گی کہ زندگی بھر تکلیف میں مبتلا رہے گا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا کوئی شعر سنا۔ میں نے شعر پڑھا تو آپ کی آنکھوں سے خون کے آنسو بہنے لگے اور فرمایا کہ لوگ میرے سامنے قرآن پڑھ رہے تھے مگر مجھے رقت نہ ہوئی اور اس شعر نے مجھے بے قرار کر دیا لوگ مجھے زندیق کہتے ہیں، سچ ہے اور خطاب باری "راندۂ درگاہ ہے" میرے حق میں درست ہے۔ مجھے اس سے بڑا تعجب ہوا۔ اور اسی پریشانی میں صحرا کی طرف نکل گیا۔ راستے میں حضرت خضر سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ یوسف بن حسین تیغ عشقِ الٰہی کے گھائل ہیں اور علیین ان کی جگہ ہے۔ اللہ کی راہ میں ایسا رتبہ حاصل کرنا چاہئے کہ اگر تنزل بھی ہو تو علیین ہو۔ نزع کے وقت آپ نے فرمایا، اے اللہ میں نے خلق کو قولاً اور نفس کو فعلاً نصیحت کی۔ میرے نفس کی خیانت کو خلق کی نصیحت کے عوض میں معاف کر دے (تذکرۃ الاولیاء میں ان کے ساتھ ابوعثمان حیری کی فریفتگی کا قصہ بھی مذکور ہے)

فہرست اصحاب تاریخ جن کے حالات شارح کتاب کو بھی معلوم نہ ہو سکے

اسماء	صفحات	اسماء	صفحات	اسماء	صفحات
ابراہیم بن حبیب)	۲۷۴	ابوالعباس کندی	۵۷	ابوالقیس مخزومی	۲۶۳
ابراہیم بن عبداللہ خراسانی	۵۴	ابوالعاص	۹۸	ایاس بن قبیصہ	۱۰۲
ابن السری	۹۰	ابوالقاسم بن الارزق	۱۹۹	ر	
ابن عامر	۱۵۴	ابوثور	۲۵۶	ربیع الحاجب	۱۶۴
ابوایوب سجستانی	۲۸۳	ابوالکنود نحری	۱۱۱	خ	
ابوایوب مرزبانی	۱۲۰	ابی بن خلف		خلیل بن احمد	۱۰۶
ابوالبختری	۱۵۰	اسلم بن زرعہ	۲۷۶	س	
				[illegible]	۱۰۱

فہرست مضامین کتاب نفحۃ العرب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمداً لقادرٍ جعل علمَ الادب شمساً مُنيرةً آمنةً من الافول والكسوف وقمراً مضيئاً لايدركه المحاق ولا الخسوف وفلكاً بريئاً من الخرقِ والالتئامِ وارضاً تربّي اهلها وتصونهم من قطوبِ الانام وخطوبِ الايام

حل لغات حمداً مفعول مطلق ہے جس کا عامل محذوف ہے کیونکہ جب مصدر فاعل یا مفعول کی طرف بواسطہ جار یا بلا واسطہ جار مضاف ہوتا ہے تو اس کا عامل وجوبا محذوف ہوتا ہے۔ یہاں حمداً اپنے مفعول کی طرف بواسطہ لام مضاف ہے لہٰذا عامل حذف کر دیا گیا اے نحمد حمدا (س) مَحْمِدًا، مَحْمَدَةً فضیلت کی بنا پر تعریف کرنا ص حامد، محمد بہت عمدہ خصلتوں والا۔ قادر صیغہ صفت ہے، قدر (ن ض س) قَدْرًا، قُدْرَةً، مَقْدَرَةً قوی ہونا (ض) قَدْرًا — الشئ اندازہ کرنا، لامر تدبیر کرنا جعل سے خطوب الایام تک پورا کلام قادر کی صفت ہے اور جعل بمعنی صیر ہے۔ علم الادب اس کا مفعول اول ہے اور شمساً مفعول ثانی اور اگر جعل بمعنی خلق ہو تو پھر شمساً حال ہوکر منصوب ہوگا، شمس آفتاب ج شموس۔ شمس (ن) شموساً باز رہنا۔ انکار کرنا (ن، ض) شمسا (س) شمسا — الیوم دھوپ والا ہونا۔ منیرۃ من انار الشئ انارۃ روشن ہونا۔ روشن کرنا (لازم ومتعدی) آمنۃ امن سے صیغہ صفت مؤنث ہے (س) اَمْنًا، اَمَانًا مطمئن ہونا محفوظ ہونا۔ الافول افل (ض ن س) افولا — القمر غائب ہونا۔ الکسوف (ض) کسفت الشمس آفتاب میں گہن لگنا۔ قمراً تین رات کے بعد آخر ماہ تک چاند کو قمر کہتے ہیں اور اس سے پہلے ہلال اور چودھویں کے چاند کو بدر ج اقمار۔ مضیئاً چمکدار۔ اضاء اضاءۃ۔ البیت وضاء یضوء ضوءا، ضیاء — القمر روشن ہونا۔ المحاق محق (ف) مَحْقًا — الشئ باطل کرنا محاق مہینہ کی آخری رات آخری تین ایام الخسوف (ض) القمر گہن لگنا۔ المکان دھنس جانا۔ فلکاً آسمان ج فلک افلاک والفلک من کل شئ گول اور بڑا ہونا۔ الخرق (ن ض) الثوب پھاڑنا، بے سوچے سمجھے کسی چیز کو توڑ کر خراب کر دینا۔ الالتئام التئم الشئ ملنا۔ ارضاً زمین ج آراض، ارضون، ارض (ن ک) ارضا، اراضۃ۔ المکان سرسبز خوش منظر ہونا (ف) اریض (س) ارضا دیمک خوردہ ہونا۔ تربی تربیۃ غذا دینا، پرورش کرنا۔ تصونھم (ن) صونا۔ صیانۃ حفاظت کرنا۔ قطوب ترش روئی (ن، ض) انام، انیم مخلوق (انیم کا استعمال صرف اشعار میں ہوتا ہے) خطوب جمع خطب حالت معاملہ عموما برے اور ناپسندیدہ معاملہ میں مستعمل ہوتا ہے۔

تشریح ہم اس قادر مطلق کی تعریف کرتے ہیں جس نے علم ادب کو روشن آفتاب بنا دیا ہے جو غروب وکسوف سے محفوظ ہے اور چمکتا چاند بنا دیا جس کو تاریکی وبے نوری نہیں پاتی اور ایسا آسمان بنا دیا جو شگاف وپیوند سے پاک ہے اور ایسی زمین جو اہل زمین کو غذا بخشتی ہے اور مخلوق کی ترش روئی اور گردش ایام سے حفاظت کرتی ہے۔

فائدہ مصنفؒ نے اپنی کتاب کو تسمیہ وتحمید ہر دو کے ساتھ شروع کیا ہے جس میں کلام الہٰی کی اقتدا ہے کہ اس کا آغاز ہر دو کے ساتھ ہے، نیز اس میں حدیث کی بھی اتباع ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "کل امرٍ ذی بالٍ لم یبدأ ببسم اللہ وفی روایۃ بحمد اللہ" الخ جو مہتم بالشان کام اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔

عہ اخرج عبد القادر الرہاوی وعند النسائی وابی داؤد والخطیب البغدادی۔

وَصَلٰوةٌ عَلٰى فَصِيْحٍ بَلِيْغٍ اَدِيْبٍ كَاَنَّهٗ فَحْوٰى قَوْلِ اَبِي الطَّيِّبِ فِيْ مَمْدُوْحِهٖ ؎

بِاَبِيْ وَاُمِّيْ نَاطِقٌ فِيْ لَفْظِهٖ ✤ ثَمَنٌ تُبَاعُ بِهِ الْقُلُوْبُ وَتُشْتَرٰى

جَاءَ بِالْبَيِّنَاتِ الْوَاضِحَةِ الْبَادِيَةِ، حِيْنَ دَهَمَتِ الدُّنْيَا مَصَائِبُ الْكُفْرِ السُّوْدِ الدَّاهِيَةُ وَاَتٰى بِالْبَرَاهِيْنِ الْقَاطِعَةِ وَالْحُجَجِ الرَّاجِحَةِ، وَحَمٰى حِمَى الدِّيْنِ وَمَحَا اٰثَارَ جُمُوْعٍ لِاَنْيَابِهَا غَيْظًا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَارِجَةٍ، وَبِمَكَائِدِهَا الَّتِيْ تُزِيْلُ الْجِبَالَ الرَّاسِيَاتِ لِاَفْئِدَتِهِمْ جَارِحَةٍ،

حل لغات

وصلوۃ حمد پر معطوف ہے اور عامل محذوف ای نصلی صلوۃ درود بھیجنا ص فصیح خوش بیان ج فصحاء فصح (ک) فصاحۃ فصیح ہونا۔ الاعجمی عربی میں گفتگو کرنا۔ بلیغ ص ج بلغاء بلغ (ک) بلاغۃ بلیغ ہونا۔ فحوی مضمون کلام، فحا (ن) فحوا اپنے کلام سے کسی مضمون کی طرف اشارہ کرنا۔ بابی میں بار تفدیہ کی ہے اور جار مجرور محذوف یعنی مفدی کے متعلق ہے جو ناطق کی خبر مقدم ہے۔ لفظہ مصدر بمعنی ملفوظ خبر مقدم ہے۔ ثمن، مبتدا مؤخر موصوف ہے۔ تباع جملہ صفت ہے۔ البینات جمع بینۃ دلیل، مراد معجزہ بان (ض) بیانا، تبیانا ظاہر ہونا ص بین ج ابنیاء، ابیان۔ الواضحۃ (ض) ضحۃ وضوحا۔ الامر ظاہر ہونا ص واضح البادیۃ ظاہر، بدا (ن) بدوا بداء ظاہر ہونا ص باد ج بادون، بدی دھمت (س، ف) دھما۔ الامر اچانک آپڑنا۔ الداھیۃ، سخت مصیبت بڑا معاملہ ج دواہی، دواہی الدہر حوادث زمانہ، البراھین جمع برہان دلیل۔ الحجج جمع حجت بمعنی دلیل حج (ن) حجا۔ دلیل میں غالب آنا۔ الاماکن زیارت کرنا ص حاج ج حجیج، حجاج احتج دعوی کرنا، دلیل پیش کرنا، حجۃ سال ج حجج۔ الراجحۃ رجح (ف ن ض) رجحانا۔ رجوحا۔ الرائی غالب ہونا۔ حمی (ض) حمیا، حمایۃ۔ الشیٔ روکنا، بچانا ص حامی ج حماۃ۔ حمی چراگاہ، ہر وہ چیز جس کی حفاظت کی جائے۔ محا (ن) محوا۔ الشیٔ مٹانا۔ آثار جمع اثر نشان۔ جموع جمع جمع بمعنی جماعت۔ انیاب جمع ناب بمعنی دانت۔ حارجۃ اسم فاعل ہے حرج (ن) حرجا۔ انیابہ غصہ سے دانت پیسنا۔ جموع موصوف ہے اور حارجۃ صفت لانیابہا حارجہ کا مفعول بہ ہے اور لام برائے تقویت عامل ہے۔ مکاید، جمع مکیدۃ بمعنی مکر، دھوکہ، خباثت۔ راسیات۔ جمع راسیۃ ثابت و راسخ رسا (ن) رسوا، رسوا، ٹھہرنا ثابت ہونا۔ لافئدتھم جمع فؤاد بمعنی دل، فادہ (ف)، فادا دل پر مارنا (س)، فادا دل کی بیماری والا ہونا۔ جارحۃ جموع کی صفت ہونے کی وجہ سے مجرور ہے جرح (ف) جرحا۔ زخمی کرنا۔ بلسانہ عیب لگانا (س)، جرحا زخمی ہونا جرح زخم ج جروح۔

تشریح

اور درود بھیجتے ہیں ایسی فصیح و بلیغ پاک ذات پر جو ابو الطیب کے شعر؎

بِاَبِيْ وَاُمِّيْ نَاطِقٌ فِيْ لَفْظِهٖ ✺ ثَمَنٌ تُبَاعُ بِهِ الْقُلُوْبُ وَتُشْتَرٰى

میرے ماں باپ اس پر قربان جس کی گفتگو ایک قیمت ہے کہ اس سے دلوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے ——— کی صحیح مصداق ہے جس نے اس وقت میں روشن و نمایاں معجزات پیش کئے جبکہ تمام عالم پر انواع کفر کی تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں، آپؐ نے دین کی حفاظت کی اور ایسی جماعتوں کے نشانات کو مٹا دیا جو مسلمانوں پر غصہ کی وجہ سے دانت پیسنے والی اور ان کے دلوں کو زخمی کرنے والی تھیں، اپنی ایسی تدبیروں کے ذریعہ سے جو مضبوط پہاڑوں کو بھی اپنی جگہ سے ہلا دیتی تھیں "

ہے ابو الطیب کے حالات کے لئے ہماری کتاب "ظفر المحصلین باحوال المصنفین" دیکھئے

اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلٰی مَنْبَعِ الْعُلُوْمِ لَاسِيَّمَا الْعُلُوْمُ الْعَرَبِيَّةَ الْاَدَبِيَّةَ وَعَلٰی مَنْ حَذَا حَذْوَهٗ مِنْ ذُرِّيَّاتِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ، وَصَحَابَتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ

اَمَّا بَعْدُ فَلَقَدْ رَاَيْتُ طِبَاعَ الْمُسْتَفِيْدِيْنَ مَائِلَةً اِلٰی رِسَالَةٍ تُهَذِّبُ الْاَخْلَاقَ كَاَنَّ قُلُوْبَهُمْ قُلُوْبُ اُولِی الْاِمْلَاقِ وَاَلْسِنَةَ الطَّاعِنِيْنَ فِیْ عِلْمِ الْاَدَبِ مُتَفَوِّهَةً بِاَنَّ عِلْمَ الْاَدَبِ عِلْمٌ يُفْسِدُ الْعُقُوْلَ وَيَفْتِكُ بِالْاَلْبَابِ مُسْتَدِلِّيْنَ بِقَوْلِ الْمَلِكِ الضِّلِّيْلِ ؎ فَمِثْلُكِ حُبْلٰی قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ الخ وَبِقَوْلِ الْمُتَنَبِّیْ ؎ مَا اَنْصَفَ الْقَوْمُ ضَبَّةَ الخ وَغَيْرَ ذٰلِكَ ۔

حل لغات اَللّٰھُمَّ بصریوں کے نزدیک اس کی اصل یا اللہ ہے حرف ندا کو حذف کر کے میم مشدد لے آئے، اور یہ لفظ اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے فلا یقال زیدم، عمروم، وقال الکوفیون اصلہ یا اللہ اُمنا بخیر، ای اقصدنا بخیر۔ مَنبع چشمہ ج مَنابع، نبع (ن، س، ک) نَبعًا، نُبوعًا۔ الماءُ چشمہ سے نکلنا۔ لَا سِیَّمَا۔ سِیّ اور ما زائدہ یا موصولہ یا موصوفہ سے مرکب ہے سِیّ بمعنی برابر یقال ھما سیان وہ دونوں ایک جیسے ہیں، لاسیما کی یا میں تشدید وتخفیف دونوں لغتیں ہیں، کبھی لا کو حذف بھی کر دیتے ہیں، مگر یہ لغت ضعیف ہے، لاسیما نحاۃ کے یہاں کلمہ استثناء شمار ہوتا ہے اور اس کا استعمال اکثر واؤ کے ساتھ ہوتا ہے، نیز عام طور سے خصوصًا کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے، اس کے مابعد میں رفع، نصب، جر تینوں جائز ہیں، رفع مبتدا یا مبتدا محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے اور نصب استثناء کی وجہ سے اور جر اضافت کی وجہ سے۔ ملا جلال نے امرئ القیس کے قول "ولاسیما یوم بدارۃ جلجل" کو تینوں طریقوں سے روایت کیا ہے۔ علامہ رضی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع قلیل ہے وصرح صاحب الایضاح ان نصب الاسم بعد لاسیما لیس بقیاس۔ حَذَا (ن) حَذوًا ـــ ہ پیروی کرنا۔ صحابتہ صحب (س) صُحبۃً ساتھی ہونا، صاحب ساتھی۔ مالک ج صَحْب، اَصحاب، صحابہ، صحبان، بجمع اصاحیب، صحابہ وہ حضرات جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے بحالت ایمان مشرف ہوئے ہوں اور ایمان ہی پر خاتمہ ہوا ہو۔ طِباع جمع طبع بمعنی طبیعت۔ الاخلاق جمع خلق طبعی خصلت۔ الاملاق۔ املق الرجلُ محتاج ہونا، ملق (س) ملقًا ـ ہ ـ لہ چاپلوسی اور خوشامد کرنا۔ السنۃ جمع لسان، زبان، لسن (ن) لَسنًا تیز زبان والا ہونا (س) لَسَنًا فصیح وبلیغ ہونا۔ الطاعنین۔ طعن (ن، ف) طَعنًا۔ فی الرجل عیب لگانا۔ متفوھۃً فاہ (ن) فوہًا۔ تفوہ۔ بکلمۃ بولنا۔ یفتک (ن، ض) فَتکًا فتوکًا۔ بفلان اچانک پکڑنا، قتل کرنا الرجلُ دلیر ہونا۔

تشریح اے خدا! تو روز جزا رحمت کاملہ نازل فرما جملہ علوم بالخصوص علوم عربیہ ادبیہ کے سرچشمہ پر (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر) اور ان لوگوں پر جو آپ کے پیرو ہیں، آپ کی اولاد، ازواجؓ، اصحابؓ اور آپ کے جملہ متبعین میں سے۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد پس بیشک میں نے مستفیدین کی طبیعتیں ایسے رسالہ کی طرف مائل دیکھیں جو اخلاق کو پاکیزہ بنائے گویا ان کے دل حاجتمندوں کے سے دل ہیں، اور ملک الضلیل (امرئ القیس) کے قول

؎ فَمِثْلُكِ حُبْلٰی قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ ❊ فَاَلْهَيْتُهَا عَنْ ذِیْ تَمَائِمَ مُحْوِلِ ❊ میں تجھ جیسی بہت سی حاملہ اور دودھ پلانے والیوں کے پاس آیا، پس میں نے ان کو اپنی طرف مشغول کر لیا تعویذ والے سے۔ اور متنبی کے قول ؎

؎ مَا اَنْصَفَ الْقَوْمُ ضَبَّةَ ❊ وَاُمَّهُ الطُّرْطُبَّةَ ❊ (قوم نے ضبہ کا انصاف نہ کیا اور نہ اس کی ماں دراز اور ڈھیلی پستان کا) سے دلیل لا کر علم وادب میں طعن کرنے والوں کی زبانوں کو بولتے ہوئے پایا کہ علم ادب عقلوں کو خراب اور دانائی کو ختم کر دینے والا علم ہے ۱۲

وهؤلاءِ الشرذمةُ القليلةُ ضَفادِعُ حِياضٍ لم يَرِدنَ الا الماءَ الواصِلَ الى الكعبِ فلومُ الخفاشِ لا يضرّ الشمسَ
وعواءُ الكلبِ لا يُظلِمُ البدرَ ولمّا كانَ سهرُ الليالي ممّا جُبِلَ عليه عطشى العلومِ وحيارى ميادينِ الكمالِ
سهرتُ ليالياً لا نومَ فيها لأحذوَ حذوَهم وأحشرَ معهم يومَ لا ظلَّ فيه الا ظلّ قادرٍ جبارٍ واقتبستُ من كتبِ
المتقدمين نوادرَ اردتُ ان أعرِضَها على اخواني من طلبةِ العلمِ وما قصدتُ بهذه الاوراقِ الا تطهيرَ الاخلاقِ
ولم أُرِد بهذه الحكاياتِ والامثالِ الا تحصيلَ الفضائلِ فان الصبيانَ الواحُ قلوبِهم اشدُّ قبولاً لما نُقِشَ
عليها واني مع اعترافي بقصورِ العلمِ وضيقِ الباعِ اجتهدتُ كلَّ الاجتهادِ في تحليةِ البيانِ وتجليةِ التبيانِ
فهاهي فرائدُ حقرتِ اليواقيتَ واللآلي ولن تجدَ مثلَها على مرِّ الايامِ والليالي

حل لغات: الشرذمۃ لوگوں کی قلیل جماعت ج شراذم شراذیم ۔ ضفادع جمع ضفدع مینڈک ۔ حیاض جمع حوض ۔ لم تردن (ض) ورود الماء پانی پر آنا ص وارد ۔ لوم (ن) لوماً ، لماماً ، ملامۃ ۔ ہ ملامت کرنا ص لائم ج لوام ۔ الخفاش چمگادڑ ج خفافیش خفش (س) خفشاً پیدائشی کمزور نظر والا ہونا ، تنگ آنکھ والا ہونا ص خفش ، اخفش ۔ عواء عوی (ض) عواءً ، عوۃ ۔ الکلب بھونکنا ۔ الکلب کتا ج کلاب اکالب ، کلب (س) کلباً پیاسا ہونا ۔ الکلب دیوانہ ہونا ۔ الرجل حریص ہونا ۔ سھر (س) سھراً ساری رات بیدار رہنا ساہرہ خوفناک جنگل ۔ لا نوم نام ینام نوماً اونگھنا یا سونا ص نائم ج نیام نوم ۔ عطشی جمع عطشان پیاسا ، عطش (س) عطشاً پیاسا ہونا ص عطشان ج عطاش ۔ حیاری جمع حیران ۔ میادین جمع میدان ۔ احشر مضارع متکلم ہے حشر (ن ض) حشراً ۔ الناس جمع کرنا ۔ اقتبست ۔ العلم استفادہ کرنا ۔ ہ ناراً کسی سے آگ لینا قبس چنگاری ۔ اخوان جمع اخ ۔ قصدت (ض) قصداً ارادہ کرنا الشاعر قصائد بنانا ۔ الیہ متوجہ ہونا ۔ ہ کسی کے پاس جانا ، قصیدہ لاٹھی ، سات یا دس اشعار سے زاید نظم ج قصائد قصید ۔ الصبیان جمع صبی بچہ صبا (ن) صبواً ، صباءً بچپنے کی طرف مائل ہونا ج اصبیہ ، صبیۃ ۔ الواح جمع لوح تختی ۔ قصور (ن) ناقص ہونا عاجز ہونا الباع دونوں ہاتھوں کی پھیلانے کی مقدار ۔ فرائد جمع فریدۃ یکتا موتی ۔ الیواقیت جمع یاقوت ۔ اللآلی جمع لؤلؤ موتی ۔

تشریح: حالانکہ اہل ادب کی یہ مختصر سی جماعت حوض کے مینڈکوں کی طرح ہے جو ٹخنوں پانی سے آگے نہ بڑھے ۔ پس چمگادڑ کا آفتاب کو ملامت کرنا نقصان نہیں پہنچاتا اور کتے کا بھونکنا ماہتاب کو تاریک نہیں بناتا (سے مہ نور می فشاند و سگ بانگ می کند ۔ سگ را برسر خشم تو با ماہتاب چہ نسبت) اور جب راتوں میں جاگنا تشنگان علوم اور میدان کمال کے حیران و سرگرداں پھرنے والوں کی جبلت و فطرت ہے تو میں بھی بہتیری راتوں جاگتا رہا جن میں نیند کا نام تک نہ تھا تاکہ میں بھی انکے نقش قدم پر گام زن ہو سکوں اور اس دن ان کے ساتھ جمع ہو سکوں جس دن خدائے قادر و جبار کی رحمت) کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا میں نے پہلے بزرگوں کی کتابوں سے کچھ نوادرات حاصل کئے ہیں جنکو میں اپنے اہل علم بھائیوں کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور ان اوراق سے میرا مقصد صرف پاکیزگی اخلاق ہے اور ان حکایتوں اور کہاوتوں کے پیش کرنے سے مقصد صرف تحصیل فضائل ہے ، کیونکہ بچوں کے دلوں کی تختیوں پر جو نقش کر دیا جائے وہ اسکو بہت جلد قبول کر لیتی ہیں " اور میں نے اپنی علمی کم مایگی اور تنگی اسباب کے اعتراف کے باوجود خوش بیانی اور فصاحت کلامی کے مزین اور روشن کرنے میں پوری پوری کوشش کی ہے ، سو آگاہ رہو کہ یہ علمی جواہر پارے ہیں جنکے سامنے موتی اور یاقوت بھی ہیچ ہیں ، اور انکا مثل زمانہ کے لیل و نہار کے گزر جانے پر بھی تو نہ پا سکیگا

وسُمِّيت "نفحة العرب" وجعلتُها على بابين الاول المنثور والثانى المنظوم فان هبت عليها قبول القبول و اقبلت اليها قلوبُ الفحول فهو بمحاسن اخلاقهم خليقٌ وان عصفت عليها صراصر الرد والنكير فهو بمن جاء بها جديرٌ. والله اسألُ سوالَ متضرعٍ خاضعٍ خاشعٍ ان ينفعهم فى الاولى والأخرة اللّهم امين

وانا عبــــــده

المستكفى بكفاية الله محمد اعزاز على غفرلهٗ من سكناء امروهه من مضافا امراد اباد (بلدة شهيرة فى الهند)

حل لغات سُمِّيت ماضی مجہول ہے، چونکہ اس کتاب کا نام سیدی وسندی شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ نے تجویز فرمایا تھا اس لئے مصنف علامہ نے فعل مجہول سے تعبیر کیا ہے؎ هبت (ن) ہبوباً۔ الریح ہوا کا چلنا۔ قبول القبول پہلا قبول بمعنی پُروا ہوا اقبلت (ن) قبولاً۔ ریح القبول پروا ہوا کا چلنا ثانی قبول بمعنی قبول کرنا (س) قبولاً۔ الشیٔ قبول کرنا۔ الفحول صاحب فضیلت عصفت (ض) عصفاً، عصوفاً۔ الریحُ ہوا کا تیز چلنا۔ صراصر جمع صرصر سخت ٹھنڈی ہوا، آندھی۔ متضرع تضرع الی اللہ عاجزی کے ساتھ دعا کرنا۔ ضرع (ف، ک) ضراعةً (س) ضرعاً کمزور ہونا۔ الیہ فروتنی کرنا ص ضارع وضرع ج ضروع وضرعة خاضع (ف) خضعاً خضوعاً عاجزی کرنا ص خاضع جمع خضع۔

تشریح اور اس کتاب کو "نفحۃ العرب" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جس کو میں نے دو بابوں پر منقسم کیا ہے پہلا باب منثور ہے، دوسرا باب منظوم، کیونکہ ؎

سخنہا را بدستور خرد مند ٭ زنظم ونثر باید داد پیوند • کہ گاہے طبع زیں آرام یابد ٭ زمانے زاں دگر ہم کام یابد

پس اگر اس کتاب پر قبولیت کی ہوائیں چل جائیں اور باکمال حضرات کے قلوب اس کی طرف متوجہ ہو جائیں تو یہ چیز ان کے حسن واخلاق کے لائق تر ہے اور اگر اس پر رد اور انکار کی آندھیاں چل پڑیں تو یہ اس شخص کی نسبت جو اس کو لایا ہے مناسب ہے، اور میں عاجزی وانکساری اور خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ ہی سے سوال کرتا ہوں اس بات کا کہ وہ اس کتاب سے لوگوں کو بھی اور مجھ کو بھی دنیا وآخرت میں نفع پہنچائے (آمین) ۱۲

محمد حنیف غفرلہ گنگوہی

؎ خود مصنف نے اس کا نام "خبز الشعیر" (جو کی روٹی) رکھا تھا، اللہ اللہ سادگی کی حد ہوگی ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الاول فی النثر

السیف بالساعد لا الساعد بالسیف

تلوار (کی خوبی) بازو سے ہے نہ کہ بازو (کی قوت) تلوار سے

مطلب یہ ہے کہ اگر قوت بازو ہے تو تلوار کا جوہر نمایاں ہوگا ورنہ تنہا شمشیر براں کس کام کی ع دست نادر باید ز شمشیر آبدار۔
گر انگشت سلیمانی نباشد بہ چہ خاصیت دہد نقش نگینہ

قال العتبی بعث عمر بن الخطاب الی عمرو بن معدیکرب ان یبعث الیہ بسیفہ المعروف بالصمصامۃ فبعث بہ الیہ فلما ضرب بہ وجدہ دون ما کان یبلغہ عنہ فکتب الیہ فی ذلک فرد علیہ انما بعثت الی امیر المؤمنین بالسیف ولم ابعث بالساعد الذی یضرب بہ

حل لغات سیف تلوار جمع اسیاف، سیوف، ساف (ض) سَیْفاً تلوار سے مارنا۔ ساعد بازو۔ کہا جاتا ہے "شد اللہ علی ساعدک" اللہ تعالیٰ تمہارے بازو کو مضبوط کریں، جمع سواعد۔ قال (ن) قولاً، قالۃً، قیلاً، کہنا، بیان کرنا ص قائل جمع قُوّل (ض) قیلولۃ دوپہر کو آرام کرنا ومنہ المثل "اِذَا قَالَ الرَّجُلُ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ الْقَصُّ وَضُوْئُہٗ" العتبی ابوعبدالرحمٰن محمد بن عبیداللہ متوفی ۲۲۸ھ مشہور ادیب اور فصیح و بلیغ شاعر تھے، کتاب الخیل، کتاب اشعار الاعاریب "کتاب الاخلاق وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔ بعث (ف) بعثاً بھیجنا، بَعْث فوج جمع بُعُوث، البیت دوبارہ زندہ کرنا، یوم البعث روز قیامت۔ عمر بن الخطاب خلفاء اربع میں سے مشہور جلیل القدر صحابی ہیں آپنے تریسٹھ سال کی عمر میں ابولؤلؤ مجوسی کے ہاتھ سے شہادت پائی۔ عمرو بن معدیکرب ابوثور بن عبداللہ زبیدی، سادات اہل یمن سے ایک صحابی ہیں مشہور شاعر بھی تھے اور جانباز بھی۔ صمصامہ۔ وہ تلوار جس کی دھار نہ مڑے۔ دون گھٹیا، کم رتبہ، رَدَّ علیہ جواب دیا۔

تشریح فاضل عتبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن معدیکرب کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس (یعنی میرے پاس) اپنی وہ تلوار بھیج دے جو صمصامہ کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت عمروؓ نے وہ تلوار حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دی، جب آپنے تلوار چلائی تو اس کو اس مرتبہ سے کم پایا جسکی خبر آپ کو اس تلوار کے بارے میں پہنچی تھی پس آپنے اس سلسلہ میں حضرت عمروؓ کے پاس خط لکھا (کہ میں نے تمہاری تلوار کو جیسا سنا تھا ویسا نہیں پایا) حضرت عمروؓ نے جواب دیا کہ میں نے امیر المؤمنین کے پاس صرف تلوار بھیجی ہے وہ بازو نہیں بھیجا جس سے یہ تلوار چلائی جاتی ہے ۱۲

(فائدہ اولیٰ) منقول ہے کہ جنگ قادسیہ میں شاہ فارس یزدجرد نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے رستم

کو آگے بڑھایا تھا۔ اس کے مقابلہ کے لئے حضرت عمرو بن معدیکربؓ نکلے، رستم ایک بہت بڑے ہاتھی پر سوار تھا حضرت عمرو نے ایک ہی وار میں ہاتھی کی چاروں ٹانگیں صاف کردیں، رستم ہاتھی کی پشت سے نیچے گرا اور ہاتھی رستم کے اوپر گر پڑا یہاں تک کہ رستم کو قتل کردیا گیا اور فارسیوں کو شکست ہوگئی علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری صاحب کتاب حیوٰۃ الحیوان اس قصہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں وہذہ الفربۃ لم یسمع بمثلہا فی الجاہلیۃ ولا فی الاسلام

(فائدہ ثانیہ) علامہ سہیلی نے ذکر کیا ہے کہ کعبہ کے قریب جرہم وغیرہ کے دفینہ سے ایک لوہے کا ٹکڑا برآمد ہوا تھا حضرت عمرو بن معدیکربؓ کی تلوار صمصامہ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار ذوالفقار اسی لوہے کی بنی ہوتی تھی، یہ تلوار دراصل شاہ یمن عمرو بن ذی قیعان کی تھی دفیہ یقول عمرو ے وسیف لابن ذی قیعان عندی تخیر نصلہ من عہد عاد، آپ کو حضرت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ نے عطا کی تھی جو آپ کی اولاد کے پاس رہی یہاں تک کہ ان سے خلیفہ مہدی نے اسّی ہزار درہم کے عوض میں خرید لیا، اس کے بعد بطریق وراثت منتقل ہوتی رہی یہانتک کہ آخر میں واثق باللہ کے پاس پہنچی اس نے اس کو صیقل کرانا چاہا تو خراب ہوگئی، کہتے ہیں کہ شاہ روم کی طرف سے ہارون الرشید کے یہاں بطور ہدیہ کچھ تلواریں آئیں، ہارون الرشید نے صمصامہ تلوار منگوائی اور رومی قاصد کے سامنے ان کی ایک ایک تلوار کو صمصامہ پر مارا پھر قاصد کو صمصامہ تلوار دکھائی اس نے دیکھا کہ صمصامہ کی دھار میں ایک بھی نشان نہیں تھا، ؎ تیغے کہ آسمانش از فیض خود دہد آب × تنہا جہاں بگیرد بے منت سپاہی (حافظ)

الکفُّ عن الدّنیا

دنیا سے اعراض

کان ببغداد رجلٌ متعبّدٌ اسمہ رُویم فعُرض علیہ القضاءُ فتولّاہ فلقیہ الجنید یومًا فقال من اراد ان یستودع سرّہ لمن لا یفشیہ فعلیہ برُویم فانہ کتم حبّ الدنیا اربعین سنۃ حتی قدر علیہ

حل لغات الکف (ن)، کفًا عن الامر باز رہنا ۔ ؍ عن الامر باز رکھنا۔ کفٌ ہتھیلی ج اکفٌ، کُفّ بصرہ اندھا ہونا مکفوف اندھا ج مکافیف۔ الدنیا ج دُنی) دنی (س) دناءۃً کمینہ ہونا ص دنیٌ ج اَدنیاء، دنا (ن)، دنوًا قریب ہونا بغداد ایک مشہور شہر ہے جس کا نام مدینۃ السلام ہے۔ متعبد عبد (ن)، عبادۃً، عبودیۃً عاجزی اور پرستش کرنا تعبّد عبادت کے لئے علیحدہ ہونا، متعبد اسی سے اسم فاعل ہے۔ رُویم دیکھو مقدمہ ۲۶۔ فعرض (ض)، عرضًا پیش کرنا۔ فتولّاہ تولیا ذمہ داری لینا، کسی کام کے لئے تیار ہونا۔ التولیۃ والی بنانا۔ فلقیہ (س)، لقاء ملاقات کرنا۔ الجنید شیخ وقت، عارف طریقت ابوالقاسم جنید بن محمد قواریری متوفی ۲۹۷ھ مشہور عابد وزاہد ہیں۔ سب سے پہلے لوگوں کو علم اشارہ سے آپ ہی نے واقف کیا، آپ حضرت سری سقطیؒ کے بھانجے اور مرید ہیں، کسی نے حضرت سری سقطیؒ سے پوچھا: کیا مرید کا مرتبہ پیر سے زائد بھی ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں آگاہ ہو کہ جنید گو میرا مرید ہے مگر مرتبہ میں مجھ سے زائد ہے۔ ان یستودع ــــ مالاً کسی کو بطور امانت مال دینا۔ سرّہ بھید ج اسرار یقال صُدُور الاحرار قبور الاسرار ۔ کے سینے بھید کے لئے قبریں ہیں۔ لا یفشیہ افشاءً بھید ظاہر کرنا۔ کتم (ن)، کتمًا، کتمانًا پوشیدہ رکھنا، چھپانا

تشریح بغداد کے شہر میں ایک شخص عبادت گزار تھا جس کا نام رُدیم تھا، اس پر عہدہ قضا پیش کیا گیا تو اُس نے اس عُہدہ کو قبول کر لیا، ایک روز حضرت جنید بغدادیؒ نے اس سے ملاقات کی اور کہا: جو شخص اپنا راز کسی ایسے شخص کے پاس رکھنا چاہے جو اس کو کسی پر ظاہر نہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ وہ رویم کو لازم قرار دے کیونکہ وہ دنیا کی محبت چالیس سال تک چھپاتا رہا یہاں تک کہ اس پر قابو پا لیا۔

(تنبیہ) حضرت رویم نے آخر عمر میں دنیاداروں کا لباس اختیار کیا اور منصب قضا اپنے ذمہ لیا اس پر حضرت جنیدؒ نے عارفانہ طنز کیا ہے مگر حضرت رویمؒ کا مقصد طلب دُنیا نہ تھا بلکہ اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ خود لوگوں کے لئے نمونہ بن جائیں، خود حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ "ہم لوگ فارغ مشغول ہیں اور رویمؒ مشغول فارغ"۔

دردے کہ من از عشق تو دارم حالی ٭ دل داند و من دانم و من دانم و دل

اُعجوبۃ

تعجب خیزبات

قرأ بعضُ المغفلین فی بیوتٌ بالرفع فقال لہ شخص یا اخی انما القراءۃُ فی بیوتٍ بالجر فقال یا مغفل اذا کان اللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ قال فی بیوتٍ اذن اللّٰہ ان ترفع تجرّھا انت لماذا؟

حل لغات اُعجوبۃ تعجب خیزبات ج اعاجیب۔ قرأ (ف) قراءۃ پڑھنا۔ المغفلین جمع مغفل ناسمجھ۔

تشریح ایک ناسمجھ نے (آیت "فی بُیُوتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ اھ" میں لفظ بیوت کو رفع کے ساتھ پڑھا، ایک شخص نے اس سے کہا بھائی لفظ بیوت میں قرأت جر کے ساتھ ہے، تو وہ ناسمجھ بولا، او بیوقوف جب خدا نے فی بیوت اذن اللہ ان ترفع فرمایا ہے تو تو جر کیوں دیتا ہے؟

(توضیح) رفع کے دو معنی ہیں ایک رفع الکلمۃ (ف) بمعنی کلمہ کو پیش دینا، دوسرے رفع (ف)، رفعاً بمعنی بلند کرنا، آیت میں ان ترفع کے معنی پیش دینا نہیں بلکہ بلند کرنا ہے۔ نیز بیوت سے مُراد لفظ بیوت نہیں بلکہ اس سے مراد مساجد ہیں وہ یہ سمجھا کر یہاں رفع کے معنی پیش دینا اور بیوت سے مراد لفظ بیوت ہے جس میں رفع کی اجازت دی جارہی ہے، آیت کا ترجمہ یہ ہے "وہ ایسے گھروں میں جاکر عبادت کرتے ہیں جن کی نسبت اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے"۔ ۱۲

وَحَکَی الْعَسْکَرِیُّ فِیْ کِتَابِ التَّصْحِیْفِ اَنَّہٗ قِیْلَ لِبَعْضِہِمْ، مَا فَعَلَ اَبُوْکَ بِحِمَارِہٖ؟ فَقَالَ بَاعِہٖ (مَکَانَ بَاعَہٗ) فَقِیْلَ لَہٗ، لِمَ قُلْتَ بَاعِہٖ؟ قَالَ، فَلِمَ قُلْتَ اَنْتَ بِحِمَارِہٖ؟ فَقَالَ، اَنَا جَرَرْتُہٗ بِالْبَاءِ، فَقَالَ فَلِمَ تَجُرُّ بَاءُکَ؟ وَبَاءِیْ لَا تَجُرُّ، وَمِثْلُہٗ مِنَ الْقِیَاسِ الْفَاسِدِ مَا حَکَاہُ اَبُوْبَکْرٍ التَّارِیْخِیُّ فِیْ کِتَابِ اَخْبَارِ النَّحْوِیِّیْنَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ لِسَمَّاکٍ بِالْبَصْرَۃِ، بِکَمْ ھٰذِہِ السَّمَکَۃُ؟ فَقَالَ بِدِرْھَمَانِ (مَکَانَ بِدِرْھَمَیْنِ) فَضَحِکَ الرَّجُلُ، فَقَالَ السَّمَّاکُ، اَنْتَ اَحْمَقُ سَمِعْتُ سِیْبَوَیْہِ یَقُوْلُ ثَمَنُہَا دِرْھَمَانِ، وَقُلْتُ یَوْمًا، تَرِدُ الْجُمْلَۃُ الْاِسْمِیَّۃُ الْحَالِیَّۃُ بِغَیْرِ وَاوٍ فِیْ فَصِیْحِ الْکَلَامِ

خِلافًا لِلزَّمَخْشَرِيّ كَقَوْلِهٖ تَعَالىٰ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ فَقَالَ بَعْضُ مَنْ حَضَرَ، هٰذِهِ الْوَاوُ فِيْ اَوَّلِهَا، وَقُلْتُ يَوْمًا، اَلْفُقَهَآءُ يَلْحَنُوْنَ فِيْ قَوْلِهِمُ الْبَائِعُ بِغَيْرِ هَمْزَةٍ، فَقَالَ قَائِلٌ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ فَبَايِعْهُنَّ وَقَالَ الْمَامُوْنُ لِاَبِيْ عَلِيٍّ الْمَعْرُوْفِ بِاَبِيْ يَعْلَى الْمُنْقَرِيْ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ اُمِّيٌّ، وَاَنَّكَ لَا تُقِيْمُ الشِّعْرَ، وَاَنَّكَ تَلْحَنُ فِيْ كَلَامِكَ، فَقَالَ، يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَمَّا اللَّحْنُ فَرُبَّمَا سَبَقَنِيْ لِسَانِيْ بِالشَّيْءِ مِنْهُ، وَاَمَّا الْاُمِّيَّةُ وَكَسْرُ الشِّعْرِ فَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِّيًّا وَكَانَ لَا يُنْشِدُ الشِّعْرَ، فَقَالَ الْمَامُوْنُ، سَاَلْتُكَ عَنْ ثَلَاثِ عُيُوْبٍ فِيْكَ، فَزِدْتَنِيْ عَيْبًا رَابِعًا، وَهُوَ الْجَهْلُ، يَا جَاهِلُ اِنَّ ذٰلِكَ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضِيْلَةٌ، وَفِيْكَ وَفِيْ اَمْثَالِكَ نَقِيْصَةٌ وَاِنَّمَا مُنِعَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْيِ الظِّنَّةِ عَنْهُ لَا لِعَيْبٍ فِي الشِّعْرِ وَالْكِتَابِ وَقَدْ قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْ مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ◆

وَكَانَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ جَالِسًا عِنْدَ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، وَكَانَ الْوَلِيْدُ لَحَّانًا، فَقَالَ: اُدْعُ لِيْ صَالِحٌ، فَقَالَ الْغُلَامُ: يَا صَالِحًا؛ قَالَ لَهُ الْوَلِيْدُ اُنْقُصْ اَلِفًا، فَقَالَ عُمَرُ: وَاَنْتَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَزِدْ اَلِفًا وَدَخَلَ عَلَى الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِ قُرَيْشٍ، فَقَالَ لَهُ الْوَلِيْدُ، مَنْ خَتَنَكَ؛ قَالَ لَهُ: فُلَانٌ الْيَهُوْدِيُّ، فَقَالَ: مَا تَقُوْلُ! وَيْحَكَ، قَالَ لَعَلَّكَ اَنْ تَسْاَلَ عَنْ خَتَنِيْ، يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هُوَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ ◆

تشریح: امام عسکری نے کتاب التصحیف میں ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی سے کہا گیا: "ما فعل ابوک بحمارہ" (تیرے باپ نے اپنے گدھے کا کیا کیا؟) اس نے کہا: باعِہ (اس کو فروخت کر دیا)، حالانکہ اس کو "باعَہ" کہنا چاہیئے تھا، اس سے پوچھا گیا کہ تو نے باعِہ کیوں کہا؟ اس نے کہا، تو نے "بحمارہ" کیوں کہا؟ اس نے کہا میں نے تو با، حرف جار کی وجہ سے حمار کو مجرور بولا ہے: اس نے کہا: جب میری با، جر نہیں دیتی تو تیری بار کیوں جر دیتی ہے؟ گویا اس بیوقوف نے 'باعہ' میں با، حرف اصلی کو بھی حرف جر سمجھا۔

اسی کے مثل (خطیب بغدادی) ابوبکر (ابن علی بن ثابت متوفی ۴۶۳ھ) نے اخبار النحویین میں حکایت بیان کی ہے کہ ایک شخص نے بصرہ مقام میں ایک ماہی فروش سے کہا: 'بکم ہذہ السمکۃ' (یہ مچھلی کتنے کی ہے) ماہی فروش نے کہا: بدرہمان (دو درہم کی)، اس کو 'بدرہمین' کہنا چاہیئے تھا کیونکہ با، حرف جار ہے، ماہی فروش کے اس جواب پر سائل ہنس پڑا۔ ماہی فروش نے غصہ ہو کر کہا تو بیوقوف ہے (جو اس جملے پر ہنستا ہے)، میں نے تو خود سیبویہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے "ثمنہا درہمان"۔

ایک روز میں نے (کسی مسئلہ کی تقریر کرتے ہوئے) کہا کہ جملہ اسمیہ حالیہ واو کے بغیر بھی فصیح کلام میں آتا ہے۔ علامہ زمخشری کا اس میں اختلاف ہے، جیسے خداوند تعالیٰ کا ارشاد "وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ" (اور قیامت کے دن تو دیکھے گا ان کو جو جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر کہ ان کے منہ ہوں گے سیاہ) اس پر حاضرین میں سے کسی نے کہا "ہذہ الواو فی اولہا" (اس کے شروع میں تو واو موجود ہے)

ایک مرتبہ میں نے کہا: فقہاء "البائع" کو جو بغیر ہمزہ پڑھتے ہیں اس میں یہ لوگ غلطی کرتے ہیں کیونکہ بائع ہمزہ کے ساتھ ہے ایک صاحب بولے: خداوند تعالیٰ نے بھی تو "فبایعھن" بغیر ہمزہ کہا ہے"

خلیفہ مامون نے ابوعلی سے جو ابویعلیٰ منقری کے نام سے مشہور ہے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو ان پڑھ ہے شعر نہیں کہہ سکتا اور گفتگو میں بھی غلطی کرتا ہے، ابوعلی نے کہا: اے امیر المؤمنین! گفتگو کے اندر تو کبھی کبھی سبقت لسانی کی وجہ سے غلطی ہو جاتی ہے، رہا ان پڑھ ہونا اور شعر نہ کہنا سو (یہ کوئی عیب کی بات نہیں کیونکہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی اُمّی تھے اور شعر نہیں کہتے تھے، مامون نے کہا میں نے تجھ سے تیرے تین عیب دریافت کئے تھے تو نے چوتھا عیب (یعنی جہالت و نادانی) اور اضافہ کر دیا، ارے نادان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّی ہونا اور شعر نہ کہنا فضیلت ہے اور تجھ جیسے کے اندر یہ چیز نقص اور عیب ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شعر گوئی سے منع فرمایا گیا ہے وہ تو صرف آپ سے تہمت دُور کرنے کی وجہ سے ہے نہ اس وجہ سے کہ لکھنے پڑھنے اور شعر کہنے میں کوئی عیب ہے، اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے "وما کنت تتلوا الخ (اور تو پڑھتا نہ تھا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے، حضرت عمر بن عبدالعزیز ولید بن عبدالملک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ولید دوران گفتگو میں غلطی بہت کرتا تھا چنانچہ اس نے کہا، ادع لی صالحا حالانکہ اس کو "ادع لی صالحًا" کہنا چاہیئے تھا) ایک لڑکے نے کہا "یا صالحًا" ولید نے کہا اس کا الف گرا دے (کیونکہ یا صالح منادی مفرد معرفہ ہے جو مبنی بر ضم ہوتا ہے)، لڑکے نے کہا: اے امیر المؤمنین آپ اپنے کلام میں الف زائد کیجئے، کیونکہ ادع لی صالحا میں صالح منقول ہے)۔

ایک مرتبہ ولید بن عبدالملک کے پاس اشراف قریش میں سے ایک شخص آیا ولید نے اس سے کہا "من ختنک" (تیری ختنہ کس نے کی ہے حالانکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ تیرا داماد کون ہے) اس نے کہا فلاں یہودی نے۔ ولید نے کہا: تیرا بُرا ہو کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا شاید آپ میرے داماد کو دریافت کر رہے ہیں، اے امیر المؤمنین میرا داماد فلاں بن فلاں ہے۔

مسئلة

تقول: أكلتُ السمكةَ حتى رأسِها (برفع السين ونصبها وجرّها) اما الرفع: فبان تكونَ حتى للابتداء ويكونَ الخبر محذوفا بقرينة أكلتُ هو مأكولٌ واما النصبُ: فبان تكونَ حتى للعطف وهو ظاهرٌ والثالثُ أظهرُ وكان الفراءُ يقول: اموتُ وفي قلبي من حتى لانها ترفعُ وتنصِبُ وتجرُّ۔

حل لغات: اکلت (ن)، اکلًا، ماکلًا کھانا۔ السمکۃ: مچھلی جمع سماک سمک (ن)، سُمُکًا (ک)، سَماکۃ: بلند ہونا۔ راسھا: سر جمع اَرْؤُس، رُؤُوس۔ فراء: مشہور نحوی کا لقب ہے جسکا نام یحییٰ اور باپ کا نام زیاد ہے اور کنیت ابوزکریا۔ یہ تعجب خیز و حیرت انگیز گفتگو کرتا تھا اس لئے اس کا لقب فراء ہو گیا، اہل لغت کے ہاں یہ معلم اول شمار ہوتا ہے، اس نے فن ادب میں ایک کتاب "کتاب المعانی" لکھی ہے جس کے املاء کے وقت حاضرین اس کثرت سے تھے کہ صرف قاضیوں کو گنا تو اسی تھے۔

تشریح: کہے گا تو "اکلتُ السمکۃَ حتی راسَھا" کھا لیا میں نے مچھلی کو یہاں تک کہ اس کے سر کو بھی (سین کے رفع، نصب، جر تینوں کے ساتھ رفع کی صورت میں حتی ابتدائیہ ہوگا اور اسکی خبر "ماکول" (بقرینۂ اکلت) محذوف ہوگی اے حتی راسُھا ماکول، بصورت نصب عاطفہ ہوگا جو ظاہر ہے، جر کی صورت میں حتی جارہ ہوگا اور یہ اظہر من الشمس ہے۔ فراء کہا کرتا تھا کہ عمر گزر گئی مگر حتی کے بارے میں کوئی قطعی بات نہ پا سکا یہاں تک کہ مجھے یقین ہو گیا کہ، میں مر جاؤں گا اور میرے قلب میں حتی کے متعلق تردد ہی رہیگا کیونکہ یہ رفع بھی دیتا ہے اور نصب بھی اور جر بھی۔

فائدہ: لفظ حتی بقول فراء عجب چوں چوں کا مربہ ہے، عمل کی تین ہی صورتیں ہیں، رفع، نصب، جر، حتی کا مابعد مرفوع، منصوب

مجرور تینوں طرح آتا ہے گویا حتیٰ رافع بھی ہے ناصب بھی ہے، جار بھی ہے بصورت رفع حتیٰ ابتدائیہ ہوتا ہے جس کے بعد از سر نو جملہ کا آغاز ہوتا ہے، حتیٰ ابتدائیہ جملہ اسمیہ فعلیہ مضارعیہ، ماضویہ تینوں پر داخل ہوتا ہے جیسے گذشتہ مثال میں حتیٰ راسہا ای ماکول، ثانی جیسے قول باری تعالیٰ حتیٰ یقول الرسول برفع یقول علی قراءۃ نافع، ثالث جیسے آیت "حتیٰ عفوا" ابن مالک نے دعویٰ کیا ہے کہ ان آیات میں حتیٰ حرف جر ہے اور اِذا اور اَن بعد ان میں مضمر ہے وہ مجرور ہے، مگر اکثر علماء نے اس سے اختلاف کیا ہے، دوسری صورت عطف کی ہے، حتیٰ عاطفہ بھی ہوتا ہے۔ جلال الدین سیوطیؒ نے کہا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کہیں قرآن میں بھی استعمال ہوا ہے کیونکہ حتیٰ کے ساتھ عطف بہت کم ہوتا ہے اسی وجہ سے نحویان کوفہ نے اس کا انکار کر دیا، حتیٰ عاطفہ بمنزلہ واؤ عاطفہ کے ہوتا ہے لیکن تین اعتبار سے فرق ہے، پہلا فرق یہ ہے کہ حتیٰ کے معطوف کے لئے تین شرطیں ہیں اوّل یہ کہ وہ اسم ظاہر ہو مضمر نہ ہو دوم یہ کہ اس کا ماقبل جمع ہو اور معطوف اس کا بعض ہو، یا حتیٰ کا معطوف کل کا جزء ہو یا مثل جزء ہو فالاول کقولک قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّى الْمُشَاةُ والثانی کقولک أَكَلْتُ السَّمَكَةَ حَتَّى رَأْسَهَا والثالث کقولک أَعْجَبَتْنِي الْجَارِيَةُ حَتَّى حَدِيثُهَا ان تینوں شرطوں کو یوں تعبیر کرو کہ حتیٰ وہیں داخل ہو سکتا ہے جہاں استثناء کرنا صحیح ہو جہاں استثناء صحیح نہ ہوگا وہاں حتیٰ کا آنا بھی صحیح نہ ہوگا،

سوم یہ کہ حتیٰ کا معطوف اپنے ماقبل کے لئے غایت ہوتا ہے، اِمَّا فِي زِيَادَةٍ أَوْ نَقْصٍ فَالْأَوَّلُ نَحْوُ مَاتَ النَّاسُ حَتَّى الْأَنْبِيَاءُ وَالثَّانِي نَحْوُ زَارَكَ النَّاسُ حَتَّى الْحَجَّامُونَ وَقَدِ اجْتَمَعَا فِي قول شعر ؎

قَهَرْنَاكُمْ حَتَّى الْكُمَاةَ فَأَنْتُمْ ٭ تَهَابُونَنَا حَتَّى بَنِينَا الْأَصَاغِرَا ٭

دوسرا فرق یہ ہے کہ حتیٰ کے ذریعے جملے کا عطف نہیں ہوتا کیونکہ حتیٰ کے معطوف کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنے ماقبل کا جزء ہو یا مثل جزء ہو (کما قدمناہ) وَلَا يَتَأَتَّى ذٰلِكَ إِلَّا فِي الْمُفْرَدَاتِ، تیسرا فرق یہ ہے کہ جب حتیٰ کے ذریعے سے کسی مجرور پر عطف کیا جائے گا تو جار کا اعادہ ضروری ہوگا فتقول مَرَرْتُ بِالْقَوْمِ حَتَّى بِزَيْدٍ، تیسری حالت جر کی ہے، حتیٰ جارہ تین معنی کے لئے آتا ہے (۱) مرادف الیٰ جیسے آیت لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ" یعنی موسیٰؑ کے واپس آنے تک (۲) مرادف کَیْ جیسے آیت" وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ (۳) مرادف اِلَّا جیسے آیت وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا" ۱۲

انفٌ فی الماء واستٌ فی السماء

ناک پانی میں اور سُرین آسمان میں ،

یہ ایک کہاوت ہے جو ایسے شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو ذی وقار نہ ہو اور اپنے آپ کو صاحب عزت خیال کرتا ہو جیسے ہمارے یہاں کہا جاتا ہے "رہیں جھونپڑوں میں اور خواب دیکھیں محلوں کے" ؎

کیوں ہنسی آئے نہ مجھ کو ایسے خیال خام پر
دیکھتے ہیں جھونپڑی میں بیٹھ کے محلوں کے خواب

سَمِعَ الْمَأْمُونُ يَوْمًا بَعْضَ الْكُتَّابِ وَهُوَ يَقُولُ وَكَانَ مَارًّا فِي مَوْكِبِهِ لَقَدْ سَقَطَ هٰذَا مِنْ عَيْنِي مِنْ حِينِ غَدَرَ بِأَخِيهِ فَقَالَ الْمَأْمُونُ هَلْ لِي مَنْ يَشْفَعُ لِي عِنْدَ الرَّئِيسِ لِأُرْفَعَ إِلَىٰ عَيْنِهِ بَعْدَ سُقُوطِي

حل لغات انف: ناک ج انوف، ہر چیز کی ابتداء یقال مَاتَ حَتْفَ أَنْفِهِ وہ اپنی طبعی موت مرا۔ الماء: پانی (اس کی اصل مَوَہٌ ہے) ج میاہ، امواہ، ماء (ن) مَوْہٌ پانی پلانا۔ است: سُرین۔ السماء آسمان ج سماوات، سما (ن) سُمُوًّا بلند ہوا المامون،

ابوالعباس عبداللہ بن ہارون الرشید، اس کی ولادت ۱۷۰ھ میں اسی دن ہوئی جس دن ہارون خلیفہ ہوا، جب اس کا سن تیرہ سال کا ہوا تو اس نے امین کے بعد اسکی ولی عہدی کا فرمان لکھا اور اس کو خراسان کا مستقل امیر بنا دیا۔ مامون تمام خلفاء عباسیہ میں علم وعفو میں بے نظیر تھا۔ فضل بن ربیع جوان تمام لڑائیوں کا بانی تھا جو امین کے ساتھ ہوئی تھیں، اس نے اس کو بھی بخش دیا تھا۔ علم سے بہت دلچسپی تھی اس لئے ہمیشہ اہل علم کی ایک جماعت اپنے ساتھ رکھتا تھا اور ان سے علمی بحثیں کرتا تھا ۴۸ سال کی عمر میں ۲۱۸ھ میں وفات پائی اور طرطوس میں مدفون ہوا۔ مدت خلافت بیس سال پانچ ماہ تین دن رہی۔ الکنائفین :۔ اے اصحاب الکنائف، بھنگی، کنف (ن) کنفاً۔ الشئ حفاظت کرنا۔ الدار گھر میں پائخانہ بنانا، کنیف پائخانہ جو کُنُف ۔ دہو یقول ہو کا مرجع بعض ہے، دکان جملہ حالیہ ہے اور کان کی ضمیر مامون کی طرف راجع ہے۔ ماراً صیغہ صفت ہے۔ مر (ن) مروراً گزرنا۔ فی مرکبہ سواری جو مراکب، رکب (س) رکوباً سوار ہونا ص راکب جو رکبان۔ سقط دہو یقول کا مقولہ ہے (ن) سقوطاً گرنا۔ من عینی میری نظروں سے گر گیا یعنی حقیر ہو گیا، ساقط فرومایہ جو سقاط۔ حین، وقت جو احیان، حان (ض) وقت آنا۔ غدر (ض ن س) غدراً خیانت کرنا ص غادر، جو غدرہ۔ یتشفع (ف) شفاعۃً سفارش کرنا ص شفیع جو شفعاء، شفعاً جوڑا کرنا۔ الرئیس، سردار جو رؤساء، رؤس (ک) ریاسۃً رئیس ہونا (ض) سردار ہونا۔ لارفع (ف) رفعاً بلند کرنا (ک) رفعۃً، رفاعۃً عالی مرتبہ ہونا۔

تشریح ایک روز مامون الرشید نے سواری پر جاتے ہوئے ایک بھنگی کو کہتے ہوئے سنا: یہ شخص (یعنی مامون) میری نظروں سے اسی وقت سے گر گیا (یعنی حقیر ہو گیا) جس وقت سے کہ اس نے اپنے بھائی (محمد امین مقتول ۱۹۸ھ) کے ساتھ غداری کی ہے۔ مامون نے کہا، کیا کوئی ہے جو میری اس رئیس کے پاس سفارش کرے کہ میں اس کی نظر میں اونچا ہو جاؤں نظروں سے گر جانے کے بعد۔

فائدہ:۔ ہارون الرشید نے اپنے تینوں بیٹوں محمد امین، عبداللہ مامون، قاسم موتمن کو یکے بعد دیگرے ولی عہد بنا کر ولی عہدی کا پیمان کر خانہ کعبہ میں رکھ دیا تھا، امین نے مامون کے انکار کے باوجود اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد بنا دیا اور حج کے موسم میں ایک امیر کو مکہ بھیج کر اہل حرم سے موسیٰ کی ولیعہدی کی بیعت لے لی اور مامون وموتمن کی ولیعہدی کے عہد نامے جو ہارون نے لکھوا کے خانہ کعبہ میں رکھے تھے منگا کر چاک کر دیئے امین کی طرف سے حجاز کا عامل داؤد بن عیسیٰ تھا، اس نے ۲۷ رجب ۱۹۶ھ میں اہل قریش، علماء، فقہاء اور حجاب کعبہ کو جمع کر کے کہا کہ ہارون نے عہد ولایت کو اس مقدس گھر میں بطور امانت رکھ کر ہم لوگوں کو گواہ بنایا تھا اور عہد لیا تھا کہ اگر اسکی خلاف ورزی ہو تو تم مظلوم کا ساتھ دینا، لہٰذا امین نے چونکہ ظلم کیا ہے اور عہد شکنی کی ہے اس لئے ہم کو مامون کا ساتھ دینا چاہیئے۔ حاضرین نے اس سے اتفاق کیا اور امین کو خلافت سے معزول کر کے مامون کی خلافت پر بیعت کی، اہل مدینہ نے بھی یہی کیا، قصہ کوتاہ، مامون کی فوج نے اس کے غلام طاہر بن حسین اور ہرثمہ کی قیادت میں دونوں سمت سے آکر بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ ہر سمت سے منجنیق اور قلعہ شکن آلات نصب کر کے شہر پر پتھر برسانے شروع کئے جس سے بیشتر عمارتیں خراب ہو گئیں اور اہل شہر شدت محاصرہ سے تنگ آ گئے۔ امین نے مجبور ہو کر ہرثمہ سے اپنی جان کی امان طلب کی اس نے منظور کر لیا لیکن طاہر نے امان مسترد کر دی، امین نے اپنے درباریوں کے مشورہ سے یہ کوشش شروع کی کہ مخفی طور پر ہرثمہ کے پاس پہنچ کر اسکی حمایت میں آ جائے، ہرثمہ بھی اس پر راضی تھا چنانچہ وہ اس کو لینے کے لئے قصر خلافت کے قریب کشتی میں بیٹھ کر رات کو گیا۔ طاہر اس سازش سے غافل نہیں تھا اس نے بھی اپنے آدمی وہاں بھیج دیئے، امین جس وقت قصر سے نکل کر کشتی میں سوار ہوا تو ان لوگوں نے اس پر تیر برسائے اور پتھر پھینکے یہاں تک کہ کشتی ڈوب گئی، ہرثمہ کو اس کے ساتھیوں نے نکالا، امین پانی میں تیرنے لگا اس کو طاہر کے سپاہیوں نے پکڑ لیا اور اسکے حکم سے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۵ محرم ۱۹۸ھ میں ہوا ہے۔ عبارت "حین غدر باخیہ" سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

بُردباری خزانہ خردست ؛ ہر کرا حلم نیست دیو ودد ست

شتم رجلٌ اباذر الغفاری رضی اللہ عنہ فقال لہ ابوذر یاھذا ان بینی وبین الجنۃ عقبۃً فان انا جزتہا فواللہ ما اُبالی بقولک وان شوصت بی دونہا فانی اھل لاشد مما قلت لی

حل لغات الحلم: (ک) حلماً بردبار ہونا ص حلیم ج حلماء، حلم بردباری، مقل ج احلام، حُلُم خواب ج اَحلام۔ شتم (ض، ن) شتماً گالی دینا، شتیمہ گالی ج شتائم، اباذر: جندب بن جنادہ متوفی ۳۲ھ جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ کا وصفِ زہد صحابہ کے مابین ممتاز ہے آپ ضرورت سے زاید مال جمع کرنا جائز ہی نہیں سمجھتے تھے۔ الغفاری: قبیلہ بنو غفار کی طرف منسوب ہے، غفار کتاب پدر قبیلہ ایست از کنانہ۔ عقبہ: دشوار گزار گھاٹی ج عقاب۔ جزتہا (ن) جوزاً، جوازاً گزر جانا۔ ما اُبالی، مبالاۃ۔ پرواہ کرنا۔ صدنی، (ن) صداً روکنا۔

تشریح ایک شخص نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو گالی دی، آپ نے فرمایا میرے اور جنت کے درمیان ایک سخت ترین گھاٹی حائل ہے اگر میں اس سے پار ہوگیا تو بخدا مجھے تیری اس بات کی کوئی پرواہ نہیں، اور اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے ذرے ہی روک دیا تو میں اس سے زیادہ کا مستحق ہوں جو تو نے مجھے کہا ۔ گر بدی گفت ترا دشمن دون بائے مسنت ٭ مس نہ آنست کہ اد مرتبۂ زرشکند

رَوَى الطَّبَرَانِي وَابْنُ حِبَّانٍ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ اَجَلِّ اَحْبَارِ الْيَهُوْدِ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا اَنَّهٗ قَالَ لَمْ يَبْقَ مِنْ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ شَيْءٌ اِلَّا وَقَدْ عَرَفْتُهٗ فِيْ وَجْهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ نَظَرْتُ اِلَيْهِ اِلَّا اثْنَتَيْنِ لَمْ اَخْبُرْهُمَا مِنْهُ، يَسْبِقُ حِلْمُهٗ جَهْلَهٗ وَلَا يَزِيْدُ شِدَّةُ الْجَهْلِ عَلَيْهِ اِلَّا حِلْمًا، فَكُنْتُ اَتَلَطَّفُ لَهٗ لِاَنْ اُخَالِطَهٗ فَاَعْرِفَ حِلْمَهٗ وَجَهْلَهٗ، فَابْتَعْتُ مِنْهُ تَمْرًا اِلٰى اَجَلٍ فَاَعْطَيْتُهُ الثَّمَنَ فَلَمَّا كَانَ قُبَيْلَ مَحَلِّ الْاَجَلِ بِيَوْمَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ اَتَيْتُهٗ فَاَخَذْتُ بِمَجَامِعِ قَمِيْصِهٖ وَرِدَائِهٖ وَنَظَرْتُ اِلَيْهِ بِوَجْهٍ غَلِيْظٍ، ثُمَّ قُلْتُ اَلَا تَقْضِيْنِيْ يَا مُحَمَّدُ! حَقِّيْ ؟ فَوَاللّٰهِ اِنَّكُمْ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ذَوُوْ مَطْلٍ، فَقَالَ عُمَرُ: اَيْ عَدُوَّ اللّٰهِ! اَتَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَسْمَعُ؟ فَوَاللّٰهِ لَوْلَا مَا اُحَاذِرُ قُرْبَهٗ لَضَرَبْتُ بِسَيْفِيْ رَاْسَكَ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ عُمَرَ فِيْ سُكُوْنٍ وَتُؤَدَةٍ وَتَبَسُّمٍ، ثُمَّ قَالَ، اَنَا وَهُوَ كُنَّا اَحْوَجَ اِلٰى غَيْرِ هٰذَا مِنْكَ يَا عُمَرُ! اَنْ تَاْمُرَنِيْ بِحُسْنِ الْاَدَاءِ وَتَاْمُرَهٗ بِحُسْنِ التَّقَاضِيْ، اِذْهَبْ بِهٖ فَاقْضِهٖ وَزِدْهُ عِشْرِيْنَ صَاعًا مَكَانَ مَا رُعْتَهٗ، فَقُلْتُ، يَا عُمَرُ! كُلُّ عَلَامَاتٍ قَدْ عَرَفْتُهَا فِيْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ حِيْنَ نَظَرْتُ اِلَيْهِ اِلَّا اثْنَتَيْنِ، لَمْ اُخْبَرْهُمَا يَسْبِقُ حِلْمُهُ جَهْلَهُ وَلَا يَزِيْدُهُ شِدَّةُ الْجَهْلِ عَلَيْهِ اِلَّا حِلْمًا فَقَدْ اُخْبِرْتُهُمَا، اُشْهِدُكَ اِنِّيْ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا

تشریح حافظ طبرانی، ابن حبان، بیہقی نے اسلام قبول کرنے والے یہودیوں کے ایک بہت بڑے عالم سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا، علاماتِ نبوت میں کوئی شے باقی نہ رہی جس کو میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھ کر معلوم نہ کر لیا ہو، مگر (صرف) دو علامتیں (ایسی رہ گئی تھیں) جن پر میں مطلع نہ ہو سکا۔ اوّل یہ کہ نبی آخر الزماںؐ کی بردباری جہل پر سابق ہوگی، دوم یہ کہ آپؐ پر جہل کی زیادتی بردباری ہی کو زیادہ کریگی پس میں آپؐ کے ساتھ نرم برتاؤ کرتا رہا تاکہ آپؐ کے ساتھ مخالطت کا موقع مل سکے اور میں آپؐ کی بردباری کو معلوم کر سکوں چنانچہ ایک بار میں نے آپؐ سے (بطریق بیع سلم) کچھ کھجوریں مدت مقرر کر کے خریدلیں اور پیشگی قیمت ادا کر دی، اس کے بعد مدت متعینہ سے ایک یا دو روز قبل ہی آپؐ کے پاس آکر مجمع عام میں چادر اور گریبان پکڑ لیا اور ترش روئی کے ساتھ آپؐ کی طرف گھورتے ہوئے میں نے کہا: اے محمدؐ کیا آپؐ میرا حق ادا نہیں کریں گے؟ اے بنو عبدالمطلب بخدا تم لوگ بہت ہی ٹال مٹول کرنے والے ہو۔ حسن اتفاق، حضرت عمرؓ بھی سن رہے تھے آپؓ نے فرمایا: او دشمنِ خدا، کیا تو حضورؐ کے بارے میں ایسی باتیں کرتا ہے جن کو میں (اپنے کانوں سے) سن رہا ہوں بخدا اگر اس چیز کا خوف نہ ہوتا جس کے فوت کا مجھے اندیشہ ہے تو ابھی تیری گردن مار دیتا، حضورؐ حضرت عمرؓ کی طرف خاموشی، سنجیدگی اور مسکراہٹ کے ساتھ دیکھتے رہے پھر ارشاد فرمایا: اے عمر! میں اور یہ تجھ سے کسی اور چیز کے محتاج تھے یعنی اس بات کے کہ تو مجھ کو تو حسن ادائیگی کا حکم کرتا اور اس کو نرمی کے ساتھ وصول کرنے کا، اچھا ان کو لے جاؤ اور ان کا حق ادا کر دو نیز اس منازعت کے صلہ میں بیس صاع مزید دیدو (یہودی عالم کہتا ہے کہ) میں نے کہا اے عمر! مجھ کو نبوت کی کل علامتیں آپؐ کا چہرہ اقدس دیکھتے ہی معلوم ہوگئی تھیں صرف دو باقی تھیں سو آج وہ بھی معلوم ہوگئیں، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اللہ سے راضی ہوں رب ہونے کر اور اسلام سے راضی ہوں دین ہونے کر اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے راضی ہوں نبی ہونے کر!

اَلطَّمَعُ

يُقَالُ اِنَّ اَشْعَبَ مَرَّ يَوْمًا فَجَعَلَ الصِّبْيَانُ يَعْبَثُوْنَ بِهٖ فَقَالَ لَهُمْ وَيْلَكُمْ سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يُفَرِّقُ تَمْرًا مِّنْ صَدَقَةِ عُمَرَ فَمَرَّ الصِّبْيَانُ يَعْدُوْنَ اِلٰى دَارِ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَدَا اَشْعَبُ مَعَهُمْ وَقَالَ مَا يُدْرِيْنِيْ لَعَلَّهٗ يَكُوْنُ حَقًّا.

حل لغات الطمع (س)، لالچ کرنا، س طامع ج اطماع، طمعاء۔ آشعب، ابو العلاء، ابن زبیر مولود سنہ ۹ھ حضرت عثمانؓ کے غلام تھے اور حسن قرات اور عمدگی آواز میں اپنا مثل نہیں رکھتے تھے مگر حرص و لالچ میں ضرب المثل تھے اور نکتہ آفرینی وحاضر جوابی میں یگانۂ روزگار۔ ایک مرتبہ انھوں نے ہلکی پھلکی نماز پڑھی اور چلنے لگے، اہل مسجد نے اعتراض کیا کہ بہت ہلکی نماز پڑھی ہے، انھوں نے جواب دیا، اس لئے کہ اس میں ریاکاری نہیں تھی۔ ایک مرتبہ کسی نے ان سے کہا تم نے کبھی مرے احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ تیرا احسان تو اسکی نیت نہ رکھنے والے کی طرف سے تھا اس

لئے ناشکرے کے پاس پہنچا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے ۱۵۰ سال کی عمر پائی ہے

. الصبیان ج صبی بچہ دیکھو صٓ۔ یعبثون : (س) عبثاً کھیلنا، مذاق کرنا، عبث بیکار۔ ویلکم لفظ
ویل در اصل کلمہ تحسر ہے جو بوقت مصیبت بولا جاتا ہے جیسے ویلی یا ویلتا، لیکن جب متکلم دوسرے کے لئے استعمال کرے تو بددعا
کے لئے ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ نکرہ ہونے کی صورت میں بھی مبتدا ہو سکتا ہے کیونکہ کلمات دعائیہ میں اس کی گنجائش ہے خواہ دعا خیر
ہو جیسے سلام علیک، یا بددعا ہو کقولہ تعالیٰ "فویل للذین یکتبون الکتاب" ہر امر عجیب
کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے آیت "یا ویلتا ألد وانا عجوز" اور شیخ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حدیث ابو سعیدؓ مرفوعاً
روایت کیا ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی ہے، یہ عدم اضافت کی صورت میں اضمار فعل کی بنا پر منصوب اور ابتدا کی وجہ
سے مرفوع ہوتا ہے اور بصورت اضافت صرف منصوب ہوتا ہے، پھر یہ ان الفاظ میں سے ہے جن سے اکثر اوقات انکے
حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے جیسے تربت یداک، قاتلہ اللہ، لاام لہ، لااب لک، ثکلتہ امہ وغیرہ سالم بن عبداللہ بن عمر بن
الخطابؓ، ابوعمرو القرشی، المتوفی سنہ ۱۰۶ھ احد فقہاء المدینۃ تمراً کھجور واحد تمرۃ ج تمور، تمر (ن) تمراً۔ کھجور کھلانا۔
یعدون (ن) عدواً دوڑنا۔ دار گھر ج دُور، دیار، أدْوُر، دار (ن) دَوْراً، دَوَراناً چکر لگانا۔ ما یدریکم: ما استفہامیہ ہے:
دری (ض) دَرْیاً۔ درایۃً جاننا، حقاً (ن، ض) ثابت ہونا۔

تشریح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت اشعب (کسی راستہ سے) گزرے تو بچوں نے ان کے ساتھ مذاق کرنا
شروع کر دیا حضرت اشعب نے ان سے (پیچھا چھڑانے کے لئے) کہا: کم بختو حضرت سالم بن عبداللہ حضرت
عمرؓ کے صدقہ سے کھجوریں تقسیم کر رہے ہیں (اور تم یہاں کھیل رہے ہو، یہ سنتے ہی) بچے حضرت سالم کے مکان کی طرف
دوڑ پڑے۔ ان کے ساتھ حضرت اشعب بھی یہ کہتے ہوئے دوڑنے لگے۔ کیا معلوم، ہو سکتا ہے سچ ہی ہو۔ ؎

کاسۂ چشم حریصاں پر نشد ٭ تا صدف قانع نشد پر دُر نشد

كفُّ اللسانِ عن الوقوعِ في عرضِ الانسان

انسان کی آبرو ریزی سے زبان کی روک تھام !

؎ مریز آبروئے برادر بگوئی ٭ کہ دہرت بریزد بشہر آبروی ، ببد گفتن خلق چوں دم زدی ٭ اگر راست گوئی سخن ہم بدی

لما دخل الحسنُ البصري على الحجاج، فقال له: ما تقولُ في عليٍّ وعثمانَ؟ قال: اقول فيهما كما قال من هو خيرٌ مني بين يدي من هو شرٌّ منك، قال، ومن ذلك؟ قال موسىٰ فرعونُ حيث قال له فرعونُ: فما بالُ القرونِ الأولى: قال علمها عند ربي في كتاب +

حل لغات کف (دیکھو صٓ) اللسان (دیکھو صٓ سطر) الوقوع فی فلان وقیعۃً گالی دینا، عیب لگانا، وقوعاً گرنا۔ عرض
آبرو ج أعراض، عَرَض سامان ج عُروض رات کا ایک حصہ ج عراض، عُرض کنارہ، عرض (ض) عرضاً پیش کرنا
(س) ظاہر ہونا اور ہمیشہ نہ رہنا (ک)، عِرَضاً، عَراضۃً چوڑا ہونا۔ دخل (ن) دخولاً داخل ہونا ـ علیہ زیارت کرنا۔ الحسن البصری،

ابوسعید بن ابی الحسن یسار. آپ ۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور وادی القری میں نشو ونما پایا اور ۱۱۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی. ابن سعد نے ان کے تمام اوصاف ایک سطر میں جمع کئے ہیں فرماتے ہیں: "کان عالماً رفیعاً ثقۃً حجۃً مامونا عابدا ناسکاً کثیر العلم فصیحاً جمیلاً وسیماً" آپ عالم، بلند مرتبہ، معتمد، برہان، نیک خصلت، عبادت گزار، وافر العلم، فصیح، خوبصورت اور خوشرو تھے۔ آپ علوم ظاہریہ کے علاوہ علم باطن کے زیور سے بھی آراستہ تھے، چنانچہ بڑے بڑے ارباب تصوف نے آپ کا نام جلی عنوان سے لکھا ہے. حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ آپ نے (۱۳۰) صحابہؓ سے ملاقات کی ہے.

الحجاج: ابومحمد ابن یوسف بن الحکم الثقفی سیاتی ذکرہ ان شاء اللہ تعالیٰ، فرعون عمالقہ شاہان مصر کا لقب ہے جیسے کسریٰ ملوک فارس کا، قیصر ملوک روم کا، خاقان ملوک چین کا، تبع ملوک یمن کا قیل ملوک عرب کا، نجاشی ملوک حبشہ کا خلیفہ ملوک بغداد کا اور سلطان آل سلجوق کا لقب ہے، یہاں فرعون سے مراد ولید بن مصعب بن ریان ہے جو قبطی نسل سے تھا اس کی عمر چار سو سال سے زیادہ ہوئی ہے، حضرت سعید بن جبیر ناقل ہیں کہ تین سو سال تک اس کے سر میں درد تک نہیں ہوا، بال: حال. قرون جمع قرن ایک گروہ کے بعد ایک گروہ سینگ آفتاب کی پہلی شعاع، بارش کا پہلا سو سال کا زمانہ. قرن (ض) قرنا ملی ہوئی بھوں والا ہونا. مص اقرن، قرن.

تشریح: جب حضرت حسن بصریؒ نے حجاج سے ملاقات کی تو حجاج نے آپ سے دریافت کیا: آپ حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں ان کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو تجھ سے زیادہ شریر کے سامنے مجھ سے زیادہ بہتر شخص نے کہا تھا حجاج نے کہا وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون مردود، جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: فما بال القرون الاولیٰ؟ (اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا؟) تو حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: علمها عند ربی فی کتاب. (ان لوگوں کا علم میرے پروردگار کے پاس دفتر اعمال میں محفوظ ہے) ۱۲

محمد حنیف غفرلہ گنگوہی

نوعٌ غریبٌ مِنَ المسابّۃِ

بدکلامی کا انوکھا انداز.

قال بعضهم وَجدتُ علی قبرٍ مکتوبًا انا ابنُ مَن کانتِ الریحُ طوعَ امرِہ یحبسها اذا شاءَ ویُطلِقها اذا شاءَ قال فعظُم فی عینی مصرعُہ ثم التفتُّ الی قبرٍ اٰخرَ قُبالتَہ فاذا علیہ مکتوبٌ لا یغترَّ احدٌ بقولہٖ فما کان ابوہ الا بعضَ الحدّادین یحبس الریحَ فی کیرہٖ ویتصرف فیها قال فعجبتُ منهما یتسابّانِ میتین.

حل لغات: نوع: قسم ج انواع. غریب: عجیب، غیر مانوس، مسافر، اجنبی ج غرباء. غرب (ن) غروبًا۔ الرجلُ دور ہونا. النجمُ ڈوبنا، غربۃ پردیسی ہونا. (س) غربًا لو سے چہرہ کا کالا ہونا (ک) غرابۃ مخفی و پوشیدہ ہونا. مسابۃ مفاعلت سے باہمی گالی گلوچ۔ سبّ (ن) سبًّا گالی دینا. وجدتُ (ض) وُجدًا، وجودًا پانا. وِجدًا، جِدۃً مستغنی ہونا، مَوجِدۃً غضبناک ہونا. قبر: انسان کے دفن کرنے کی جگہ ج قبور. قبر (ن) قبرًا. مقبرًا میت کو دفن کرنا. مکتوبًا: کتب (ن) کتابًا، کتابۃً لکھنا۔ علیہ واجب کرنا ابن: بیٹا ج ابناء، بنون. الریح: ہوا ج ریاح، جج اراویح. بو، غلبہ. راح (ن) رَوحًا۔ الیومُ تیز ہوا والا ہونا۔ رواحًا شام

کے وقت آنا یا جانا یا کام کرنا (ض)، رَیحًا۔ البیتُ ہوادار ہونا، راحۃ۔ للمعروف بھلائی خوشی سے کرنے کے لئے جلدی کرنا۔
طَوْع۔ طائع، مُطیع فرمانبردار، طاعَ (ن) طَوعاً فرماں بردار ہونا (ص) طائع ج طَوْع۔ اَمرہ: حکم ج اوامر، کام، واقعہ، شی ج امور، امرَ (ن)، اَمْراً حکم کرنا (س، ک)، اَمْرًا، امارۃً امیر و حاکم ہونا۔ یحبسہا (ض)، حبساً قید کرنا۔ عن شیٔ روکنا، مَحبس ج مَحابِس، محبس ج محابس قیدخانہ۔ یطلقہا اطلق۔ الاسیرَ قیدی کو چھوڑنا، طلق (ض)، طَلقاً۔ الشیٔ دینا، طَلقتْ (ن) طلاقاً۔ المرأۃ عورت کا شوہر سے جُدا ہونا۔ (ص) طالق ج طُلَّق (ک)، طَلُوقاً خوش بیان ہونا۔ طلاقۃ ہنس مکھ ہونا۔ عَظَم (ک)، عِظَماً، عظامۃً بڑا ہونا (ص) عظیم ج عُظَماء، عِظام، عُظْم ہڈی ج عِظام، اَعْظُم۔ عینی: آنکھ ج اَعیُن چشمہ ج عیون، ذات شی ج اعیان، اعیُن بیل گائے، عانَ (ض)، عیناً، عِینۃً آنکھ کی بڑی چوڑی پتلی والا ہونا۔ عیناً نظر لگانا، مصرعہ صرع (ف)، صَرْعاً، مَصْرعاً پچھاڑ دینا، لا یغتر اغترار: دھوکا کھانا، غرّ (ن)، غَرّاً، غرورًا دھوکا دینا، ماغرک بفلانٍ تو نے اس پر دلیری کیوں کی (س)، غرارۃً شریف ہونا، ناتجربہ کار ہونا، غَرّاً، غُرّۃ، غرارۃ خوبصورت سفید رنگ والا ہونا۔ الحدادین جمع حداد لوہار۔ کیر لوہاروں کی وہ مشک جس سے وہ بھٹی دھونکتے ہیں ج اَکیار، کِیَرۃ۔

تشریح: ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک قبر پر عبارت لکھی ہوئی دیکھی "انا ابن من الی قولہ ویطلقہا اذا شاءَ" میں اس شخص کا لڑکا ہوں جس کے حکم کی ہوا بھی فرمانبردار تھی جب چاہتا تھا اسکو قید کر لیتا تھا اور جب چاہتا تھا رہا کر دیتا تھا، راوی کہتا ہے کہ: مجھے اس کا یہ کہنا بہت بڑا معلوم ہوا۔ اس کے بعد میں ایک دوسری قبر کی طرف جو اسکے سامنے تھی متوجہ ہوا اُس پر یہ لکھا ہوا تھا "لا یغتر احد الی قولہ ویتصرف فیہا" کوئی شخص اسکی بات سے دھوکا نہ کھائے کیونکہ اس کا باپ تو ایک معمولی آدمی یعنی لوہار تھا جو ہوا کو اپنی مشک میں روک لیتا تھا اور اس میں تصرف کرتا تھا۔ ناقل کہتا ہے کہ میں نے ان دونوں سے بہت تعجب کیا کہ وہ مرنے کے بعد بھی گالی گلوچ کر رہے ہیں

معنی قولهم فلانٌ اَشأمُ مِن طُوَیس

محاورۂ عرب "فلانٌ اَشأمُ مِن طُوَیس" کی مُراد

هو طُوَیسُ المغنّی لانّہ قال: وُلِدتُ یومَ تُوُفّیَ رسولُ اللهِ صلّی اللهُ علیہ وسلّم وفُطِمتُ یومَ تُوُفّیَ ابوبکر رضی اللهُ عنہ وبلغتُ الحُلُمَ یومَ قُتِلَ عُمر رضی اللهُ عنہ وتزوّجتُ یومَ قُتِلَ عثمانُ رضی اللهُ عنہ وجاءنی وَلَدٌ یومَ قُتِلَ علیٌّ واٰخرُ یومَ مات الحسنُ مسموماً قال: ومادمتُ بینَ اظهُرِکم لا تأمَنوا من ظهورِ الدجّال۔

حل لغات: اَشأم: اسم تفضیل ہے، شُؤْم (ک)، شامۃ نامبارک ہونا، طُوَیس: طاؤس کی تصغیر ہے (قالہ الجوہری) بمعنی مور ج اطواس، طواویس، طاس (ن) طوساً۔ الوجہ خوبصورت ہونا۔ یہاں طویس سے مراد ایک گویا ہے دیکھو مقدمہ ص ۲۷ وُلِدتُ: ولدت (ض)، لِدۃً، ولادۃً جننا، وُلِد، وَلَد بچہ (مذکر و مؤنث) تُوُفّیَ توفّاہ۔ اللہ موت دینا، وفات موت ج وَفَیات۔ فُطِمتُ (ض) فطماً۔ الولد بچہ سے دودھ چھڑانا، افطم الرضیع دودھ پیتا بچہ دودھ چھڑانے کے وقت پر پہنچ گیا، فطیم دودھ چھڑایا ہوا ج فُطُم، الحُلُم (ن) حُلُماً۔ الصبیُّ بالغ ہونا، دیکھو ص ۲۶ مسموماً: سَمّ زہر، سوئی کا ناکا ج سِمام، سُموم، سَمَّ (ن)، سَمّاً زہر دینا، سُموماً۔ الریح جُھلسنا، مادمتُ (ن، س) دوماً، دَوَاماً ہمیشہ رہنا۔ اظہرکم: جمع ظہر پیٹھ، لا تأمنوا: دیکھو ص ۳۶

تشریح اہل عرب کے قول "فلان أشأم من طويس" میں طویس سے مراد طویس مغنی ہے، اس نے (اپنی بدبختی کی وجہ بیان کرتے ہوئے) کہا ہے کہ میں اس دن پیدا ہوا جس دن حضور اکرم صلعم کی وفات (حسرت آیات) ہوئی اور دودھ چھڑایا گیا، جس دن حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہوئی اور بالغ ہوا جس دن حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا اور شادی کی جس دن حضرت عثمان کو شہید کیا گیا۔ اور میرے کو بچہ پیدا ہوا جس دن حضرت علی کو شہید کیا گیا اور دوسرا بچہ ہوا جس دن حضرت حسنؓ (کو جعدہ نے زہر دیا اور آپ) نے بحالتِ زہر انتقال کیا، اس کے بعد کہتا ہے کہ جب تک کہ میں تم میں رہوں گا اس وقت تک تم ظہور دجال سے مامون نہ ہو سکو گے

مَنْ قَالَ مَا لَا يَنْبَغِي سَمِعَ مَا لَا يَشْتَهِي

جو شخص نامناسب بات کہیگا ناگوار خاطر سنے گا

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ❊ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

يُرْوَى اَنَّ اَبَا دُلَفٍ قَصَدَهُ شَاعِرٌ تَمِيمِيٌّ، فَقَالَ لَهُ: مَنْ اَنْتَ؟ فَقَالَ: مِنْ تَمِيمٍ، فَقَالَ اَبُو دُلَفٍ: ؎

تَمِيمٌ بِطُرْقِ اللُّؤْمِ اَهْدَى مِنَ الْقَطَا	وَلَوْ سَلَكَتْ سُبُلَ الْهِدَايَةِ ضَلَّتِ

فَقَالَ لَهُ التَّمِيمِيُّ: نَعَمْ: بِتِلْكَ الْهِدَايَةِ جِئْتُ اِلَيْكَ، فَاَفْحَمَهُ۔

حلِ لغات یروی (ض) روایۃً بیان کرنا، ص راوٍ ج رُواۃ، راوُون (س) رَیّا سیراب ہونا ص ریّان ج رِوَاء، رُوِی خوشگوار پانی، رُواء، رونق۔ ابادلف: ابو القاسم بن عیسٰی بن ادریس عجلی متوفی ۲۲۶ھ عرب کا امیر، مامون الرشید کا مشہور سپہ سالار اور بہت سی خوبیوں کا مالک تھا، کتاب البزاۃ، کتاب الصید، کتاب سیاست ملوک وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔ ایک بار معتصم کے سپہ سالار اعظم افشین نے ابو دلف پر ازراہِ عداوت خون کا الزام قائم کرکے چاہا اس کو قصاص میں قتل کردے، احمد بن ابوداؤد ایادی جس کا رتبہ معتصم کے دربار میں وہی تھا جو مامون کے یہاں قاضی یحیٰی بن اکثم کا تھا، اس کو یہ خبر معلوم ہوئی فوراً سوار ہوکر افشین کے یہاں پہنچا، دیکھا تو جلاد تلوار لئے ہوئے ابو دلف کو قتل کرنے کے واسطے تیار ہے جلدی سے آگے بڑھ کر افشین سے کہا: مجھ کو امیر المؤمنین نے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ تم ابو دلف کو قتل نہ کرو بلکہ میرے سپرد کردو، اور حاضرین کو اس پر گواہ بنالیا کہ میں نے امیر المؤمنین کا پیغام پہنچادیا، اس کے بعد معتصم کے پاس گیا اور سارا ماجرا سنا کر کہا کہ تنگیٔ وقت کے باعث میں نے دریافت کئے بغیر یہ جرأت اس لئے کی کہ مجھے آپکی حسن نیت پر کامل اعتماد تھا، معتصم نے آدمی بھیج کر ابو دلف کو بُلایا اور اس کو رہا کرکے انعام بخشا۔ قصدہ دیکھو صـ۲۹ طرق جمع طریق راستہ طرق (ن) طَرْقاً طروقاً رات کے وقت آنا ص طارق ج طراق ــ الباب کھٹکھٹانا۔ اطرق راسہ، سر جھکایا یعنی خاموش رہا اور سوچتا رہا۔ اللوم دیکھو صـ۳۹ اہدی: زیادہ راہ یاب، ہدی، ہدی (ض) ہدایۃ، ہُدی رہنمائی کرنا، ص ہادٍ ج ہُداۃ ــ ہداء ــ العروس دلہن کو شوہر کے پاس بھیجنا، اہتداء، راہ پانا، ہدیۃ تحفہ ج ہدایا۔ قطار: ایک پرندہ ہے جس کو کونج کہتے ہیں۔ سلکت (ن) سلوک کا راستہ چلنا، مسلک راستہ، ج مسالک، سلک لڑی ج سلوک۔ سبل، سبیل راستہ ج سُبُل۔ ضلت (ض)، (س) ضلالۃ، ضلالۃ گمراہ ہونا ص ضال ج

ضُلّال، ضُلّ، ضلّال، ضلالۃ گمراہی، فالحمہ، فحم ف، فحما جواب سے ساکت ہونا (ک) فحومتہ کالا ہونا، فحم، فحیم کوئلہ، افحمہ خاموش کرنا الجواب المفحم خاموش کن جواب۔

تشریح بیان کیا گیا ہے کہ ابو دلف کے پاس ایک تمیمی شاعر آیا، ابو دلف نے اس سے دریافت کیا، تو کس قبیلہ کا ہے؟ اس نے کہا تمیمی ہوں، ابو دلف نے (اس کی ہجو میں) یہ شعر پڑھا ؎ تمیم اھ قبیلہ تمیم کمینگی کے طریق پر تو قطا سے زیادہ راہ یاب ہے اور اگر وہ ہدایت کا راستہ اختیار کرے تو گمراہ ہو جاتا ہے۔ تمیمی نے کہا جی ہاں اسی ہدایت کو لے کر آپ تک پہنچا ہوں، یہ کہہ کر خاموش کر دیا۔

تنبیہ :۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا ہے جب سے میں نے تین باتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہیں اس وقت سے میرے دل میں بنو تمیم کی محبت اور بڑھ گئی ہے ۱؎ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال کے لئے میری اُمت میں سب سے زیادہ سخت بنو تمیم ہوں گے ۲؎ حضرت عائشہؓ کے پاس بنو تمیم کی ایک لونڈی تھی آپؐ نے فرمایا: اے عائشہؓ: اس کو آزاد کر دو کیونکہ یہ اولاد اسمٰعیلؑ سے ہے ۳؎ آپؐ کے پاس بنو تمیم کے صدقات آئے، آپؐ نے فرمایا: یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔

علامہ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بنو تمیم کی وہ مذمت دُور ہو جاتی ہے جو ان اشعار میں کی گئی ہے ؎

تمیم بطرق اللوم اھ ۞ وَلَوْ اَنَّ بَرْغُوْثًا عَلٰى ظَهْرِ قَمْلَةٍ ۞ رَاَتْهُ تَمِيْمٌ مِنْ بَعِيْدٍ لَوَلَّتِ ۞

نے عمرو بن اناہتم سے زبرقان حصین بن بدر تمیمی کے متعلق دریافت کیا اس نے ان کی شان میں ناشائستہ الفاظ استعمال کئے زبرقان نے انکار کیا اور اپنی شرافت ظاہر کی اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "ان من البیان لسحرا" اسی طرح ایک مرتبہ احنف بن قیس حضرت معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے گدے پر بیٹھنے کے لئے اشارہ کیا مگر یہ زمین پر بیٹھ گئے، حضرت معاویہ نے دریافت کیا کہ گدے پر کیوں نہیں بیٹھے؟ انھوں نے کہا: کہ قیس بن عاصم منقری نے اپنے صاحبزادے کو جو وصیت کی تھی اس میں یہ بھی تھا کہ "شاہ وقت کے پاس اتنی دیر مت بیٹھنا جس سے وہ تنگ دل ہو جائے، اور اس سے اتنا قطع تعلق بھی نہ کرنا کہ وہ تجھے بھلا دے، اور اس کے گاؤ تکیہ اور گدے پر مت بیٹھنا، نیز اس کے اور اپنے درمیان ایک دو آدمیوں کی جگہ چھوڑ کر بیٹھنا کیونکہ ممکن ہے اثنار مجلس میں کوئی ایسا شخص آجائے جو اس جگہ کے لائق نہ ہو، اور اس کی وجہ سے تمہیں اس جگہ سے اٹھنا پڑے" اس پر حضرت معاویہ نے فرمایا "لقد اُوتیت تمیم الحکمۃ مع رقۃ حواشی الکلام" اور یہ اشعار پڑھے ؎

یا ایہا السائل عما مضی ۞ وعلم ہذا الزمن العائب ۞ ان کنت تبغی العلم او اہلہ ۞ او شاہدا یخبر عن غائب

فاعتبر الارض باسکانہا ۞ واعتبر الصاحب بالصاحب

التضرّعُ الی اللہ تعالیٰ شانہ

جناب باری میں عاجزانہ دعا،

فقیر و خستہ بدرگاہت آمدم رحمے ۞ کہ جز دعائے توام نیست ہیچ دست آویز

حکی ابراہیم بن عبد اللہ الخراسانی قال حججتُ مع ابی سنۃ حج الرشید فاذا نحن بالرشید واقف حاسرٌ حافٍ علی الحصباء

ـــہ مسلم عن زہیر رضہ ۱۲

وقد رفع یدیہ وھو یرتعد ویبکی ویقول یارب انت انت وانا انا انا العواد بالذنب وانت العواد بالمغفرۃ اغفرلی فقال لی ابی انظر الی جبار الارض کیف یتضرع الی جبار السماء۔

حل لغات التضرع: دیکھو صفحہ حکی، (ض) حکایۃ۔ الکلام نقل کرنا۔ الخبر بیان کرنا، علیہ چغلخوری کرنا، حکی چغلخور، حجت: دیکھو صفحہ سنۃ، سال ج سنون سنوات، سنۃ (س) سنہا بہت برسوں والا ہونا۔ الرشید: ہارون ابو محمد ابن مہدی خیزران کے بطن سے ۱۴۵ھ میں مقام رَے میں پیدا ہوا اور ہادی کے انتقال کے بعد ۱۴ ربیع الاول ۱۷۰ھ میں جبکہ اس کا سن ۲۵ سال کا تھا تخت خلافت پر بیٹھا اور ۲۳ سال دو ماہ اٹھارہ روز تک خلافت کے امور کو انجام دیا اور ۱۳ جمادی الثانی ۱۹۳ھ میں وفات پائی اور طوس میں دفن ہوا اس نے اپنے عہد خلافت میں ۹ حج کئے ہیں اور ہر مرتبہ اپنے ساتھ ایک سو علماء اور فقہاء کو مع ان کے اہل وعیال کے لے گیا جس سال حج کے لئے نہیں جا سکتا تھا اس سال اپنے عوض میں تین سو آدمیوں کو بھیجتا تھا۔ واقف: (ض) وقفا، وقوفا ٹھہرنا — علی الامر مطلع ہونا ص واقف ج وقف، موقف ٹھہرنے کی جگہ ج مواقف، حاسر (ن، ض) حسوزا ننگے سر ہونا، حسّر میدان جنگ کے پیادے، — البصر نگاہ کا تھک جانا (س) حسرۃ افسوس کرنا، حاف (س) حفا ننگے پاؤں ہونا ص حاف ج حفاۃ، الحصباء: سنگریزہ، حصب (ن، ض) حصبا کنکری سے مارنا۔ یدیہ: "ید" کا تثنیہ ہے ہاتھ (اس کی اصل یدی ہے) ج ایدی، ایدٍ ج ایادی (اس کا استعمال اکثر نعمت میں ہوتا ہے) یرتعد: کانپنا، ارعد لرزہ گرفت اورا، رعد (ن) رعدا — السحاب بادل کا گرجنا۔ یبکی (ض) بکاء، بکی زور رونا ص باک ج بکاۃ۔ العواد: عاد (ن) عودا باربار کرنا — عیادۃ بیمارپرسی کرنا، عود لکڑی، سارنگی ج عیدان اعواد المغفرۃ (ض) غفرا، غفرانا، مغفرۃ چھپانا، معاف کرنا ص غافر ج غفرۃ، غفار، غفور بہت بخشنے والا، مغفر خود (جس کو فوجی ٹوپی کے نیچے پہنتا ہے) جبار: اسماء حسنیٰ میں سے ہے، تسلط والا۔

تشریح ابراہیم بن عبداللہ خراسانی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ اسی سال حج کیا جس سال ہارون الرشید نے حج کیا تھا ہم نے دیکھا کہ ہارون الرشید ننگے سر ننگے پاؤں کنکریوں پر کھڑا دونوں ہاتھ اٹھائے لرزہ براندام ہے اور آہ وزاری کے ساتھ یہ کہہ رہا ہے 'بارِ الٰہا آپ آپ ہیں اور میں میں ہوں، میں گناہ کا عادی ہوں اور آپ بخشش کے، سو خدایا! میرے گناہوں کو معاف فرما۔ حضرت ابراہیم کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ کو کہا، جبار ارض (رشید) کو دیکھ کس طرح جبار سماء (اللہ تعالیٰ) سے عاجزی کے ساتھ دعا کر رہا ہے

؎ تواضع زگردن فرازاں نکوست ٭ گدا گر تواضع کند خوئے اوست

صحبۃ الاحداث

نوعمروں کی ہمنشینی!

؎ چو خواہی کہ قدرت بماند بلند ٭ دل اے خواجہ درسادہ رویاں مبند (سعدیؒ)

عن ابی سعید الخراز قال: رأیت ابلیس فی النوم، وھو یمر عنی ناحیۃ، فقلت: تعال، فقال: ای شئ اعمل بکم انتم

طرحتموه عن نفوسكم ما أُخادِعُ به الناس، قلتُ: ما هو؟ قال الدنيا، فلمّا ولّى التفتَ اليّ، فقال: غير انّ لي فيكم لطيفةً، قلتُ: ما هي؟ قال صحبة الأحداث۔

حل لغات صحبة دیکھو ص۳۲ احداث: جمع حَدَث جوان، حدث (ن) حدوثًا ــــ الامرُ واقع ہونا، نو پید ہونا، حدّث عن فلان روایت کرنا، احدثه ایجاد کرنا، حَدَث پائخانہ ج اَحْداث، حادثہ مصیبت ج حوادث، ابو سعید بغدادی مدرس مدرسہ نظامیہ جن کو لسان التصوف کہا جاتا ہے کیونکہ آپنے تصوف میں چار سو کتابیں لکھی ہیں۔ آپ نے ذوالنون مصری کو دیکھا ہے اور بشر حافی کی صحبت میں رہے ہیں۔ توفی فی اواخر قرن الخامس من الہجرۃ۔ الخزّاز: ریشم فروش، خزّ ریشم ج خُزُوز۔ النوم: دیکھو ص۱۳ یمر: دیکھو ص۲ ناحیۃ: جانب، کنارہ ج نواحی۔ تعال: بفتح لام بمعنی ھَلُمَّ اگر اس کے ساتھ ضمیریں ہوں تب بھی لام مفتوح ہی رہتا ہے، فیقال تعالَ یا رجلُ، تعالیا یا رجلان اھ در بما ضمت اللام مع جمع المذکر وکسرت مع المؤنث۔ طرحتم (ف) طرحًا ــــ الشیَٔ پھینک دینا، مطرح ڈالنے کی جگہ ج مطارح نفوسکم: جمع نفس روح، نفس (ک) نفاسۃ مرغوب ہونا (ن) نفسًا ــــ بعین نظر بد لگانا، نفست (س) نَفَسًا، نِفاسًا ــــ المرأۃ زچہ ہونا، نَفَس سانس ج انفاس، اخادع: خداعًا وخدع (ف) خِدْعًا دھوکا دینا مص خادع۔ الدنیا: دیکھو ص۲۴ ولّی: پیٹھ پھرانا، لطیفۃ: نکتہ ج لطائف، لطف (ک) لطافۃ باریک ہونا مص لطیف (ن) لُطفًا مہربان ہونا۔

تشریح ابو سعید خزاز سے مروی ہے آپنے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ ابلیس کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے کتراتا ہوا گزر رہا ہے، میں نے کہا: آ ــــ اس نے کہا میں تمہارے پاس آکر کیا کروں جب تم اس چیز کو پس پشت ڈال چکے ہو جس سے میں لوگوں کو دھوکا دیتا ہوں، میں نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا دنیا۔ پھر اس نے چلتے ہوئے میری طرف متوجہ ہو کر کہا: بجز (فائدہ کے) لئے تم میں ایک لطیفہ ہے، میں نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا نوعمروں کے ساتھ (رہنا)

؎ دام سخت است مگر لطف خدا یار شود ٭ ورنہ آدم نبرد صرفہ ز شیطان رجیم (حافظ)

يجبُ على السائل ان يتفكّر في سؤاله

سائل کو اپنے سوال میں غور کرنا ضروری ہے!

؎ سخن داں باندیشہ راند کلام ٭ کہ بے فکر باشد سخن ناتمام

دخل بشّارٌ على المهدي، وعنده خاله يزيد بن منصور الحميري، فانشده قصيدةً يمدحه بها، فلمّا اتمّها، قال له يزيد: ما صِناعتُكَ؟ ايها الشيخ! فقال له: اثقُبُ اللؤلؤ فقال المهديّ أتهزأ بخالي؟ فقال يا اميرَ المؤمنين: ما يكونُ جوابي له؟ وهو يَرانی شيخًا اعمٰى، ينشدُ شعرًا، فضحكَ المهديّ واجازه۔

حل لغات یجب (ض) وجوبًا لازم ہونا، السائل (ف) سُؤالًا دریافت کرنا مص سائل ج سائلہ، سُؤَل، مسئلہ حاجت مطلب ج مسائل، سوال ج اسئلہ۔ یتفکر: (ض) فکرًا، فکرۃً، افکر، تفکر ــــ فی الامر سوچنا، فکر ج افکار، دخل (ن) دخولًا داخل ہونا۔ بشّار: ابو معاذ بن برد مولود ۹۵ھ متوفی ۱۶۸ھ دولت عباسیہ وامویہ کا مشہور مخضرمی شاعر ہے۔ مادرزاد نابینا تھا اس

کی آنکھوں کی پتلیاں اُبھری ہوئی تھیں اور ان پر سُرخ گوشت چڑھا ہوا تھا، وکان اقبح الناس عمًی، کلام منثور، مزدوج، مسجع، اور اشعار میں تفنن، توسع، تصرف، ابداع، ہر صنف میں ملکہ تامہ رکھتا تھا۔ المہدی: ابو عبداللہ محمد بن ابی جعفر منصور مولود ۱۲۷ھ متوفی ۱۶۹ھ جو سیأتی ذکرہ ان شاء اللہ۔ خال: ماموں — فانشدہ — الشعرَ شعر پڑھنا۔ نَشِید، ج نشائد، اُنشُودہ ج اَناشید وہ شعر جس کو ایک دوسرے کے سامنے پڑھا جائے، نشد (ن، ض) نشداً گم شدہ کو ڈھونڈھنا، ناشدہ قسم کھلانا۔ یمدحہ (ف) مَدحاً تعریف کرنا، مدیح تعریف ج مدائح۔ صَناعتک صنعۃ پیشہ ج صناع، صنع (ف) صُنعاً بنانا۔ الیہ احسان کرنا۔ اثقب (ن) ثقباً الشیٔ سوراخ کرنا، چھیدنا۔ النارُ روشن ہونا۔ النجم چمکنا، نجم ثاقب روشن ستارہ، ثَقب سُوراخ ج اَثقُب، ثقوب۔ اللؤلؤ موتی ج لآلی۔ الشیخ: بوڑھا ج شیوخ اشیاخ جمع مشائخ، شیخ کا اطلاق ہر اس شخص پر بھی ہوتا ہے جو لوگوں میں علم وفضل اور مرتبہ کے لحاظ سے بڑا ہو، شاخ (ض) شیخاً شیوخۃ بوڑھا ہونا، اتھزأ (س) ہُزأً ٹھٹھا کرنا۔ جوابی ج اَجوبہ جاب (ن) جَوباً۔ البلاد قطع کرنا۔ الثوبَ بیچ سے کاٹنا: اعمٰی: نابینا ج اَعمار عُماۃ، عمی (س) عمًی اندھا ہونا۔ ضحک (س) ضِحکاً ہنسنا ص ضاحک، اضحوکہ جس پر ہنسی آئے ج اضاحیک۔ اجازہ: انعام دینا، الشیٔ جائز کرنا، جائزہ عطیہ ج جوائز، جاز (ن) جوازاً گزرجانا۔

تشریح (ایک مرتبہ) بشار خلیفہ مہدی کے ہاں آیا جبکہ وہاں اس کا ماموں یزید بن منصور حمیری بھی موجود تھا، بشار نے مہدی کی تعریف میں ایک قصیدہ سُنایا، ختم ہونے پر یزید نے کہا: بڑے میاں آپ کیا کام کرتے ہیں؟ بشار نے کہا: جی میں موتی چھیدتا ہوں: اس پر مہدی نے کہا، تو میرے ماموں کے ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے؟ بشار نے کہا: اے امیر المؤمنین اس کے علاوہ اور کیا جواب ہو سکتا ہے جبکہ وہ مجھ کو دیکھ رہا ہے کہ بوڑھا ہوں، نابینا ہوں، شعر کہہ رہا ہوں، اس جواب پر مہدی ہنس دیا اور بشار کو عطیہ سے نوازا ۱۲

کلام العرب خالٍ عن الحشو

کلام عرب غیر ضروری الفاظ سے پاک ہے

رُوِی أن اباالعباس الکندیَّ المتفلسِفَ رکب الی المبرد وقال انی اجد حشواً فی کلام العرب اجد العرب تقول عبداللہ قائم ثم تقول اِنّ عبداللہ قائم ثم تقول ان عبداللہ لقائم ومعنی الجمیع واحد فقال المبرد بل المعانی مختلفۃ لاختلاف الالفاظ فقولھم عبداللہ قائم اخبار عن قیامہٖ وقولھم ان عبداللہ قائم جواب عن سوال سائل متردد وقولھم ان عبداللہ لقائم جواب عن انکار منکر لقیامہٖ

حل لغات کلام: اس کا مادہ کَلم ہے، کلمہ (ن، ض) کلماً زخمی کرنا، کلام کو کلام اسی لئے کہتے ہیں کہ اس سے بسا اوقات دل زخمی ہو جاتے ہیں سے چھُری کا تیر کا تلوار کا گھاؤ بھرا: ؎ لگا جو زخم زباں کا رہا ہمیشہ ہرا: عَرَب، عُرب باشندگان ملک عرب اعرب، (ک) عُرباً عُروبۃ فصیح عربی بولنا (س) عَرَباً بگڑے ہوئے معدے والا ہونا، اَعرب — الشیٔ ظاہر کرنا۔ الکلمۃ اعراب لگانا، خالٍ: اسم فاعل ہے۔ خلا (ن) خلُوّاً خالی ہونا۔ خلوۃ تنہائی اختیار کرنا۔ الخلاء خالی مکان، پاخانہ الحشو: کلام کے اندر ایسی زیادتی جس کی ضرورت نہ ہو۔ رُوی: دیکھو ص۱۴ رکب دیکھو ص۵۱ المبرد: ابو العباس محمد بن یزید ازدی مولود ۲۱۰ھ

نمبر ان عبداللہ قائم ثم تقول ۱۲

متوفی ۲۸۵ھ آپ نے ابو عمرو جرمی، ابو عثمان مازنی، ابو حاتم سجستانی وغیرہم سے شرف تلمذ حاصل کیا، لیکن اساتذہ میں مازنی کو زیادہ مانتے تھے، موصوف نے کتاب "سیبویہ" جرمی سے شروع کی اور مازنی سے فاتحہ فراغ پڑھا. ثعلب سے ہمیشہ مناظرہ کی تاک میں رہتے تھے مگر ملاقات کا اتفاق نہ ہوتا تھا. کسی کا شعر ہے ؎

فَأَبَدَا تَنَا فِي بَلْدَةٍ وَالْتِقَاؤُنَا ٭ عَسِيْرٌ كَأنَّا ثَعْلَبٌ وَالْمُبَرِّدُ

اہل علم کے نزدیک مبرد کو ثعلب پر بدرجہا ترجیح تھی، مبرد فصیح و بلیغ لطیف و ظریف بھی تھے یہ اوصاف ثعلب میں کہاں پھر مبرد کے مقابلہ میں ثعلب کب ٹھہر سکتے تھے، کتاب الکامل، الروضہ، القوافی وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔

تشریح:- بیان کیا گیا ہے کہ ابو العباس کندی متفلسف نے مبرد کے پاس آکر کہا: میں کلام عرب میں حشو پاتا ہوں کیونکہ وہ عبداللہ قائم بھی کہتے ہیں اور انّ عبد اللہ قائم بھی اور انّ عبد اللہ لقائم بھی حالانکہ ان سب کے معنی ایک ہیں، مبرد نے کہا (ایسا نہیں ہے) بلکہ (ہر ایک کے) معنی بسبب اختلاف جُدا گانہ ہیں چنانچہ ۱ میں صرف قیام کی خبر دینا ہے اور ۲ میں متردد قیام اور طالب حکم کا جواب ہے اور ۳ میں منکر قیام کا جواب ہے

فائدہ: حشو ایک اصطلاحی لفظ ہے جس کا تعلق علم معانی سے ہے، اہل معانی کی اصطلاح میں حشو اس زائد لفظ کو کہتے ہیں جس کا زائد ہونا متعین ہو جیسے شعر ؎

وَأَعْلَمُ عِلْمَ الْيَوْمِ وَالْأَمْسِ قَبْلَهٗ ٭ وَلٰكِنَّنِيْ عَنْ عِلْمِ مَا فِيْ غَدٍ عَمِيْ

(میں آج اور کل کا جو اس سے پیشتر ہے علم رکھتا ہوں لیکن آنے والے واقعات سے قطعاً نابلد ہوں) اس شعر میں لفظ قَبْلَهٗ زائد ہے اور اس کا زائد ہونا متعین ہے

طُولُ الْأَمَلِ

درازیٔ امید

ہر کرا خوابگہ آخر بدو مشت خاک است ٭ گو چہ حاجت کہ بر افلاک کشد ایوان را

كان طاشتكين قد جاوز تسعين سنةً فاستأجر ارضًا وقفًا مدّةَ ثلثمائةِ سنةٍ على جانب دجلةَ ليعمُرَها دارًا، وكان في بغداد رجلٌ محدّثٌ يحدِّثُ في الخلق يسمّٰى فتيحة فقال يا اصحابنا: نُهنِّئكم، مات ملكُ الموتِ، فقالوا: وكيف ذٰلك؟ فقال: طاشتكين عمرُه تسعون سنةً وقد استأجر ارضًا ثلثمائةِ سنةٍ، فلو لم يَعلم ان ملكَ الموتِ قد مات مافعل هٰذا فتضاحكَ اصحابُهٗ ٭

حل لغات طول: (ن) لمبا ہونا ص طویل ج طِوال، طُول، طائل قدرت، غنا، الأمل: امید ج آمال، امل (ن) ملاً امید کرنا. طاشتکین: دیکھو مقدمہ ص۲۷ فاستاجر: کرایہ پر لینا، اجر (ن، ض) اجراً بدلہ دینا اَجْر بدلہ ج اجور، اَجیر مزدور ج اُجراء، ارضا: دیکھو ص۳۶ دجلہ: عراق کا مشہور دریا جس پر شہر بغداد واقع ہے۔ لیعمر: عمر (ن) عمراً، عمّر، اَعمر المنزل آباد کرنا (ن، ض) عُمْراً (س) عَمَراً لمبی عمر پانا، خلق: مخلوق ج خلائق، خلق (ن) خلقاً پیدا کرنا (ک) خلقاً پرانا ہونا، نہنئکم، مضارع کا جمع متکلم ہے۔ مبارک باد دینا

تشریح: طاشکین کی عمر نوے سال سے بھی متجاوز ہو چکی تھی (اس پر بھی) اس نے دریائے دجلہ کے کنارے ایک موقوف زمین کو تین سو سال کی مدت تک مکان بنانے کے لئے کرایہ پر لے لیا۔ بغداد میں ایک فقیہ نامی محدث خلق خدا کو حدیث سنایا کرتے تھے انہوں نے کہا: دوستو! مبارک باد ملک الموت مر گیا۔ دوستوں نے کہا: یہ کیسے (ہو سکتا ہے؟) انہوں نے کہا: طاشتکین کی عمر نوے سال کی ہو چکی پھر بھی اس نے تین سو سال کے لئے زمین اُجرت پر لی ہے، اگر وہ یہ نہ سمجھتا کہ ملک الموت مر گیا تو ایسا نہ کرتا (شیخ کا یہ جواب سن کر سب ساتھی ہنس دئے

نِصیحۃُ السلطانِ ولزومُ طاعتہ

بادشاہ کی خیرخواہی اور اس کی اطاعت شعاری

روی الشعبی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال لی ابی اَری ھذا الرجلَ (یعنی عمرَ ابن الخطاب) یَستفھمك ویُقدمك علی الاکابر من اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وانی مُوصیك بخلال اربع لا تُفشین لہ سِرًّا ولا یُجرِبنّ علیك کذبًا ولا تطوِ عنہ نصیحۃً ولا تغتابن عندہ احدا قال الشعبی فقلتُ لابن عباس کل واحدۃ خیر من الفٍ قال ای واللہ ومن عشرۃ آلاف۔

حل لغات | نصیحۃ: اسم بمعنی خیر و صلاح کی طرف بلانا اور شر و فساد سے روکنا ج نصائح، نصح (ف) نُصْحًا نصیحت کرنا، من باب صح: بفتح نصیحۃ ج نصحاء۔ نصوحًا خالص ہونا، پختہ توبہ کرنا۔ السلطان: بادشاہ ج سلاطین، لزوم: (س) لُزومًا، لزامًا۔ الشئ لازم ہونا، وَ المال واجب ہونا۔ الامر علیہ واجب ہونا۔ طاعۃ: فرماں برداری۔ دیکھو ص ۱۵۲ الشعبی: ابو عمر ابن شراحیل جلیل القدر تابعی اور مشہور محدث ہیں ان کو پانچ سو صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل ہے، عاصم کہتے ہیں کہ کوفہ بصرہ، حجاز میں شعبیؒ سے زیادہ کوئی عالم نہ تھا خود فرمایا کرتے تھے کہ بیس سال سے آج تک کوئی روایت کسی محدث سے ایسی نہیں سنی جس کا مجھے علم نہ ہو، صحابہؓ کے سامنے درس دیتے تھے اور صحابہؓ بھی شریک درس ہوتے تھے، آپ ہی نے سب سے پہلے امام اعظمؒ کی غیر معمولی صلاحیتوں کا اندازہ کرکے انکو علم حاصل کرنے کا شوق دلایا تھا اور امام صاحبؒ برسوں آپ کے حلقہ درس میں شریک رہے، آپ ۱۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۳ھ میں وفات پائی وقیل وُلد فی خلافۃ عمر ۱۲۰ھ وفات ۱۰۴ھ۔ ابن عباس: عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں، ہجرت سے تین سال پیشتر پیدا ہوئے اور صغر سنی ہی میں علم و فضل کے اعتبار سے ائمہ میں شمار ہونے لگے وفور علم اور کثرت فہم کی وجہ سے آپکو "حبر الامۃ" کہا جاتا تھا، جو احادیث آپ سے مروی ہیں انکی تعداد تقریبًا ایک ہزار ہے۔ توفی ۶۸ھ۔ یستفھمک۔ الامر دریافت کرنا، فہم (س) فَہْمًا سمجھنا، فہم سمجھ ج افہام، فہیم سمجھدار ج فُہَماء۔ الاکابر: اکبر (اسم تفضیل) کی جمع ہے، کبر (ک) کِبَرًا مرتبہ میں بڑا ہونا ص کبیر ج کُبَراء کبُر علیہ الامر دشوار ہونا (س) کِبَرًا عمر رسیدہ ہونا، کِبْر غرور، کُبْر شئ کا بڑا حصہ، مُوصِیک ایصاء وصیت کرنا وصیۃ ج وصایا، وَصِیّ وصیت کرنے والا ج اَوصیاء۔ بخلال: جمع خَلّۃ دوستی، عادت، خِلّ دوست ج اَخلال، خلیل خالص دوست ج اَخِلّاء، خُلّان، لایجربن: تجربۃ آزمانا۔ کذبًا: (ض) جھوٹ بولنا ص کاذب ج کَذَبَۃ، اُکذوبۃ جھوٹ بات ج اکاذیب، کذّاب بڑا جھوٹا ج کذّابان۔ لا تطو (ض) طیًّا۔ الحدیث بات چھپانا، لا تغتابن: اغتیابا پیٹھ پیچھے بدگوئی کرنا ای: بکسر ہمزہ و سکون یا، حرف جواب ہے بمعنی نعم، علماء نحو کا قول ہے کہ یہ بجز اس کے

کہ قسم سے پہلے آئے اور کسی موقعہ پر نہیں آتا، مگر ابن حاجبؒ نے کہا ہے کہ استفہام کے بعد بھی آتا ہے جیسے آیت وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي۔ **تشریح** امام شعبیؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد نے فرمایا: میں اس شخص کو (یعنی حضرت عمرؓ کو) دیکھتا ہوں کہ تجھ سے اکثر امور میں رائے لیتے ہیں اور اکابر صحابہ پر ترجیح دیتے ہیں۔ سو میں تجھ کو چار باتوں کی وصیت کرتا ہوں (۱) ان کا راز کبھی ظاہر نہ کرنا (۲) اپنے اوپر جھوٹ آزمانے کا موقع نہ دینا (۳) ان سے نصیحت کی بات نہ چھپانا (۴) ان کے پاس کسی کی غیبت نہ کرنا۔ امام شعبیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا: ہر بات ہزار روپے سے بہتر ہے آپ نے فرمایا: ہاں (بلکہ دس ہزار روپے سے بھی بہتر ہے۔

الھزل

خوش طبعی !

بیتِ من بیت بلیست اقلیمست ❊ ہزلِ من ہزل نیست تعلیمست (رودکی)

حُکِیَ عن اشعبَ انّهٗ حَضَرَ ولیمةً بعضِ وُلاةِ المدینة، وکان رجلاً بخیلاً، فدعا الناسَ ثلاثةَ ایامٍ، وھو یجمعھم علٰی مائدةٍ، فیھا جَدْیٌ مَشویٌّ، فیحومُ الناسُ حولَہٗ، ولا یمسُّہٗ احدٌ منھم لعلمِھم ببُخلِہٖ، واشعبُ کان یحضرُ مع الناس ویَرَی الجدیَ فقال، فی الیومِ الثالثِ: زوجتُہٗ طالقٌ ان لم یکن عُمُرُ ھذا الجدیِ بعدَ ان ذُبِحَ وشُوِیَ اطولَ من عمرِہٖ قبلَ ذٰلک ۔

حل لغات ہَزَلَ: (ض) ٹھٹھا کرنا، ہَزالۃ خوش طبعی (ن، س) ہُزلاً کمزور ہونا، ہَزِیل دبلا ج ہَزلیٰ۔ حُکِیَ، دیکھو صفحہ ۵۵ اشعب، دیکھو صفحہ ۴۹ حضر: (ن) حُضوراً المجلس حاضر ہونا۔ حَضارۃً شہر میں مقیم ہونا، اُحتُضِرَ قریب مرگ ہونا۔ ولیمہ: ہر وہ کھانا جو کسی خوشی کے وقت کھلایا جائے ج ولائم۔ والمشہور انہ اسم لطعام العرس خاصۃً۔ وُلاۃ: جمع والی حاکم۔ مدینۃ: شہر، قصبہ ج مُدُن یہاں مدینہ منورہ مراد ہے جس کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے یثرب تھا۔ مَدَنَ (ن) مُدُوناً۔ بالمکان اقامت کرنا (فعل غیر مستعمل ہے) بخیلاً: کنجوس ج بُخلاء۔ بخل (س) بخلاً (ک) بُخلاً کنجوس ہونا۔ فدعا: (ن) دَعْوۃً کھلانے کے لئے بلانا، دعاءً پکارنا ص داعی ج دُعاۃ ۔ لہٗ دعائے خیر کرنا۔ علیہ بددعاء کرنا۔ مائدۃ: دسترخوان ج موائد، جَدْی: یکسالہ بکری کا بچہ ج جداء۔ مشوی: بھونا ہوا گوشت، شوی (ض) شَیّاً گوشت کو آگ پر بھوننا، شِواءٌ، شَوِی بھونا ہوا گوشت۔ فیحوم (ن) حوماً تا چکر لگانا ص حائم ج حوّم۔ یمسّہٗ (ن، س) مَسّاً، مَسِیساً چھونا ص ماس۔ ذُبِحَ: (ن) ذبحاً ذبح کرنا، ذبیحہ جو عنقریب ذبح کیا جائے ج ذبائح، مَذبَح، ذبح کرنے کی جگہ ج مذابح۔

تشریح: اشعب سے حکایت ہے کہ وہ ایک مرتبہ مدینہ کے کسی حاکم کے ولیمہ میں شریک ہوا جو بڑا ہی کنجوس تھا چنانچہ وہ لوگوں کو تین روز تک برابر بلاتا رہا اور ایک دسترخوان پر جس میں بکری کا یکسالہ بھونا ہوا بچہ تھا۔ جمع کرتا رہا (بٹھلاتا رہا) لوگ اس کے آس پاس چکر لگاتے رہتے لیکن کوئی چھوتا نہ تھا کیونکہ حاکم کی کنجوسی سے سب واقف تھے، اشعب بھی لوگوں کے ساتھ آتا اور بکری کے بچہ کو دیکھتا تھا جب تیسرا دن ہو گیا تو اشعب نے کہا، حاکم کی بیوی پر طلاق اگر اسکی عمر ذبح کے بعد اس سے زیادہ نہ ہو جو ذبح سے پیشتر تھی

اَعاذَنا اللهُ مِن كثرةِ الأكل

بسیار خوری سے خدا کی پناہ،

ے باندازہ خور زاد اگر مردمی ، چنیں پر شکم آدمی یا خمی ؛ ندارند تن پروراں آگہی ، کہ پر معدہ باشد حکمت تہی

قال صدقةُ بن عبدالله المازنی، اولمَ علیّ ابی، لمّا تزوّجتُ، فعملنا عشرَ جفانٍ ثریدًا من جَزورٍ فاوّلُ مَن جاءنا هلال (وهو هلال بن اسعدَ المازنی من شُعراءِ الدولةِ الاُمویّةِ) فقدّمتُ الیه جفنةً فاکلها، ثم اُخرىٰ حتى اَتىٰ علی عشرِ جفانٍ، ثم استسقىٰ فاُتی بِقربةٍ مِن نبیذٍ، فوضعَ طرفها فی شِدقِهِ فافرغها فی جوفِه ثم خرج فاستأنفنا عملَ الطعامِ

حل لغات اعاذنا: پناہ دینا، عاذ (ن) عَوْذاً پناہ لینا ص عائذ ج عُوّذ۔ اَوْلَمَ: شادی بیاہ کا کھانا تیار کرنا۔ جفان: جمع جفنۃ عربوں کا سب سے بڑا پیالہ، اس کے بعد قصعہ ہے جس میں دس آدمی سیر ہو سکتے ہیں پھر صحفہ جو پانچ کے لئے کافی ہے پھر مئکلہ جو دو تین کے لئے کافی ہے پھر صحیفہ جو صرف ایک کے لئے ہے (قالہ الکسائی) ثرید: ثرائد، ثرد (ن) ثردًا۔ الخبز روٹی توڑ کر شوربے میں تر کرنا۔ جزور: ذبح کے لئے اونٹنی یا بکری ج جُزُر، جزر (ض) جَزْرًا، جزارًا۔ الشاۃ ذبح کرنا، جزار قصاب۔ اتی (ض) علیہ پورا کرنا۔ بہ لانا۔ اتیانا آنا۔ استسقی: پانی طلب کرنا، سقی (ض) سَقْیًا پلانا ص ساقی ج سُقاۃ، سقاء، مشک ج اَسْقیۃ۔ قربۃ: مشک ج قِرَب، قربۃ اور سقاء پانی کی مشک کو کہتے ہیں اور زق، سرکہ اور شراب کی مشک کو اور رکوہ شہد کی مشک کو کہتے ہیں (قالہ فی الفرائد) نبیذ: شراب جو نشہ آور نہ ہو، انگور، کھجور، کشمش، شہد، جو، گیہوں سب سے بنائی جاتی ہے۔ وضع: وضعًا رکھنا ضعۃ نفسہ اپنے آپ کو ذلیل کرنا، وضیع خسیس۔ المرأۃ جننا۔ شدق جبڑا ج اشداق۔ افرغہا: برتن خالی کرنا۔ جوف: پیٹ، اندرونی حصہ ج اجواف اجوف (س) جوفًا کھوکھلا ہونا، اجوف کھوکھلا، فاستانفنا: از سر نو کرنا۔

تشریح صدقہ بن عبداللہ مازنی نے بیان کیا ہے کہ میرے والد نے میری شادی کے موقعہ پر ولیمہ کیا تو ہم نے اونٹ کے گوشت سے ثرید کے دس پیالے تیار کئے، پس اوّل آنے والوں میں سے) سب سے پہلے دولت امویہ کا مشہور شاعر ہلال بن اسعد مازنی آیا، میں نے ایک پیالہ اس کے سامنے کر دیا اس نے اس کو کھا لیا پھر دوسرا پھر تیسرا یہاں تک کہ دس کے دس چٹ کر گیا اس کے بعد اس نے پانی طلب کیا تو نبیذ کی ایک مشکیزہ دی گئی اس نے اس کا کنارہ جبڑوں میں رکھا اور تمام نبیذ پیٹ میں انڈیل لی، جب وہ چلا گیا تو ہمیں از سر نو کھانا تیار کرنا پڑا۔

——— ❖ ——— ❖ ——— ❖ ——— ❖ ———

وَكَانَ سَبَبُ مَوْتِ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ اَنَّ نَصْرَانِيًّا اَتَاهُ، وَهُوَ بِدَابِقَ بِزَنْبِيلٍ مَمْلُوْءٍ بَيْضًا وَآخَرَ مَمْلُوْءٍ تِيْنًا قَالَ قَشِّرُوْا فَجَعَلَ يَاْكُلُ بَيْضَةً وَتِيْنَةً، حَتّٰى عَلَى الزَّنْبِيْلَيْنِ، ثُمَّ اَتَوْهُ بِقَصْعَةٍ مَمْلُوْءَةٍ مُخًّا بِسُكَّرٍ فَاَكَلَهُ فَاتَّخَمَ، فَمَرِضَ، فَمَاتَ۔

حل لغات دابق: حلب کے قریب ایک بستی ہے۔ زنبیل: ٹوکرا۔ تین: انجیر۔ مخ: مغز استخواں۔ اتخم: بدہضمی ہونا۔

تشریح: سلیمان بن عبدالملک کی موت کا سبب یہ ہوا کہ مقام دابق میں ایک نصرانی ایک ٹوکرا انڈوں کا اور ایک انجیروں کا بھرا ہوا لے کر آیا۔ سلیمان نے انجیروں کو چھیلنے کا حکم دیا خدام نے چھیل دیئے تو اس نے ایک ایک انڈا اور ایک ایک انجیر کھانا شروع کیا اور دونوں ٹوکرے ختم کر گیا پھر بونگ سے بھرا ہوا ایک پیالہ شکر کیساتھ لایا گیا اس کو بھی کھا گیا اور بدہضمی میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

وَلَمَّا حَجَّ سُلَيْمَانُ تَأَذَّى بِحَرِّ مَكَّةَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: لَوْ أَتَيْتَ الطَّائِفَ فَأَتَاهَا، فَلَمَّا كَانَ بِسُحُقٍ لَقِيَهُ ابْنُ أَبِي الزُّبَيْرِ فَقَالَ، يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اِجْعَلْ مَنْزِلَكَ عَلَيَّ، قَالَ: كُلُّ مَنْزِلِي، فَرَمَى بِنَفْسِهِ عَلَى الرَّمْلِ، فَقِيلَ لَهُ: يُسَاقُ إِلَيْكَ الْوِطَاءُ؟ فَقَالَ، الرَّمْلُ أَحَبُّ إِلَيَّ، وَأَعْجَبَهُ بَرْدُهُ، فَأَلْزَقَ بِالرَّمْلِ بَطْنَهُ، قَالَ فَأُتِيَ إِلَيْهِ بِخَمْسِ رُمَّانَاتٍ فَأَكَلَهَا، فَقَالَ أَعِنْدَكُمْ غَيْرُ هٰذِهٖ؟ فَجَعَلُوا يَأْتُونَهُ بِخَمْسٍ بَعْدَ خَمْسٍ، حَتَّى أَكَلَ سَبْعِينَ رُمَّانَةً، ثُمَّ أَتَوْهُ بِجَدْيٍ وَسِتِّ دَجَاجَاتٍ، فَأَكَلَهُنَّ وَأَتَوْهُ بِزَبِيبٍ مِنْ زَبِيبِ الطَّائِفِ فَنَثَرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَكَلَ عَامَّتَهُ وَنَعِسَ، فَلَمَّا انْتَبَهَ أَتَوْهُ بِالْغَدَاءِ، فَأَكَلَ كَمَا أَكَلَ النَّاسُ فَأَقَامَ يَوْمَهُ وَمِنْ غَدٍ قَالَ لِعُمَرَ: أُرَانَا قَدْ أَضْرَرْنَا بِالْقَوْمِ، وَقَالَ لِابْنِ أَبِي الزُّبَيْرِ اِتْبَعْنِي إِلَى مَكَّةَ، فَلَمْ يَفْعَلْ فَقَالُوا لَهُ: لَوْ أَتَيْتَهُ فَقَالَ: أَقُولُ مَاذَا؟ أَعْطِنِي ثَمَنَ قِرَايَ الَّذِي قَرَيْتُكَهُ۔

حل لغات تأذی: تکلیف اٹھانا، اذی (س) أذیً، اذاۃً تکلیف پانا ص اذ، حَرّ: سیاہ سنگلاخ زمین۔ حرّ (س ان مض) حَرًّا، حرۃً، حرارۃً گرم ہونا۔ مکہ: مشہور جگہ ہے زادہا اللہ شرفاً، طائف: مکہ کے قریب ایک نہایت خوشگوار شہر ہے جس کو حسین ابن سلام نے تقریباً ۳۰۰ھ میں آباد کیا تھا، سُحُق: جمع سُحُوق، سحق (ک) سُحوقۃً۔ النخلۃ: درخت خرما کا طویل ہونا (ف) سَحقاً۔ باریک کوٹنا۔ الثوب کپڑے کا بوسیدہ ہونا، سُحقاً دوری۔ الوطاء فرش۔ الرمل: ریت، برد: خنکی۔ فالزق: چپٹا لیا، رمان: انار۔ جدی: یکسالہ بکری کا بچہ، دجاجۃ: مرغی۔ زبیب: کشمش: نعس: اونگھنا۔ غداء ناشتہ۔ قرای: مہمان نوازی۔

تشریح: جب سلیمان حج کے لئے گیا تو مکہ کی سنگلاخ تپتی ہوئی زمین سے غیر معمولی تکلیف اٹھائی، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا اگر آپ طائف تشریف لیجائیں تو بہت اچھا ہو سلیمان طائف آگیا جب اونچی اونچی کھجوروں کے باغ میں پہنچا تو ابن ابی الزبیر سے ملاقات ہوئی اس نے کہا: آپ میرے یہاں آجایئے اقامت کریئے۔ سلیمان نے کہا میرے لئے تو ہر جگہ منزل ہی ہے، یہ کہہ کر ریت پر لیٹ گیا لوگوں نے کہا: فرش بچھایا جائے؟ اس نے کہا مجھے ریت ہی مرغوب ہے، کیونکہ ریت کی خنکی اچھی معلوم ہو رہی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے پاس پانچ انار لائے گئے اس نے پانچوں کو کھا کر کہا: اور ہیں؟ لوگوں نے یکے بعد دیگرے پانچ پانچ انار لانے شروع کئے اور اس طرح وہ ستر انار کھا گیا پھر ایک بھنی ہوئی بکری اور چھ مرغیاں لائی گئیں وہ ان کو بھی چٹ کر گیا اس کے بعد طائف کی عمدہ کشمشیں اس کے سامنے پھیلا دی گئیں اس میں سے بھی اکثر کو کھا گیا، اس کے بعد سو گیا کچھ دیر بعد بیدار ہوا تو ناشتہ لایا گیا اور ناشتہ بھی اتنا ہی کھایا جتنا اوروں نے کھایا، الغرض اس روز وہیں رہا اگلے روز عمر سے کہنے لگا کہ شاید ہم نے قوم کو نقصان میں ڈال دیا۔ ابن ابی الزبیر سے کہا کہ تو مکہ تک میرے ساتھ چل، وہ نہ مانا لوگوں نے کہا: اگر چلے چلو تو بہتر ہے، اس نے کہا: کیا عرض کروں؟ اب تک جو مہماں نوازی کی ہے اس کی قیمت مل جائے تو غنیمت ہے

رَوَى الْعُتْبِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الشَّمَرْدَلِ وَكِيلِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الطَّائِفَ دَخَلَ هُوَ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَأَيُّوبُ ابْنُهُ بُسْتَانًا لِعَمْرٍو، قَالَ، فَجَالَ فِي الْبُسْتَانِ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ، نَاهِيكَ بِمَالِكُمْ هٰذَا مَالًا، ثُمَّ أَلْقَى صَدْرَهُ عَلَى غُصْنٍ، وَقَالَ: وَيْلَكَ يَا شَمَرْدَلُ، مَا عِنْدَكَ شَيْءٌ تُطْعِمُنِي؟ قُلْتُ، بَلَى، وَاللّٰهِ عِنْدِي جَدْيٌ كَانَتْ تَغْدُو عَلَيْهِ بَقَرَةٌ وَتَرُوحُ أُخْرَى، قَالَ: عَجِّلْ بِهِ وَيْحَكَ، فَأَتَيْتُهُ بِهِ كَأَنَّهُ عُكَّةُ سَمْنٍ، فَأَكَلَهُ وَمَا دَعَا عُمَرَ وَلَا ابْنَهُ حَتَّى إِذَا بَقِيَ الْفَخِذُ، قَالَ: هَلُمَّ أَبَا حَفْصٍ، قَالَ، أَنَا صَائِمٌ فَأَتَى عَلَيْهِ۔

حل لغات: العتبی: دیکھو صفحہ ۱۱ شمردل بن شریک بن عبد یربوعی شعراء دولت امویہ میں سے ہے اور جریر و فرزدق کا ہمعصر توفی نحو ۸۰ھ عمرو بن العاص مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ ایوب بن سلیمان بن عبد الملک متوفی ۹۸ھ۔ جَالَ چکر لگانا۔ ناہیک، کلمہ تعجب ہے۔ غُصن: شاخ۔ عُکّۃ سَمن: گھی کا ڈبہ۔ الفخذ: ران۔ ہَلُمّ: بمعنی تعال"

تشریح فاضل عتبی نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرو بن العاص کے وکیل شمردل نے بیان کیا ہے کہ جب سلیمان طائف آیا تو وہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز اور سلیمان کا لڑکا ایوب تینوں حضرت عمرو کے باغ میں آئے سلیمان تھوڑی دیر تو باغ میں ٹہلتا رہا اس کے بعد تعجب کرتا ہوا کہنے لگا: مال تو بہت خوب ہے، پھر ایک شاخ سے لگ کر بولا: اے شمردل کیا تیرے پاس میرے کھلانے کیلئے کچھ نہیں؟ میں نے کہا: بخدا میرے پاس بکری کا ایک بچہ ہے جس کو ایک گائے صبح کو دودھ پلاتی تھی اور ایک شام کو۔ سلیمان نے کہا جلدی لے آ، میں اس کو لے آیا گویا وہ گھی کا کپّہ ہے پس سلیمان پورا کا پورا کھا گیا نہ حضرت عمر کو پوچھا اور نہ اپنے لڑکے کو بلایا، اور جب صرف ایک ران رہ گئی تو حضرت عمر سے کہنے لگا۔ تشریف لائیے، آپ نے فرمایا: میں تو روزہ دار ہوں، وہ اس کو بھی صاف کر گیا۔

ثُمَّ قَالَ، وَيْلَكَ يَا شَمَرْدَلُ! مَا عِنْدَكَ شَيْءٌ تُطْعِمُنِي؟ قُلْتُ: بَلَى وَاللّٰهِ، دَجَاجَتَانِ هِنْدِيَّتَانِ كَأَنَّهُمَا رَأْلَا النَّعَامِ، فَأَتَيْتُهُ بِهِمَا، فَكَانَ يَأْخُذُ بِرِجْلِ دَجَاجَةٍ، فَيُلْقِي عِظَامَهَا نَقِيَّةً حَتَّى أَتَى عَلَيْهِمَا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ، وَيْلَكَ يَا شَمَرْدَلُ: مَا عِنْدَكَ شَيْءٌ تُطْعِمُنِي؟ قُلْتُ: بَلَى عِنْدِي حَرِيرَةٌ كَأَنَّهَا قُرَاضَةُ ذَهَبٍ، قَالَ: عَجِّلْ بِهَا وَيْلَكَ، فَأَتَيْتُ بِعُسٍّ يَغِيبُ فِيهِ الرَّأْسُ، فَجَعَلَ يَقْلَعُهَا بِيَدِهِ وَيَشْرَبُ، فَلَمَّا فَرَغَ تَجَشَّأَ، فَكَأَنَّمَا صَاحَ فِي جُبٍّ، ثُمَّ قَالَ: يَا غُلَامُ! أَفَرَغْتَ مِنْ غَدَائِي؟ قَالَ، نَعَمْ، قَالَ، وَمَا هُوَ؟ قَالَ: ثَمَانُونَ قِدْرًا، قَالَ ائْتِنِي بِهَا قِدْرًا قِدْرًا قَالَ، فَأَكْثَرُ مَا أَكَلَ مِنْ كُلِّ قِدْرٍ ثَلَاثُ لُقَمٍ، وَأَقَلُّ مَا أَكَلَ لُقْمَةٌ ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ، وَاسْتَلْقَى عَلَى فِرَاشِهِ ثُمَّ أَذِنَ لِلنَّاسِ، وَوُضِعَتِ الْخِوَانَاتُ، وَقَعَدَ وَأَذِنَ لِلنَّاسِ فَمَا أَنْكَرَ شَيْئًا مِنْ أَكْلِهِ،

حل لغات: رألا النعام: رأل و رال کا تثنیہ ہے بچہ شترمرغ ج اَرْؤُل، رِئلان، رِئال، رِئال۔ رِجل: پاؤں، عظام: جمع عَظم ہڈی۔ نقیۃ: صاف۔ حریرہ: ایک قسم کا کھانا جو دودھ اور روغن ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ قراضہ: سونے چاندی کا برادہ عُس، بڑا پیالہ ج عساس، عِساس۔ تجشّا: ڈکارلی۔ جُبّ: کنواں۔ قِدر: ہانڈی ج قُدور۔ خِوانات: جمع خوان۔ دسترخوان،

تشریح: پھر کہا، ما عندک شئ تطعمنی ؟ میں نے کہا: دو ہندی مرغیاں ہیں گویا شتر مرغ کے بچے ہیں، میں وہ بھی لے آیا، بس سلیمان ایک ایک ٹانگ اٹھاتا تھا اور صاف کرکے ہڈی ڈالتا جاتا ہی نظر آتا تھا اسی طرح سب چٹ کر گیا اور پھر کہنے لگا: یا ثمردل اہ میں نے کہا، حریرہ ہے گویا سونے کا برادہ ہے، میں اس کا بھی اتنا بڑا پیالہ بھر کے لایا جس میں آدمی کا سر چھپ جائے سلیمان اس کو بھی ہاتھوں سے چاٹ گیا۔ اس کے بعد اتنی زور سے ڈکار لی گویا کنویں میں دھڑ دک رہا ہے اس کے بعد خادم سے بولا۔ ناشتہ تیار کر چکا؟ اس نے کہا: ہاں! سلیمان نے پوچھا کتنا ہے؟ خادم نے کہا: اسی ہانڈیاں! سلیمان نے کہا ایک ایک لا تارہ، چنانچہ ہر ایک ہانڈی سے زیادہ سے زیادہ تین اور کم از کم ایک لقمہ کرتا تھا، یہاں تک کہ اسی کی اسی ہانڈیاں صفا کر گیا، پھر ہاتھ صاف کرکے بستر پر چت لیٹ گیا، اس کے بعد عام لوگوں کو کھانے کے لئے بلایا گیا اور دسترخوان چنے گئے تو پھر لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا اور جتنا دیتے گئے اتنا ہی کھاتا گیا کسی چیز سے انکار نہیں کیا۔ ؎ تنور شکم دمبدم تافتن ٭ مصیبت بود روز نا یافتن:۔

ماثورة الحكمة اليونانية

یونانی فلسفہ کیا خرابی لاتا ہے؟

يحكى ان المامون لما هادن بعض ملوك الروم طلب منه خزانة كتب اليونان وكانت عنده مجموعة فى بيت لا يظهر عليه احد فجمع الملك خاصته من ذوى الرأى واستشارهم فى ذلك فكلهم اشار بعدم تجهيزها الا مطرانا واحدا فانه قال جهزها اليهم فما دخلت هذه العلوم على دولة شرعية الا افسدتها واوقعت بين علمائها وكان الشيخ تقى الدين ابن تيميه يقول ما اظن ان الله يغفل عن المامون ولا بد ان يقابله على ما اعتمده مع هذه الامة من ادخال هذه العلوم الفلسفية بين اهلها۔

حل لغات ہادن، مہادنۃ صلح کرنا، ہدن (ض)، ہدونا آرام پانا۔ ہدنۃ مصالحت، سکون ج ہدن۔ خزانۃ: خزینہ گنجینہ ج خزائن۔ بیت: گھر ج بیوت، ابیات۔ جمع ابابیت، بات (ض)، بیتا، بیتوتۃ شب باشی کرنا، بیت خواب گاہ ج بیات شبخون ڈالنا۔ مطران: پادریوں کا بہت بڑا بزرگ ج مطارنۃ، مطارین (دھو دون البطرک وفوق الاسقف)۔ دولۃ: حکومت ریاست غلبہ ج دول، دال (ن)، دولۃ۔ الزمان ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پلٹنا۔ تقی الدین ابن تیمیہ (دیکھو مقدمہ ص۲۵)۔ اظن: (ن) ظنا جاننا، گمان کرنا، یقین کرنا۔ ہ، بکذا تہمت لگانا، ظنین متہم ج اظناء، ظن گمان ج ظنون۔ یغفل (ن) غفلۃ غافل ہونا، چھوڑ دینا۔ بد: چارہ کار۔ تشریح: بیان کیا گیا ہے کہ جب مامون الرشید نے روم کے بادشاہ سے مصالحت کی تو اس سے شاہ روم سے یونانی کتابوں کا ذخیرہ طلب کیا جو اس کے پاس ایسی جگہ محفوظ تھا جہاں کسی کی رسائی نہ تھی بادشاہ نے اپنے مخصوص اہل الرائے کو جمع کرکے اس سلسلہ میں مشورہ لیا تو ایک بزرگ پادری کے علاوہ سب نے نہ دینے کا مشورہ دیا بزرگ پادری نے کہا۔ آپ یہ ذخیرہ ضرور بھیج دیجئے کیونکہ یہ علوم کسی شرعی ریاست وحکومت میں نہیں پہنچتے مگر یہ کہ اس کو خراب کر دیتے ہیں اور ان کے علماء میں اختلاف پیدا کر دیتے ہیں

؎ علم بے دیناں رہا کن جہل ما حکمت مخواں ٭ از خیالات وظنون اہل یوناں دم مزن

شیخ تقی الدین ابن تیمیہؒ فرمایا کرتے تھے کہ میرا خیال نہیں ہے کہ خداوند تعالیٰ مامون کو یونہی چھوڑ دیں گے بلکہ اس کو امّتِ مسلمہ کے درمیان ان علوم فلسفیہ کے داخل کرنے کا ضرور بدلہ دیں گے۔

فائدہ: دُوَلِ اسلامیہ میں علم فلسفہ، علم نجوم کا چرچا سب سے پہلے خلیفہ ابوجعفر منصور کے زمانہ میں ہوا ہے، ابوجعفر علمِ فقہ اور دیگر علوم کے ساتھ ساتھ علم فلسفہ اور علوم نجوم کا بھی بڑا دلدادہ تھا، جب ہارون الرشید کے بڑے بیٹے مامون کے ہاتھ میں خلافت کی باگ آئی تو وہ بھی اپنے دادا ابوجعفر کے قدم بقدم چلا اور بیش بہا تحائف و ہدایا کے ذریعہ شاہان روم سے کتب فلاسفہ کا مطالبہ کیا، شاہان روم کے ہاں افلاطون، ارسطاطالیس، بقراط، جالینوس، اقلیدس، بطلیموس وغیرہم کی جو کتابیں موجود تھیں وہ سب انہوں نے مامون کے ہاں بھیج دیں، مامون نے ماہر مترجمین سے ان کتابوں کے ترجمے کرائے اور لوگوں کو انکے پڑھنے پڑھانے کی دعوت دی، لوگوں نے منازل رفیعہ و مراتب سنیہ اور مامونی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کی غرض سے علم فلسفہ سے غیر معمولی دلچسپی لی لان الناس علی دین ملوکہم، یہاں تک کہ مامون کے دور میں علم فلسفہ کا بازار گرم ہو گیا اور اس فن کی اس درجہ خدمت کی گئی کہ دولت عباسیہ دولت رومیہ کے ہم پلہ ہو گئی

قِلَّةُ الطَّعَام

کم کھانا

آں حکیمے کہ در حکمت سفت ❊ کُلْ قلیلاً تعش کثیرا گفت

حُکی ان الرَّشیدَ کان لہٗ طبیبٌ نصرانیٌّ فقال لعلی بن الحسین بن واقد لیس فی کتابکم مِن عِلم الطِّبِّ شیٌٔ، والعلمُ علمان، علمُ الابدانِ وعلمُ الادیانِ فقال لہ علیّ بن الحسین قد جمع اللہ تعالیٰ الطبَّ کلّہ فی کلمۃٍ واحدۃٍ من کتابہ قال: وماھی؟ قال: ولا تُسرِفوا فقال النصرانی: ولا یُؤثرعن نبیکم فی الطب شیٌٔ، فقال جمع رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطِّبَّ فی خبرٍ واحدٍ، قال: وما ھو؟ قال المعدۃُ بیتُ الادواءِ واعطِ کلَّ بدنٍ ما عوّدتہٗ فقال النصرانی، ماترک کتابکم ولا نبیکم لجالینوس طبًّا۔

حل لغات طعام، کھانا، خوراک ج اَطعِمَۃ، طَعِم (س) طُعمًا۔ الشیَٔ چکھنا۔ علیہ قادر ہونا۔ الطعامَ کھانا (ف) طُعمًا آسودہ ہونا، طُعم مزہ ج طُعُوم۔ طبیب، فن طب کا جاننے والا ج اطباء، طبّ (ن، ض) طَبًّا علاج کرنا، نرمی کرنا، یقال مَنْ اَحَبَّ طَبَّ" جو دوست رکھتا ہے نرمی کرتا ہے۔ علی بن حسین بن واقد دیکھو مقدمہ ص۲۹ الابدان جمع بدن جسم بدن (ن) بَدْنًا، بُدُونًا (ک) بدانۃً موٹے بدن والا ہونا ص بادن ج بُدَّن، بَدَنَۃ وہ گائے یا اونٹ جس کی قربانی مکہ میں حج کے موقعہ پر کیجائے ج بُدْن ادیان جمع دین مذہب حساب (و منہ یوم الدین)، عادت، بدلہ، فرماں برداری، دانَ (ض) دِینًا، دیانۃً مذہب اختیار کرنا، بدلہ دینا، دَینًا قرض دینا ص دائن، دَین قرض ج دُیون۔ دانَ الرجلُ فرمانبردار ہونا وتسرفوا، اِسرافًا فضول خرچی، سَرَف (س) سَرَفًا۔ القومُ تجاوز کرنا۔ الامرَ بیکار چھوڑنا۔ لایُؤثر (ن، ض) اَثرًا، اَثارۃً۔ الحدیثَ نقل کرنا، اثر نشان ج آثار۔ ادواء جمع داء بیماری، دوی (س) دَوًی بیمار ہونا، (ض) دَوِیًّا گنگناہٹ سنائی دینا۔ عوّدتہ، خوگر و عادی بنانا، جالینوس، حکیم مشہور یُونانی فلسفی ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے دو سو سال بعد اور حکیم بقراط کے چھ سو سال

بعد اور اسکندر کے پانچ سو سال بعد ہوا ہے (طبقات الامم) بمقام برغامس پیدا ہوا اور یہیں نشو ونما پایا۔ اس کے والد نے اولاً اس کو علم ہندسہ، علم حساب، علم ریاضی کی تعلیم دی اسوقت اس کی عمر پندرہ سال کی تھی، بعدہٗ علم منطق، علم فلسفہ پڑھایا اسکے بعد اس کے والد نے ایک خواب دیکھا جس میں تعلیم طب کی طرف اشارہ تھا اس لئے سترہ سال کی عمر میں جالینوس کو ایک معلّم کے پاس چھوڑ دیا گیا جس نے کامل التفات کے ساتھ علم طب کی تعلیم دی۔ جالینوس نے پوری جد وجہد کے ساتھ علم طب کو حاصل کیا، اس کی گہرائیوں کو پہنچا اور اتنی مہارت حاصل کی کہ سرآمد روزگار ہوگیا۔ ابن اصیبعہ کہتے ہیں کہ علم طب جالینوس پر ختم ہوگیا، علامہ صاعد نے ابو الحسن علی بن حسین مسعودی کا قول نقل کیا ہے کہ ارسطاطالیس کے بعد بقراط اور جالینوس سے زیادہ علم طب کا جاننے والا کوئی نہیں ہوا۔ جالینوس نے اپنی تصنیفات میں حکماء سوفسطائین، ثعادیس، ارااسطرارطیس، لوقس، بولیس وغیرہم کی غلطیوں پر جابجا تنبیہ اور حجج صحیحہ کے ساتھ رد کیا ہے۔ جالینوس نے مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں وفات پائی ہے۔

تشریح: بیان کیا گیا ہے کہ رشید کے ہاں ایک نصرانی طبیب تھا (ایک بار) اس نے علی بن حسین بن واقد سے کہا: تمہاری کتاب (قرآن) میں طب کے بارے میں کچھ بھی نہیں حالانکہ علم درحقیقت دو ہی ہیں علم الابدان، علم الادیان علی بن حسین نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے کل کا کل علم طب اپنی کتاب کے صرف ایک ہی کلمہ میں جمع کر دیا ہے۔ نصرانی نے کہا وہ کونسا کلمہ ہے؟ آپنے فرمایا: "وَلَا تُسْرِفُوا" فضول خرچی مت کرو۔ نصرانی نے کہا تمہارے نبی سے تو علم طب کے بارے میں کچھ بھی منقول نہیں۔ آپنے فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا علم طب صرف ایک ہی حدیث میں جمع کر دیا ہے۔ نصرانی نے کہا وہ کونسی حدیث ہے؟ آپ نے فرمایا: المعدۃ بیت الادواء [۱] "معدہ تمام بیماریوں کا گھر ہے۔ اور ہر بدن کو اتنا ہی دے جتنا کہ تو نے اس کو خوگر بنایا ہے"۔ نصرانی نے کہا: تمہاری کتاب اور تمہارے نبی نے جالینوس کے لئے طب نہیں چھوڑا۔

عدلُ عليٍّ رضي الله عنه وتوقيه عن التجاوز عن حدود الله تعالى

حضرت علیؓ کا انصاف اور حدود اللہ کی پابندی

[۱] العدل تمکن من صروف الدهر ممتنعا × فالشرف ممتنع للعدل فی عمر

قال كثيرُ الحضرمي دخلتُ مسجدَ الكوفةِ من قِبَلِ أبوابِ كندة فاذا نفرٌ خمسةٌ يشتمون عليًّا رضي الله عنه وفيهم رجلٌ عليه برنسٌ يقول أعاهِدُ اللهَ لأقتلنَّه فتعلقتُ به وتفرّقتْ أصحابُه عنه فأتيتُ به عليًّا رضي الله عنه فقلتُ اني سمعتُ هذا يُعاهِدُ اللهَ ليقتلنّك فقال أُدنُ ويحك مَن انتَ فقال انا سوار المنقري فقال علي رض: خلِّ عنه فقلتُ أُخلِّي عنه وقد عاهدَ اللهَ ليقتلنّك قال أفأقتله ولم يقتلني قلتُ فانه قد شتمك قال فاشتمه ان شئتَ أو دَعْه۔

---

[۱] قال السخاوي في المقاصد الحسنة "لا يصح رفعه الى النبي صلى الله عليه وسلم بل هو من كلام الحارث بن كلدة طبيب العرب او غيره (شيخ زاده بر بيضاوي)"

حل لغات عدل (ض)، عَدلاً، مَعدِلَۃً انصاف کرنا۔ ص عادل ج عُدول (ک)، عدالۃً عادل ہونا (س)، عَدَلاً ظلم کرنا۔ توقیۃ: بچنا، تقی ج پرہیزگار ج اتقیاء، دقی (ض) وقایۃً حفاظت کرنا۔ حدود جمع حد، احکام شرعیہ۔ کثیر حضرمی (دیکھو مقدمہ صـ۲) نفر تین سے دس تک مردوں کی جماعت ج انفار، نفر (ض)، نفراً نفرت کرنا نفیراً چل پڑنا، نفیر کوچ کرنے والی جماعت۔ بُرنس، لمبی ٹوپی جو عرب میں پہنی جاتی تھی، ہر وہ لباس جو ٹوپی کی جگہ کام دے سکے۔ اُدْنُ، خَلِّ، دَعْہُ تینوں امر حاضر کے صیغے ہیں دُنُو قریب ہونا، تخلیت عند راستہ چھوڑ دینا ودع چھوڑ دینا۔

تشریح کثیر حضرمی نے ذکر کیا ہے کہ میں کوفہ کی مسجد میں ابواب کندہ کی جانب سے داخل ہوا، دیکھا تو پانچ آدمی حضرت علیؓ کو گالی دے رہے ہیں اور ایک صاحب کلاہ دراز کہہ رہا ہے: بخدا میں (حضرت) علیؓ کو قتل کروں گا، اس کے ساتھی تو سب متفرق ہو گئے، میں اس سے اُلجھ گیا اور پکڑ کر حضرت علیؓ کے پاس لے آیا اور کہا کہ میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے: بخدا میں علی کو قتل کروں گا۔ آپ نے اس سے فرمایا: تو کون ہے؟ قریب کو آ، اس نے کہا میں سوار منقری ہوں، آپ نے فرمایا: چھوڑ دو جی جانے دو۔ میں نے کہا: کیسے چھوڑ دوں یہ تو قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں علی کو قتل کروں گا۔ آپ نے فرمایا: تو کیا (تم چاہتے ہو کہ) میں اس کو قتل کر ڈالوں حالانکہ اس نے مجھے قتل نہیں کیا۔ میں نے کہا: گالی تو دی ہے۔ آپ نے فرمایا: چاہے تو تو بھی گالی دے لے ورنہ چھوڑ دے

وَرُوِیَ فِیْ ھٰذَا عَنْہُ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ اَنَّہٗ قَالَ "کَیْفَ اَقْتُلُ قَاتِلِیْ" مَعْنَاہُ اَنَّہٗ لَا یَجُوْزُ لِیْ اَنْ اَقْضِیَ عَلَیْہِ بِالْقِصَاصِ فَاِنَّہٗ اِنْ اُرِیْدَ بِالْقَتْلِ اِرَادَۃُ الْقَتْلِ مَجَازًا فَھُوَ مُرِیْدُ الْقَتْلِ لَا الْقَاتِلُ، وَلَا یُقْتَصُّ مِمَّنْ اَرَادَ قَتْلَ اَحَدٍ وَاِنْ اُرِیْدَ بِالْقَتْلِ الْقَتْلُ حَقِیْقَۃً فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِیْ فَالْاَمْرُ مُفَوَّضٌ اِلٰی اَوْلِیَائِیْ لَا اِلَیَّ، فَلَا یُمْکِنُ لِیْ قَتْلُہٗ۔

عدل ہی کے سلسلہ میں آپ کا یہ قول ہے "میں اپنے قاتل کو کیسے قتل کروں" یعنی میرے لئے اپنے قاتل پر قصاص کا فیصلہ ممکن نہیں، اس لئے کہ اگر قتل سے مُراد ارادۂ قتل ہو تب تو وہ حقیقۃً قاتل نہیں بلکہ مرید قتل ہے اور مرید قتل سے قصاص نہیں لیا جاتا اور اگر قتل سے مُراد قتل حقیقی ہو تو جب وہ میرے قتل سے فارغ ہو چکا تو قصاص کا حق اولیا کی طرف منتقل ہو گیا پس میرے لئے اپنے قاتل کو قتل کرنا ناممکن ہے

اِسْتِمَاعُ الْاِغْتِیَابِ

غیبت کی سماعت

قَالَ الْعُتْبِیُّ، حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ سَعِیْدٍ الْقَصْرِیِّ، قَالَ: نَظَرَ اِلَیَّ عَمْرُو بْنُ عُتْبَۃَ وَرَجُلٌ یَشْتُمُ بَیْنَ یَدَیَّ رَجُلًا، فَقَالَ لِیْ: وَیْلَکَ (وَمَا قَالَ لِیْ وَیْلَکَ قَبْلَھَا) نَزِّہْ سَمْعَکَ عَنِ اسْتِمَاعِ الْخَنَا کَمَا تُنَزِّہُ لِسَانَکَ عَنِ الْکَلَامِ بِہٖ، فَاِنَّ السَّامِعَ شَرِیْکُ الْقَائِلِ، وَاِنَّہٗ عَمَدَ اِلٰی شَرِّ مَا فِیْ وِعَائِہٖ فَاَفْرَغَہٗ فِیْ وِعَائِکَ، وَلَوْ رُدَّتْ کَلِمَۃُ جَاھِلٍ فِیْ فِیْہِ لَسَعِدَ رَادُّھَا کَمَا شَقِیَ قَائِلُھَا وَقَدْ جَعَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی شَرِیْکَ الْقَائِلِ فَقَالَ: سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ۔

حل لغات اغتیاب: پیٹھ پیچھے بدگوئی کرنا۔ العتبی: دیکھو صلا عمرو بن عتبہ بن ابوسفیان بن حرب المتوفی فی حدود ۱۹۱ھ بنو امیہ میں نہایت نیک وصالح، شیریں بیان، فصیح اللسان، عدل پسند اور ظلم کو ناپسند کرنے والے تھے، جب حجاج کے جور و ستم کی وجہ سے عبدالرحمن بن محمد بن اشعث مقابلہ کے لئے اٹھے تو انکے ساتھ حضرت عمرو بھی نکلے اور مقابلہ میں قتال کیا یہاں تک کہ جاں بحق ہو گئے،

یشتم، دیکھو ۴۲ ویلک: دیکھو ۵ نزّہ: تنزیہ سے امر حاضر ہے اپنے آپ کو گناہ سے پاک رکھنا نزہ (س، ک) نزاہۃً برائی سے دور رہنا۔ الخنا: بری بات، خنا (ن) خنوًا، خنی (س) خنیً بدزبانی کرنا، دعاء: برتن (ویطلق علی الصدر تشبیهاً) ج ادعیہ جج اَدْعٍ، وَعیٰ یعی وَعْیاً جمع کرنا۔ فیہ: فی بمعنی منہ، ہا ضمیر حالت جری میں ہے۔ سَعِدَ (ف) سعادۃً نیک بخت ہونا ص سعید ج سُعَداء، شقی (س) شقاوۃً، شقوۃً بدبخت ہونا ص شقی ج اشقیاء۔ سحت: حرام، ہر وہ کمائی جو خبیث وقبیح ہو اور اس سے عار لازم آئے جیسے رشوت سود وغیرہ۔ سحت (ف) سحتاً حرام مال کھانا۔ ۂ ہلاک کرنا۔ **تشریح** فاضل عتبی نے بواسطہ والد سعید قصری سے نقل کیا ہے آپنے فرمایا، کمبخت (اس سے پہلے کبھی آپنے مجھ سے یہ نہیں کہا) اپنے کانوں کو بھی بری بات سننے سے اسی طرح بچا جس طرح بری بات کہنے سے اپنی زبان کو بچاتا ہے کیونکہ سامع (گناہ میں) کہنے والے کا شریک ہوتا ہے کہنے والا اپنے ظرف کی خباثت تمہارے ظرف میں اونڈیلنا چاہتا ہے اگر جاہل کی بات اسی کے منہ پر مار دی جائے تو لوٹانے والا یقیناً نیک بخت ہوگا جیسا کہ اسکا کہنے والا بدبخت ہے، بیشک خداوند تعالیٰ نے سننے والے کو کہنے والے کا شریک قرار دیا ہے فقال "سماعون" اھ غلط باتیں سننے والے ہیں حرام کھانے والے ہیں

گذرگاہ قرآن دبند ست گوش × بہ بہتان وباطل شنیدن مکوش

قوۃ الفصاحۃ

زور بیان!

نازک کلامیاں مری توڑیں عدو دل ❋ میں وہ بلا ہوں کہ شیشے سے پتھر کو توڑ دوں (ذوق)

قال صاحبُ الاغانی ان رجلاً قال لجریرٍ مَن اشعرُ الناسِ قال قُم حتّی اعرّفک الجوابَ فاخذَ بیدہٖ وجاء الی ابیہ عطیۃ وقد اخذ عنزاً فاعتقلها وجعل یَمُصّ ضرعَها فصاحَ بہٖ اخرج یا ابتِ فخرج شیخٌ ذمیمٌ رثّ الهیئۃ وقد سال لبنُ العنزِ علی لحیتہ فقال ترٰی هٰذا قال نعم قال اَوَ تعرفہ قال لا قال هٰذا ابی اتدری لِمَ کان یَشرب من ضرعِ العنزِ قال لا قال مخافۃَ ان یُسمع صوتُ الحلبِ فیُطلب منہ ثم قال اشعرُ الناسِ مَن فاخرَ بهٰذا الاب ثمانین شاعراً وقارعهم فغلبهم جمیعاً ◆

حل لغات فصاحۃ: دیکھو ۳۳ صاحب الاغانی: ابوالفرج علی بن حسین اصبہانی ماہر انساب، صاحب تاریخ اور مشہور ادیب ہے کتاب التعدیل والانتصاف، کتاب الدیارات، آداب الغرباء، کتاب ایام العرب وغیرہ سب آپ ہی کی تصانیف

ہیں اور اغانی جیسی مایہ ناز کتاب بھی آپ ہی کی ہے جس کے بارے میں اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ لم یعمل فی بابہ مثلہ، اس کتاب کی تالیف میں آپنے پچاس سال صرف کئے ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کے صلہ میں آپنے سیف الدولہ سے ایک ہزار اشرفیوں کا انعام پایا تھا، صاحب ابن عباد کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ سفر میں بھی برائے مطالعہ کتب ادبیہ کا اتنا عظیم ذخیرہ ہوتا تھا کہ تیس اونٹوں پر لادا جاتا تھا لیکن جب ان کے پاس الاغانی پہنچی تو سفر میں صرف یہی کتاب ہوتی تھی۔ جریر ابو حزرہ بن عطیہ تمیمی مولود ۴۲ھ متوفی ۱۱۰ھ مشہور اسلامی شاعر ہے، فرزدق اور اخطل کا ہم عصر ہے، جریر اور فرزدق کی باہمی نوک جھونک مشہور ہے لیکن اہل ادب کے نزدیک جریر فرزدق سے اشعر ہے۔ ایک اعرابی سے دریافت کیا گیا" ان میں زیادہ شاعر کون ہے! اس نے کہا: قصر شعر تین چیزوں پر مبنی ہے، فخر، مدیحہ، ہجاء جریر تینوں میں غالب ہے۔ عنزاً بکری ج عنوز، عنز (ن) عنزاً۔ نیزہ مارنا۔ فاعتقلها: بکری کی ٹانگ کو اپنی ران اور پنڈلی کے درمیان دبا کر دوہنا یمص: (س، ن) چوسنا۔ ضرعها: تھن۔ صاح: (ض) صیحۃ، صیاحاً چیخنا۔ پکارنا۔ علیہ ڈانٹنا۔ یا ابت: اصل میں یا ابی تھا یاء متکلم کو تا سے بدل دیا گیا۔ ذمیم: برا، ذمہ (ن)، ذماً، مذمۃ برا کہنا، ذِمام حق، حرمت ج اَذِمۃ ذمۃ امان، عہد ج ذمم۔ رث: کہنہ رث (ض) رثاثۃ۔ الثوب بوسیدہ ہونا ص رث ج رثاث، کلام رث" غث" گھٹیا درجہ کا کلام، ہیئۃ: حالت، شکل ج ہیئات۔ سال: (ض) سیلاً، سیلاناً بہنا۔ سیل، سیلاب ج سیول، لبن: دودھ ج البان لبن (ض، ن)، لبناً دودھ پلانا، لبون دودھ والی ج لبان، لبن، لُبنٌ حاجت ج لبان۔ لحیۃ: داڑھی ج لحی لم: ما استفہامیہ ہے جس پر حرف جار داخل ہے اس صورت میں الف کو حذف کرنا اور میم پر فتحہ دینا ضروری ہے جیسے فیم، الام، علام، بم، شعر کی وجہ سے میم کو ساکن بھی کر دیتے ہیں جیسے مصرعہ یا ابا الاسود لم خلفتنی، واما قول حسان مصرعہ: علی ما قام یشتمنی لئیم۔ فضرورۃ، حلب ان، ض، حلباً، حلاباً دوہنا ص حالب ج حلبۃ، حلب دوہا ہوا دودھ، حلاب دودھ دوہنے کا برتن۔ الدہر اشطرہ زمانہ کے امور خیر وشر کو آزمایا ہے۔

تشریح صاحب اغانی نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے جریر سے پوچھا: سب سے زیادہ شاعر کون ہے؟ جریر نے کہا: اٹھو، تاکہ اس کا جواب سمجھا دوں، جریر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے باپ عطیہ کے پاس لے گیا، وہ ایک بکری پکڑے ہوئے تھا، اس نے بکری کی ٹانگ اپنی رانوں اور پنڈلیوں میں دبا کر اس کا تھن چوسنا شروع کر دیا، جریر نے اس کو آواز دی: ابا جان آئیے! تو ایک بدشکل خستہ حال بوڑھا باہر آیا جس کی داڑھی پر بکری کا دودھ بہ رہا تھا۔ جریر نے کہا: دیکھ لیا! اس نے کہا ہاں دیکھ لیا۔ جریر نے کہا: جانتا ہے یہ کون ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ جریر نے کہا یہ میرا باپ ہے، (اچھا) یہ بھی معلوم ہے کہ بکری کے تھن سے منہ لگا کر کیوں پی رہا تھا؟ اس نے کہا: نہیں، جریر نے کہا: اس خوف سے کہ کہیں دوہنے کی آواز سن کر دودھ نہ طلب کر لیا جائے، اس کے بعد جریر نے کہا: لوگوں میں سب زیادہ شاعر وہ شخص ہے جس نے اس (خسیس) باپ پر اسی شاعروں کے مقابلہ میں فخر کیا ہے اور سب پر غالب آ گیا ہے۔

قوّۃ الحفظ

قوّتِ حافظہ

رُوِیَ عن ابنِ المدینی انہ سَالَ اعرابیٌّ علی بابِ قتادۃ (وھو تابعی جلیلٌ یُقال: وُلِدَ اَکمَہَ قد اتفقوا علی انہ اَحفظُ اصحابِ الحسن البصری) وَانصرافَ، ففقدُ وافدَ حاً فحجَّ قتادۃُ بعدَ عشرِ سنینَ فوقفَ اعرابیٌّ فسألھم فسمع قتادۃُ کلامَہ فقال: صاحبُ القدحِ ھذا، فسألوہُ فاقرَّ بہ

حل لغات ابن المدینی ابوالحسن علی بن عبداللہ بن جعفر المدینی البصری المتوفی ۲۳۴ھ سرتاج ائمہ حدیث ہیں آپنے علم حدیث میں دو سو کے لگ بھگ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپکے حلقہ درس میں بڑے بڑے علماء شریک ہوتے جن کو آپ حدیث کا املا کراتے تھے (قال البخاری "ما استصغرت نفسی عند احد قط الا عند علی بن المدینی" اکمہ: مادر زاد نابینا۔ الحسن البصری: دیکھو ص۵ فقدوا: فقد گم کرنا۔ قدح: پیالہ۔

تشریح: حافظ ابن المدینی سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے جلیل القدر تابعی حضرت قتادہ (ابن دعامہ ابوالخطاب سدوسی متوفی ۱۱۸ھ) جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ مادر زاد نابینا تھے (قال فی الکشاف "لم یکن فی ہذہ الامۃ اکمہ ممسوح غیرہ") اور اہل علم کا اتفاق ہے کہ آپ حضرت حسن بصری کے اصحاب میں سب سے زیادہ حافظ ہیں، ان کے دروازہ پر سوال کیا اور واپس ہو گیا اہل خانہ نے ایک پیالہ گم پایا، حضرت قتادہ دس سال بعد حج کیلئے تشریف لے گئے (اور اس سائل کی ملاقات ہوئی، تو وہ خاموش رہا لوگوں نے اس بابت حضرت قتادہ اسکی گفتگو کی آواز سن کر بولے، پیالے (کا چرانے) والا یہی ہے لوگوں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے اس کا اقرار کیا۔

ع اللہ رے ترا حافظ کیا یاد غضب ہے

ذکاوۃ ایاس

ایاس کی ذہانت

هُوَ اَبُوْ وَاثِلَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ بْنِ اِيَاسِ بْنِ هِلَالِ بْنِ رَبَابِ الْمُزَنِيِّ قَاضِي الْبَصْرَةِ وَمِنْ ذَكَاوَتِهٖ اَنَّهُ اخْتَصَمَ اِلَيْهِ رَجُلَانِ فِيْ قَطِيْفَتَيْنِ، حَمْرَاءَ وَخَضْرَاءَ، فَقَالَ اَحَدُهُمَا دَخَلْتُ الْحَوْضَ لِاَغْتَسِلَ وَوَضَعْتُ قَطِيْفَتِيْ، ثُمَّ جَاءَ هٰذَا وَوَضَعَ قَطِيْفَتَهٗ بِجَنْبِ قَطِيْفَتِيْ، ثُمَّ دَخَلَ، وَاغْتَسَلَ، فَخَرَجَ قَبْلِيْ وَاَخَذَ قَطِيْفَتِيْ، فَتَبِعْتُهٗ فَزَعَمَ اَنَّهَا قَطِيْفَتُهٗ، فَقَالَ اَلَكَ بَيِّنَةٌ؟ قَالَ، لَا، قَالَ، اِيْتُوْنِيْ بِمُشْطٍ، فَاُتِيَ بِهٖ، فَسَرَّحَ رَاْسَ هٰذَا۔ ثُمَّ هٰذَا فَخَرَجَ مِنْ رَاْسِ اَحَدِهِمَا صُوْفٌ اَحْمَرُ وَمِنْ رَاْسِ الْاٰخَرِ اَخْضَرُ، فَقَضٰى بِالْاَخْضَرِ لِصَاحِبِ الْاَخْضَرِ وَبِالْاَحْمَرِ لِصَاحِبِ الْاَحْمَرِ +

حل لغات ذکاوۃ (س، ف، ک) ذکاءً تیز خاطر ہونا س ذکی ج اذکیاء (ن) ذکاۃً ذبح کرنا، ذکاء آفتاب کا اسم علم غیر منصرف ابن ذکاء، صبح۔ ایاس: آپ کی کنیت ابو واثلہ ہے اور باپ کا نام معاویہ ہے عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے بصرہ کے قاضی تھے، آپ تیز فہمی میں ضرب المثل ہیں، قال حبیب فی العباس بن المامون ؎ اقدام عمرو فی سماحۃ حاتم ﴿ فی حلم احنف فی ذکاء ایاس ﴿ توفی ۱۲۲ھ وہو ابن ست وسبعین۔ اختصم۔ القوم وخصم (ض) خصماً جھگڑا کرنا۔ خصم مد مقابل ج خصوم خصیم جھگڑالو ج خصماء قطیفۃ جھوردار چادر ج قطف۔ قطائف، قطف الثمر پھل چننا قطف توڑا ہوا پھل۔ انگوروں کا خوشہ ج قطوف جنب پہلو۔ کفارہ۔ جنب (ن) جنباً۔ دفع کرنا (ن۔ مض۔ س) جنابۃً ناپاک ہونا۔ فتبعتہ (س) تبعاً پیچھے چلنا س تابع ج تبعۃ۔ توابع۔ تبع یمن کے بادشاہوں کا لقب ج تبابعہ۔ فزعم (ن۔ ف) زعماً سچ یا جھوٹ کہنا اس کا استعمال اکثر مشکوک یا ایسی چیزوں میں ہوتا ہے جس کے جھوٹ ہونیکا یقین ہو۔ مشط کنگھی

ج مِشَاطِ اَمْشَاطٌ۔ سَرَّحَ۔ الشَّعْرَ کنگھا کرنا۔ مِسْرَحٌ کنگھی ج مَسَارِحُ۔ الْمَوَاشِیْ جانوروں کو چرنے کیلئے چھوڑنا مَسْرَحٌ چراگاہ ج مَسَارِحُ الزَّوْجَۃَ۔ طلاق دینا۔ عنہ کشادگی کرنا صُوْفٌ اون ج اَصْوَافٌ۔ صَافَ (ن) صَوْفًا صُوُوْفًا (س) صَوَفًا۔ الْکَبْشُ۔ مینڈھے کا بہت اون والا ہونا۔ صَوْفَانٌ بہت اُون والا۔

تشریح۔

حضرت ایاس کی زیرکی کا ایک قصہ یہ ہے کہ آپ کے پاس دو شخص سُرخ اور سبز دو چادروں کے سلسلے میں ایک جھگڑا لے کر آئے ان میں سے ایک نے کہا: میں غسل کرنے کے لئے حوض میں داخل ہوا اور میں نے اپنی چادر حوض کے کنارے رکھدی۔ اس کے بعد یہ شخص آیا اور اپنی چادر میری چادر کے پاس رکھ کر حوض میں داخل ہوا اور غسل کر کے مجھ سے پہلے باہر نکل آیا اور میری چادر اُٹھا کے چلنے لگا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا تو یہ کہتا ہے کہ چادر میری ہے۔ حضرت ایاس نے کہا: تیرے پاس بینہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے کہا ایک کنگھی لاؤ۔ کنگھی لائی گئی تو آپ نے دونوں کے سر میں کنگھی کی۔ پس ایک کے سر میں سے سُرخ اور دوسرے کے سر میں سے سبز اون برآمد ہوئی آپ نے سُرخ چادر کا فیصلہ سُرخ اُون والے کے حق میں اور سبز چادر کا فیصلہ سبز اون والے کے حق میں کر دیا۔

قَضَاءُ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ

حضرت علیؓ کا فیصلہ!

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ قَالَ، جَلَسَ رَجُلَانِ یَتَغَدَّیَانِ مَعَ اَحَدِھِمَا خَمْسَۃُ اَرْغِفَۃٍ وَمَعَ الْاٰخَرِ ثَلٰثَۃُ اَرْغِفَۃٍ فَلَمَّا وَضَعَا الْغَدَاءَ بَیْنَ اَیْدِیْھِمَا مَرَّ بِھِمَا رَجُلٌ فَسَلَّمَ، فَقَالَا، اِجْلِسْ لِلْغَدَاءِ، فَجَلَسَ، وَاَکَلَ مَعَھُمَا وَاسْتَوَوْا فِیْ اَکْلِھِمُ الْاَرْغِفَۃَ الثَّمَانِیَۃَ فَقَامَ الرَّجُلُ، وَطَرَحَ اِلَیْھِمَا ثَمَانِیَۃَ دَرَاھِمَ وَقَالَ: خُذَا ھٰذَا اِعْوَضًا مِمَّا اَکَلْتُ لَکُمَا وَنِلْتُہٗ مِنْ طَعَامِکُمَا فَتَنَازَعَا وَقَالَ صَاحِبُ الْخَمْسَۃِ الْاَرْغِفَۃِ لِیْ خَمْسَۃُ دَرَاھِمَ وَلَکَ ثَلٰثَۃٌ، فَقَالَ صَاحِبُ الثَّلٰثَۃِ: لَا اَرْضٰی اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ الدَّرَاھِمُ بَیْنَنَا نِصْفَیْنِ، وَارْتَفَعَا اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَصَّا عَلَیْہِ قِصَّتَھُمَا، فَقَالَ لِصَاحِبِ الثَّلٰثَۃِ الْاَرْغِفَۃِ: قَدْ عَرَضَ عَلَیْکَ صَاحِبُکَ مَا عَرَضَ وَخُبْزُہٗ اَکْثَرُ مِنْ خُبْزِکَ، فَارْضَ بِثَلٰثَۃٍ، فَقَالَ، لَا وَاللّٰہِ، لَا رَضِیْتُ اِلَّا بِاَکْثَرِ بِمُرِّ الْحَقِّ فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، لَیْسَ لَکَ فِیْ مُرِّ الْحَقِّ اِلَّا دِرْھَمٌ وَاحِدٌ، وَلَہٗ سَبْعَۃٌ، فَقَالَ الرَّجُلُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! ھُوَ یَعْرِضُ عَلَیَّ ثَلٰثَۃً، فَلَمْ اَرْضَ، وَاَشَرْتَ عَلَیَّ بِاَخْذِھَا، فَلَمْ اَرْضَ، وَتَقُوْلُ لِیَ الْاٰنَ، اِنَّہٗ لَا یَجِبُ فِیْ مُرِّ الْحَقِّ اِلَّا دِرْھَمٌ وَاحِدٌ، فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ عَرَضَ عَلَیْکَ الثَّلٰثَۃَ صُلْحًا، فَقُلْتَ، لَمْ اَرْضَ اِلَّا بِمُرِّ الْحَقِّ وَلَا یَجِبُ لَکَ بِمُرِّ الْحَقِّ اِلَّا وَاحِدٌ فَقَالَ الرَّجُلُ، تُعَرِّفُنِیْ بِالْوَجْہِ فِیْ مُرِّ الْحَقِّ حَتّٰی اَقْبَلَہٗ فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، اَلَیْسَ الثَّمَانِیَۃُ الْاَرْغِفَۃُ اَرْبَعَۃً وَعِشْرِیْنَ ثُلُثًا اَکَلْتُمُوْھَا وَاَنْتُمْ ثَلٰثَۃُ اَنْفُسٍ، وَلَا یُعْلَمُ الْاَکْثَرُ مِنْکُمْ اَکْلًا، وَلَا الْاَقَلُّ فَتَحْمِلُوْنَ فِیْ اَکْلِکُمْ اِلَی السَّوَاءِ، قَالَ بَلٰی، قَالَ، فَاَکَلْتَ اَنْتَ ثَمَانِیَۃَ اَثْلَاثٍ وَاِنَّمَا لَکَ

تِسْعَةُ أَثْلَاثٍ، وَأَكَلَ صَاحِبُكَ ثَمَانِيَةَ أَثْلَاثٍ، وَلَهُ خَمْسَةَ عَشَرَ ثُلُثًا، أَكَلَ مِنْهَا ثَمَانِيَةً وَيَبْقَى لَهُ سَبْعَةٌ وَأَكَلَ لَكَ وَاحِدَةً مِنْ تِسْعَةٍ، فَلَكَ وَاحِدٌ بِوَاحِدِكَ وَلَهُ سَبْعَةٌ بِسَبْعَةٍ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ، رَضِيتُ الْآنَ۔

حل لغات: زر بن حبیش: ابو مریم اسدی کوفی، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے اصحاب میں سے عراق کے مشہور قاری ہیں۔ آپ کی ساٹھ سال زندگی جاہلیت میں گذری اور ساٹھ ہی سال آپ نے اسلام کے دور میں گذارے۔ ارغفۃ: جمع رغیف روٹی طرح (ف) طرحًا الشیءَ پھینک دینا۔ نَالَہٗ نَالَ یَنَالُ نَیْلاً پانا۔ حاصل کرنا۔ خبز روٹی تر ریسی۔

تشریح: حضرت زر بن حبیش سے مروی ہے آپنے فرمایا: دو آدمی ناشتہ کرنے کیلئے بیٹھے۔ ان میں سے ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں جب انہوں نے ناشتہ سامنے رکھا تو ایک شخص نے انکے پاس آکر سلام کیا انہوں نے کہا: تشریف لائیے ناشتہ کیجئے۔ وہ بیٹھ گیا اور ان سب نے مل کر آٹھوں روٹیاں کھالیں (ناشتہ سے فراغت کے بعد) وہ شخص جو بعد میں آیا تھا، اُٹھا اور ان کو آٹھ درہم دیکر بولا: تم نے جو تمہارے ناشتہ سے فائدہ اُٹھایا ہے اس کے عوض میں اپنے اپنے حق کے مطابق، یہ آٹھ درہم لے لو۔ ان دونوں میں جھگڑا ہوگیا۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا: پانچ درہم میرے ہیں اور تین تمہارے۔ تین روٹیوں والا بولا کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوسکتا جب تک آٹھوں درہم ہمارے درمیان برابر نہوں (جب آپس میں فیصلہ نہ ہوا تو حضرت علیؓ کے پاس آئے اور پورا قصہ کہہ سنایا۔ آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا تیرے ساتھی نے تجھ پر (جو کچھ) پیش کیا وہ (تیرے علم میں ہے) جو اس نے پیش کیا حالانکہ اس کی روٹیاں زائد تھیں پس تو تین درہم پر راضی ہوجا۔ اس نے کہا: بخدا میں از روئے حق زیادہ لئے بغیر راضی نہ ہونگا۔ آپنے فرمایا حق کی رو سے تو تیرا صرف ایک درہم ہے اور اس کے سات اسنے کہا: بہت خوب وہ تو مجھے تین دے رہا تھا اور آپنے بھی لینے کیطرف اشارہ کیا تب بھی میں راضی نہ ہوا اور آپ فرماتے ہیں کہ حق کی رو سے تیرا صرف ایک درہم ہے۔ آپنے فرمایا: وہ جو تجھ کو تین دے رہا تھا وہ گو از روئے صلح دے رہا تھا تو نے کہا کہ میں از روئے حق زیادہ لونگا۔ سو از روئے حق تو تیرا ایک ہی درہم ہے۔ اسنے کہا ذرا مجھے سمجھا دیجئے تاکہ میں قبول کرسکوں۔ آپنے فرمایا: آٹھ روٹیاں تین تہائی کرنے سے ۲۴ ہوتی ہیں جنکو تم تین آدمیوں نے کھایا ہے اور تم میں کم و بیش کھانیوالے کا علم نہیں لہذا تم کو کھانے میں برابر ہی شمار کیا جائیگا: اس نے کہا: جی ہاں بالکل صحیح ہے۔ آپنے فرمایا: تیرے کل نو ثلث تھے جس میں سے آٹھ تو خود کھا گیا اور پندرہ ثلث تیرے ساتھی کے تھے جس میں سے اس نے آٹھ ثلث کھائے ہیں اور سات باقی ہیں تیسرے ساتھی نے تمہارے نو ثلث میں صرف ایک ثلث کھایا لہذا تیرے ایک ثلث کے عوض میں ایک درہم اور تیرے ساتھی کیلئے سات کے عوض میں سات درہم ہیں اس نے کہا: اب راضی ہوں۔

عَدَمُ الْقَنَاعَةِ

بے صبری

قناعت کن اے نفس بر اندکے ❊ کہ سلطان و درویش بینی یکے۔

اگر انسان قانع ہو غنی ہووے وہ عالم سے ❊ ہوا و حرص لیکن اس کی مٹی خوار کرتی ہے

حُکِیَ ان بعضَ الارقاءِ کان عند مالك، یاکلُ الخاصَّ، ویُطعِمُہ الخشکارَ، فانِفَ الرقیقُ من ذٰلك، فطلبَ البیعَ فباعہ وشَراہ مَن یاکلُ الخشکارَ، ویُطعمہ النخالۃَ فطلبَ البیعَ، فباعہ وشَراہ من یاکلُ النخالۃَ، ولایُطعِمُہ شیأً، فطلبَ البیعَ فباعہ وشَراہ مَن لایاکل شیأً، وحَلَقَ راسَہ، وکانَ فی اللیل یُجلِسُہ، ویَضعُ السراجَ علٰی راسِہ بدلًا من المنارۃ، فاقام عندَہٗ وَ لم یطلُبِ البیعَ، فقال لہ النخاسُ: لاَیِّ شیٔ رضیتَ بھٰذہ الحالۃ عندَ ھٰذا المالكِ فی ھٰذہ المرۃ؟ فقال اخافُ ان یَشتریَنی فی ھٰذہ المرۃ مَن یَضعُ الفتیلۃَ فی عَینی عوضًا عن السراج۔

حلِ لغات قناعۃ تھوڑی چیز پر راضی ہونا س قانع ج قنعٌ ارقاء جمع رقیق غلام۔ رقّ (ض) رِقًّا غلام بننا۔ رِقّۃً پتلا ہونا۔ لہ رحم کرنا خشکار بے چھنا آٹا۔ انف (س) اَنَفًا ناپسند کرنا۔ استنکف ننگ و عار کی وجہ سے باز رہنا۔ نخالۃ بھوسی۔ نخل (ن) نخلًا آٹا چھاننا۔ النصیحۃ خیر خواہی کرنا۔ نخیلۃ خالص خیر خواہی طبیعت ج نخائل حلق (ض) حَلقًا۔ مونڈنا۔ حلّاق نائی۔ سراج چراغ ج سُرُج المنارۃ روشنی کی جگہ۔ ڈیوٹ ج مَنَاوِر۔ نار (ن) نورًا روشن ہونا۔ نخّاس۔ غلاموں جانوروں کی تجارت کرنیوالا۔ نخس (ف۔ ن) نخسًا چونکا لگانا۔ الفتیلۃ بتی ج فتائل۔ فتل (ض) فتلًا رسی بٹنا۔

تشریح۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک غلام ایسے آقا کے ہاں تھا جو خود میدہ (کی روٹی) کھاتا تھا اور غلام کو بے چھنا آٹا کھلاتا تھا۔ غلام کو یہ چیز ناگوار معلوم ہوئی اس لئے اس نے (آقا سے) فروخت کر دینے کا مطالبہ کیا۔ آقا نے فروخت کر دیا۔ اب اس کو ایسے شخص نے خریدا جو خود بے چھنا آٹا کھاتا تھا اور اس کو بھوسہ کھلاتا تھا۔ غلام نے یہاں بھی بیع کا مطالبہ کیا۔ اس نے بھی بیچ دیا اور اب ایسے شخص نے خریدا جو خود بھوسہ کھاتا تھا اور اسے کچھ بھی نہیں کھلاتا تھا۔ غلام نے پھر وہی مطالبہ کیا۔ اس نے بھی فروخت کر دیا اور اس مرتبہ ایسے شخص نے خریدا جو خود (بھی) کچھ نہیں کھاتا تھا اور اس کو بھی نہیں کھلاتا تھا، اور اس کا سر مونڈ کر رات بھر بٹھلاتا اور ڈیوٹ کے بجائے اس کے سر پر چراغ رکھتا تھا۔ غلام اس کے ہاں ٹھہر گیا اور بیع کا مطالبہ نہ کیا۔ بردہ فروش نے غلام کو کہا: اس شخص کے ہاں اس حالت میں اتنی مدت تک کس وجہ کر خوش رہا؟ غلام نے کہا: اس اندیشہ سے کہ کہیں اس مرتبہ کوئی ایسا شخص نہ خرید لے جو چراغ کے بجائے میری آنکھ میں بتی رکھا کرے۔

کاسۂ چشم حریصاں پر نشد ٭ تا صدف قانع نشد پر دُر نشد

المسمّٰی بالملكِ لایخضع لغیرہٖ

بادشاہ نامی کسی کے سامنے نہیں جھکتا

لما استولی الاسکندرُ علٰی مُلك فارس کتبَ الٰی مُعلِّمہ ارسطو یاخذ رایَہ فی ذٰلك فکتبَ الیہ الرأیُ ان توزِّعَ ملکَھم بینھم وکلّمَن ولّیتَہٗ ناحیۃً سَمّہ بالملك وافرِدہ بمُلكِ ناحیتِہ واعقِدِ التاجَ علٰی راسِہ وان صغرَ ملکُہ فان المسمّٰی بالملكِ لایخضع لغیرہ فلابدّ ان یقع بینھم تغالبٌ علی الملك فیعودَ حربُھم لك حربًا بینھم فان دَنوتَ منھم دانوا لك وان نایتَ عنھم تعزّزوا بك وفی ذٰلك شاغلٌ لھم عنك وامانٌ لاِحداثِہم بعدك شیأً فعلوا ان الصواب وفرّق القومَ فی

الْمَمَالِكِ فَسُمُّوا مُلُوكَ الطَّوَائِفِ فَيُقَالُ أَنَّهُمْ مَا زَالُوا مُخْتَلِفِيْنَ أَرْبَعَمِائَةَ سَنَةً ،

حل لغات لا يخضع دیکھو ۹ ص۲۴ استولی غالب ہونا۔ الاسکندر ابن فیلپس المقدونی الرومی یونانی حکمرانوں میں ایک مشہور شہنشاہ تھا جو بلاد کثیرہ و ممالک بعیدہ کو فتح کرتا ہوا اقصی ہندو الاٹل حدود چین وترک تک پہنچ گیا تھا اسکی مملکت مشرق ومغرب دونوں جانبوں کو محیط تھی اس لئے اسکو ذوالقرنین کہا جاتا ہے۔ اس نے داریوش (دارا بن دارا بن بہمن بن اسفندیار بن بشتاسف بن لہراسف) کو قتل کرنیسے چھ سال قبل اور قتل کے چھ سال بعد بارہ سال تک حکومت کی ہے اور ۳۵ بادشاہوں کو قتل کیا ہے بارہ شہر تعمیر کئے ہیں۔ ہراۃ۔ مرو (بلاد خراسان میں) سمرقند (بلاد صغد میں) اسکندریہ (بلاد قبط میں) سی کے آباد کئے ہوئے ہیں جب یہ ہندوستان سے بابل کی طرف واپس ہوا تو راستہ میں کسی نے زہر دے کر ختم کر دیا (وقیل ان بعض خدامہ اصابہ بسمہ) اس کے انتقال کے بعد بطلیموس بن لاغوس، اریدآدس، انطیوخوس، سلوقوس چاروں نے اس کے ملک کو چوتھائی چوتھائی تقسیم کرلیا۔ فارس۔ فارس بن کیومرث کیطرف منسوب ہے۔ ارسطو ارسطاطالیس کا مخفف ہے۔ ارسطاطالیس نیقوماخوش فیثاغوزی کا لڑکا ہے۔ نیقوماخوش کا ترجمہ قاہر الخصوم اور ارسطاطالیس کا ترجمہ تام الفضیلۃ ہے۔ ارسطو افلاطون کا شاگرد ہے۔ اور وہ فیثاغورس کا اور وہ اصحاب سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا۔ ارسطو کو سترہ سال کی عمر میں اس کے باپ نے افلاطون کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ یہ تقریباً بیس سال تک افلاطون کے پاس رہا اور اس سے علم حاصل کرتا رہا حتی صار حکیماً مبرزاً یشتغل علیہ۔ افلاطون کی توجہ اپنے تلامذہ میں سب سے زیادہ ارسطو ہی کیطرف رہتی تھی اور وہ اس کو عاقل کے لقب سے پکارتا تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ارسطو اپنے سب ساتھیوں پر فائق رہا۔ کہا جاتا ہے کہ فلسفہ یونان ارسطو ہی پر ختم ہوگیا۔ ارسطو سے مختلف لوگوں نے علم حاصل کیا مگر اس کے تلامذہ میں سب سے زیادہ فلسفہ حاصل کرنیوالا شاہ اسکندر ہے جسنے ارسطو کے ہاں پانچ سال تک تعلیم پائی ہے۔ ارسطو نے ایک سو سے زائد کتابیں لکھی ہیں۔ کتاب المناظر۔ کتاب المنطق کتاب الحیل۔ سمع الکیان۔ کتاب السماء والعالم۔ کتاب الآثار العلویہ۔ کتاب الحیوان، کتاب النبات، کتاب النفس، کتاب الحس والمحسوس۔ کتاب الشباب والہرم وغیرہ سب اسی کی ہیں۔ کتاب النفس کا ایک نسخہ کسی کے ہاتھ لگا جس کا حکیم ابونصر فارابی نے سو مرتبہ مطالعہ کیا تھا اس پر حکیم موصوف کی یہ عبارت تحریر تھی "انی قرأت ہذا الکتاب مائۃ مرۃ"۔ توزع۔ بینہم پراگندہ کرنا۔ علیہم تقسیم کرنا۔ وزع یزع وزعاً۔ فلانا روکنا وزدعا بھڑکانا۔ افردہ یکسو کرنا۔ اعقد (ض) عقداً باندھنا۔ گرہ لگانا۔ تاج شاہی ٹوپی ج تیجان۔ تاج (ن) توجاً تاج پہنانا۔ حرب بہم لڑائی ج حروب۔ حرب (ن) حرباً سب کچھ چھین لینا۔ حاربہ لڑائی کرنا۔ حربۃ چھوٹا نیزہ ج حراب۔ دلوت دیکھو ص۲۴ دانوا جمع غائب ہے۔ مطیع ہونا۔ دیکھو ص۶۵ نایت نای ینای نایاً دور ہونا مس ناپر ۃ۔

تشریح

جب اسکندر نے ملک فارس پر غلبہ حاصل کرلیا تو اس نے اس سلسلے میں اپنے استاد ارسطو کی رائے حاصل کرنے کی غرض سے اسکے پاس ایک خط لکھا ارسطو نے رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھا کہ ملک فارس کو اہل فارس کے درمیان تقسیم کردے اور جس کو جس خطہ کا والی بنائے اس کو ملک کیساتھ موسوم کردے اگرچہ اس کا ملک چھوٹا ہی ہو اس واسطے کہ جو شخص ملک کے ساتھ موسوم ہوتا ہے وہ کبھی دوسرے کے لئے فروتنی نہیں کرتا۔ پس لامحالہ ان میں ایک دوسرے پر زبردستی تسلط جمالینے کا داعیہ پیدا ہوگا اور انکی وہ لڑائی جس میں وہ تیرے ساتھ قتال کا ارادہ رکھتے ہیں خود ان کی آپس کی لڑائی ہو کر رہ جائیگی۔ اب اگر تو ان سے قریب ہوگا تو وہ تیرے مطیع ہونگے اور اگر تو ان سے دور رہیگا تو وہ تیرے ذریعے فخر کریں گے اس صورت میں وہ تیرے مقابلہ سے غافل ہو جائیں گے اور تیرے بعد والے نوجوانوں کے لئے بھی کچھ امن ہوگا۔ اسکندر کو یقین ہوگیا کہ ارسطو کی رائے ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے قوم کو مختلف ممالک میں متفرق کردیا اور ہر ایک کو ملک کا خطاب دیدیا۔ کہا جاتا ہے کہ (ارسطو کی مذکورہ بالا رائے کے نتیجہ میں) وہ لوگ چار سو سال آپسی اختلاف کے شکار بنے رہے۔"

(تنبیہ) بعض حضرات کو یہ سخت مغالطہ ہو گیا ہے کہ سکندر مقدونی ہی وہ ذو القرنین ہے جس کا ذکر قرآن کی سورۂ کہف میں کیا گیا ہے۔ یہ قول باتفاق جمہور علماء سلف قطعاً باطل ہے کیونکہ قرآن کی تصریحات کے مطابق ذو القرنین صاحب ایمان اور مرد صالح بادشاہ تھا اور اسکندر مقدونی مشرک وجابر جس کے شرک وظلم کی صحیح تاریخ خود اس کے بعض امراء دربار نے بھی مرتب کی ہے حافظ ابن حجر شارح بخاری فرماتے ہیں کہ سکندر یونانی کسی طرح بھی قرآن میں مذکور ذو القرنین نہیں ہو سکتا۔ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اسحٰق بن بشر نے بروایت سعید بن بشیر قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ذو القرنین کا نام سکندر تھا اور یہ سام بن نوح علیہ السلام کی نسل سے تھا۔ یعنی اسکندر بن فیلپس (مقدونی) کو ذو القرنین کہنے لگے ہیں جو رومی اور بانی اسکندریہ ہے۔ مگر واضح رہے کہ یہ دوسرا ذو القرنین پہلے سے بہت زمانہ بعد پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ سکندر مقدونی حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً تین سو سال قبل ہوا ہے جس کا وزیر مشہور فلسفی ارسطاطالیس تھا اور اوّل ذو القرنین مسلمان اور عادل بادشاہ تھا اور اس کے وزیر حضرت خضر (علیہ السلام) تھے اور ان دونوں کے درمیان تقریباً دو ہزار سال سے بھی زیادہ کا فصل ہے۔ پس کہاں یہ (مقدونی) اور کہاں [illegible] ذو القرنین سابق) (قصص القرآن بالتغیر)

اَلتَّضْمِیْنُ الْعَجِیْبُ

انوکھی بندش

یُحْکٰی اَنَّ الْحَیْصَ بَیْصَ الشَّاعِرَ قَتَلَ جِرْوَ کَلْبَةٍ فَاَخَذَ بَعْضُ الشُّعَرَاءِ کَلْبَةً وَعَلَّقَ فِیْ رَقَبَتِهَا رُقْعَةً وَاَطْلَقَهَا عِنْدَ بَابِ الْوَزِیْرِ، فَاُخِذَتِ الرُّقْعَةُ فَاِذَا مَکْتُوْبٌ فِیْهَا ـه

یَا اَهْلَ بَغْدَادَ اِنَّ الْحَیْصَ بَیْصَ اَتٰی	بِجُرْاَةٍ اَلْبَسَتْهُ الْعَارَ فِی الْبَلَدِ
اَبْدٰی شَجَاعَتَهٗ بِاللَّیْلِ مُجْتَرِئًا	عَلٰی جُرَیٍّ ضَعِیْفِ الْبَطْشِ وَالْجَلَدِ
فَاَنْشَدَتْ اُمُّهٗ مِنْ بَعْدِ مَا احْتَسَبَتْ	دَمَ الْاُبَیْلِقِ عِنْدَ الْوَاحِدِ الصَّمَدِ
"اَقُوْلُ لِلنَّفْسِ تَأْسَاءً وَّتَعْزِیَةً	اِحْدٰی یَدَیَّ اَصَابَتْنِیْ وَلَمْ تُرِدِ
کِلَاهُمَا خَلَفٌ مِّنْ بَعْدِ صَاحِبِهٖ	هٰذَا اَخِیْ حِیْنَ اَدْعُوْهُ وَذَا وَلَدِیْ"

حل لغات التضمین شاعر کا دوسرے کے شعر کو اپنے کلام میں شامل کر لینا۔ حَیْصَ بَیْصَ ابو الفوارس شہاب الدین سعد بن محمد بن سعد بن صَیفی تمیمی متوفی ۵۷۴ھ فصیح وبلیغ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھا شافعی فقیہہ بھی تھا اس نے مقاماتِ میں قاضی محمد بن عبد الکریم الوزان کے پاس فقہ حاصل کیا تھا مگر طبیعت پر شعر وشاعری غالب تھی۔ حیص بیص کے معنی شدت واختلال کے ہیں۔ یقول العرب وقع فی حَیْصَ بَیْصَ۔ وہ ایسی گڑبڑی میں پڑ گیا جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں اس نے ایک بار لوگوں کو سخت پریشانی میں مبتلا پایا تو کہنے لگا: مالناس فی حیص بیص؟ اسی وقت سے اس کا عرف حیص بیص ہو گیا۔ جِرْوٌ درندہ کا بچہ جیسے کتا۔ بھیڑیا۔ شیر وغیرہ ج اجریہ کلبہ کتیا۔ جراۃ دلیری۔ جَرُؤَ (ک) جَرَاءَۃً۔ جُرْاَۃً۔ علیہ دلیری کرنا مص جَرِیٌ ج اَجْرَاءٌ۔ عار شرم وننگ۔ جُرَیٌّ جرو کی تصغیر ہے۔ البطش (ن ض) بَطْشًا۔ بہ سختی کے ساتھ پکڑنا الجلد (ک) جَلَادَۃً۔ جلودۃً چالاک ہونا۔ احتسبت ثواب کی امید رکھنا دم خون ج دماء۔ ابیلق ابلق کی تصغیر ہے چتکبرا۔ الصمد بے نیاز۔ ازل سے ابد تک باقی رہنے والی ذات، وہ ذات جس کے سب محتاج ہوں اور وہ کسی کی محتاج نہ ہو۔ صمد (ن ض) صَمْدًا۔ لہ، الیہ

قصد کرنا۔ تاساز۔ تعزیۃً تعلیل یا حالیت یا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔" **تشریح** بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بار حیس بیس شاعر نے ایک کتیا کے بچے کو مار ڈالا۔ ایک شاعر نے کتیا کی گردن میں ایک رقعہ لٹکا کر وزیر کے دروازہ کی طرف چلتی کر دی (کتیا کی گردن سے) رقعہ لٹکا گیا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا "یا اہل بغداد! اہ بغداد والو حیس بیس نے ایسی دلیری کی ہے جس نے اس کو شہر بھر میں شرم وعار کا جامہ پہنا دیا۔ اس نے رات کے وقت ایک کمزور و ناتواں پلّے پر حملہ کرتے ہوئے بہادری ظاہر کی ہے' پلّے کی ماں نے اپنے بچے کے خون کو باعث ثواب سمجھتے ہوئے کہا کہ میں اپنے جی کو صبر کرنے کیلئے کہتی ہوں کیونکہ میرے ایک ہاتھ کا صدمہ مجھ کو بے ارادہ پہنچا ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کا خلیفہ ہے۔ یہ میرا بھائی ہے جبکہ اسکو کسی مصیبت میں بلاؤں اور یہ میرا بیٹا ہے یعنی اگر ایک گیا تو مشکلات کیلئے دوسرا باقی ہے۔ اور اگر قصاص لوں تو کوئی بھی نہ رہے گا لہذا درگذر ہی بہتر ہے۔" **(فائدہ)** تضمین فن بدیع کی ایک عمدہ ترین صنعت ہے جس سے کلام میں ملاحت آجاتی ہے۔ تضمین کا مطلب یہ ہے کہ ایک شاعر دوسرے شاعر کے کلام کو (زائد ہو یا کم) اپنے کلام کے ساتھ اس طرح پیوند کرلے کہ سامع یہ تمیز نہ کرسکے کہ یہ کلام کس اور کا ہے۔ مذکورہ بالا اشعار میں آخری دو شعر ایک عربیہ عورت کے ہیں جس کے بھائی نے اس کے لڑکے کو قتل کر دیا تھا شاعر ثانی نے ان دو شعروں کی تضمین کرکے حیس بیس کی مذمت کی ہے کیونکہ تضمین کے بعد کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ کتیا اس کی بہن ہے اور جس پلّے کو اس نے قتل کیا ہے وہ اس کا بھانجا ہے۔"

اختلاف العلماء رحمۃ

علماء کا اختلاف بھی رحمت ہے

قال المتوکل یومًا لجلسائہ اتعلمون اول ما عتب المسلمون علی عثمان رضی اللہ عنہ فقال احدھم نعم یا امیر المؤمنین انہ لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قام ابو بکر رضی اللہ عنہ علی المنبر دون مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمرقاۃ، ثم قام عمر رضی اللہ عنہ دون مقام ابی بکر رضی اللہ عنہ بمرقاۃ ثم لما ولی عثمان رضی اللہ عنہ صعد ذروۃ المنبر، فانکر المسلمون علیہ ذلک وارادوا ان ینزل دون مقام عمر بمرقاۃ فقال عبادۃ للمتوکل: یا امیر المؤمنین! ما احد اعظم منۃً علیک من عثمان فقال وکیف ذلک؟ ویلک قال: لانہ صعد ذروۃ المنبر فلو انہ کلما قام خلیفۃ، نزل عن مقام من تقدمہ بمرقاۃ، کنت انت تخطب علینا فی بئر،

حل لغات المتوکل ابو الفضل متوکل باللہ بن معتصم باللہ مولود ۲۰۶ھ مشہور عباسی خلیفہ ہے۔ جلساء جمع جلیس ہمنشین۔ عتب (ن ض) عتبًا۔ معتبۃً، خفگی ظاہر کرنا۔ قبض قریب المرگ ہونا۔ مرنا (ض) قبضًا۔ بیدہ پکڑنا۔ قبضۃ مٹھی بھر لینا۔ منبر ج منابر مرقاۃ سیڑھی کا پایہ ج مراق۔ رقی (س) رقیًا چڑھنا (ض) رقیًا منتر کرنا ص راقی ج رقاۃ، صعد (س) صعودًا چڑھنا ص صاعد صعید مٹی۔ زمین کا بلند حصہ۔ ذروۃ بلندی ج ذرٰی (ن)، ذروًا ہوا میں اڑجانا۔ تخطب (ن) خطبۃ خطبہ دینا۔ تقریر کرنا (ک) خطابۃ لیکچرار ہونا ص خطیب ج خطباء (ن) خطبًا۔ خطبۃ منگنی کرنا ص خاطب۔ بئر کنواں ج آبار۔ **تشریح**:۔ ایک روز خلیفہ متوکل نے اپنے ہمنشینوں سے کہا۔ جانتے ہو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مسلمانوں کو سب سے پہلے کس چیز نے غضبناک کیا؟ انہیں سے ایک شخص نے کہا: ہاں اے امیر المؤمنین میں جانتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلعم کی جگہ سے ایک سیڑھی

نیچے کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جگہ سے ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہوئے۔ اور جب عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو آپ سب سے اوپر والی سیڑھی پر چڑھ گئے۔ مسلمانوں نے اس پر نکیر کی اور چاہا کہ آپ حضرت عمرؓ کی جگہ سے ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہوں حضرت عبادہ نے متوکل سے کہا: اے امیر المؤمنین آپ پر حضرت عثمانؓ سے زیادہ احسان کرنیوالا کوئی نہیں۔ خلیفہ نے کہا: یہ کیسے ؟ اس نے کہا: اس لئے کہ حضرت عثمانؓ منبر کے اوپر چڑھ گئے۔ اگر ہر خلیفہ سابق خلیفہ کی جگہ سے ایک سیڑھی نیچے ہی کھڑا ہوا کرتا تو آج، آپ ہم کو کنویں میں (کھڑے ہوئے) خطبہ دیتے ہوتے۔

؎ گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونقِ چمن ❊ اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

فائدہ :- اختلاف کی دو قسمیں ہیں مذموم اور مستحسن مذموم وہ ہے جو عقائد اور اصول دین کی بابت ہو جیسے یہود و نصاریٰ کا اختلاف اور مستحسن وہ ہے جو اعمال اور فروع دین میں ہو کما قال علیہ السلام، اختلاف الامۃ رحمۃ " ایک مرتبہ ایک یہودی نے از راہ طعن حضرت علیؓ سے کہا کہ تم لوگ اپنے نبی کو ابھی دفن بھی نہ کر پائے تھے کہ اختلاف میں پڑ گئے، آپنے فرمایا کہ ہم نے اپنے نبی کے کسی اصول میں اختلاف نہیں کیا بلکہ آپ کی ہدایات کے بقا کے لئے اختلاف کیا ہے، تم اپنی کہو کہ دریا کے پانی سے تمہارے پاؤں سوکھنے بھی نہ پائے تھے کہ اپنے نبی سے کہنے لگے، "اجعل لنا الہا کما لہم الہۃ" وھذا من الاجوبۃ المسکتۃ۔

ضَبْطُ النفسِ عِندَ کلامِ الاَوْغادِ الاَرْذال

رذیل اور کمینہ لوگوں سے گفتگو کے وقت نفس کو قابو میں رکھنا

؎ دنا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم ❊ کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن

قال محمد بلغنا عن علیّ رضی اللہ عنہ انہ بینما ھو یخطب یومَ الجمعۃِ اذ حکّمتِ الخوارجُ من ناحیۃ المسجد فقال علی رضی اللہ عنہ کلمۃُ حق اُرید بہا الباطِل لن نمنعکم مساجدَ اللہ ان تذکروا فیہا اسم اللہ ولن نمنعکم الفیٔ ما دامت ایدیکم مع ایدینا ولن نقاتلکم حتی تقاتلونا ثم اَخذ فی خطبتہٖ ومعنی قولہ حکّمتِ الخوارجُ ندائُھم بقولھم اِنِ الحکمُ الّا للہ وکانوا یتکلمون بذلک اذا اَخذ علیٌّ فی الخطبۃ لیُشوِّشوا خاطرہٗ فانھم کانوا یقصدون بذلک نسبتہٗ الی الکفرِ لرضاہ بالتحکیمِ فی صِفّین ولھذا قال علیّ رضی اللہ عنہ کلمۃُ حق اُرید بہا الباطل یعنی تکفیرہٗ +

حل لغات ضبط (ن۔ض) ضبطاً غالب آنا۔ قوی ہونا۔ اَوْغاد جمع وغد۔ کمینہ۔ وغد (ک)، وغادۃ ضعیف العقل ہونا۔ ارذال جمع رذیل حقیر۔ رذل (ک۔س)، رذالۃ قابل حقارت ہونا ص رُذل ج رُذال حکّمت اِنِ الحکمُ الّا للہ کہنا۔ خوارج جمع خارجی۔ ایک فرقہ ہے جو حضرت علیؓ کو حق پر نہیں مانتا۔ رافضی بھی ایک فرقہ ہے جو حضرت علیؓ کے علاوہ دیگر خلفاء کو حق پر نہیں مانتا یہ دونوں فرقے گمراہ ہیں کسی نے خوب کہا ہے ؎

ایک ہی بس لفظ سے ہے دونوں فرقوں کا خروج ❊ خا۔ خر سے خارجی ورائے خر سے رافضی

اَلفَیُٔ مالِ غنیمت۔ سایہ۔ خراج۔ فاءرض، فَیئاً لوٹنا سایہ کا ہٹ جانا۔ اَلغَنِیمَۃُ، غنیمت حاصل کرنا۔ یتنوشوا۔ الامر مخلوط کرنا اَلتحکیم حَکَمُ بنانا۔ صِفّین۔ نہر فرات کے کنارے جانب غرب میں مقام رقّہ کے قریب ایک جگہ ہے جہاں حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔"

تشریح:۔ محمد کہتے ہیں کہ ہم کو حضرت علیؓ سے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک مسجد کے ایک کنارے سے خارجیوں نے اِنِ الحُکمُ اِلَّا لِلّٰہِ کا نعرہ بلند کیا۔ آپ نے فرمایا (اِنِ الحُکمُ اِلَّا لِلّٰہِ تو) حق بات ہے (جس میں کوئی شک نہیں مگر) اس سے باطل کا ارادہ کیا جا رہا ہے۔ ہم تم کو خانہائے خدا میں اللہ کو یاد کرنے سے روکیں گے نہ تم سے مالِ غنیمت روکیں گے جبتک کہ ہمارا تمہارا ساتھ ہے۔ نیز جبتک تم ہم سے قتال نہ کرو گے ہم بھی تم سے قتال نہیں کریں گے۔ اس کے بعد پھر آپ خطبہ میں مشغول ہو گئے۔ محمد کے قول "اذ حکمت الخوارج" کا مطلب خارجیوں کا اِنِ الحُکمُ اِلَّا لِلّٰہِ (حکم خدا ہی کا ہے) پکارنا ہے۔ خارجیوں کا یہ عام شیوہ تھا کہ جب حضرت علیؓ خطبہ شروع کرتے تو یہ لوگ برائے تشویش خاطر ان الحکم الا للّٰہ کہنا شروع کر دیتے تھے اس سے وہ لوگ حضرت علیؓ کو کفر کی طرف منسوب کرتے تھے۔ کیونکہ آپ جنگ صفین میں ثالث بنانے پر راضی ہو گئے تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کلمۃ حق ارید بہا الباطل۔ باطل سے مراد حضرت علیؓ کو کفر کی طرف منسوب کرنا ہے۔"

(فائدہ) جنگ صفین کا وقوع حضرت عثمانؓ کے قصاص کے داعیہ میں ہوا ہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت سودان بن حمران کی تلوار سے ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوئی ہے۔ اسی تاریخ سے اُمت میں فتنہ کا آغاز ہوا ہے۔ صورت یہ ہوئی کہ اہل شام جن پر ایک مدت سے امیر معاویہؓ حکومت کرتے چلے آ رہے تھے ان کے ذہنوں میں بات اُتار دی گئی کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین اصحاب علیؓ ہیں۔ چنانچہ شام کے رؤسا، سردار اور سپاہیوں نے یہ قسم کھائی تھی کہ جب تک خلیفہ مقتول کا قصاص نہ لیں گے اُسوقت تک نہ فرش پر سوئیں گے اور نہ اپنی بیویوں سے ملیں گے۔ حضرت علیؓ نے بصرے کوفہ میں آکر جریر بن عبداللہ بجلی کو امیر معاویہؓ کے پاس بیعت کیلئے بھیجا۔ امیر معاویہ نے کچھ جواب نہیں دیا اور اہل شام نے تو صاف طور سے حضرت علیؓ کی بیعت سے نہ صرف انکار کیا بلکہ یہ الزام بھی لگایا کہ وہ خود خلیفہ مظلوم کے قتل میں شریک یا ان کے قاتلین کے حامی ہیں۔ جریر نے واپس آکر حضرت علیؓ کو شام کی کیفیات سنائیں تو آپ کیلئے اب بجز اس کے کوئی چارہ کار نہ تھا کہ لشکر کشی کریں۔ چنانچہ آپ فوج لیکر نکلے اور مقام نخیلہ میں قیام کیا۔ جب امیر معاویہ کو معلوم ہوا تو وہ بھی شامی فوجوں کو لیکر روانہ ہوئے۔ حضرت علیؓ جزیرہ کے راستے کو رقہ پہنچے اور وہاں دریائے فرات کو عبور کیا۔ جب آگے بڑھے تو شامی فوجیں سامنے آگئیں۔ دونوں لشکروں کے طلائع میں ایک خفیف سی جنگ ہو کر رُک گئی۔ اس کے بعد فریقین ایک دوسرے کے بالمقابل خیمہ زن ہو گئے اور دونوں طرف سے نمائندے برابر آتے جاتے رہے۔ لیکن ہر بار گفتگو بے نتیجہ رہی۔ یہاں تک کہ ۸ صفر ۳۷ھ کو حضرت علیؓ نے عام حملہ کر دیا۔ فریقین پوری قوت کیساتھ میدان جنگ میں آگئے اور ہولناک جنگ شروع ہو گئی۔ شامیوں کے پیاپے حملوں سے عراقیوں کے میمنہ نے شکست کھائی۔ حضرت علیؓ نے میسرہ کو اپنا قرارگاہ بنایا۔ وہاں سے بھی اہل مصر تاب نہ لا کر بھاگے۔ حضرت علیؓ نے اشتر سے کہا ان لوگوں سے کہو کہ موت سے بھاگ کر کہاں جاتے ہو؟ اشتر کے جوش دلانے سے مصری پھر پلٹے اور ایسا سخت حملہ کیا کہ شامیوں کی صفیں اُلٹ دیں۔ خونریز جنگ ہو ہی رہی تھی کہ یکایک نیزوں پر قرآن اُٹھا کر اہل شام پکارنے لگے: کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں کتاب اللہ ہے۔ عراقیوں نے قرآن دیکھ کر ہاتھ روک لیا اور کہا ہم کو کتاب اللہ کا فیصلہ منظور ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا: اللہ کے بندو! تم حق پر ہو اپنا ہاتھ نہ روکو فتح میں اب دیر نہیں ہے۔ انہوں نے قرآن اس نیت سے نہیں اُٹھایا کہ اس پر عمل کرنے کیلئے تیار ہیں بلکہ یہ ان کی ایک چال ہے جس سے تم کو فریب دینا چاہتے ہیں۔ اہل عراق بولے کہ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی کتاب اللہ کی طرف بلائے اور ہم انکار کر دیں مسعر اور اس کے ہمراہیوں نے کہا کہ آپ کتاب اللہ کے فیصلے کو منظور کیجئے ورنہ ہم ساتھ چھوڑ دیں گے۔ مجبوراً لڑائی بند کر دی گئی۔ اور حضرت علیؓ نے اشعث بن قیس کو بھیجا کہ معاویہؓ کا مقصد دریافت کریں، امیر معاویہؓ نے کہا، ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایک پنچ تمہاری طرف سے اور ایک پنچ ہماری طرف سے مقرر ہو وہ دونوں کتاب اللہ کی رو سے ہماری اور تمہاری نزاع کا فیصلہ کر دیں اور ہر فریق ان کے فیصلہ پر رضامند

ہوجائے۔ اشعث بن قیس نے واپس آکر حضرت علیؓ کو اطلاع کی عراقیوں نے یک زبان ہوکر کہا یہ صورت نہایت مناسب ہے چنانچہ رؤسائے عراق نے اپنی طرف سے ابوموسیٰ اشعریؓ امیر کوفہ کو پنچ منتخب کیا اور اہل شام کیطرف سے عمروؓ بن عاص مقرر ہوئے اور دونوں پنچوں نے فریقین سے عہد لکھوالیا۔ اس طرح اس تباہ کن جنگ کا خاتمہ ہوا۔ جس میں نوے ہزار جانباز مسلمان مقتول ہوچکے تھے۔ عہدنامہ ثالثی کے لکھے جانے کے بعد امیر معاویہ اپنی فوج کو لے کر دمشق روانہ ہوگئے۔ ادھر عراقیوں میں جس وقت اشعث بن قیس اس عہدنامہ کو سنانے کیلئے نکلے تو بنی تمیم کے ایک سردار عروہ بن ادیہ نے کہا: قرآن کے فیصلہ میں تم نے آدمیوں کو کیوں ثالث مانا؟ ہم سوائے اللہ کے کسی کا حکم نہیں مانیں گے۔ جب کوفہ کے قریب آئے تو بارہ ہزار آدمی فوج سے الگ ہوکر مقام حرورا میں خیمہ زن ہوگئے اور اعلان کردیا کہ ہمارا امیر شبیث بن ربعی ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ انکی فہمائش کیلئے بھیجے گئے ان لوگوں نے انکے ساتھ بحث شروع کردی۔ پھر حضرت علیؓ بھی پہنچ گئے اور پوچھا کہ: تم لوگ کیوں ہماری جماعت سے خارج ہوگئے؟ خوارج: اس لئے کہ آپنے اللہ کے حکم میں انسانوں کو ثالث بنالیا؛ حضرت علیؓ: کیا میں نے تم کو پہلے اس ثالثی کو قبول کرنے سے منع نہیں کیا تھا تم لوگوں نے تو خود اصرار کرکے مجھے اس پر مجبور کیا ہے؛ خوارج: مسلمانوں کے خون کے معاملہ میں اشخاص کو ثالث بنانا کہاں سے روا ہے؟ حضرت علیؓ: ہم نے اشخاص کو کب حکم مانا ہے۔ ہمارا فیصلہ تو قرآن پر ہے۔ اشخاص اسکی رو سے حکم دیں گے؛
خوارج: پھر اس فیصلہ کیلئے مدت مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ حضرت علیؓ: تاکہ اتنے عرصہ میں امت اس سے واقف ہوجائے، لوگوں کو غور و فکر کرنے کا موقع مل سکے اور صحیح راستہ پر آجائیں۔ خوارج: ہم اقرار کرتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہمارا ثالثی قبول کرنا کفر تھا ہم اس کفر سے توبہ کرتے ہیں آپ بھی اگر تائب ہوجائیں تو ہم ساتھ چلنے کیلئے تیار ہیں۔ حضرت علیؓ: صرف چھ مہینے کی بات ہے شہر میں چلو اس درمیان میں خراج کی وصولی بھی ہوجائیگی اور سواریاں بھی توانا ہوجائیں گی اس کے بعد دشمن کے مقابلہ کیلئے نکلیں گے۔ الغرض بڑی مشکلوں سے انکو کوفہ میں لائے۔ (تاریخ امت مختصراً)۔

شُؤمُ الدَّارِ
(گھر کی نحوست)

قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرِ الْكُوفِيُّ: كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ بِقَصْرِ الْكُوفَةِ الْمَعْرُوفِ بِدَارِ الْإِمَارَةِ حِينَ جِيءَ بِرَأْسِ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ، فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَرَآنِي قَدِ ارْتَعْتُ فَقَالَ: مَالَكَ؟ فَقُلْتُ: أُعِيذُكَ بِاللهِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، كُنْتُ بِهٰذَا الْقَصْرِ بِهٰذَا الْمَوْضِعِ مَعَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ فَرَأَيْتُ رَأْسَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا) بْنِ أَبِي طَالِبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فِي هٰذَا الْمَكَانِ، ثُمَّ كُنْتُ فِيهِ مَعَ الْمُخْتَارِ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ الثَّقَفِيِّ فَرَأَيْتُ رَأْسَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ كُنْتُ فِيهِ مَعَ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَرَأَيْتُ رَأْسَ الْمُخْتَارِ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ هٰذَا رَأْسُ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ بَيْنَ يَدَيْكَ قَالَ: فَقَامَ عَبْدُ الْمَلِكِ مِنْ مَوْضِعِهِ وَأَمَرَ بِهَدْمِ الطَّاقِ الَّذِي كُنَّا فِيهِ۔

حل لغات: شوم دیکھو ص۵۳ الدار دیکھو ص۵ عبدالملک بن عمیر بن سوید لخمی کوفی حلیف بن عدی متوفی ۱۳۶ھ عبدالملک بن مروان متوفی ۸۶ھ ایک خلیفہ کا نام ہے جس کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی تھی۔ قصر

محل ج قصور مصعب بن الزبیر ان کی کنیت ابوعیسیٰ ہے۔ یہ حضرت عبد اللہ بن الزبیر بن العوام کے بھائی ہیں جب حضرت عبد اللہ مکہ کے والی تھے اس وقت انھوں نے انکو عراق کا والی بنادیا تھا۔ ۷۲ھ میں عبد الملک بن مروان نے انکو اور ان کے بیٹے عیسیٰ کو قتل کیا ہے۔ ارتقبت ارتیاع سے ماضی متکلم ہے بمعنی ترسید (۱)۔ عبید اللہ بن زیاد بن ابیہ امیر معاویہ کی طرف سے سجستان۔ خراسان۔ عراق وغیرہ کے حاکم تھے ۶۷ھ میں عبید اللہ اور ابراہیم اشتر نخعی کے درمیان جنگ ہوئی ہے۔ اشتر نخعی کے ساتھ آٹھ ہزار کوفی تھے اور عبید اللہ کے ساتھ چالیس ہزار شامی موصل کے قریب فریقین کی مڈبھیڑ ہوئی اہل شام شکست کھا گئے اور عبید اللہ شہید ہو گئے۔ حسین بن علی سبق ذکرہ۔ مختار بن عبید غلط ہے صحیح مختار بن ابی عبید ہے دیکھو مقدمہ صلا۳ ہدم (ض) بدمآ عمارت ڈھانا۔ الطاق محراب ج طیلقان۔

تشریح عبد الملک بن عمیر کوفی نے بیان کیا ہے کہ جس وقت حضرت مصعب بن زبیر کا سر لا کر عبد الملک بن مروان کے سامنے رکھا گیا اس وقت میں عبد الملک کے پاس کوفہ کے مشہور محل دارالامارہ میں تھا۔ عبد الملک نے مجھے لرزہ براندام دیکھ کر کہا:۔ تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا: امیر المومنین! خدا آپ کی حفاظت کرے میں ایک مرتبہ اس محل میں اسی جگہ عبید اللہ بن زیاد کے ساتھ تھا تو میں نے اس مکان میں حضرت حسین بن علی (رضی اللہ عنہ) کا سر مبارک عبید اللہ کے سامنے دیکھا۔ پھر ایک بار اسی مکان میں مختار بن ابی عبید ثقفی کے ساتھ تھا تو عبید اللہ بن زیاد کا سر مختار کے سامنے دیکھا اس کے بعد ایک دفعہ اسی مکان میں مصعب بن زبیر کے ساتھ تھا تو مختار بن ابی عبید کا سر مصعب کے سامنے دیکھا۔ اب یہ مصعب بن زبیر کا سر آپ کے سامنے ہے۔ عبد الملک کا بیان ہے کہ (یہ سنتے ہی) عبد الملک بن مروان اس جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور جس محراب میں ہم تھے اس کو ڈھا دینے کا حکم کر دیا۔"

(فائدہ) اولیٰ:۔ ابن ماجہ کے علاوہ ارباب صحاح نے امام مالک کی حدیث عن الزہری عن سالم وحمزۃ ابنی عبد اللہ بن عمر عن ابیہما روایت کیا ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال "ان یکن الخیر فی شئی ففی ثلاث المرأۃ والدار والفرس" کہ اگر کسی چیز میں خیر ہے تو عورت، گھر اور گھوڑے میں ہے، ایک روایت میں ہے "الشوم فی ثلاث المرأۃ والدار والفرس" کہ نحوست تین چیزوں میں ہے عورت میں، گھر میں اور گھوڑے میں، ایک اور روایت میں ہے "الشوم فی اربع المرأۃ والدار والفرس والخادم"۔ امام ابوداؤد نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے، قال قال رجل یا رسول اللہ انا کنا فی دار کثیر فیہا عددنا واموالنا فتحولنا الی دار قل فیہا عددنا واموالنا فقال ذرہا ذمیمۃ"۔ ایک شخص نے حضور صلعم سے عرض کیا:۔ یا رسول اللہ! ہم ایک مکان میں رہتے تھے وہاں ہمارے افراد اہل وعیال بھی کثرت سے تھے اور ہمارے پاس مال بھی کافی تھا، ہم اس مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہو گئے تو ہمارے افراد بھی کم ہو گئے اور مال بھی کم ہو گیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا:۔ اس گھر کو چھوڑ دو اس حال میں کہ وہ بُرا ہے۔" اس سے معلوم ہوا کہ بعض اماکن میں نحوست ہوتی ہے۔ علماء کی ایک جماعت جن میں امام مالک بھی ہیں حدیث کو اسی پر محمول کرتی ہے اور کہتی ہے کہ بعض گھروں میں رہنا سہنا من جانب اللہ باعث ضرر اور باعث ہلاکت ہو جاتا ہے۔ بخاری ومسلم کی روایت "انما الشوم فی ثلث الفرس والمرأۃ والدار" سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گھوڑے اور عورتیں بھی منحوس ہوتی ہیں۔ لیکن جمہور علماء اسکے قائل

عہ ہذہ الدار کانت دار الاسود بن عوف اخی عبد الرحمٰن بن عوف وہو السائل ۱۲

نہیں وہ کہتے ہیں کہ ان چیزوں میں نحوست کا اعتقاد شیوہ اہل جاہلیت ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ کی حدیث ناطق ہے، مسند ابوداؤد طیالسی میں ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ سے کہا کہ ہر حضرت ابوہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے ہیں "الشؤم فی ثلاث المرأۃ والدار والفرس" حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ابوہریرہ پوری بات محفوظ نہیں کرسکے کیونکہ وہ آپ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ فرمارہے تھے۔ قاتل اللہ الیہود یقولون الشؤم فی ثلاث المرأۃ والدار والفرس" پس ابوہریرہ نے حدیث کا آخری حصہ سُنا شروع کا حصہ سننے سے رہ گیا۔
نیز عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں دیگر اشیاء کی طرح ان چیزوں میں بھی ثبوت نحوست کی نفی موجود ہے[1] حضرت سعد بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا "ہامہ۔ عدوی بدشگونی کوئی چیز نہیں اگر ہوتی تو گھر میں گھوڑے میں عورت میں ہوتی کہ یہ اس کے قابل ہیں لیکن ان میں نحوست نہیں ہے، پس کسی چیز میں نحوست نہیں ہو رہا حضور صلعم کا گھر چھوڑ دینے کو فرمانا سو امام خطابی اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس مکان میں رہنے کے سبب سے نقصان اور خرابی کی جو بات ان کے دلوں میں جم گئی تھی۔ اس کا ازالہ مقصود ہے۔ تاکہ وہ شرک خفی میں مبتلا نہ ہوں۔ بدشگونی مقصود نہیں۔

(فائدہ ثانیہ) بعض اوضاع بعض احوال پر اور بعض اسماء بعض امور پر دال ہوتے ہیں تو اگر بعض کلمات صالحہ سے نیک فالی لیجائے مثلاً کوئی طالب امر کسی سے سنے یا واجد یا نجیح یا کوئی مسافر سنے یا راشد یا واجد الطریق یا کوئی بیمار سنے یا سالم تو ان امور مشروعہ سے نیک فالی میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ نیک فالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے دریافت کیا: تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: جمرہ (بمعنی چنگاری) آپنے پوچھا: کس کا لڑکا ہے؟ اس نے کہا شہاب کا (بمعنی شعلہ) آپنے پوچھا: کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا: حرقہ سے آپنے پوچھا: کہاں رہتا ہے؟ اس نے کہا: حرہ میں (بمعنی سیاہ پتھریلی زمین گویا وہ جل کر کوئلہ ہوگئی ہے) آپنے فرمایا: گھر واپس جا کیونکہ تیرے گھر والے سب جل چکے ہیں: اس نے جا کر دیکھا تو واقعی سب جل چکے تھے، کہتے ہیں کہ ایک امیر کے زمانے میں آسمان سے کچھ ستارے ٹوٹ کر گر گئے جس سے امیر کو بہت دہشت ہوئی اور اس نے نجومیوں

---

[1] قال الحافظ الدمیاطی ومن اغرب ما وقع لی فی تاویلہ ما رویناہ بالاسناد الصحیح عن یوسف بن موسی القطان عن سفیان بن عیینۃ عن الزہری عن سالم عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال "البرکۃ فی ثلاث فی الفرس والمرأۃ والدار" قال یوسف سالت سفیان بن عیینۃ عن معنی ہذا الحدیث فقال سفیان سالت عنہ الزہری فقال الزہری سالت عنہ سالما فقال سالم سالت عنہ ابی عبداللہ بن عمر فقال عبداللہ بن عمر سالت عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا کان الفرس ضروبا فہو مشؤوم واذا کانت المرأۃ قد عرفت زوجا غیر زوجہا فحنت الی الزوج الاول فہی مشؤومۃ واذا کانت الدار بعیدۃ عن المسجد فلا یسمع فیہا الاذان والاقامۃ فہی مشؤومۃ واذا کن بغیر ہذہ الصفات فہن مبارکات،

وفی سنن ابی داؤد من حدیث فروۃ بن مسیک قال قلت یا رسول اللہ! ارض عندنا یقال لہا ارض ابین ہی ارض ریفنا ومیرتنا وانہا وبئۃ او قال وباؤہا شدیدۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہا عنک فان من القرف التلف، قال ابن الاثیر القرف ملابسۃ الداء ومداناۃ المرض والتلف الہلاک، وہذا لیس من باب العدوی وانما ہو من باب الطب فان استصلاح الہواء من اعون الاشیاء علی صحۃ الابدان وفساد الہواء من اسرع الاشیاء الی الاسقام ۱۲

اور اہل علم لوگوں سے اس کی بابت دریافت کیا لیکن کسی نے تسلی بخش وجہ بیان نہیں کی تو جمیل شاعر نے کہا ؎
ہذی النجوم تساقطت ۔ رجوم اعداء الامیرا اس سے امیر نے نیک فالی لی اور جمیل کو انعام واکرام سے نوازا :۔
(فائدہ ثالثہ) نفر مذکور ہیں عبید اللہ بن زیاد کے سامنے امام حسینؓ کا سر کٹ کر آیا اور عبید اللہ کا سر مختار کے سامنے اور مختار کا سر مصعب کے سامنے اور مصعب کا عبد الملک کے سامنے۔ یہ سارے انقلابات ۶۱ھ سے ۷۱ھ تک یعنی صرف دس سال کے اندر اندر واقع ہوئے ہیں (محمد حنیف غفر لہٗ گنگوہی)

مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْب

جو میرے دوست کا دشمن ہوگا اس سے میرا اعلان جنگ ہے !

یہ حدیث قدسی کا ایک ٹکڑا ہے جو بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ رسول خدا نے فرمایا: حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میرے دوست کو اذیت دے گا تو اس کو اپنی لڑائی سے خبردار کرتا ہوں ؛ حضرات ائمہ نے کہا ہے کہ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کے مرتکب کے متعلق اللہ نے یہ فرمایا ہو کہ میں اس سے لڑوں گا سوائے اولیاء اللہ کو تکلیف دینے کے اور سود خوری کے اس کے بارے میں بھی فرمایا ہے "فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" اگر تم سود خوری سے باز نہ آئے تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کیلئے تیار ہو جاؤ :

ذکر الشیخُ الصفوی ان المنصورَ بلغہ ان سفیانَ الثوریَّ ینقمُ علیہ فی عدمِ اقامۃِ الحق، فلمّا توجّہَ المنصورُ الی الحج و بلغہ ان سفیانَ بمکۃ ارسل جماعۃً امامَہ وقال لھم: حیثما وجدتم سفیانَ خذوہ، واصلبوہ، فنصبوا الخشبَ، لیصلبوا سفیانَ علیہ، وکانَ سفیانُ بالمسجدِ الحرامِ، ورأسُہ فی حجرِ الفضیلِ بن عیاض ورجلاہ فی حجرِ سفیانَ بن عُیَیْنَۃَ، فقیل لہ خوفاً علیہ، باللہ: لا تُشْمِت بنا الاعداءَ، قُم فاختفِ، فقام ومشٰی حتی وقفَ بالملتزم، وقال وربِّ ھذہِ الکعبۃِ، لا یدخلُھا (یعنی مکۃَ) المنصورُ وکان وصلَ الی الحجون فزلقت بہ راحلتُہ فوقع عن ظھرِھا، وماتَ من فورہ، فخرج سفیانُ وصلّٰی علیہ ھذا کلامہ + ...

حل لغات عادٰی عداءً دشمنی کرنا۔ ولیا: دوست ج اولیاء لفظ ولی فعیل بمعنی مفعول ہے جیسے قتیل بمعنی مقتول اور جریح بمعنی مجروح پس ولی وہ شخص ہوگا جو خداوند تعالیٰ کی حفاظت میں ہو قال تعالیٰ: "ھو یتولی الصالحین" یا فعیل فاعل کا مبالغہ ہے جیسے رحیم بمعنی راحم اور علیم بمعنی عالم اس صورت میں ولی وہ ہے جو عبادت خداوندی میں اس طرح مستغرق ہو کہ عصیان وفتور کا نام تک نہ آئے، ولایت کے لئے یہ دونوں معنی ضروری ہیں چنانچہ ولی منجانب اللہ محفوظ ہوتا ہے جیسے نبی من جانب اللہ معصوم ہوتا ہے پس جس شخص کا عمل از روئے شرع قابل اعتراض ہو وہ ہرگز ولی نہیں ہو سکتا، بلکہ

ایسا شخص کھلا دھوکے باز اور مغرور ہے ذکرہ الامام ابوالقاسم القشیریؒ۔ اَذَنتہ آگاہ کرنا، اذن (س) اِذناً اجازت دینا
الحرب لڑائی دیکھو ص۲۳ الصفوی صلاح الدین ابوالصفا خلیل بن ایبک متوفی ۷۶۴ھ اپنے وقت کے مشہور عالم تھے،
التنبیہ علی التشبیہ کتاب اعیان المصر فی اعوان النصر۔ جنان الجناس وغیرہ انہی کی ہیں۔ منصور۔ ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن
علی بن عبداللہ بن عباسؓ مشہور عباسی خلیفہ ہے۔ اس کی پیدائش حمیمہ میں ۹۵ھ میں ہوئی تھی۔ خلافت عباسیہ کے لئے
جدوجہد اور اس کے انتظام واہتمام میں سفاح کا دست راست تھا۔ جس وقت اس کی وفات ہوئی یہ حج کے لئے گیا ہوا
تھا عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لئے بیعت لی اور اس کو صورت حال سے مطلع کیا۔ وہ واپس آرہا تھا راستہ میں قاصد ملا۔
عجلت کے ساتھ انبار پہنچکر تخت نشین ہوا منصور شجاعت۔ بیدار مغزی۔ علم اور مدبری کے لحاظ سے خلفاء عباسیہ میں
سب سے فائق تر تھا۔ کام سے کبھی تھکتا نہ تھا۔ صبح سے عصر تک انتظام فوج۔ تدبیر مہمات اور رعایا کے معاملات کے
انصرام میں مصروف رہتا۔ عصر کی نماز کے بعد اپنے خانگی امور کو دیکھتا۔ شام کو لوگوں کے ساتھ بیٹھتا۔ عشاء کی نماز کے بعد
اطراف ممالک سے جو خطوط اور اطلاعات موصول ہوتی تھیں ان کو پڑھتا پھر سو جاتا۔ رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر
اطمینان کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھتا۔ جب صبح صادق طلوع ہوتی مسجد میں فجر کی نماز پڑھتا اس سے فارغ ہو کر ایوان خلافت
میں آکر بیٹھ جاتا۔ ۱۵۸ھ میں حج کو جا رہا تھا راہ میں بیمار ہوا اور مکہ کے متصل بر میمون میں پہنچکر ۷ ذی الحجہ کو انتقال کر گیا
مدت خلافت چھ دن کم بائیس سال رہی۔" سفیان الثوری ابوعبداللہ بن سعید کوفی مولود ۹۷ھ متوفی ۱۶۱ھ مشہور
ائمہ مجتہدین میں سے ہیں جنکی دینداری زہد و ورع مجمع علیہ ہے۔ نَقَمَ (ض. س) نَقْماً علی فلان عیب لگانا۔ برا جاننا۔ فی
عدم فی تعلیلیہ ہے جیسے حدیث میں ہے۔ ان امرأۃ دخلت النار فی ہرۃ حبستہا اھ۔ ای لاجل ہرۃ۔ اصلبوہ (ن. ض) صَلْباً
سولی دینا۔ صَلِیب جس پر سولی دیجائے ج صُلُب۔ صُلبان (ک) صَلابۃً سخت ہونا۔ صُلْب سخت۔ ریڑھ کی ہڈی ج اصلاب
نصبوا (ض) نَصْباً کھڑا کرنا۔ گاڑنا (س) نَصَباً تھکنا۔ نُصُب کھڑی کی ہوئی چیز۔ بت ج انصاب۔ نصیب حصہ ج انصبہ
انصباء۔ الخشب موٹی لکڑی ج خُشُب۔ خشب (ض) خَشْباً ملانا۔ صاف کرنا۔ حَجَرٌ گود ج حُجُور حجر (ن) حَجْراً روکنا۔ حَجْر
پتھر ج اَحْجار۔ فضیل بن عیاض ابوعلی تمیمی یربوعی۔ مشہور عابد و زاہد ہیں۔ سمرقند میں پیدا ہوئے اور ابی ورد میں
نشو ونما پایا اور ایک مدت تک کوفہ میں رہ کر امام اعظم سے فقہ وحدیث میں تلمذ کیا۔ آپ کے تلامذہ میں امام شافعی
یحیی القطان۔ ابن مہدی وغیرہ ہیں۔ پہلے قطاع الطریق تھے پھر ہادی طریق اور مقتدا بنے اور ایسے باخدا ہوئے کہ علی
رازی نے فرمایا کہ میں تیس سال آپ کی صحبت میں رہا مگر کبھی ہنستے نہیں دیکھا البتہ اس روز کہ آپ کے صاحبزادے
علی فوت ہوئے میں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ خدا نے ایک بات پسند کی میں نے بھی اسی کو پسند کیا۔ توفی ۱۸۷ھ

سفیان بن عیینہ ابومحمد بن عمران مشہور محدث فقیہ حافظ آٹھویں طبقہ کے کبار و اعیان میں سے تھے ۱۵ شعبان
۱۰۷ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے چار سال کی عمر میں قرآن پاک پڑھ لیا والد ماجد کے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لے گئے،
۲۰ سال کی عمر میں کوفہ آئے اور امام اعظم سے حدیث اور فقہ حاصل کیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ امام صاحب نے ہی پہلے
مجھے محدث بنایا۔ امام شافعی کا قول ہے کہ اگر آپ اور امام مالکؒ نہ ہوتے تو حجاز سے علم چلا جاتا۔ آپ نے اپنی عمر میں
ستر حج کئے ہیں۔ آخری حج کے موقعہ پر فرمایا کہ میں ہر مرتبہ دعا کرتا رہا کہ بار الہا! یہ حاضری آخری حاضری نہ ہو جائے لیکن
اب اتنی دفعہ سوال کے بعد سوال کرنے سے شرم آرہی ہے چنانچہ اسی سال (۱۹۸ھ) وفات ہو گئی۔ لا تشمت اتمہ۔ اللہ

بعد وہ دشمن کے غم سے خوش کرنا۔ شمت (س) شماتۃً کسی کی مصیبت پر خوش ہونا ص شامت ج شمات اختف اختفاء سے امر حاضر ہے پوشیدہ ہونا۔ الملتزم دیوار کا وہ حصہ جو حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان ہے۔ الحجون ایک پہاڑی ہے۔ زلقت (ن۔س) زَلَقاً پھسلنا۔

تشریح شیخ صفوی نے ذکر کیا ہے کہ خلیفہ منصور کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت سفیان ثوری اس پر عدم اقامت حق کی وجہ سے طعن تشنیع کرتے ہیں جب منصور حج کے لئے گیا اور اس کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت سفیان مکہ میں ہیں تو اس نے اپنے آگے ایک جماعت کو بھیجدیا اور ان سے یہ کہدیا کہ تم جہاں بھی حضرت سفیان کو پاؤ پکڑ کر سولی دیدو چنانچہ لوگوں نے حضرت سفیان کو سولی دینے کے لئے لکڑی (صلیب) قائم کی اس وقت حضرت سفیان مسجد حرام میں بایں حالت (تشریف فرما) تھے کہ آپ کا سر حضرت فضیل بن عیاض کی گود میں اور پاؤں حضرت سفیان بن عیینہ کی گود میں اور پاؤں حضرت سفیان بن عیینہ کی گود میں تھے۔ بوجہ خوف حضرت سفیان ثوری سے کہا گیا: آپ ہمارے دشمنوں کو اپنے اوپر قابو یافتہ ہونیکا موقعہ دیکر خوش نہ کیجئے (بلکہ یہاں سے اٹھ جائے اور کسی جگہ چھپ جائے۔ حضرت سفیان اٹھے اور ملتزم کے پاس جاکر ٹھہر گئے اور فرمایا: اس کعبہ کے رب کی قسم منصور مکہ میں داخل ہی نہ ہو سکے گا۔ حالانکہ منصور جبل حجون کے قریب پہنچ چکا تھا جب جبل حجون پر پہنچا تو اسکی سواری پھسل گئی اور منصور سواری کی پیٹھ سے گرتے ہی مرگیا۔ حضرت سفیان باہر تشریف لائے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ یہ پورا کلام شیخ صفوی کا ہے۔

وَكَتَبَ زِيَادٌ إِلَى مُعَاوِيَةَ، قَدْ أَخَذْتُ الْعِرَاقَ بِيَمِينِي، وَبَقِيَتْ شِمَالِي فَارِغَةً يُعَرِّضُ لَهُ بِالْحِجَازِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا) فَرَفَعَ يَدَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اكْفِنَا شِمَالَ زِيَادٍ فَخَرَجَتْ فِي شِمَالِهِ قُرْحَةٌ فَقَتَلَتْهُ

حل لغات زیاد بن سمیہ معاویہ دیکھو صد سطر ہ۔ شمال بایاں ہاتھ۔ عبداللہ بن عمر ابو عبدالرحمٰن بعثت سے کچھ پہلے پیدا ہوئے۔ کم عمری کی وجہ سے غزدہ احد میں شریک نہ ہو سکے ہاں غزوہ خندق۔ بیعت رضوان میں شریک رہے۔ آپکا شمار مکثرین فی الحدیث میں سے ہے آپنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے (۱۶۳۰) حدیثیں روایت کی ہیں ۷۳ھ یا ۷۴ھ میں وفات پائی ہے۔ قرحۃ پھوڑا جس میں پیپ ہو۔

تشریح:۔ زیاد نے امیر معاویہ کو خط لکھا کہ میں عراق کو داہنے ہاتھ میں لے چکا ہوں بایاں ہاتھ خالی ہے (گویا وہ حجاز کے بارے میں تعریض کر رہا ہے کہ اگر آپ کہیں تو اسپر بھی حملہ کردوں) حضرت ابن عمرؓ کو اس کی اطلاع ملی آپنے آسمان کیطرف ہاتھ اٹھاکر دعا کی: بار الہا! زیاد کے بائیں ہاتھ سے ہماری کفایت فرما۔ پس اس کے ہاتھ میں ایک پھوڑا نکلا اور اس نے اس کو ہلاک کردیا۔

عَرْضُ الْحَدِيثِ عَلٰى كِتَابِ الله

کتاب اللہ سے حدیث کا موازنہ!

دَخَلَ الزُّهْرِيُّ عَلَى الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ فَقَالَ لَهُ مَا حَدِيثٌ يُحَدِّثُنَا بِهِ أَهْلُ الشَّامِ قَالَ وَمَا هُوَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ

يُحَدِّثونا اَنَّ اللّٰهَ اذا استرعٰى عبدًا رعيته كتبَ له الحسنٰتِ ولم يكتُب له السيّاٰتِ قال باطلٌ يا اميرَ المؤمنين انبيٌّ

خليفةٌ اكرمُ على الله ام خليفةٌ غيرُ نبيٍّ قال بل خليفةُ نبيٍّ قال فانَّ اللّٰهَ يقول لنبيه داوٗد يا داوٗدُ اِنّا جعلنٰكَ

خَلِيفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ

اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ فهذا وعيدٌ يا اميرَ المؤمنين لنبيٍّ خليفةٍ فما ظنُّك بخليفةٍ غيرِ نبيٍّ

قال اِنَّ النَّاسَ ليغرُّوننا عن دِينِنا ۔

حل لغات | عُرِض پیش کرنا دیکھو ۸۳ الزہری ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن الحارث ابن زہرہ بن کلاب بن مرہ قرشی، مدنی، حجاز اور شام کے کبار علماء میں سے ہیں جنکی جلالت شان پر اہل علم کا اتفاق ہے بقول خلیفہ ۵۱ھ میں اور بقول یحییٰ بن بکری ۵۶ھ میں اور بقول واقدی ۵۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔ ولید بن عبد الملک خلفاء بنو امیہ کا چھٹا خلیفہ ہے جس نے مسجد اقصیٰ اور جامع دمشق وغیرہ تعمیر کی ہے۔ توفی ۹۶ھ۔ استرعیٰ رکھوالی اور نگہبانی چاہنا۔ لیغرّوننا لام برائے تاکید ہے۔ یغرون جمع غائب ہے دھوکہ دینا۔ دیکھو ۵۶

تشریح:-
امام زہری ولید بن عبد الملک کے پاس تشریف لائے۔ ولید نے کہا: یہ کیا حدیث ہے جو اہل شام ہم سے بیان کرتے ہیں؟ زہری نے کہا: وہ کیا؟ ولید نے کہا: اہل شام بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی رعیت کا حاکم بناتا ہے تو وہ اسکی نیکیاں (ہی نیکیاں) لکھتا ہے برائیاں نہیں لکھتا۔ امام زہری نے کہا: امیر المؤمنین! بالکل جھوٹ ہے۔ بھلا (جو شخص) نبی (بھی ہو) اور خلیفہ (بھی ہو) اللہ کے نزدیک زیادہ مکرم ہے یا (وہ شخص جو) صرف خلیفہ (ہو نبی نہ ہو)، ولید نے کہا (نہیں)، بلکہ (وہ شخص جو) خلیفہ (بھی ہو اور) نبی بھی ہو اللہ کے نزدیک زیادہ مکرم ہے۔ امام زہری نے کہا: (جب یہ بات ہے تو دیکھو) اللہ رب العزت اپنے نبی حضرت داؤدؑ سے فرماتا ہے "یا داؤد انا جعلناک" اے داؤد ہم نے تجھ کو زمین پر حاکم بنایا ہے سو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا اور آئندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا (اگر ایسا کروگے تو) وہ خدا کے رستہ سے تجھ کو بھٹکا دیگی۔ جو لوگ خدا کے رستہ سے بھٹکتے ہیں ان کیلئے سخت عذاب ہوگا۔ اس وجہ سے کہ وہ لوگ روز حساب کو بھول رہے ہیں۔ پس اے امیر المؤمنین! جو شخص نبی اور خلیفہ (دونوں ہو اس) کیلئے جب یہ وعید ہے تو (پھر) اس شخص کے بارے میں آپکا کیا خیال ہے جو خلیفہ ہو اور نبی نہ ہو؟ ولید نے کہا: ٹھیک ہے لوگ ہم کو سیدھے رستے سے بھٹکاتے ہیں۔

التلمیح

پر لطف اشارہ

حكى صاحبُ الحدائق ان الفتحَ بن خاقان ذكرَ ابنَ الصائغ فی قلائد العقيان فقال فيه اُرمدُ عين الدين وكمد

نفوسِ المهتدين لا يتطهر من جنابة ولا يظهر مخايل انابة فبلغ ذلك ابنَ الصائغ فمرّ يومًا على الفتح بن خاقان وهو

جالس فی جماعة فسلّم على القوم وضرب على كتفِ الفتح وقال انها شهادة يا فتح ومضى ولم يدر احدٌ ما قال

للفتح فتغيّر لونُه فقيل له: ما قال لك؟ فقال انی وَصفتُه کما تعلمون فی قلائد العقیان فما بَلغتُ بذلك عُشر ما بلغ هو منی بهٰذه الكلمة فانه أشار بها الیٰ قول المتنبی ٭

فهی الشهادة لی بانی کامل	واذا اتتك مذمتی من ناقص

حل لغات تلمیح اشارہ کرنا فتح ابو نصر محمد بن عبید اللہ بن خاقان قیسی اشبیلی۔ ایک بہت اچھا صاحب علم جادو بیان اور تاریخی شخص تھا، جس نے قلائد العقیان مطمح الانفس و مسرح التأنس فی ملح اہل الاندلس وغیرہ کتابیں لکھی ہیں۔ ابن الصائغ دیکھو مقدمہ ص۳ ارمد آشوب چشم والا۔ رمد (س) رمدا۔ العین دکھنا۔ کمد سخت اندوہگیں۔ کمد (س) کمدا غم کیوجہ سے بیمار دل ہونا۔ مخایل جمع مخیلۃ علامت کتف کندھا ج اکتاف۔ کتف (س) کتفا بڑے کندھوں والا ہونا۔ الرجل مشکیں کسنا۔ کتیفہ دروازے کی چٹخنی ج کتائف۔

تشریح:۔ صاحب حدائق نے بیان کیا ہے کہ فتح بن خاقان نے "قلائد العقیان" میں ابن الصائغ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ابن الصائغ کی چشم دین بیمار ہے یعنی اسکا دین خراب ہے اور ہدایت یافتہ لوگ اس کی وجہ سے سخت اندوہگیں ہیں۔ نہ جنابت سے پاک ہوتا ہے نہ اس سے رجوع الی اللہ کی کوئی علامت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ بات ابن الصائغ کو بھی معلوم ہوگئی تو ایک روز فتح بن خاقان کے پاس کو گذرا جبکہ ابن خاقان ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابن الصائغ نے قوم کو سلام کیا اور ابن خاقان کے شانہ پر مار کر کہا اے فتح! یہی تو شہادت ہے۔ بس یہ کہہ کر چلتا بنا۔ حاضرین مجلس میں سے کوئی بھی نہ سمجھ سکا کہ اس نے ابن خاقان سے کیا کہا۔ مگر ابن خاقان کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آخر اس نے آپ کو کیا کہا ہے؟ ابن خاقان نے کہا کہ میں نے قلائد العقیان" میں اس کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ تو تم کو معلوم ہی ہے مگر مجھ کو جو کچھ صرف ایک کلمہ میں کہہ گیا ہے میں اس کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچ سکا۔ کیونکہ وہ انہا شہادۃ کہہ کر متنبی کے شعر واذا اتتك مذمتی اھ کی طرف اشارہ کر گیا ہے (ترجمہ) تجھے میری برائی کا ناقص کیطرف سے پہنچنا ہی شہادت ہے کہ میں کامل ہوں:

(فائدہ) اہل بدیع کی اصطلاح میں کسی قصہ معلومہ یا نکتہ مشہورہ یا شعر معروف یا مثل سائر کیطرف اشارہ کرنے کو تلمیح کہتے ہیں جیسے ابو تمام کا یہ شعر فواللہِ ما أدری أأحلامُ نائمٍ ٭ ألمّت بنا أم كان فی الركب یوشعُ (ترجمہ شعر) بخدا میں نہیں جانتا کہ سونے والے کے خواب ہم پر نازل ہوگئے یا قافلہ میں حضرت یوشع ہیں: شاعر نے رحلت کنندہ احباء کے ساتھ اپنے ملاقی ہونے کو اور رات کی تاریکی کے پردے سے محبوب کے سورج جیسے چہرہ کے طلوع ہونے کو ذکر کیا ہے پھر اس کو نادر اور عجیب سمجھ کر تجاہلاً بطریق حیرت کہتا ہے کہ کیا یہ کوئی خواب ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ یا قافلہ میں حضرت یوشع موجود ہوئے کہ آپ کی دعا سے سورج غروب ہونے سے رک گیا تھا۔ اس میں حضرت یوشع بن نون کے مشہور قصہ کیطرف اشارہ ہے کہ آپ قوم جبارہ سے جمعہ کے روز جہاد کر رہے تھے، سورج غروب ہونے لگا فتح میں کچھ دیر تھی۔ آپ نے محسوس کیا کہ اگر سورج فتح سے پہلے غروب ہوگیا تو لڑائی ختم کرنی پڑیگی کیونکہ سنیچر کے روز لڑائی ممنوع تھی۔ پس آپ نے سورج کے ٹھہر جانے دعا کی اور وہ قبول ہوگئی۔ سورج رک گیا اور آن کی آن میں کفار پر فتح حاصل ہوگئی ۱۲

وأدُ البنات

نوزائدہ کا زندہ دفن!

اول مَن مَنعَ عن الوأد صَعصَعَۃُ بن ناجیۃَ جَدُّ الفرزدقِ وذٰلک انہ اَضلّ ناقتَین لہ فخرج فی بغائہما فلمّا اَجنّہ اللیلُ رُفِعت لہ نارٌ فاَمّہا فاذا شیخٌ وامرأۃٌ ماخِضٌ نسلہ فَردٌ الشیخ فسأل عن الناقتَین فقال وجدتہما وقد اَحیانا اللہُ بہما ثم قال لشیخ لنساء کُنّ عندہ ان جاء نا غلامٌ فما اَدری ما اَصنع بہ وان جاء تنا جاریۃٌ فاقتلنہا ولا اَسمعنّ صوتہا فجاءت جاریۃ فاشتراہا صعصعۃ بناقتیہ وجملہ الذی رکبہ فی طلبہما وجعل ذٰلک سنۃً فکلّ مَن اَراد ان یئد ابنۃً لہ جاءہ فاشتراہا منہ بلقحتَین وجمل فجاء الاسلام وقد فدی ثلٰثمائۃ مؤدۃ

حل لغات وأد (ض) زندہ درگور کرنا۔ وَئِید۔ وَئِیدہ۔ موؤدہ زندہ درگور کی ہوئی لڑکی۔ صعصعہ بن ناجیہ صحابی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرنیکے بعد کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زمانہ جاہلیت میں کچھ اچھے کام کئے ہیں کیا مجھے ان کا اجر ملے گا؟ حضورؐ نے دریافت فرمایا کیا کیا کام کئے ہیں؟ انہوں نے کہا: تین سو بچیوں کو ایک ایک اونٹ اور دو دو اونٹنیوں کے عوض خرید کر زندہ کیا ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: "ہٰذا مِن بابِ البِرِّ ولکَ اَجرُہ اِذ مَنَّ اللہُ علیکَ بالاسلام" وفیہ یقول الفرزدق مفتخراً ہ وَمِنّا الّذی مَنَعَ الوائِداتِ وَاَحیا الوَئِیدَ فَلَم یُوءَدِ جَدّ دادا ج اَجداد جدود (ض) جَدّا عالی مرتبہ ہونا۔ جِدّا کوشش کرنا۔ الفرزدق ابوفراس ہمام بن غالب بن صعصعہ مولود ۲۰ھ متوفی ۱۱۰ھ فرزدق سفرجل کے وزن پر ہے۔ اس روٹی کو کہتے ہیں جو تنور میں گر جائے اور بقول بعض پارہ از خمیر، فرزدق اور اس کا بھائی اخطل دونوں اچھے شاعر تھے جب اس کی بیوی کا انتقال ہوا تو اکثر اہل کوفہ جنازہ میں شریک ہوئے۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرزدق سے کہا: "یا اَبا فِراس! ما اَعدَدتَ لِہٰذا الیوم؟ قال: شہادۃَ اَن لا اِلٰہ اِلّا اللہ مُنذ ثَمانِینَ سَنَۃً"

ایک مرتبہ سلیمان بن عبد الملک نے اس کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا ہ فبتن بجانبی مصرعات × وبت افض اغلاق الختام کہا: کمبخت تجھ پر تو حد واجب ہوگئی، اس نے جواب دیا: امیر المومنین! خدا نے "وانہم یقولون مالا یفعلون" فرماکر مجھ سے حد معاف کر دی، ایک مرتبہ یہ حضرت حسن بصریؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کسی نے حضرت حسن سے پوچھا کہ اگر کوئی "لا واللہ، بلی واللہ" کے ساتھ قسم کھائے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ فرزدق نے کہا: تم نے اس بارے میں میرا قول نہیں سنا؟ حضرت حسن نے کہا: وہ کیا؟ اس نے کہا ہ فلست بماخوذ بلغو تقولہ × اذا لم تعمد عاقدات العزائم حضرت حسن نے کہا: بہت خوب، پھر کسی نے پوچھا کہ ایک عورت کو اسکے حلیل کے ساتھ قید کیا گیا اس کی بابت آپ کی کیا رائے ہے فرزدق نے کہا: اس کی بابت تم نے میرا قول نہیں سنا؟ حضرت حسن نے کہا: کونسا قول؟ اس نے کہا ہ وذات حلیل انکحتہا رماحنا × حلال لمن یبنی بہا لم تطلق حسن بصری نے فرمایا: ہم تو آپ کو شاعر سمجھتے تھے مگر آپ صرف شاعر ہی نہیں بلکہ فقیہ بھی ہیں، بُغاء تلاش۔ جستجو۔ بغی (ض) بُغاءً۔ بغیاً۔ بغیۃً طلب کرنا۔ ظلم کرنا ص باغ ج بُغاۃ بغیہ مطلوب۔ اجنہ اللیلُ رات کی تاریکی نے اس کو چھپا دیا: امّہا (ن) اَمّاً قصد کرنا۔ امامۃ امام بننا۔ ماخض مخضت (س) مخاضاً۔ المرأۃ دردزہ میں مبتلا ہونا ص ماخض ج مخض۔ مواخض۔ لقحتین لقحہ بہت دودھ دینے والی اونٹنی ج لقح۔ لقاح۔ لقحت (س) لقاً۔ الناقۃ۔ حاملہ ہونا ص لاقح۔ لقوح۔ فدی (ض) فداءً۔ مال دیکر چھڑالینا۔

تشریح: سب سے پہلے زندہ درگور کرنے سے روکنے والا صعصعہ بن ناجیہ فرزدق کا دادا ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ صعصعہ کی دو اونٹنیاں گم ہوگئی تھیں وہ انکی تلاش میں نکلا جب رات کی تاریکی چھا گئی تو اس نے اپنے سامنے (کچھ فاصلہ پر آگ روشن ہوتی ہوئی) دیکھ کر اسکا قصد کیا (جب آگ کے پاس پہنچا تو) اچانک ایک بوڑھا اور ایک مبتلائے درد زہ عورت کو موجود پایا) صعصعہ نے سلام کے بعد بوڑھے سے اپنی اونٹنیوں کے متعلق پوچھا۔ بوڑھے نے کہا: میں نے انکو پایا ہے اور اللہ نے ہم کو انکے ذریعے زندہ کردیا ہے۔ پھر بوڑھے نے ان عورتوں سے کہا جو اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں اگر ہمارے لڑکا پیدا ہوا تو اسکے متعلق تو میں کچھ نہیں جانتا کہ میں اس کا کیا کرونگا اور اگر لڑکی ہوئی تو یقیناً میں اس کو قتل کردونگا اور اسکی آواز تک نہ سن سکونگا۔ پس ان کے ہاں لڑکی ہی پیدا ہوئی۔ صعصعہ نے اپنی دونوں اونٹنیوں اور اس اونٹ کے عوض میں خرید لیا جس پر سوار ہوکر اونٹنیاں تلاش کرنے کیلئے نکلا تھا۔ اس کے بعد اپنا یہ شیوہ بنا لیا کہ جو شخص بھی اپنی لڑکی کو زندہ درگور کرنا چاہتا تھا وہ اونٹنیوں اور ایک اونٹ کے عوض میں خرید لیتا یہاں تک کہ دور اسلام کی آمد تک صعصعہ تین سو زندہ درگور ہونے والی لڑکیوں کو چھڑا چکے تھے

الفصل بین التانیث اللفظی والمعنوی

تانیث لفظی و معنوی کا فرق!

ذکر ان قتادةَ دخل الکوفةَ فالتفّ علیه الناسُ فقال سَلُوا عمّا شئتم وکان ابو حنیفة حاضِراً وهو غلامٌ حدیثُ السنِّ فقال سَلُوه عن نملةِ سلیمان اکانت ذکراً ام اُنثیٰ فسألوه فأفحم فقال ابو حنیفة رضی الله عنه کانت اُنثیٰ فقیل له من این عرفتَ فقال من کتاب الله وهو قوله "قالت نَملَةٌ" ولو کان ذکراً لقیل قال نملةٌ وذلك ان النملةَ مثلُ الحمامةِ والشاةِ فی وقوعهما علی الذکر والاُنثیٰ فیمیز بینهما بعلامةٍ نحو قولهم حمامةٌ ذکرٌ وحمامةٌ اُنثیٰ ام یعنی ان التانیثَ لفظی ومعنوی واللفظی لا یُعتبر فی لحوق علامةِ التانیثِ بالفعل البتة بدلیل انه لا یجوز قامتْ طلحةُ ولا حمزةُ علمیٰ مذکرٍ فتعیّن ان یکون اللحوقُ انما هو للتانیثِ المعنوی

حل لغات قتادہ دیکھو مشکوٰۃ۔ فالتفّ علیه القومُ جمع ہونا۔ لفٌّ یارئی جمع اَلفاف، لفّ (ن) لفاً۔ الشیَٔ۔ لپیٹنا۔ فی الاکل مختلف قسم کے کھانوں کو ملا کر بری طرح سے کھانا۔ ومنه فی الحدیث۔ اِنْ اَکَلَ لَفَّ وَاِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ " کھاتا ہے تو سب ہڑپ کر جاتا ہے، پیتا ہے تو سب صاف کر دیتا ہے۔ ابو حنیفہ امام الائمہ، سراج الامہ، حافظ الحدیث، سید الفقہاء نعمان بن ثابت فارس کے مشہور صاحب ثروت خاندان سے تھے۔ آپ کے جد امجد حضرت علیؓ کی خلافت میں مسلمان ہو چکے تھے آپ ۸۰ھ میں عبدالملک بن مروان کے زمانہ خلافت میں کوفہ میں پیدا ہوئے اس وقت بہت سے صحابہؓ حیات تھے جن سے آپنے ملاقات کی اور تابعی ہوئے۔ فتاوی حافظ ابن حجر میں تصریح ہے کہ امام صاحب نے ایک جماعت صحابہؓ کو پایا جو کوفہ میں تھے۔ یہ فضیلت آپکے معاصر ائمہ میں کسی کو حاصل نہ ہوئی۔ آپ نے عکرمہ، عطاء بن ابی رباح سالم بن عبداللہ، سلیمان، حماد جیسے مایۂ ناز محدثین و فقہا سے حدیث نبوی کا ذخیرہ جمع کیا ہے۔ حافظ ابن حجر مکی نے "الخیرات الحسان" میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے چار ہزار اساتذہ سے حدیث حاصل کی ہے۔ آپ متوسط قد خوش رو شیریں اور بلند آواز، نہایت ذہین، بیحد متقی، خدا ترس

شب بیدار تھے ۱۲۰ھ میں مسند اجتہاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ ۴۰ برس کی عمر میں یہ سلسلہ شروع ہوا تو حماد کے پرانے شاگرد حتی کہ آپ کے بعض استاد بھی آپ کے درس میں شریک ہونے لگے۔ آپ نے ماہ رجب ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔ کئی مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ بغداد میں خیزران کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔ سلطان الپ ارسلان سلجوقی نے ۴۵۹ھ میں اس پر ایک قبہ اور اس کے قریب ایک مدرسہ بنوا دیا۔ غلام نوجوان ملقہ بگوش جمعنان نملۃ چیونٹی جو نمال۔ الجم خاموش کر دیا گیا۔ دیکھو ص ۱ سطر ۱۳ ۵ الحمامۃ کبوتر (نر و مادہ) **تشریح** بیان کیا گیا ہے کہ حضرت قتادہ کوفہ میں تشریف لائے تو لوگ ٹوٹ ٹوٹ کر کوفہ میں جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: جو چاہو پوچھو۔ امام ابو حنیفہ بھی مجلس میں حاضر تھے اور اس وقت آپ نوعمر بچے تھے آپ نے فرمایا: حضرت سلیمانؑ کی چیونٹی کے متعلق پوچھو کہ وہ نر تھی یا مادہ؟ لوگوں نے دریافت کیا تو حضرت قتادہ دم بخود رہ گئے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا: مادہ تھی۔ سوال کیا گیا: آپ کو کہاں سے معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا: قول باری "قالت نملۃ" سے (کیونکہ اس میں فعل کو مؤنث لایا گیا ہے) اگر چیونٹی نر ہوتی تو "قال نملۃ" کہا جاتا۔ اسلئے کہ نملۃ کا اطلاق حمامۃ و شاۃ کی طرح نر و مادہ دونوں پر ہوتا ہے۔ اگر کہیں نر یا مادہ مراد ہو تو علامت کے ساتھ فرق کیا جاتا ہے جیسے حمامۃ ذکر۔ حمامۃ انثی اھ آپ کا مقصد یہ ہے کہ تانیث کی دو قسمیں ہیں لفظی و معنوی۔ تانیث لفظی میں فعل کے ساتھ علامت تانیث کے لحوق کا بالکل اعتبار نہیں ہوتا۔ اس لئے طلحہ و حمزہ علم مذکر ہونے کی حالت میں قامت طلحۃ۔ حمزۃ جائز نہیں۔ معلوم ہوا کہ قالت نملۃ میں جو فعل کو مؤنث لایا گیا ہے وہ تانیث معنوی کی وجہ سے ہے۔

الکنایة

لقی شیطانُ الطاقِ رجلاً من الخوارج وبیدہ سیفٌ فقال له الخارجیُّ واللهِ لأقتلنّكَ أو تبرأَ من عليٍّ فقال أنا من عليٍّ ومن عثمانَ بریٌٔ +

حل لغات الکنایہ۔ کنی (ض) کنایۃً لفظ بولنا اور اس کے غیر مدلول کا ارادہ کرنا۔ مثلاً تم کہو زَیْدٌ کَثِیْرُ الرَّمَادِ (زید بہت راکھ والا ہے) اور مراد لو کہ زید سخی ہے۔ یہاں کنایہ سے مراد توریہ ہے جس کو ایہام، توجیہ، تخییر وغیرہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں اصطلاح میں کنایہ اس کو کہتے ہیں کہ متکلم شیٔ معین کو کسی ایسے لفظ سے تعبیر کرے جس کے دو معنی ہوں (خواہ دونوں حقیقی ہوں یا ایک حقیقی اور ایک مجازی) ایک معنی قریبی ہوں جس پر اس لفظ کی دلالت صحیح ہو اور ایک بعیدی کہ اس پر لفظ کی دلالت صریح نہ ہو اور متکلم قریبی کو چھپا کر بعیدی معنی کا ارادہ کرے جیسے آیت "اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی" میں استوی کے دو معنی ہیں۔ قریبی یعنی استقرار فی المکان اور بعیدی یعنی استیلاء اور غلبہ اور یہی معنی مقصود ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بوقت ہجرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی نے پوچھا۔ مَنْ ہٰذَا۔ (یہ کون ہے) آپ نے فرمایا: ہادٍ یَہْدِیْنِیْ (ایک رہبر ہے میری رہنمائی کرتا ہے) ہاد سے مراد ہادیٔ اسلام لیا ہے۔ شیطان الطاق محمد بن نعمان جو معاصر ابو حنیفہ۔ او تبرأ کلمۂ او الیٰ یا الا کے معنی میں ہے اور فعل مضارع بتقدیر اَنْ منصوب ہے۔ جیسے "لَاَلْزَمَنَّكَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ"۔

تشریح: شیطان طاق نے ایک خارجی سے ملاقات کی جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ خارجی نے کہا: بخدا میں تجھے مار ڈالوں گا الا یہ کہ تو حضرت علی سے برأت ظاہر کرے۔ شیطان طاق نے کہا "اَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَّمِنْ عُثْمَانَ بَرِیْٓءٌ"۔ (توضیح) انا من علی کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ میں حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ دونوں سے بری ہوں۔ خارجی نے یہی سمجھ کر اس کو چھوڑ دیا (اس صورت میں لفظ مِنْ بَرِیٌٔ سے متعلق ہوگا) دوسرے یہ کہ انا من علی مستقل جملہ ہو اور من عثمان بری مستقل دوسرا جملہ ہو۔ شیطان طاق کا مقصد یہی تھا۔ اس صورت میں معنی یہ ہوئے کہ میں حضرت علی کیساتھ غایت درجہ محبت رکھنے کیوجہ سے گویا حضرت علیؓ کا جز ہوں اور حضرت عثمانؓ سے بری ہوں۔

اے ذوق نہ کر نور میں آمیزشِ ظلمت ، کیا کام تبرّے کو محبت میں علی کی

(فائدہ) حجاج ابن یوسف نے حضرت سعید بن جبیر کو جب قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ان کو بلا کر کہا: تو میرے بارے میں کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا: انک قاسط عادل، حاضرین نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ قاسط قسط سے ہے اور عادل عدل سے تو انہوں نے حجاج کو عدل وانصاف کے ساتھ متصف کیا ہے اس لئے سب نے آپ کی تعریف کی لیکن حجاج آپ کا مطلب سمجھ گیا چنانچہ اس نے کہا: جاہلو! اس نے تو مجھے ظالم اور کافر قرار دیا ہے پھر اس نے یہ آیت پڑھی "واما القاسطون (ای الجائرون عن سنن الهدی) فكانوا لجهنم حطبا، ثم الذين كفروا بربهم يعدلون" ای یجعلون له عدیلا، منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا "انی احب الفتنة واکرہ الحق واشهد بما لم اره" یہ سن کر حضرت عمر نے اس کو قید کردیا۔ پھر یہ قصہ حضرت علی کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: عمر! تم نے اس کو ظلماً قید کیا ہے، حضرت عمر نے کہا: یہ کیسے حضرت علی نے فرمایا! اس لئے کہ وہ مال و دولت اور اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے وقد قال الله تعالیٰ "انما اموالکم واولادکم فتنة" نیز وہ موت کو ناگوار سمجھتا ہے حالانکہ موت حق ہے، قال الله تعالیٰ "وجاءت سکرة الموت بالحق" اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے حالانکہ اس نے خدا کو نہیں دیکھا اس پر حضرت عمر نے فرمایا لولا علی لهلک عمر:۔

ایضاً | ودَخل مُعَلّى الطائی علی ابن السّری یَعوده فی مَرَضِه فأنشد شعراً یقول فیه ؞

فأقسم إن مَنَّ الإلهُ بصحّةٍ	ونال السریّ بن السّری شفاءً
لأرحلنَّ العِیسَ شهراً بحجّةٍ	ویعتق شکراً سالِمٌ وحفاءُ

فلمّا خرجَ من عنده قال له اصحابُه واللهِ ما نعلمُ عبدَك سالمًا، ولا عبدَك حفاءً فمن اردتَ ان تُعتِقَ قال: هما هِرّتانِ عندی، والحجّ فریضةٌ واجبةٌ فما علیّ فی قولی شیءٌ ان شاء الله تعالیٰ

حل لغات ایضاً مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور عامل محذوف ہے اے اٰض ایضاً یا ضمیر سے حال ہے اے قال راجعا، اٰض (ض) اَیضاً لوٹنا۔ متکلم کا ایک مضمون کے بعد اسی کے مناسب دوسرا مضمون لانا۔ یعود دیکھو صـ۶ـ مَنّ (ن) مَنّاً منّةً۔ علیہ احسان کرنا۔ علیہ بما صنع احسان جتانا منون۔ موت۔ ریب المنون حوادث زمانہ نال دیکھو صـ۹ـ شفاء صحت، شفی (ض) شِفاءً صحت یاب ہونا۔ شفا ہر چیز کا کنارہ ج اشفاء العیس جمع اَعْیَس بھورے رنگ کا اونٹ یعتق (ض) عِتقاً آزاد ہونا ص عتیق ج عُتقاء (ن) عَتْقاً (ک) عتقاً (ک) عتاقةً پرانا ہونا ہرتان ہرة بلی ج ہِرَر تصغیر ہریرة ہَرّ (ض) ہریراً کتے کا بھونکنا۔

تشریح معلی طائی نے بغرض عیادت ابن السری کے پاس آکر کہا: بخدا اگر اللہ نے تندرستی عطا کردی اور سری بن السری کو صحت حاصل ہوگئی) تو ضرور حج کے لئے ایک ماہ تک بھورے اونٹوں پر سفر کروں گا اور شکریہ میں سالم وحفاء کو آزاد کیا جائے گا۔ جب وہ باہر آیا تو اس کے ساتھیوں نے کہا: واللہ ہمیں تو تیرے کسی غلام کا علم نہیں نہ سالم کا نہ حفا کا تو پھر تو نے کسے آزاد کرنے ارادہ کیا ہے؟ معلی طائی نے کہا: میرے پاس دو بلیاں ہیں اور حج فریضہ واجب ہے پس میرے اوپر اس قسم کیوجہ سے کوئی چیز واجب نہیں"۔

جُودُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صلى الله عليه وسلم

سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

رَوٰى حمادُ بنُ زيدٍ عن المعلّى بن زيادٍ عن الحسنِ ان رجُلًا جاءَ الى النبي صلى الله عليه وسلم يَسالُهٗ فقال اجلِسْ سيرزُقُكَ الله، ثم جاءَ آخرُ، ثمّ آخرُ فقال لهم اجلسوا، فجاء رجلٌ بأربع اواقٍ، فاعطاه اياها، وقال: يارسول الله هٰذه صدقة، فدعا الاوّل، فاعطاهُ اوقيةً، ثم دعا الثانى فاعطاه أوقيةً، ثم دعا الثالثَ فاعطاه اوقيةً، وبَقيت معه اُوقيةٌ فعرض بها للقوم، فما قام احدٌ، فلما كان الليلُ وضعها تحتَ راسِه، وفراشُه عباءُتُه فجعل لا ياخذُه النومُ فيرجعُ فيصلّي فقالت له عائشةُ: يارسول الله: هَل بكَ شيءٌ؟ قال لا: قالت فجاءك امرٌ من الله، قال لا: قالت: انك صنعتَ منذ الليلة شيئًا، لم تكن تفعلُه فاخرجَها، وقال هٰذه التى فعلتْ بى ماترين، انى خشيتُ ان يحدُثَ امرٌ من الله، ولم اُمضِها

حل لغات | جود کرم بخشش۔ حماد بن زید دیکھو مقدمہ ص۲۶ اواقی جمع اوقیہ ایک وزن ہے جو سات مثقال کا ہوتا ہے اور ایک مثقال کم وبیش، ڈیڑھ درہم کے وزن کا ہوتا ہے۔ فراشہ بچھونا ج فُرُش۔ عبادۃ کملی، چوغہ، ج اعبیۃ۔ النوم دیکھو ص۳۹ حلّ (ن، ض) حلولاً نازل ہونا (ض) حلاً حلال ہونا۔ لم امنحہا (ف، ض) منحاً عطا کرنا، منحہ عطیہ ج منح۔

تشریح:۔ حماد بن زید نے بواسطہ معلی بن زیاد حضرت حسن بصریؒ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مانگنے کیلئے آیا آپنے فرمایا:۔ بیٹھ جا، عنقریب خدا تجھے رزق دے گا: اس کے بعد دوسرا پھر تیسرا آیا۔ آپ نے سب سے یہی فرمایا بیٹھ جاؤ، اتنے میں ایک شخص نے آپ کی خدمت میں چار اوقیے پیش کرکے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ صدقہ ہے: آپ نے ان تینوں کو باری باری بلا کر ایک ایک اوقیہ دیدیا اور ایک آپکے پاس رہ گیا آپنے وہ بھی قوم پر پیش کیا مگر کوئی تیار نہ ہوا۔ جب رات ہوگئی تو آپ نے اس کو اپنے سرہانے رکھ لیا اور حال یہ کہ آپ کا بچھونا آپ کی کملی تھی، پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس اوقیہ کی وجہ سے کچھ ایسے بے چین) ہوگئے کہ آپ کو نیند ہی نہیں آئی چنانچہ آپ بار بار اُٹھتے اور نماز پڑھتے۔ حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا طبیعت ناساز ہے؟ آپ نے فرمایا، نہیں۔ تو کیا کوئی وحی آگئی؟ فرمایا، نہیں۔ تو پھر کیا بات ہے آپ شروع رات سے ایک ایسا کام کر رہے ہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں کرتے تھے، آپ نے وہ اوقیہ نکالا اور فرمایا: یہ ہے جس نے میرے ساتھ اس (بے چینی) کو لاحق) کیا ہے جس کو تو دیکھ رہی ہے۔ مجھے اس کا اندیشہ ہے کہ کہیں خدا کی طرف سے حکم (موت) آجائے اور میں اس کو نہ دے پاؤں:

قِصَّةُ سَيِّدِنَا نُوحٍ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

ہمارے سردار حضرت نوح علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ

گرت چو نوح نبی صبر ہست بر غم طوفاں ✺ بلا بگردد و کام ہزار سالہ برآید (حافظ)

أَرْسَلَ اللّٰهُ نُوحًا إِلٰى قَوْمِهِ وَكَانُوا يَعْبُدُونَ الْأَصْنَامَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَعْبُدُوا اللّٰهَ فَلَمْ يَسْمَعُوا قَوْلَهُ وَاتَّفَقُوا عَلٰى أَذَاهُ وَكَانَ كُلَّمَا يَنْصَحُهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ لِئَلَّا يَسْمَعُوا وَيُغَطُّونَ وُجُوهَهُمْ كَرَاهَةَ النَّظَرِ إِلَيْهِ وَاسْتَمَرَّ عَلٰى هٰذِهِ الْحَالَةِ تِسْعَمِائَةٍ وَخَمْسِينَ سَنَةً ثُمَّ أَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ يَصْنَعَ الْفُلْكَ فَعَمِلَهَا طَبَقَاتٍ عَلٰى حَسَبِ الْحَيَوَانَاتِ مِنْ خَشَبِ الْآبْنُوسِ. ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ دَعَا نُوحٌ عَلٰى قَوْمِهِ فَأَجَابَ اللّٰهُ دُعَائَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ جَمِيعِ الْحَيَوَانَاتِ ذَكَرًا وَأُنْثٰى وَأَنْ يَأْخُذَ كُلَّ صِنْفٍ مِنَ النَّبَاتَاتِ وَأَنْ يَأْخُذَ مَنْ آمَنَ بِهِ فَفَعَلَ كَمَا أُمِرَ وَأَخَذَ مَا يَكْفِيهِمْ مِنَ الزَّادِ مُدَّةَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ وَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ يَرْكَبَ فِي السَّفِينَةِ وَقْتَ مَا يَفُورُ الْمَاءُ مِنَ التَّنُّورِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ خَرَجَ وَرَكِبَ وَنَادٰى مَنْ آمَنَ فَحَضَرُوا وَكَانُوا أَرْبَعِينَ نَفْسًا ؎

حل لغات قصہ واقعہ ج قصص، قصَّ (ن) قصصاً علیہ الخبر بیان کرنا۔ الشعرَ قینچی سے بال کاٹنا۔ نوح بن لامک بن متوشلخ ابن اخنوخ (ادریسؑ) بن یارد بن مہلائیل بن قینان بن شیث بن آدم علیہ السلام۔ قوم اسم جمع ہے اسکا بلفظہٖ کوئی واحد نہیں۔ قیاس کے مطابق اسکی جمع بھی نہیں آتی۔ اقاویم جو جمع لائی جاتی ہے وہ شاذ ہے۔ الاصنام جمع صنم بُت۔ صَنِمَ (س) صَنَماً قوی ہونا۔ اذاہ رنجش۔ تکلیف۔ اذیٰ تکلیف پانا۔ اصابعھم اُصبُع کی جمع ہے۔ انگلی۔ اٰذان جمع اذن کان۔ یغطون تغطیۃً چھپانا۔ وجوہ جمع وجہ چہرہ۔ الفلک کشتی۔ الآبنوس۔ ایک پھلدار درخت ہے جس کی لکڑی سخت، کالی اور پتے صنوبر کیطرح ہوتے ہیں۔ الزاد توشہ ج ازودہ، مزود توشہ دان ج مزاود۔ زاد (ن) زوداً توشہ لینا۔ السفینۃ کشتی ج سُفُن۔ یفور (ن) فوراً الماءُ پانی کا زمین سے ابلنا۔ القدر ہانڈی کا جوش مارنا۔ التنور ج تنانیر۔ یہ لفظ عجمی ہے جس کو اہل عرب نے معرب کر لیا۔ کیونکہ اس کی اصلی بناء تنر ہے اور کلام عرب میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس میں راء سے پہلے نون ہو ذکرہ القرطبی:۔

تشریح:۔ اللہ رب العزت نے حضرت نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا۔ قوم بت پرستی میں مبتلا تھی آپنے ایک اللہ کی پرستش کا حکم کیا مگر قوم نے آپ کی بات نہ سنی اور (الٹے) در پئے آزار ہو گئے۔ حضرت نوحؑ جب بھی ان کو نصیحت کرنا چاہتے وہ لوگ کانوں میں انگلیں دے لیتے تاکہ آپ کی بات نہ سن پائیں نیز آپکو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے اسلئے چہرے چھپا لیتے تھے۔ آپ برابر تبلیغ کرتے رہے اور قوم اپنی سرکشی پر تلی رہی اسی طرح ساڑھے نو سو سال گزر گئے (جب قوم کسی طرح راہ راست پر نہ آئی تو) اللہ نے حضرت نوحؑ کو حکم کیا کہ ایک کشتی تیار کر لو۔ آپنے آبنوس کی لکڑی سے جمیع حیوانات کے مطابق طبقات در

طبقات ایک کشتی تیار کی اس کے بعد آپنے قوم کے حق میں بد دعا کی اللہ نے قبول کرلی اور حکم کیا کہ جمیع حیوانات سے مذکر و مؤنث اور جو لوگ آپ پر ایمان لائے ہیں انکو اپنے ساتھ لے لو۔ حضرت نوحؑ کو جیسا حکم کیا گیا آپنے ویسا ہی کیا اور اپنے ساتھ اتنا توشہ جو چھ ماہ تک کافی ہو سکتا تھا لے لیا۔ اس کے بعد اللہ نے آپ کیطرف وحی بھیجی کہ جب زمین سے پانی اُبلنے لگے تو کشتی میں سوار ہو جانا۔ پس جب زمین سے پانی اُبلنا شروع ہوا تو آپ باہر تشریف لائے اور جو لوگ آپ پر ایمان لائے تھے انکو آواز دی وہ حاضر ہو گئے جن کی تعداد صرف چالیس تھی۔

(فائدہ) دوسری روایت یہ ہے کہ صرف آٹھ آدمی تھے، تیسری روایت حضرت مقاتل کی ہے کہ (۷۰) آدمی تھے چوتھی روایت حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ کل اسّی آدمی تھے، کہتے ہیں کہ موصل کی جانب ایک بستی ہے جس کو "قریۃ الثمانین" کہتے ہیں اس کی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ اس کو اسی آدمیوں نے آباد کیا تھا۔

مراتبُ الأصدقاء

دوستوں کے مراتب!

أقلُّ الأصدقاءِ حالةً مَن تشكو اليه ولم يكن عنده غير سماعِ الشكوى والإصغاءِ اليها لان سماعَ الشكوى وبثّها فيه تخفيفٌ عن المكروب والنفسُ تستروحُ اليه ولهذا قال الشاعر

ولابدّ من شكوى الى ذي مروأةٍ	يُواسيك او يُسليك او يتوجّعُ

لان المشكوَّ اليه إمّا ان يُواسيك فى هَمّك وهذه الرتبةُ العُليا وهو الصديقُ الكريمُ ذو المروأة وإمّا ان يُسليك وهى الرتبةُ الوُسطى وهو الصديقُ الحكيمُ المهذّبُ ذو التجارب الذى حلبَ شطرَ الدهر وإمّا ان يتوجّع وهذه الرتبةُ السفلىٰ وهو الصديقُ العاجز فانْ خلا الصديقُ من احدى هذه المراتب كان وجودُه وعدمُه سواءً بل عدمُه خيرٌ من وجوده۔

حلِّ لغات مراتب جمع مرتبہ درجہ والا۔ الاصدقاء جمع صدیق دوست۔ تشکو (ن) شکوی، شکایۃً شکایت کرنا، ص شاکی۔ الاصغاء بغور سننا۔ صغا (ن، س) صغواً۔ الیہ جھکنا۔ بثہا۔ (ن ض) بثاً۔ الخبر پھیلانا۔ مکروب غمزدہ کرب (ن) کرباً۔ سخت غمزدہ ہونا۔ کُرب غم، ج کُروب۔ کربۃ مشقت، ج کُرَب۔ تستروح آرام پانا۔ مرأۃ۔ مروت۔ یواسیک مواساۃ غمخواری کرنا۔ یسلیک اسلاء بے غم کرنا۔ سلا (ن) سلواً، بے غم ہونا۔ یتوجع توجعاً۔ وجع (س) وَجعاً دردمند ہونا۔ المشکو الیہ جس کے پاس شکایت کیجائے، ہمک ہم غم ج ہموم ہم (ن) ہمّاً۔ بالشئی ارادہ کرنا۔ ہمام کر گزرنیوالا۔ حلب اشطر الدہر دیکھو ص ۶۹

تشریح:۔ سب سے کمتر دوست وہ ہے جس کے پاس تو شکایت کرے اور اس سے شکایت سُننے کے علاوہ کچھ نہ ہو سکے کیونکہ شکایت سُننے اور اسکے فاش کرنے میں بھی غمزدہ کے غم میں تخفیف اور جی کو راحت ہوتی ہے اسلئے شاعر نے کہا ہے ۔ ولابد الخ شکایت صاحب مروت

کے پاس کرنا چاہئے جو غمخواری کرے یا تسلی دے یا شریک غم ہو کیونکہ مشکوا الیہ یا تو غمخواری کریگا اور یہی دوستی کا اعلیٰ مرتبہ ہے اور ایسا شخص صاحب مروت اور سچا دوست ہے یا تسلی دیگا اور یہ درمیانی درجہ ہے اور ایسا شخص سمجھدار دوست، تہذیب یافتہ اور صاحب تجربہ ہے جس نے زمانہ کے امور خیر و شر کو آزمایا ہے یا شریک غم ہوگا دوستی کا یہ ادنیٰ درجہ ہے اور ایسا شخص عاجز دوست ہے پس دوست اگر ان تینوں مرتبوں سے خالی ہو تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہو بلکہ ہونے سے نہ ہونا بہتر ہے:

(فائدہ) ربیعہ بن مقروم نے سچے دوست کی پہچان یہ بتائی ہے ؎

اخوک اخوک من یدنو و ترجوا × مودتہ وان دُعی استجابا، اذا حاربتَ حاربَ من تُعادی × وزاد سلاحُہ منک اقترابا،

تیرا بھائی (دوست) حقیقت میں وہ ہے جو تجھ سے قریب ہو اور جس کی دوستی کی تجھ کو امید ہو اور اگر وہ مصیبت کے وقت بلایا جائے تو وہ تیرے بلانے کو مان لے اور فوراً حاضر ہو جائے، جب تو دشمن سے لڑے تو وہ بھی اس سے لڑے اور اس کے ہتھیار تجھ سے قربت اور محبت بڑھا دیں یعنی وہ تیرے دشمنوں کو مارے اور اس سے تیری محبت زائد ہو، لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں سچا دوست مثل عنقا رہے، ایک فیلسوف سے کسی نے پوچھا: ما الصدیق؟ دوست کے کیا معنی؟ اس نے کہا: اسمٌ بلا مسمّیٰ صرف ایک اسم ہے جس کے مسمی کا کچھ پتہ نہیں، فضیل نے حضرت سفیان سے کہا: کسی قابل اعتماد دوست کو بتائیے، آپ نے جواب دیا: یہ تو ایسی گمشدہ چیز ہے جو تلاش سے بھی نہیں ملتی، ولنعم ما قال ابو اسحاق الشیرازی ؎

سألتُ الناسَ عن خلٍ وفیٍ × فقالوا ما الی ہذا سبیل، تمسک ان ظفرت بوذ حرٍ × فان الحرَّ فی الدنیا قلیل:۔

الإبرام

بور کرنا!

اذا دخل الثقیل بارض قوم ❊ فما للساکنین سوی الرحیل ؎

اَهدیٰ رجلٌ من الثقلاء الی رجلٍ من الظرفاء جملاً ثم نزل علیه حتی اَبرمَہٗ فقال فیہ ؎

یا مُبرِمًا اَهدیٰ جمل × خُذْ وانصرفْ الفیْ جمل
قال: وما اوقارُها × قلتُ زبیبٌ وعسل

قال ومَن یقودُها قلتُ له الفا رجُل × قال ومَن یسوقُها قلتُ له الفا بطل

قال وما لباسُهم قلتُ حُلِیٌّ وحُلل × قال وما سلاحُہم قلتُ سیوفٌ واَسَل

قال عبیدٌ لی اذا قلتُ نعم ثم خَوَل × قال بہذا فاکتبُوا اذاً علیکم لی سجِل

قلتُ له الفیْ سجِل فاضمن لنا ان ترتحِل × قال وقد اَضجرتکم قلتُ اجل ثم اجل

قال وقد ابرمتکم قلتُ له الامر جلل × قال وقد اَثقلتُکم قلتُ له فوق الثِقل

قالَ فانی راحلٌ قلتُ العجلَ ثم العجلْ | یا کوکبَ الشؤمِ ومن اربی علی نحسِ زحلْ
یا جبلاً من جبلٍ | فی جبلٍ فوقَ الجبلْ

حل لغات الابرام برم (س)، بَرَماً تنگدل ہونا۔ بَرِم بخیل۔ الثقلا جمع ثقیل بوجھل۔ ثقل (ک) ثِقَلاً بھاری ہونا۔ ثقل بوجھ ج اثقال دفینے۔ مردے۔ مثقال تولنے کے اوزان ج مثاقیل۔ الظرفا جمع ظریف زیرک۔ خوش طبع۔ ظرف (ک) ظرافۃً خوش طبع ہونا۔ جملا اونٹ ج جمال۔ جمل (ک) جمالاً خوبصورت ہونا ص جمیل۔ اوقار جمع وقر بوجھ وَقَرَ (ض) وقراً بوجھل ہونا۔ زبیب کشمش۔ عَسَل شہد ج عُسُول اَعْسال۔ عسل (ن، ض) عسلاً کھانے میں شہد ملانا عَسّال شہد فروش۔ یقود (ن) قوداً چوپائے کو آگے سے کھینچنا قیادۃ سالار جیش ہونا ص قائد ج قادہ۔ یسوق (ن) سَوقاً پیچھے سے ہانکنا سائق ج ساقہ۔ ساق پنڈلی ج سیقان، سُوق بازار ج اسواق، سیاق کلام اسلوب کلام، بطل بہادر ج ابطال، بطل (ک) بطالۃً بہادر ہونا۔ حُلِی جمع حَلی زیور حلی (س) حَلْیاً۔ المرأۃ آراستہ کرنا۔ حُلَل جمع حلۃ کپڑوں کا جوڑا۔ سلاح ہتھیار ج اسلحہ۔ اَسَل نیزہ۔ بہر تیز اور چلی تلوار۔ خَوَل غلام۔ کنیز۔ سجل چک، مہر معاہدات کا رجسٹر۔ سجیل کنکر۔ اضجر تم ملول کرنا۔ ضجر (س) ضجراً۔ بہ منہ تنگدل ہونا۔ جلل، بڑا یا آسان معاملہ۔ (من الاضداد) زحل ایک سیارہ کا نام ہے جسکو بلندی اور بعد کیلئے بطور مثال کے بیان کرتے ہیں (عدل اور علمیت کیوجہ سے غیر منصرف ہے) (زحل) (ف) زحواً دور ہونا۔ زائل ہونا۔ جبل پہاڑ ج جبال،،

تشریح: ایک ثقیل الطبع شخص نے ایک خوش مزاج آدمی کو بطور ہدیہ ایک اونٹ دیا پھر اسکے یہاں آکر ڈھٹی دیکر پڑ رہا اور اسکی جان کو آگیا، اس پر خوش طبع نے کہا: ایک اونٹ کا ہدیہ دیکر عاجز کرنیوالے! تو دو ہزار اونٹ لے لے اور چلا جا' اسنے کہا: انکا لدان کا کیا ہوگا: میں نے کہا کشمش اور شہد۔ اس نے کہا: ان کو کون چلائے گا۔ میں نے کہا دو ہزار آدمی۔ اسنے کہا: کون ہانکے گا؟ میں نے کہا دو ہزار پہلوان۔ اس نے کہا: ان کا لباس کیا ہوگا؟ میں نے کہا زیورات اور جلے۔ اس نے کہا ان کے ہتھیار کیا ہونگے؟ میں نے کہا تلواریں اور نیزے اس نے کہا۔ تو غلام بھی ہونے چاہئیں۔ میں نے کہا ہاں! نوکر چاکر بھی۔ اسنے کہا: تو ایک دستاویز لکھدو جو واجب العمل ہو۔ میں نے کہا: دو ہزار دستاویزیں مگر تو سدھارنے کی ذمہ داری لے۔ اس نے کہا: میں نے تم کو پریشان کر دیا؟ میں نے کہا: ہاں ہاں! اس نے کہا واقعی میں نے تم کو تھکا مارا؟ میں نے کہا: ..... معاملہ اس سے بھی بڑھ گیا۔ اس نے کہا: سچ سچ۔ میں نے تم کو گرانبار کر دیا؟ میں نے کہا: بے حد بوجھل کر دیا۔ اس نے کہا: اچھا میں جا رہا ہوں۔ میں نے کہا: جلد اور بہت جلد۔ اے زحل کی نحوست سے بڑھ کر نحوست کے ستارے۔ اے بڑے اونچے پہاڑ اونچے پہاڑوں میں سے کہ ایسے پہاڑ پر ہے جو پہاڑوں سے اونچا پہاڑ ہے:

الشجاعۃ الدینیۃ

دینی بہادری!

من خطب امیر المؤمنین وثانی الخلفاء الراشدین ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبتہ التی قال فیہا: یا ایہا الناس من رأی منکم فیّ اعوجاجاً فلیقوّمہ، ای یعدّلہ، فقام الیہ اعرابیٌ من المسجد وقال: واللہ لو رأینا فیك اعوجاجاً لقوّمناہ بسیوفنا، فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الحمد للہ الذی جعل فی ھٰذہ الامۃ من یقوّم اعوجاج

عمر بسيفه فرحمك الله يا عمر، فقد عددت جواب هذا الاعرابي وهو واحد من رعاياك، وفرد من افراد شعبك عددته نعمة، تحمد الله عليها ونختم لك المقال بوصية وصى بها الرسول صلوات الله وسلامه عليه احد اصحابه وهو ابو ذر الغفاري رضي الله تعالى عنه قال اوصاني خليلي بصفات من الخير، اوصاني لا اخاف في الله لومة لائم واوصاني ان اقول الحق وان كان مرًّا

حل لغات الشجاعة بہادری۔ خطب جمع خطبہ دیکھو ۶ اعوجاج کجی۔ عوج (س) عوجاً۔ اعوج۔ تعوج۔ العود۔ لکڑی کا ٹیڑھا ہونا۔ رعایا جمع رعیّة حاکم کے ماتحت عام لوگ۔ شعب جمع شعب گروہ فرقہ۔ شعب (ف) شعباً جمع کرنا متفرق کرنا، سنوارنا۔ بگاڑنا۔ (من الاضداد) المقال، گفتگو۔ خلیلی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں دیکھو ۵۹ لومة دیکھو ۳۲ مرّاً کڑوا، مرّ (س) مرارة کڑوا ہونا۔

تشریح :- امیر المؤمنین ثانی خلفاء راشدین ابو حفص عمر بن الخطاب کے خطبات میں سے ایک خطبہ وہ ہے جسمیں آپنے فرمایا تھا: لوگو! اگر کوئی مجھ میں کج روی دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ درست کرد ے (یہ سُن کر حاضرین) مسجد (میں) سے ایک بدوی اُٹھکر بولا، بخدا اگر ہم کجی دیکھیں گے تو تلوار سے درست کردیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا! الحمد للہ اھ تمام تعریفیں اس ذات کیلئے ہیں جس نے اس اُمت میں ایسا شخص بھی پیدا کردیا ہے جو عمر کی کجی اپنی تلوار سے درست کرسکتا ہے (راوی نے کہا) اے عمرؓ! اللہ آپ پر رحم فرمائے آپنے اس دیہاتی کے جواب کو نعمت شمار کیا جس پر آپ اللہ کا شکر ادا کررہے ہیں۔ حالانکہ یہ دیہاتی آپکی رعیت کا ایک شخص اور آپکے گروہ کا ایک فرد ہے ہم گفتگو اس نصیحت پر ختم کرتے ہیں جو اللہ کے رسولؐ نے اپنے ایک صحابی ابو ذر غفاریؓ کو فرمائی تھی۔ ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے مخلص دوست نے اوصاف خیر کی نصیحت فرمائی ہے اول یہ کہ اللہ کے معاملہ میں ملامت گر کی ملامت کا خیال نہ کروں، دوم یہ کہ میں حق بات کہوں اگرچہ وہ تلخ ہی ہو۔"

الذكاوة

ذہانت

كتب عمر بن عبد العزيز الى عدي بن ارطاة ان اجمع بين اياس بن معاوية والقاسم بن ربيعة الجرشي فولِّ القضاء انفذهما فجمع بينهما فقال له اياس ايها الرجل سل عني وعن القاسم فقيهي البصرة الحسن وابن سيرين وكان القاسم يأتي الحسن وابن سيرين وكان اياس لا يأتيهما فعلم القاسم انه ان سألهما اشارا به فقال القاسم لا تسأل عني ولا عنه فوالله الذي لا اله الا هو ان اياس بن معاوية أفقه مني وأعلم بالقضاء فان كنت كاذبا فما ينبغي ان تُولّيني وان كنت صادقا فينبغي لك ان تقبل قولي فقال له اياس انك جئت برجل فاوقفته على شفير جهنم فنجّى نفسه منها بيمين كاذبة يستغفر الله منها وينجو مما يخاف فقال له عدي اما اذ فهمتها فانت لها فاستقضاه ۔

حل لغات: الذکاوۃ دیکھو ص۴۲ عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس۔ ابوحفص قریشی، مدنی، دمشقی، فقیہ پرہیزگار، انصاف پسند امیر تھے۔ سلیمان بن عبدالملک نے ماہ صفر ۹۹ھ میں اپنی وفات کے دن خلافت کیلئے آپ کا انتخاب کیا اسوقت آپکی عمر چالیس سال کی تھی آپنے اڑھائی سال امور خلافت کو انجام دیا اور رجب ۱۰۱ھ میں دُنیا سے رخصت ہوگئے۔ قال انس ما رأیت اشبہ صلوۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ہذا الفتی "عدی بن ارطاۃ فزاری حضرت عمر بن عبدالعزیز کے گورنر تھے ۱۰۲ھ میں شہید ہوئے ہیں ایاس بن معاویہ دیکھو ص۴ قاسم بن ربیعہ بن جوشن غطفانی بصری۔ ولّ امر حاضر ہے دیکھو ص۴۲ انفذ نافذ ترنفذ (ن) نفوذاً۔ الامر جاری ہونا پورا ہونا۔ ایہا الرجل ای منادی مبنی بر ضم ہے اور یا ندائیہ مقدرہ کیوجہ سے محلاً منصوب ہے کلمہ ای اسم معرف باللام کی ندا کا آلہ ہے جیسے یا ایہا الناس یا ایہا النبی۔ اور ہا برائے تنبیہ ہے فقیہی فقیہہ کا تثنیہ ہے۔ ۵، فقہ (ک) فقاہۃ فقیہہ ہونا (س) دانشور ہونا۔ ج فقیہ ج فقہاء۔ الحسن البصری دیکھو ص۵ ابن سیرین ابوبکر محمد بن سیرین، ان کے والد سیرین "جرجرایا" (عراق) کے باشندے تھے اور عین التمر میں ٹھٹھیرے کا کام کرتے تھے۔ اسی عین التمر کے معرکے میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ گرفتار ہوئے اور کسی کو تقسیم کردیئے گئے۔ بعد میں حضرت انسؓ بن مالک کی غلامی میں آئے جنہوں نے بیس ہزار درہم پر مکاتبت کر کے آزاد کردیا۔ ابن سیرین کی والدہ صفیہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی باندی تھیں لیکن اس شان کی کہ جب انکے نکاح کا وقت آیا تو تین ازواج مطہرات نے انکی مشاطگی کا کام انجام دیا اور اٹھارہ بدری صحابہ کرام جنمیں ابی بن کعبؓ بھی تھے تقریب میں شامل ہوئے سیرین کثیر الاولاد تھے بیان کیا جاتا ہے کہ صرف امہات الاولاد سے انکے تیس لڑکے تھے لیکن محمد حضرت صفیہ کے بطن سے ۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ محمد بن سیرین فارس میں مدت تک حضرت انسؓ بن مالک کیساتھ کاتب کی حیثیت سے رہے تھے۔ اور اس تقریب سے انکو حضرت انسؓ سے علمی استفادہ کا بہت کافی موقع ملا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت ابوہریرہؓ، ابن عمرؓ، عمران بن حصینؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ کے فیض صحبت سے مشرف ہوئے تھے جنکی وجہ سے آپ علم کے پیکر ہوگئے تھے۔ علمی کمالات اور زہد و ورع کیساتھ ابن سیرین بہترین معبر خواب کی حیثیت سے عوام و خواص میں زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔ اس فن میں کمال کیوجہ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت یوسفؑ کو خواب میں دیکھا اور درخواست کی کہ مجھ کو خواب کی تعبیر سکھا دیجئے۔ آپنے فرمایا: منہ کھولو، میں نے منہ کھولا آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالدیا اس واقعہ کے بعد میں خواب کی تعبیر بیان کرنے لگا۔ آپ ماہ شوال ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ اوقفہ ایقافاً ٹھیرانا۔ کھڑا کردینا۔ شفیر ہر چیز کا کنارہ، اشفر ہونٹ ج مشافر جہنم دوزخ (غیر منصرف ہے) نجی نجا (ن) نجاۃ رہائی پانا۔ ص ناج ج نواج، نجوا نجویٰ سرگوشی کرنا۔

تشریح: حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کے پاس لکھا کہ ایاس بن معاویہ اور قاسم بن ربیعہ جرشی کو جمع کر کے امور قضاء میں جو نافع تر ہو اس کو عہدہ قضاء پر مامور کردو۔ عدی بن ارطاۃ نے دونوں کو جمع کیا ایاس نے کہا آپ میرے اور قاسم دونوں کے متعلق فقیہ بصرہ حضرت حسن بصری اور محمد بن سیرین سے دریافت کر لیجئے (کہ ہم میں عہدۂ قضاء کے لائق کون ہے) ان دونوں حضرات کے ہاں قاسم بن ربیعہ کی آمد و رفت تھی اور ایاس انکے پاس آتے جاتے نہ تھے اس لئے قاسم بن ربیعہ کو یقین تھا کہ اگر ان حضرات سے دریافت کیا گیا تو وہ میرے ہی بارے میں مشورہ دیں گے۔ اس لئے قاسم بن ربیعہ نے کہا کہ آپ میرے متعلق دریافت کریں نہ ایاس کے متعلق۔ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بیشک ایاس مجھ سے زیادہ فقیہ اور امور قضاء کے واقف کار ہیں۔ اگر میں اس قسم میں جھوٹا ہوں تب تو مجھے قاضی بنانا کسی طرح زیبا ہی نہیں اور اگر میں سچا ہوں تو تسلیم کرلینا چاہیئے۔ ایاس نے عدی سے کہا: آپ نے ایک شخص کو جہنم کے کنارہ پر کھڑا کیا کہ اس نے جھوٹی قسم کھا کر خود ۔ کو بچالیا ..... جھوٹی قسم سے استغفار کرلے گا اور جس چیز کا خوف تھا اس سے نجات ہوجائے گی۔ عدی نے ایاس سے کہا: جب آپ اس مضمرارادے کو بھی سمجھ گئے تو آپ قاسم سے کہیں زیادہ عہدۂ قضاء کے لائق ہیں چنانچہ عدی نے ایاس ہی کو قاضی بنادیا

الوفاءُ والمحافظةُ والامانةُ

وفا، حفاظت، امانت،

؎ وفا و عہد نکو باشد ار بیاموزی | دگرنہ ہر کہ تو بینی ستمگری داند (حافظ)

کان ابو العاصِ بنُ الربیع بن عبد العزی بن عبد شمس، خَتَنُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بنتہٖ زینبَ تاجرًا تضارَبہ قریش باموالھم، فخرجَ الی الشام سنۃَ الھجرۃِ، فلما قفل عرض لہ المسلمون، وأسروہ، وأخذوا ما معہ، وقدموا بہ المدینۃ لیلًا، فلما صلوا الفجرَ، قامت زینبُ علی بابِ المسجدِ، فقالت: یارسول اللہ، قد أجرتُ ابا العاص وما معہ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: قد أجرنا من أجرتِ، ودفع الیہ ما أخذوہ منہ، وعرض علیہ الاسلام، فأبی وخرجَ الی مکۃَ، ودعا قریشًا. فأطعمھم، ثم دفع الیھم اموالھم، ثم قال: ھل وَفیتُ؟ قالوا: نعم، قد أدیتَ الامانۃ ووفیتَ، قال: اشھدوا جمیعًا، انی اشھدُ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ، وما منعنی ان أسلمَ الا ان یقولوا اخذ اموالنا، ثم ھاجر، فاقرّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی النکاح، وتوفی فی سنۃ اثنتی عشرۃ +

حل لغات: الوفاء (ض) بالوعد پورا کرنا۔ الامانۃ (ک) امین ہونا ص امین ج اُمنا۔ ختن داماد، عورت کی طرف سے رشتے جیسے سسر، سالا ج اختان، ختن (ض، ن) ختنًا۔ الصبی ختنہ کرنا، ان ختونا داماد بنا۔ تضاربہ کسی کے مال سے تجارت کرنا اور نفع میں شریک ہونا اسروہ (ض) اسرًا قید کرنا۔ اسیر قیدی ج اُساری، اُسرٰی کا کل یقال ھٰذا لک باسرہٖ یہ کل تمہارے لئے ہے۔ اجرتُ اجارۃ پناہ دینا ابی (ف۔ ض) اباءً انکار کرنا ص ابی ج اُباۃ

تشریح:- حضرت ابو العاص بن ربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تجارت پیشہ آدمی تھے۔ قریش انکو مضاربت پر مال دیتے تھے اور یہ تجارت کرتے تھے۔ ہجرت کے سال آپ ملک شام کیطرف نکل گئے۔ جب واپس ہوئے تو مسلمان انکے درپے ہوگئے۔ قید کرلیا اور جو کچھ انکے پاس تھا سب لے لیا اور رات میں مدینے لے گئے۔ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو حضرت زینبؓ مسجد کے دروازے پر آئیں اور کہا: یارسول اللہ! میں نے ابو العاص کو پناہ دیدی۔ آپ نے فرمایا: جس کو تونے پناہ دیدی اسکو ہمنے بھی پناہ دیدی اس کے بعد آپنے وہ تمام مال انکو واپس کردیا جو مسلمانوں نے ان کرلے لیا تھا پھر ان پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے انکار کردیا اور مکہ چلے گئے وہاں جاکر قریش کو جمع کیا اور قریش کا جو مال و متاع ان کے پاس تھا وہ سب واپس کرکے کہا: میں نے پورا پورا ادا کردیا؟ قریش نے کہا: ہاں آپنے امانت کا حق ادا کردیا آپنے فرمایا: تم سب شاہد رہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اسکے بعد فرمایا: مجھے اسلام قبول کرنیسے کوئی چیز مانع نہ تھی بجز اس کے کہ تم کہو: ہمارا مال لیکر چلا گیا۔ اس کے بعد آپنے ہجرت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نکاح پر برقرار رکھا اور ۱۲ھ میں آپ نے وفات پائی۔

مَوعِظَةُ النَّملَةِ

چیونٹی کی نصیحت!

رُوِیَ اَن سلیمانَ لما سمِعَ قولَ النملةِ (لا یحطِمنکم سلیمانُ وجنودُہ) قال ائتونی بھا فاتوہ بھا فقال لہ لِمَ حذّرتِ النملَ من ظلمی اما علمتِ انی نبیٌّ عدل فلِمَ قلتِ لا یحطمنکم سلیمانُ وجنودُہ فقالتِ النملةُ اما سمعتَ قولی وھم لا یشعرون ومع ذٰلک انی لم اُرِد حطمَ النفوس وانما اَردتُ حطمَ القلوب خشیتُ ان یَروا ما انعمَ اللّٰہُ بہ علیک من الجاہ والملکِ العظیم فیقعوا فی کفرانِ النعمِ فلا اقلّ من ان یشتغلوا بالنظر الیک عن التسبیح فقال لھا سلیمانُ عِظِینی فقالتِ النملةُ اَعلِمتَ لِمَ سُمِّیَ ابوک داؤد قال لا قالت لانہ داوی جرحةَ قلبِہ وھل تدری لِمَ سُمِّیتَ سلیمان قال لا قالت لانک سلیمُ الصدر والقلب ثم قالت اتدری لِمَ سخّر اللّٰہُ لک الریحَ قال لا قالت اَخبرک اللّٰہ تعالٰی بذٰلک ان الدنیا کلھا ریحٌ فمن اعتمدَ علیھا فکانما اعتمدَ علی الریح ۔

حل لغات لا یحطمنکم (ض) حطماً توڑنا۔ حطمہ دوزخ تیز آگ۔ جنود جمع جند لشکر۔ حذرت تحذیراً خوف دلانا۔ حذر (س) حذراً بچنا، چوکنا رہنا۔ جاہ مرتبہ۔ کفران ناشکری۔ نعم جمع نعمۃ۔ داوی مداواۃً۔ المریض علاج کرنا۔ دوی (س) دُویً بیمار ہونا۔ جرحۃ زخم دیکھو مشکل۔

تشریح: بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ نے چیونٹی کا یہ قول سنا "لا یحطمنکم الخ" نہ پیس ڈالے تم کو سلیمان اور اسکی فوجیں اور انکو خبر بھی نہ ہو۔ تو آپنے فرمایا: اسکو میرے پاس لاؤ۔ خدام اسکو آپکے پاس لائے آپنے اس سے کہا: تونے چیونٹیوں کو میرے ظلم سے کیوں ڈرایا، تو نہیں جانتی کہ میں نبی ہوں عادل ہوں پھر تونے لا یحطمنکم کیوں کہا: چیونٹی: آپنے میرا قول "وہم لا یشعرون" نہیں سنا؟ علاوہ ازیں حطم سے مُراد حطم نفوس (جانوں کا کچلنا) نہیں بلکہ حطم قلوب (دلوں کا شکستہ کرنا ہے) یعنی چیونٹیوں کو ہوشیار کرنے سے میرا یہ مطلب ہی نہ تھا کہ سلیمان اور اس کے لشکر والے تمہاری جانوں کو ضائع کر دیں گے۔ میرا مطلب تو یہ تھا کہ مبادا تمہارے دلوں کو شکستہ کردیں، کیونکہ مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ جو کچھ مراتب عالیہ اور سلطنت عظیمہ خدا نے آپکو انعام کی ہے اسکو یہ تمام چیونٹیاں دیکھیں گی (اور اپنے آپکو اس سے خالی پاویں گی، تو لامحالہ خدا کی ان نعمتوں کی ناشکری کریں گی جو ان پر ہیں ورنہ کم از کم آپکو اور آپکے لشکر والوں کو دیکھکر خدا کے ذکر اور تسبیح سے تو رُک جاویں گی۔ آپنے چیونٹی سے کہا: مجھے نصیحت کر۔ چیونٹی نے کہا: آپکو معلوم ہے۔ آپکے والد کا نام داؤد کیوں رکھا گیا؟ آپ نے فرمایا: نہیں، چیونٹی نے کہا: اس لئے کہ انہوں نے اپنے قلب کے زخم کا علاج کیا ہے۔ اور جانتے ہو کہ آپ کو سلیمان کے ساتھ کیوں موسوم کیا گیا؟ آپنے فرمایا: نہیں، چیونٹی نے کہا: اس لئے کہ آپ سلیم الصدر اور سلیم القلب ہیں اور جانتے ہو اللہ نے آپ کیلئے ہوا کو کیوں مسخر کیا؟ آپ نے فرمایا: نہیں: چیونٹی نے کہا: اس سے یہ بتلایا ہے کہ دنیا کل کی کل ہوا (کے مثل) ہے جس نے دنیا پر اعتماد کر لیا اس نے گویا ہوا پر اعتماد کر لیا:

(فائدہ) چیونٹی کے قول کی حکایت میں حق تعالیٰ کا ارشاد "یا ایہا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وہم لا

یشعرون" کلام کی گیارہ اجناس ندا، کنایہ، تنبیہ، تسمیہ، امر، قصہ، تحذیر، خاص، عام، اشارہ اور عذر پر مشتمل ہے پس "یا" ندا ہے اور "أیّ" کنایہ ہے اور "ھا" تنبیہ ہے اور "النمل" تسمیہ ہے اور "ادخلوا" امر ہے اور "مساکنکم" قصہ ہے اور "لا یحطمنکم" تحذیر ہے اور "سلیمان" تخصیص ہے اور "جنودہ" تعمیم ہے اور "ہم" اشارہ ہے اور "لا یشعرون" عذر ہے پھر اس آیت میں پانچ حقوق کی ادائیگی کی طرف اشارہ بھی ہے یعنی اللہ کا حق، رسول کا حق، اپنا حق، رعیت کا حق اور سلیمان علیہ السلام کے لشکر کا حق (اتقان):۔

(تنبیہ) علماء حیوانات نے سالہا سال جو تجربے کئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حقیر ترین جانور اپنی حیات اجتماعی اور نظام سیاسی میں بہت ہی عجیب اور شئون بشریہ سے بہت قریب واقع ہوا ہے، آدمیوں کی طرح چیونٹی کے خاندان اور قبائل ہیں ان میں تعاون باہمی کا جذبہ، تقسیم عمل کا اصول اور نظام حکومت کے ادارات نوع انسانی کے مشابہ پائے جاتے ہیں، محققین یورپ نے مدتوں ان اطراف میں قیام کر کے جہاں چیونٹیوں کی بستیاں بکثرت ہیں بہت قیمتی معلومات بہم پہنچائی ہیں (حاشیہ عثمانی)

الشرُّ یَبْدَءُہٗ فی الاصلِ اَصغرُہٗ

(دراصل چھوٹا شر بڑے شر کا آغاز کرتا ہے)

یہ عنوان ایک شعر کا مصرعہ ہے پورا شعر یوں ہے ؎ الشرُّ یَبْدَءُہٗ فی الاصلِ اصغرُہٗ ❊ ولیس یَصْلیٰ بنار الحرب جانیہا، لڑائی کو اوّل دفعہ تھوڑا تکرار و فساد پیدا کرتا ہے اور لڑائی کی آگ میں وہ شخص جو لڑائی کا باعث ہوتا نہیں گرتا یعنی وہ بچ رہتا ہے اور اوروں پر مصیبت آتی ہے ا ھ

حذر کن زیپکار کمتر کسے ❊ کہ از قطرہ سیلاب دیدم بسے :۔

من العجائب اَنّ اہلَ قریتَین قُتِلوا بالسیفِ عن اٰخرِہم بسببِ قطرۃٍ من عسلٍ، وسببُ ذٰلک ان رجلاً نحالاً فی قریۃٍ اخذ ظرفاً من العسلِ لیَبیعَہٗ فی قریۃٍ اُخریٰ، فجاء الیٰ زیّاتٍ وفتح الظرفَ لیُریہِ العسلَ، فقطرت من العسل قطرۃٌ علَی الارضِ، فانقضَّ علیہا زنبورٌ فخطفتہٗ قطۃٌ، فخطف القطۃَ کلبٌ، وکانت القِطّۃُ للزیّاتِ، والکلبُ للعسّال، فلما رأی الزیّاتُ انّ الکلبَ افترس لِقطّتہٖ، ضَرَبَ الزیّاتُ الکلبَ فقتلہٗ، فلمّا رأی العسّالُ کلبَہٗ قد قُتِلَ ضرب الزیّاتَ فقتلہٗ، فلمّا رأی ولدُ الزیّاتِ اَنّ اباہ قد قُتِلَ ضربَ العسّالَ فقتلہٗ فلمّا سمِعَ اہلُ القریتین بقتلِ الرجلَین، لبِسوا عُدّۃَ حربِہم، ولازالوا یقتتلون حتی فنوا تحت السیفِ عن اٰخرہم، وکان سببُہٗ قطرۃَ عسلٍ کما قیل: ومُعظمُ النارِ من مُستصغرِ الشررِ

حل لغات

بدأ (ف) بدأ شروع کرنا۔ اَبدأ۔ اللہ پیدا کرنا ص بادی۔ مبدی۔ من آخرھم حالیت کی بنا پر محلاً منصوب ہے اے حال کونہم ناشیئین من اولہم الی آخرہم۔ جار اوّل اور مجرور ثانی کو برائے تخفیف حذف کر دیا گیا۔ نحّالا نحل کی طرف منسوب ہے جیسے تمار لبان۔ نحل شہد کی مکھی۔ نحال شہد فروش۔ زیات زیتون کا تیل بیچنے والا۔ زیت زیتون کا تیل ج زیوت۔ زات (ض) زیتا۔ الطعام کھانے میں زیتون کا تیل ڈالنا۔ لیُریَہٗ لام امر کی ہے اور یُری ارارۃ کی مضارع کا واحد غائب ہے۔ ارارۃ دکھانا۔ قطرت (ن) ٹپکنا۔ انقض۔ الجدار دیوار کا پھٹنا۔ زنبور بھڑ۔ خطفتہ (س۔ن) خطفا اُچک لینا۔ البرق البصر چندھیا کر دینا۔ السمع چوری سے سننا۔ خطاف چور۔ قِطّۃ بلی، قط بلا ج قطاط۔ قططۃ۔ کلب کتا دیکھو صلا عسّال شہد فروش دیکھو ص۹۵ افترس۔ الاسد فریستہ گردن توڑ دینا۔ لَمَۃ سامان جنگ ج لُمَذ۔ عَدوان، عَدا۔ شمار کرنا۔ فنوا (س) فناءً معدوم ہونا۔ شرر چنگاری۔

تشریح:۔ عجیب بات ہے کہ دو گاؤں والے اوّل سے آخر تک صرف ایک قطرہ شہد کی وجہ سے فنا ہو گئے۔ صورت یہ ہوئی کہ ایک شہد فروش نے شہد سے بھرا ہوا برتن دوسرے گاؤں میں فروخت کرنے کیلئے لیا اور کسی زیت فروش کے پاس آکر شہد دکھانے کیلئے برتن کھولا تو شہد کا ایک قطرہ زمین پر ٹپک گیا۔ بھڑ نے شہد کا قطرہ دیکھا تو اس پر لوٹ پڑی۔ پھر کو بلی نے اُچک لیا بلی کو کتے نے جھپٹ لیا۔ بلی زیات کی تھی اور کتا شہد فروش کا۔ جب زیات نے دیکھا کہ کتے نے بلی کی گردن مروڑ ڈالی تو اس نے کتے کو ختم کر دیا۔ شہد فروش نے دیکھا کہ کتا ختم کر دیا گیا تو اس نے زیات کو مار ڈالا زیات کے لڑکے نے دیکھا کہ میرا باپ قتل کر دیا گیا ہے تو اس نے شہد فروش کو ختم کر دیا۔ جب گاؤں والوں نے دو آدمیوں کے قتل کی خبر سنی تو سب جنگی سامان پہن کر تیار ہو گئے اور آپس میں لڑتے رہے یہاں تک کہ اوّل سے آخر تک سب تہ تیغ ہو گئے۔ اس پوری جنگ کا سبب ایک قطرہ شہد تھا۔ سچ ہے بیشتر آگ کے شعلے چھوٹی سی چنگاری سے بھڑک اٹھتے ہیں:۔ ؎ لا تحقرن صغیرۃ ٭ ان الجبال من الحصی

النجابة

شرافت

؎ نِعَمُ الالٰہ علی العباد کثیرۃٌ ٭ واجلّھن نجابۃ الاولاد

قال الیزیدی: اولُ ماظھرَ من نجابۃِ المامون وسَدادِہ انی کنتُ اُؤدِّبہ فوجّھتُ الیہ یومًا لیخرج فابطأ، فقلتُ لسعید الجوھری، وھو فی حجرۃ: ان ھذا الفتی قد اشتغلَ بالبَطالۃِ، فقال سعید: قوِّمہ بالادب، فلما خرجَ، ضربتُہ ثلاثَ دُرَرٍ فانہ لیَبکی، اذا بجعفر بن یحییٰ قد استاذنَ علیہ، فوثبَ الی فِراشِہٖ مُسرِعًا، وھو یمسح عینیہ فجلسَ، ثم قال لیدخُل فدَخل فقمتُ من المجلس وخَشیتُ ان یَشکونی الی جعفرٍ فالقی منہ ما اکرہُ، فاَقبلَ علیہ بوجہٍ طَلقٍ، وحادثہٗ وضاحکہ، فلمّا ھمَّ بالحرکۃِ قال یاغلام! دابّتَہٗ، ورَجعتُ فقال ماحَملک ان قمتَ عنّا؟ فقلتُ: خِفتُ ان تشکونی الیہ، فیوبّخنی، فقال: انا للہ، یا ابا محمد ماکنتُ اُطلِعُ الرشیدَ علیٰ ھٰذا، فکیف اطلع جعفرًا علیٰ انی احتاج الی ادب، یغفر اللہ لک، فکنتُ اَھابہ بعد ذٰلک

حل لغات النجابۃ (ک) شریف الاصل ہونا ص نجیب الیزیدی دیکھو مقدمہ صـ۳ سداد درستی اور راستی در کردار وگفتار
سدّ (س، ض) سُدَدًا۔ سدادًا درست ہونا۔ انسد۔ بند ہونا۔ سد مسدّہ قائم مقام ادّب تادیبًا ادب سکھلانا۔
ادب (ک) ادبًا دانشمند ہونا (ض) دعوت کا کھانا تیار کرنا۔ اُدبہ، مادُبہ۔ کھانا جو دعوت کیلئے تیار کیا جائے ج مادب۔ اُدب۔ اخلاقی ملکہ جو
ناشائستہ باتوں سے روکے ج آداب۔ ابطأ دبطأ (ک) بُطأ، بطوءً دیر کرنا ص بطیٔ۔ الفتی نوجوان۔ غلام ج فتیان۔ فتی (س) فتی جوان ہونا۔
البطالۃ۔ بیکاری دیکھو صـ۹۵ درّۃ جمع دِرَرۃ کوڑا۔ اُدرّ علیہ الضرب لگاتار مارنا۔ جعفر بن یحییٰ ابو الفضل برمکی ہارون الرشید کا وزیر تھا! انتہائی
ذکی وزاہن فصیح و بلیغ۔ جود و سخا کا پیکر۔ قتل ببغداد ۱۸۷ھ دَبّ (ض) دبیبًا اُٹھنا کودنا۔ دابۃ فعل محذوف کا مفعول ہے اے احضر دابۃ
دابہ چوپایہ۔ سواری ج دواب۔ دبّ (ض) دَبًّا۔ دبیبًا رینگنا۔ ہاتھوں یا پیروں کے بل چلنا۔ فیو جُنی تو بیخًا جھڑکنا۔ اہابہ، ہیبۃ ڈرنا۔

تشریح:۔ یزیدی نے بیان کیا ہے کہ مامون کی شرافت سے جو علامت سب سے پہلے ظاہر ہوئی وہ یہ تھی کہ میں اسکو (گفت شنید نشست و برخاست کا)
ادب سکھلاتا تھا۔ ایک روز میں نے اس کے پاس (اسکو بلانے کیلئے ایک آدمی) بھیجا۔ اس نے آنے میں تاخیر کی۔ میں نے سعید جوہری سے جس کی
تربیت میں مامون تھا کہا: یہ لڑکا تو بیکاری میں مصروف رہنے لگا۔ سعید نے کہا: اسکو ٹھیک کر دیجئے۔ سعید باہر گیا تو میں نے اسکے تین
قمچیں لگا دی وہ رونے لگا (ابھی رو ہی رہا تھا کہ) اچانک جعفر بن یحییٰ آپہنچا اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ مامون فوراً بستر کیطرف لپکا اور آنکھوں
سے آنسوؤں کو پونچھ پانچھ کر بیٹھ گیا اور کہا: تشریف لائیے۔ جعفر بن یحییٰ اندر آیا اور میں مجلس سے کھسک لیا مجھے یہ خوف ہوا کہ مبادا
مامون جعفر سے میری شکایت کر دے اور مجھے اس کی ڈانٹ ڈپٹ سُننی پڑے۔ مگر مامون جعفر کیطرف خندہ پیشانی کے ساتھ مخاطب ہوا اور بات چیت
ہنسی مذاق سب کچھ کرتا رہا جعفر نے سواری طلب کی (اور سوار ہو کر واپس ہو گیا۔ اس کے بعد) میں واپس ہوا۔ مامون نے مجھ سے کہا: آپ کس
لئے اُٹھ کر چلے گئے تھے؟ میں نے کہا اس لئے کہ مبادا تو اس سے شکایت کر دے اور وہ مجھے سرزنش کرتے۔ مامون نے کہا: انا للہ وانا الیہ
راجعون: اے ابو محمد جعفر تو جعفر، اس کی اطلاع ہارون کو بھی نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں میں تو ادب کا بے حد محتاج ہوں۔ اللہ آپ کو معاف
کرے"۔ یزیدی کہتا ہے کہ میں اس کے بعد اس سے ڈرتا رہتا تھا"۔

قَالَ ابْنُ الْكَلْبِي، قَدِمَ اَوْسُ بْنُ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ الطَّائِيُّ وَحَاتِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الطَّائِيُّ عَلَى النُّعْمَانِ بْنِ الْمُنْذِرِ، فَقَالَ لِاِيَاسِ بْنِ قَبِيصَةَ الطَّائِيِّ، اَيُّهُمَا اَفْضَلُ؟ قَالَ، اَبَيْتَ اللَّعْنَ اَيُّهَا الْمَلِكُ، اِنِّي مِنْ اَحَدِهِمَا، وَلٰكِنْ سَلْهُمَا عَنْ اَنْفُسِهِمَا، فَاِنَّهُمَا يُخْبِرَانِكَ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَوْسٌ فَقَالَ، اَنْتَ اَفْضَلُ اَمْ حَاتِمٌ؟ فَقَالَ، اَبَيْتَ اللَّعْنَ، اِنَّ اَدْنٰى وَلَدِ حَاتِمٍ اَفْضَلُ مِنِّيْ، وَلَوْ كُنْتُ اَنَا وَوَلَدِيْ وَمَالِيْ لِحَاتِمٍ لَاَ نْهَبَنَا فِيْ غَدَاةٍ وَاحِدَةٍ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ حَاتِمٌ، فَقَالَ لَهٗ، اَنْتَ اَفْضَلُ اَمْ اَوْسٌ؟ فَقَالَ، اَبَيْتَ اللَّعْنَ، اِنَّ اَدْنٰى وَلَدٍ لِاَوْسٍ اَفْضَلُ مِنِّيْ، فَقَالَ النُّعْمَانُ، هٰذَا وَاللهِ السُّوْدَدُ، وَاَمَرَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةً مِنَ الْاِبِلِ۔

حل لغات ابن الکلبی دیکھو مقدمہ صـ۳۱ اوس بن حارثہ لام الطائی۔ ابو بجیر عربوں میں ایک مشہور سخی جری شخص تھا
مات ۶۰۰ء حاتم بن عبد اللہ طائی سخی ذکرہ انشاء اللہ، ابیت اللعن ایام جاہلیہ کے بادشاہوں کا تحیہ ہے سب

پہلے اس تحیہ کیساتھ شاہ قحطان کو یاد کیا گیا ہے۔ لاہبنا لام کلمہ لو کا جواب ہے۔ اتہب اتہابٌ ہبی کا واحد غائب ہے اور نا ضمیر جمع متکلم مفعول ہے لے لو ہبنا کلما مرۃ واحدۃ السودد سرداری، بلند مرتبہ، سادد ن سیادۃً، سُوْدُدًا شریف بزرگ ہونا۔ سید سردار ج سادۃ۔

تشریح:۔ ابن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ اوس بن حارثہ طائی اور حاتم بن عبداللہ طائی دونوں نعمان بن منذر کے پاس آئے۔ نعمان نے ایاس بن قبیصہ طائی سے کہا: ان میں کون افضل ہے؟ ایاس نے کہا: باعث لعنت امور سے اللہ آپکی حفاظت فرمائے: میں تو انہیں میں کا ایک ہوں۔ آپ انہیں سے دریافت کر لیجئے کیونکہ یہ خود بھی آپ کو صحیح صحیح بتلا دیں گے۔ پس نعمان کے پاس اوس بن حارثہ آیا تو نعمان نے اس سے پوچھا: تو افضل ہے یا حاتم؟ اس نے کہا ابیتَ اللعنَ! حاتم کی ادنیٰ سے ادنیٰ اولاد بھی مجھ سے بہتر ہے اگر میں اور میری اولاد اور میرا مال سب حاتم کی ملکیت ہو تو ایک ہی روز میں ہم سب کو ہبہ کر ڈالے اس کے بعد حاتم آیا۔ نعمان نے اس سے بھی یہی پوچھا "تو افضل ہے یا اوس؟ حاتم نے کہا: ابیت اللعن! اوس کی ادنیٰ سے ادنیٰ اولاد بھی مجھ سے بہتر ہے۔" نعمان نے کہا: واللہ یہ سب بلند رتبہ اور سردار ہیں اس کے بعد ہر ایک کے لئے ایک ایک سو اونٹ کا حکم دیا۔

لا يتقى من نباح الكلب إلا بكسرة خبزة تلقى إليه

کتے کی بھوں بھوں سے روٹی کا ٹکڑا ڈالے بغیر نہیں بچ سکتا!

جلس المهدی هو ابن المنصور ثالث خلفاء بنی العباس مولده سنة سبع وعشرين ومائة وكان ملكه عشر سنين وشهرًا ونصفًا. مات فی سنة تسع وستين ومائة وعاش ثلاثًا واربعين سنة وصلّى عليه ولده هارون الرشيد جلوسًا عامًّا، فدخل عليه رجلٌ وبيده منديلٌ فيه نعلٌ، فقال يا امير المؤمنين هٰذه نعلُ رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اهديتُها لك، فاخذها منه، وقبّلها ووضعها على عينيه، واعطاه عشرة آلاف درهم، فلما خرج، قال لجلسائه، ما ترون؟ انى أعلم انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يرها فضلًا عن ان يكون قد لبسها ولو كذّبناه لقال للناس: أتيتُ امير المؤمنين بنعلِ رسول الله صلى الله عليه وسلم فردّها علىّ، وكان من يُصدّقه اكثر ممن يكذّبه، اذا كان من شانِ العامّةِ الميل الى أشكالها والنصرة للضعيف على القوى وان كان ظالمًا فاشترينا لسانه وقبلنا هديته، وصدّقنا قوله، وكان الذی فعلناه اربح وانجح۔

حل لغات لا یتقی اتقاء بچنا، محفوظ رہنا۔ نباح کتے کی آواز نبح (ف ض) نباحًا کتے کا بھونکنا ص نابح ج نوابح، نبّح۔ کلب دیکھو مثلا کسرۃ ٹکڑا ج کسر (ض) کسرًا توڑنا کسر ایک سے کم جیسے تہائی چوتھائی ج کسور۔ خبزۃ روٹی خبز (ض) خبزًا روٹی پکانا۔ القوم روٹی کھانا۔ خباز نانبائی۔ منديل رومال ج مناديل۔ تمندل و تندل رومال سے پونچھنا۔ نعل جوتا۔ ہر وہ چیز

جس سے قدم کو چھپایا جائے ج نعال۔ نعل (س) نعلاً جوتہ پہننا۔ الدابۃ نعل لگانا۔ قبّل تقبیلاً بوسہ دینا فضلاً مصدر ہے جو اہل عرب کے قول فضل عن المال کذا" اذا ذہب اکثرہ وبقی اقلہ سے ماخوذ ہے،

یہ ادنیٰ اور اعلیٰ دو چیزوں کے درمیان اس امر پر تنبیہ کرنے کے لئے واقع ہوتا ہے کہ نفی اعلیٰ کے وقوع سے ادنیٰ کی نفی ہو جائے۔ اس لئے اس کا نفی کے بعد واقع ہونا ضروری ہے خواہ نفی صریحی ہو یا نفی ضمنی، ابو علی فارسی کے نزدیک اس کے منصوب ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ فعل مقدر سے مفعول مطلق ہونیکی بنا پر منصوب ہے تقدیر عبارت یوں ہے "فضل انتفاء الرؤیۃ فضلاً عن انتفاء التلبس" بعض حضرات نے ذکر کیا ہے کہ جس ترکیب میں فضلاً واقع ہو وہ "فما تنفعہم شفاعۃ الشافعین" کے قبیل سے ہوتی ہے بایں معنی کہ جیسے اس میں قید اور مقید دونوں کی نفی ہے یعنی ان کے لئے نہ شافعین ہیں اور نہ نفع شفاعت ہے اسی طرح مثال" فلان لایملک درہما فضلاً عن دینار" کا مطلب یہ ہے کہ فلاں درہم ہی کا مالک نہیں ہے چہ جائیکہ وہ دینار کا مالک ہو۔ ارجح بہتر، انجح انسب، نجح (ف) نجحاً سہل اور آسان ہونا۔ نجح درست رائے۔

تشریح:- ایک مرتبہ خلیفہ مہدی نے (خلفاء عباسیہ میں سے تیسرا خلیفہ ہے۔ اسکی پیدائش ۱۲۷ھ میں ہے اور مدت خلافت ساڑھے دس سال ہے ۴۳ سال کی عمر میں ۱۶۹ھ میں وفات پائی اور جنازہ کی نماز اس کے لڑکے ہارون رشید نے پڑھائی ہے) دربار عام کیا تو ایک شخص نے جس کے ہاتھ میں رومال میں لپٹا ہوا جوتا تھا آکر کہا: امیر المؤمنین! یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل مبارک ہے۔ آپ کو ہدیہ کرنا چاہتا ہوں۔ مہدی نے اس کو بوسہ دیا آنکھوں سے لگایا اور اس کو دس ہزار درہم پیش کر دیئے۔ جب وہ چلا گیا تو مہدی نے اپنے ہم نشینوں سے کہا: میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیکھا بھی نہ ہو گا چہ جائیکہ آپ نے پہنا ہو۔ لیکن اگر ہم اس کی تکذیب کر دیتے تو لوگوں سے کہتا کہ میں امیر المؤمنین کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل مبارک لے کر گیا مگر اس نے قبول نہیں کی اور اسکی تصدیق کرنے والے تکذیب کرنیوالوں کی نسبت زیادہ ہوتے کیونکہ عوام کا میلان اس قسم کی چیزوں کی طرف اور قوی سے ضعیف کی نصرت کی طرف اگرچہ وہ ظالم ہی ہو زیادہ ہوتا ہے۔ پس ہم نے اس کے ہدیہ کو قبول کر کے اس کی زبان خرید لی۔ اور اس کی بات کو سچ مان لیا۔ یہ جو کچھ ہم نے کیا ہے یہی ادنیٰ وانسب ہے ؎ بعذر توبہ تواں رستن از عذاب خدا ٭ و لیک می نتواں از زبان مردم رست

فضل العلماء على الملوك
بادشاہوں پر علماء کی فضیلت

علم داند بادریس و بقارون زر و سیم ٭ شد یکے فوق سماک و دگرے تحت سمک

حكى المسعودي في شرح المقامات ان المهدي لما دخل البصرة رأى اياس بن معاوية وهو صبيٌّ وخلفه اربعمائة من العلماء واصحاب الطيالسة واياسٌ يقدمهم فقال المهدي أفٍ لهؤلاء اما كان فيهم شيخٌ يقدمهم غير هذا الحدث ثم ان المهدي التفت اليه وقال كم سنك يا فتى قال سني اطال الله بقاء امير المؤمنين سن اسامة

بن زید ابن حارثة لمّا ولّاه رسول الله صلی الله علیه وسلم جیشًا فیهم ابو بکر وعمر فقال له تقدّم بارك الله فیك

(قلتُ) الصوابُ ان ایاسًا لم یُدرك زمانَ المهدی قال الحافظ الذهبی فی التاریخ الکبیر ان ایاسا قاضیَ البصرة توفی

فی زمن بنی امیة سنة مائة وتسع عشرة ولم یلحق دولة بنی العباس ویقال سنة اذ ذاك سبع عشرة سنة

ولّاه قضاءَ البصرة عمرُ بن عبد العزیز رضی الله عنه وحسبُك بمَن یختاره عمرُ بن عبد العزیز لهذا المنصب

حلِ لغات المسعودی عبدُ الرحمٰن بن عتبہ بن عبد اللہ بن مسعود کوفی۔ جلیل القدر تبع تابعین میں سے ہیں اور تصنیف میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔ "مروج الذہب" "شرح مقامات" آپ ہی کی تصانیف ہیں۔ صبی بچہ دیکھو صـ٣٩ الطیالسة جمع طیلسان سبز چادر جس کو مشائخ، علماء، شرفاء استعمال کرتے تھے۔ اُف لغۃ تراشہ۔ ناخن یا کان کے مَیل کو کہتے ہیں۔ عرفاً گھبرا اُٹھنے یا کسی چیز کو ناپسند کرنے کے وقت استعمال میں آتا ہے۔ مؤلف "بسیط" نے اسمیں اُنتالیس لغتیں درج کی ہیں۔ قرآن میں یہ لفظ اُفٍّ، اُفَّ، اُفُّ ہر طرح پڑھا گیا ہے اُف (ن، ض) اَفًا بیقراری کی وجہ سے اُف اُف کہنا۔ شیخ دیکھو صـ٥ الحدث دیکھو صـ٥٦ منک سن عمر۔ اسامہ بن زید بن حارثہ ابو زید کلبی تنوخی مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلقاء کی طرف ایک دستہ کا امیر بنا کر بھیجا تھا اسوقت آپ کی عمر بیس سال سے بھی کم تھی ٧٥ سال کی عمر میں ٥٤ھ میں وفات پائی۔ الحافظ الذہبی شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن قایماز دمشقی مولود ٦٧٣ھ متوفی ٧٤٨ھ محدث کبیر و مورخ شہیر تھے۔ فن رجال میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ یوں تو آپ کی جملہ تصانیف علمی شاہکار ہیں "تاریخ اسلام" (٢٠ جلد) "تاریخ النبلاء" (٢٠ جلد) مختصر تاریخ ابن عساکر (١٠ جلد) طبقات الحفاظ، الدول الاسلامیہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

تشریح:

مسعودی نے شرح مقامات میں نقل کیا ہے کہ جب خلیفہ مہدی بصرہ آیا تو ایاس بن معاویہ کو دیکھا کہ ایک نوعمر نوجوان ہے جس کے پیچھے چار سو علماء، فضلاء، شرفاء ہیں اور یہ سب سے آگے ہے۔ مہدی نے کہا: افسوس ہے ان لوگوں پر۔ کیا انہیں اس نوجوان کے علاوہ کوئی سن رسیدہ بزرگ نہ تھا جو آگے ہوتا۔ اس کے بعد مہدی نے ایاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا: صاحبزادے! تمہاری عمر کیا ہے؟ ایاس نے کہا امیر (عمر اللہ امیر المؤمنین کی حیات دراز کرے) حضرت اسامہؓ بن زید بن حارثہؓ کی عمر کے برابر ہے، جبکہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کا سردار بنایا تھا جس میں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ مہدی نے کہا، تقدم بارک اللہ فیک (اس سے معلوم ہوا کہ ایاس نے مہدی کا زمانہ پایا ہے اور ملاقات بھی کی ہے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایاس نے مہدی کا زمانہ نہیں پایا۔ چنانچہ حافظ ذہبی نے تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ایاس جو بصرہ کے قاضی تھے انکی وفات بنو امیہ کے زمانہ میں ١١٩ھ میں ہوئی ہے اور دولت عباسیہ کو نہیں پایا کہا جاتا ہے کہ اسوقت آپکی عمر صرف ١٧ سال کی تھی حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے آپکو بصرہ کا قاضی بنایا تھا حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا آپکو عہدۂ قضا کیلئے منتخب کرنا آپ کے فضل و کمال اور بلند پایہ ہونے کیلئے کافی ہے۔

فائدہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک موقعہ پر کسی جگہ ایک دستہ فوج بھیجنا تھا اسی سلسلہ میں آپ نے اس دستہ کے ہر ہر شخص سے قرآن پڑھوا کر سنا ان میں ایک شخص سب سے کم عمر تھا آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تجھے قرآن کتنا یاد ہے؟ اس نے عرض کیا: فلاں فلاں سورہ اور سورۂ بقرہ یاد ہے، آپ نے فرمایا: جا تو ان سب کا امیر ہے،

، حافظ ابن عساکر نے (ج ۱ ص ۱۲۰) بطریق زہری حضرت عروہ سے روایت کی ہے کہ حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یبنیؔ والوں پر یلغار کرنے اور انہیں جلا دینے پر مامور کیا۔ فرمایا: اللہ کا نام لو اور روانہ ہو جاؤ لیا، ہوا جھنڈا حضرت بریدہ کو دیدیا گیا وہ اسے لیکر حضرت اُسامہؓ کے گھر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت اُسامہؓ نے مقام جرف پر پڑاؤ کیا اور "سقایہ سلیمان" کو چھاؤنی بنایا گیا لوگ نکل نکل کر آنے لگے۔ پُرانے کبار مہاجرین میں سے کوئی مہاجر ایسا نہ تھا جو اس لشکر میں شامل نہ کیا گیا ہو۔ مہاجرین میں سے حضرت عمرؓ، ابو عبیدہ، سعد بن ابی وقاص سعید بن زید وغیرہم انصار میں سے حضرت قتادہ بن نعمان، سلمہ بن اسلم شامل تھے کچھ مہاجرین نے جن میں حضرت عیاش بن ربیعہ پیش پیش تھے کہا: بھلا یہ نوعمر (اسامہ) مہاجرین کا سردار بنایا جارہا ہے؟ اس بات کا خاصہ چرچا ہونے لگا حضرت عمرؓ نے یہ بات حضورؐ تک پہنچائی۔ حضورؐ سُن کر غضبناک ہوئے۔ (مرض کی شدت کی بناء پر) سرِ اقدس پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ جسم اطہر چادر میں ملبوس تھا) مگر اسی حال میں) منبر تک تشریف لائے اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا:۔ لوگو! میں نے اسامہ کو امیر لشکر بنایا ہے اسکے متعلق میں کیا سُن رہا ہوں؟ بخدا اُسامہ کے امیر بنائے جانے پر اعتراض ایسا ہی ہے جیسے اس کے باپ کی امارت پر۔ حالانکہ وہ زید بھی امارت کا اہل تھا اور اس کا بیٹا بھی اہل ہے۔ اس کے بعد منبر سے اُترے اور گھر میں تشریف لے گئے یہ ہفتہ کا روز اور ربیع اوّل کی دس تاریخ کا واقعہ ہے۔ خلیفہ مہدی کے مسطورہ بالا سوال میں جو لطیف طعن تھا۔ حضرت ایاس خداداد فراست سے اسکو فوراً سمجھ گئے اور حضرت اسامہؓ کیطرف اشارہ کرکے آپ نے سمجھایا کہ "بزرگی بعقل ست نہ بہ سال"

نہ ہر کس سزاوار باشد بصدر ❁ کرامت بفضلست و رتبت بقدر

دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا ❁ آسماں آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا

وَيُذكر عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه انه مَرّ يومًا في السوق على المشتغلين بتجاراتهم فقال: انتم هٰهنا؟ وميراثُ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم يُقسمُ في المسجد، فقاموا سِراعًا، فلم يجدوا فيه الا القرآن والذكر ومجالس العلم، فقالوا: اين ماقلتَ يا ابا هريرة! فقال: هذا ميراثُ محمدٍ صلى الله عليه وسلم يُقسم بين ورثته، وليس مواريثه دنياكم، قيل للخليل ابن احمد: ايهما افضلُ؟ العلمُ او المالُ، قال: العلمُ، قيل له: فما بالُ العلماءِ؟ يزدحمون على ابواب الملوك، والملوكُ لايزدحمون على ابواب العلماءِ، قال: ذلك لمعرفة العلماءِ بحق الملوك وجهلِ الملوكِ بحقِ العلماءِ۔

حلِ لغات ابوہریرہؓ مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ آپکے نام میں تقریباً ۳۰ قول ہیں۔ صحیح قول یہ ہے کہ آپ کا نام عبدالرحمٰن بن صخر ہے زمانہ جاہلیت میں آپکا نام عبد شمس تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام بدلکر عبدالرحمٰن رکھا تھا۔ امام شافعیؒ کا بیان ہے کہ آپکے زمانہ میں آپ سے زیادہ حافظ حدیث کوئی نہ تھا۔ آپنے ۷۸ سال کی عمر میں ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ دقول ابن الملقن بعسقلان[1] نزلہ" **تشریح**:۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ابوہریرہؓ بازار میں ان لوگوں کے پاس سے گزرے جو اپنی تجارتوں میں مشغول تھے آپنے فرمایا: تم لوگ یہاں (تجارتوں میں مشغول) ہو اور مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے (یہ سُنکر) لوگ فوراً اُٹھ

[1] عسقلان اور رملہ کے درمیان فلسطین میں ایک مقام ہے

کھڑے ہوئے دیکھا تو وہاں قرآن حکیم، ذکر خدائے عزوجل، مجالس علمیہ کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا۔ لوگوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا، آپنے جو کہا تھا وہ کہاں ہے؟ آپنے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث یہی تو ہے جو آپکے ورثہ کے درمیان تقسیم کیجا رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تمہاری دُنیا نہیں ہے۔ خلیل بن احمد سے دریافت کیا گیا علم بہتر ہے یا مال؟ آپنے کہا، علم، سوال ہوا کہ پھر علماء کو کیا ہوا کہ بادشاہوں کے دروازوں پر بھیڑ لگاتے ہیں اور بادشاہ علماء کے دروازوں پر بھیڑ نہیں لگاتے۔ خلیل نے کہا: اسکی وجہ یہ ہے کہ علماء بادشاہوں کے حقوق سے واقف ہیں اور بادشاہ انکے حقوق سے ناواقف

لا تعملوا بقول احد من غير تدبر

کسی کی بات پر بے سوچے سمجھے عمل مت کرو!

؎ قول کس چوں بشنوی در وے تأمل کن تمام ❊ صاف را بردار و دردی را رہا کن والسلام

حدث الشعبي قال: صاد رجلٌ قُمريةً فقالت: ما تُريد ان تصنعَ؟ قال اذبحُك، و آكلك، فقالت: والله ما اشبعُ من جوعٍ، وخيرٌ لك من اكلي ان أُعلِمكَ ثلثَ خصالٍ واحدةٌ وانا في يديكَ، والثانيةَ وانا على الشجرة، والثالثةَ وانا على الجبل، قال: هاتِ قالت: لا تلهفنَّ على ما فات، فخلّى سبيلها. فلما صارت على الشجرة، قالت: لا تصدِّقنَّ بما لا يكونُ انَّهُ سيكون، فلما صارت على الجبل، قالت له: يا شقيُّ لو ذبحتني، اخرجتَ من حوصلتي دُرَّتين، كلُّ واحدةٍ عشرون مثقالاً قال: فعضَّ الرجلُ على شفتيهِ تلهُّفاً ثم قال هاتِ الثالثَ. فقالت: انتَ قد نسيتَ ثنتَين، فكيف اخبرك بالثالثة، الم اقُلْ لكَ: لا تلهفنَّ على ما فاتَ ولا تُصدِّقنَّ بما لا يكونُ انهُ سيكُونُ انا، ولحمي، ودمي وريشي لا يكون في عشرون مثقالاً، فكيف يكونُ في حوصلتي دُرّتان كلُّ واحدة عشرون مثقالاً، ثم طارت. وذهبت +

حل لغات الشعبي دیکھو ص۵۹ صاد (ض) صَيداً شکار کرنا۔ صیاد شکاری، قُمرية فاختہ کی مانند ایک مشہور پرندہ ہے۔ ج قماری، اذبحک دیکھو ص۶ اشبع اشباعاً ـ ء کھلا کر شکم سیر کرنا۔ شبع (س) شبعاً شکم سیر ہونا۔ شبعان شکم سیر۔ شِبْع کھانے کی وہ مقدار جو سیر کر دے، جوع بھوک، جاع (ن) جُوعاً بھوکا ہونا ص جائع ج جياع ہات اسم فعل ہے بمعنی اعطني بقول بعض اس کی اصل آت ہے۔ ہمزہ کو ہا سے بدل دیا گیا جیسے ہیا اور ہراق میں یؤیدہ قول العرب ما اہاتیک لا تلهفن (س) لہفاً غمگین ہونا۔ افسوس کرنا ص لہف۔ لہیف۔ لہفان افسوس کرنیوالا۔ ملہوف غمگین جس کا مال ضائع ہو گیا ہو۔ حوصلة حوصلہ پوٹا۔ مثقال۔ دیکھو ص۹۵ عض (س) عضاً دانت سے کاٹنا۔ پکڑنا۔ درة موتی ج دُرّ۔ دُرر شفة، ہونٹ ج شفاه شفہ (ف) شفہاً ہونٹ پر مارنا۔ نسيت (س) نسيا۔ نسياناً بھولنا۔ دمي دم خون ج دماء طارت (ض) طيراً۔ طيراناً۔ الطائر اڑنا۔ صيتة مشہور ہونا۔ طیر۔ طائر پرندہ۔ طيارة ہوائی جہاز۔

تشریح :- امام شعبی نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے قمری شکار کی قمری نے اُس سے کہا: تو کیا کرنا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا تجھے ذبح کرکے کھاؤں گا۔ قمری نے کہا: بخدا میں تجھے بھوک سے شکم سیر نہیں کرسکتی۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ میں تجھے تین باتیں بتا دوں۔ ایک بات تو تیرے ہاتھ میں رہتے ہوئے۔ دوسری اس وقت جب میں درخت پر پہنچ جاؤں۔ تیسری اس وقت جب میں پہاڑی پر چلی جاؤں۔ شکاری نے کہا ضرور بتا۔ قمری نے کہا، ضائع شدہ چیز پر ہرگز افسوس نہ کرنا۔ شکاری نے قمری کو چھوڑ دیا جب وہ درخت پر پہنچ گئی تو اس نے کہا: جو بات نہ ہونے والی ہو (یعنی ناممکن ہو) اس کے ہونیکا یقین نہ کرنا۔ جب قمری پہاڑی پر چلی گئی تو اس نے کہا: بدنصیب اگر تو مجھے ذبح کر لیتا تو میرے پوٹے سے بیس بیس مثقال کے دو موتی نکالتا؛ راوی کہتا ہے کہ شکاری نے افسوس کے ساتھ ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا: اچھا تیسری بات بتا۔ قمری نے کہا، جب تو پہلی دونوں باتیں بھول گیا تو تیسری بات کیا بتاؤں؟ میں نے تجھ سے پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ مافات پر افسوس نہ کرنا

برگذشتہ حسرت آوردن خطاست ❋ باز ناید رفتہ یاد آں ہباست

اور ناممکن بات کے ہونے کی تصدیق نہ کرنا۔ بھلا میں، میرا خون، میرے پر یہ سب مل کر بیس مثقال کے برابر نہیں تو میرے پوٹے میں بیس بیس مثقال کے دو موتی کیسے ہوسکتے ہیں۔ یہ کہہ کر قمری پھر سے اُڑی اور چمپت ہو گئی۔

إغراءُ الصَّديقِ علىٰ الصَّديق

دوست کو دوست کے خلاف اُبھارنا۔

وَجَّهَ عبدُ الملكِ الشعبيَّ الى ملكِ الرومِ فى بعضِ الامورِ، فاستكبرَ الشعبيَّ فقال له مِنْ اهلِ بيتِ الملكِ انتَ؟ قال: لا، فلمّا ارادَ الرجوعَ الى عبدِ الملكِ، حمّله رقعةً لطيفةً، وقال له: اذا بلّغتَ صاحبكَ جميعَ ما يحتاجُ الى معرفتِه من ناحيتنا فادفعْ اليه هٰذه الرقعةَ. فلمّا رجعَ الى عبدِ الملكِ، ذكرَ له ما احتاجَ الى ذكرِه، ونهضَ، فلمّا خرجَ، ذكرَ الرقعةَ فرجعَ فقال: يا اميرَ المؤمنين انّه حمّلني اليكَ رقعةً أُنسيتُها، فدفعها اليه، ونهضَ، فقرأها عبدُ الملكِ وامرَ بردِّه، فقال، اعلمتَ ما فى الرقعةِ؟ قال: لا، قال: فيها، عجبتُ من العربِ كيفَ ملّكتْ غيرَ هٰذا؟ افتدري لِمَ كتبَ لي بهٰذا؟ قال: لا، قال حسدني عليكَ، فارادَ ان يُغرِيَني بقتلكَ، فقال الشعبيُّ، لو رآكَ يا اميرَ المؤمنين! ما استكبرني، فبلغَ ذٰلكَ ملكَ الرومِ، فذكرَ عبدَ الملكِ وقال: للهِ ابوه، واللهِ ما اردتُ الّا ذٰلكَ،

حل لغات: اغراء، برانگیختہ کرنا۔ الشعبی دیکھو صفحہ ۲۲۔ استکبر بزرگ پنداشت۔ نہض (ف) نہضاً، نہوضاً۔ اٹھنا۔ ناہض مقابلہ کرنا۔ حسّد حسد دلانا۔ حسد (ض۔ ن) حَسَداً دوسرے سے نعمت کے زوال اور اپنے لئے حصول کی تمنا کرنا۔ ج حاسد ج حُسّاد۔ تشریح :- عبد الملک نے امام شعبی کو امور مملکت کے سلسلے میں قیصر روم کے پاس بھیجا۔ شاہ روم نے امام شعبی کو ایک عظیم شخصیت تصور کیا اور کہا: آپ شاہی خاندان سے ہیں؟ امام شعبی نے کہا: نہیں: جب آپ نے واپسی کا ارادہ کیا تو شاہ روم نے انکو

ایک دلچسپ مکتوب دیکر کہا، جب تو اپنے ساتھی کو ہمارے ملک کے تمام قابل ذکر حالات پہنچا چکے تو یہ رقعہ پیش کر دینا۔ امام شعبی عبدالملک کے پاس واپس آئے اور جو امور قابل ذکر تھے ان کا تذکرہ کیا اور اٹھ کر چلے آئے راستہ میں وہ رقعہ یاد آیا تو آپ پھر لوٹے اور کہا، امیرالمومنین شاہ روم نے ایک خط بھی دیا تھا مجھے یاد نہیں رہا اور وہ خط عبدالملک کو دیدیا اور پھر واپس ہوگئے۔ عبدالملک نے خط پڑھنے کے بعد امام شعبی کو بلاکر کہا، جانتے ہو خط میں کیا لکھا ہے؟ امام شعبی نے کہا نہیں۔ عبدالملک نے کہا، خط میں لکھا ہے کہ "مجھے اہل عرب پر بڑا تعجب ہے کہ انہوں نے اس جیسے (شعبی جیسے) شخص کے ہوتے ہوئے دوسرے کو حکمران کیسے بنالیا"۔ اس کے بعد عبدالملک نے امام شعبی سے کہا: جانتے ہو اس نے یہ کیوں لکھا ہے؟ شعبی نے کہا نہیں۔ عبدالملک نے کہا اس نے مجھے آپکے خلاف ابھارا ہے۔ جس سے اس کا منشا آپ کے قتل پر برانگیختہ کرنا ہے۔

امام شعبی نے کہا: (اور خوب کہا) امیرالمؤمنین! (قیصر نے آپ کو نہیں دیکھا) اگر وہ آپ کو دیکھ لیتا تو مجھے اتنا بڑا نہ سمجھتا۔ اس کی اطلاع قیصر روم کو بھی ہوگئی تو اس نے عبدالملک کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا: "بخدا میرا یہی مقصد تھا"۔

ظرافة ادبيّة

ادبی چٹکلہ

قَالَ اَبُوْ عُثْمَانَ بْنُ بَحْرٍ الْجَاحِظُ: اَخْبَرَنِيْ رَجُلٌ مِنْ رُؤَسَاءِ التُّجَّارِ قَالَ، كَانَ مَعَنَا فِي السَّفِيْنَةِ شَيْخٌ شَرَسِيٌّ السَّيِّئُ الْخُلُقِ طَوِيْلُ الْاِطْرَاقِ، وَكَانَ اِذَا ذُكِرَ لَهُ الشِّيْعَةُ غَضِبَ وَارْبَدَّ وَجْهُهُ، وَزَوٰى مِنْ حَاجِبَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ يَوْمًا: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ مَا الَّذِيْ تَكْرَهُهُ مِنَ الشِّيْعَةِ؟ فَاِنِّيْ رَأَيْتُكَ اِذَا ذُكِرُوْا غَضِبْتَ، وَقُبِضْتَ قَالَ، مَا اَكْرَهُ مِنْهُمْ اِلَّا هٰذِهِ الشِّيْنَ فِيْ اَوَّلِ اِسْمِهِمْ، فَاِنِّيْ لَمْ اَجِدْهَا قَطُّ اِلَّا فِيْ كُلِّ شَرٍّ، وَشُؤْمٍ، وَشَيْطَانٍ، وَشَغَبٍ، وَشَقَاءٍ، وَشَنَارٍ، وَشَرَرٍ، وَشَيْنٍ، وَشَكْوٰى، وَشُهْرَةٍ، وَشَتْمٍ، وَشُحٍّ، قَالَ اَبُوْ عُثْمَانَ، فَمَا ثَبَتَ لِشِيْعِيٍّ بَعْدَهَا قَائِمَةٌ،

حل لغات ظرافۃ دیکھو صفحہ ۵۲۔ ابو عثمان عمرو بن بحر بن محبوب الجاحظ الاصفہانی، امام الادبا، صاحب القلم متوفی ۲۵۵ھ عقیدۃً معتزلی تھا فرقہ جاحظیہ اسی کی طرف منسوب ہے۔ امام جاحظ کو بدصورتی میں ضرب المثل ہے اور کسی نے یہاں تک کہدیا ہے ؎ لو یمسخ الخنزیر مسخاً ثانیاً: ماکان الا دون مسخ الجاحظ: نیز خلیفہ متوکل علی اللہ نے جب اسکو اپنی اولاد کی تعلیم کے لئے بلایا تو اس کی بدصورتی سے نہایت منقبض ہوا اور دس ہزار درہم دیکر واپس کردیا۔ مگر خداوند تعالیٰ نے دولت علم سے بھی ایسا نوازا تھا کہ فضل وکمال میں انکی نظیر نہ تھی۔ کتاب الحیوان، کتاب المرجان، کتاب البیان والتبیین وغیرہ اس کا بین ثبوت ہے۔ اطراق دیکھو صفحہ ۵۳۔ اربدّ اربداداً غاکستر ہونا، شرسی بدخلق۔ شرس (س) شرساً۔ شراسۃً بدخلق ہونا۔ شیعہ پیرو، مددگار ج شِیَع، اَشیاع۔ اس لفظ کا غالب استعمال ان لوگوں کے لئے ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے طرفدار ہیں۔ زوی یزوی زیاً، زُوِیّاً۔ الشیَٔ جمع کرنا۔ قبضہ کرنا۔ شوم دیکھو صفحہ ۵۲۔ شیطان سرکش و نافرمان ج شیاطین شطن (ن) شطناً سے ہے بمعنی مخالفت کرنا، کیونکہ شیطان نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی ہے یا شطنت۔ الدار شطوناً سے ہے بمعنی دور ہونا کیونکہ شیطان اللہ کی رحمت سے دور ہے۔ شغب (ف۔ س) شغباً۔ فساد برپا کرنا۔ شقاء دیکھو صفحہ ۶۸۔ شنار عار، بدنامی

عیب۔ شین، عیب۔ شتم دیکھو مث۳ شح شح (ن، ض، س) شحًا بخل کرنا۔

تشریح:- ابو عثمان (عمرو) ابن بحر جاحظ نے کہا ہے کہ مجھ سے ایک بہت بڑے تاجر نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ساتھ کشتی میں ایک بوڑھا تھا نہایت بدخلق بڑا خاموش۔ جب بھی اس کے سامنے شیعہ کا تذکرہ ہوتا تو وہ غصہ سے بھڑک اٹھتا اس کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا بھول چڑھا لیتا۔ ایک روز میں نے اس سے کہا، خدا آپ پر رحم کرے۔ آپکو شیعہ کی کونسی بات ناگوار ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جب بھی آپکے سامنے شیعہ کا تذکرہ ہوتا ہے تو آپ غضبناک اور منقبض ہو جاتے ہیں۔ بوڑھے نے کہا: مجھے کوئی بات ناگوار نہیں البتہ لفظ شیعہ کے شروع میں جو یہ شین ہے بس یہ ناگوار ہے۔ کیونکہ یہ شین ہر امر ذی شر میں موجود ہے۔ جیسے شر (برائی) شوم (نحوست) شیطان (سرکش) شغب (فساد برپا کرنا) شقار (بدبختی) شنار (عار) شرر (چنگاری) شَیْن (عیب) شوک (کانٹا) شکوہ (شکایت) شہرۃ (بدنامی) شتم (گالی) شح (بخل)۔ ابو عثمان جاحظ کہتا ہے اس کے بعد شیعی کے پاؤں نہ جم سکے۔

(قَالَ رَجُلٌ) لِبَعْضِ وُلَاةِ بَنِي الْعَبَّاسِ، أَنَا أَجْعَلُ فِي هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ أَنْ يَقُولَ فِي عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّهُ ظَالِمٌ، قَالَ لَهُ، نَشَدْتُكَ اللهَ أَبَا مُحَمَّدٍ! أَمَا تَعْلَمُ، إِنَّ عَلِيًّا بَارَزَ الْعَبَّاسَ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ نَعَمْ، قَالَ، فَمَنِ الظَّالِمُ مِنْهُمَا؟ فَكَرِهَ أَنْ يَقُولَ الْعَبَّاسُ فَيُوَاقِعُ سَخَطَ الْخَلِيفَةِ أَوْ يَقُولَ، عَلِيٌّ، فَيَنْقُضَ أَصْلَهُ، قَالَ، مَا مِنْهُمَا ظَالِمٌ، قَالَ، فَكَيْفَ يَتَنَازَعُ اثْنَانِ فِي شَيْءٍ لَا يَكُونُ أَحَدُهُمَا ظَالِمًا؟ قَالَ قَدْ تَنَازَعَ الْمَلَكَانِ عِنْدَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا فِيهِمَا ظَالِمٌ، وَلٰكِنْ لِيُنَبِّهَا دَاوُدَ عَلَى الْخَطِيئَةِ، وَكَذٰلِكَ هٰذَانِ أَرَادَا تَنْبِيهَ أَبِي بَكْرٍ مِنْ خَطِيئَتِهِ، فَأَسْكَتَ الرَّجُلَ وَأَمَرَ الْخَلِيفَةُ لِهِشَامٍ بِصِلَةٍ

حل لغات وُلاۃ جمع والی حاکم۔ ہشام بن عبد الحکم دیکھو مقدمہ ص۳۱ نشدتک (ن، ض) نشدًا۔ نشدۃ۔ باللہ قسم دینا۔ الضالۃ گم شدہ کو ڈھونڈنا۔ بارز لڑائی کے مقابلہ پر نکلنا۔ برز (ن) بُرُوزًا میدان کی طرف نکلنا (ک) برازۃً فضل یا شجاعت میں اپنے ہمسروں سے بڑھ جانا۔ سخط غصہ، اسکت، خاموش کر دیا۔

تشریح:- ایک شخص نے کسی عباسی خلیفہ سے کہا کہ میں ہشام بن عبد الحکم کو (مع آنکہ وہ حضرت علیؓ کو خلفاء ثلاثہ سے افضل مانتا ہے) حضرت علیؓ کو ظالم کہنے پر مجبور کر دوں گا۔ چنانچہ اس نے کہا اے ابو محمد! میں تجھے خدا کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے روبرو حضرت عباسؓ کے ساتھ جھگڑا کیا تھا۔ ہشام نے کہا۔ ہاں میں جانتا ہوں۔ اس نے کہا جب آپس میں جھگڑا ہوا ہے تو یقیناً ان میں سے کوئی ایک ظالم ہوگا تو فرمائیے ان میں کون ظالم ہے؟ (ہشام کیلئے دو ہی راستے تھے یا حضرت علیؓ کو ظالم کہے یا حضرت عباسؓ کو) ہشام نے یہ کہنا تو مناسب نہیں سمجھا کہ حضرت عباسؓ ظالم ہیں، کیونکہ (اس صورت میں) خلیفہ کی ناراضگی میں پھنس جاتا اور یہ کہنا بھی اچھا نہ سمجھا کہ حضرت علیؓ (ظالم ہیں) کیونکہ اس کے اعتقاد کو ٹھیس لگتی تھی (جب دونوں صورتوں میں نجات کا راستہ نہ ملا تو) اس نے (تیسری صورت اختیار کرتے ہوئے) کہا، ان میں سے کوئی بھی ظالم نہیں۔ سائل نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دو شخص ایک چیز کے بارے میں جھگڑا کریں اور کوئی بھی ظالم نہ ہو؟ ہشام نے کہا: (ہو سکتا ہے۔ چنانچہ) دو فرشتوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس جھگڑا کیا تھا اور ان میں کوئی بھی ظالم نہ تھا بلکہ یہ جھگڑا صرف حضرت داؤدؑ کو آپکی غلطی پر تنبیہ کرنے کیلئے تھا، اسی طرح ان حضرات نے بھی حضرت ابو بکرؓ کو (بزعم خود) انکی غلطی پر متنبہ کرنا چاہا تھا۔ پس ہشام نے (اس جواب سے) سائل کو خاموش کر دیا اور خلیفہ نے ہشام کیلئے انعام کا حکم دے دیا۔

(فائدہ اولیٰ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت عباسؓ و علیؓ دونوں حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائے اور حضورؐ کے ترکہ سے وراثت کا مطالبہ کیا۔ حضرت عباسؓ نے چچا ہونے کے رشتے سے مطالبہ کیا اور حضرت علیؓ نے حضورؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃؓ زہرہ کا حصہ طلب کیا کیونکہ یہ آپ کے نکاح میں تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا، حضورؐ کے ترکہ میں وراثت نہیں چلے گی۔ کیونکہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے: "لا نورث ما ترکنا صدقۃ" عبارت "ان علیا بارز العباس اہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے:

فائدہ ثانیہ:- حضرت داؤدؑ کے پاس جھگڑا کرنیوالے فرشتے تھے یا انسان؟ نیز حضرت داؤد علیہ السلام نے کوئی گناہ کیا تھا جس پر آپ کو تنبیہ کی گئی؟ یہ ایک معرکۃ الآراء مقام ہے جس کو اہل علم کی موشگافیوں نے کچھ سے کچھ بنا دیا ہے۔ دراصل اسرائیلی روایات کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی ذوات قدسی صفات کی جانب ایسی مضحکہ خیز حکایات منسوب کرتی ہیں جن کو پڑھ کر ان مقدس ہستیوں کے متعلق نبی یا رسول ہونے کا تو کیا یقین ہو سکتا ہے، یہ بھی باور نہیں ہوتا کہ وہ با اخلاق بزرگ ہستیاں ہیں۔ چنانچہ ان حکایات میں سے ایک خرافی روایت حضرت داؤدؑ سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ توراۃ کے صحیفہ سموئیل میں ہے:

"اور شام کے وقت داؤدؑ اپنے پلنگ پر سے اٹھ کر شاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے ایک نہایت خوبصورت عورت کو نہاتے ہوئے دیکھا تو لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا۔ کسی نے کہا اوریا کی بیوی ہے۔ داؤدؑ نے اسے بلا کر اس سے صحبت کی پھر وہ اپنے گھر چلی گئی اور حاملہ ہو گئی، صبح کو داؤدؑ نے یوآب کیلئے اوریا کے ہاتھ ایک خط بھیجا جس میں لکھا تھا کہ اوریا کو گھمسان میں سب سے آگے رکھنا تاکہ وہ مارا جائے۔ چنانچہ اوریا مارا گیا اور جب اس کی بیوی کے سوگ کے دن پورے ہو گئے تو داؤدؑ نے اسے اپنے محل میں رکھ لیا اور وہ اس کی بیوی ہو گئی۔ پر اس کام سے جو اس نے کیا تھا خداوند ناراض ہوا"

اس داستان میں حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف جو ناپاک اعمال منسوب کئے گئے ہیں وہ کھلا بہتان ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ حافظ ابن کثیر، ابن حزم، خفاجی، قاضی عیاض، ابو حیان، امام رازی اور دیگر محققین نے ان خرافات کو مردود قرار دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ اس سلسلہ میں نبی معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی تفصیل منقول نہیں ہے جس کی پیروی ضروری ہو جائے اور واقعہ کی اصل حقیقت وہ ہے جو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ نے تقسیم کار کے پیش نظر اپنے معمولات کو چار دنوں پر اس طرح تقسیم کر دیا تھا۔ ایک دن خالص عبادت الٰہی کے لئے۔ ایک فصل مقدمات کیلئے۔ ایک خالص ذات کے لئے ایک بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کے لئے ——— "اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کیلئے کثرت عبادت کے مقابلہ میں ادائیگی فرض میں انہماک عند اللہ زیادہ محبوب ہے لہٰذا حضرت داؤدؑ کی یہ تقسیم اگرچہ زندگی کے نظم کے لحاظ سے ہر طرح قابل ستائش تھی لیکن اس میں ایک دن کو عبادت الٰہی کیلئے اس طرح خاص کر لینا کہ ان کا تعلق مخلوق خدا سے منقطع ہو جائے منصب نبوت اور منصب خلافت کے منافی تھا اس لئے آپکی اس روش کو ختم کرنے کے لئے اللہ نے اس طرح آزمائش میں مبتلا کر دیا کہ دو شخص جن کے درمیان ایک خاص مناقشہ تھا عبادت کے مخصوص دن میں حجرہ کی دیوار پھاند کر اندر داخل ہو گئے۔ حضرت داؤدؑ نے اچانک خلاف عادت اس طرح دو انسانوں کو موجود پایا تو بتقاضائے بشری گھبرا گئے۔ دونوں نے صورتحال کا اندازہ کرتے ہوئے عرض کیا آپ خوف نہ کریں۔ ہماری اچانک اس طرح داخل ہونے کی وجہ یہ قضیہ ہے اور ہم اس کا فیصلہ چاہتے ہیں۔ تب حضرت داؤدؑ نے واقعات کو سنا اور نصیحت فرمائی (جو قرآن میں مذکور ہے) فیصلہ کرنے کے بعد حضرت داؤدؑ کو فوراً تنبہ ہوا کہ مجھ کو خدائے تعالیٰ نے اس آزمائش میں کس لئے ڈالا ہے اور وہ حقیقت حال کو سمجھ کر خدا کی درگاہ میں سربسجود ہوئے اور استغفار کیا۔ (قصص القرآن بتغیر)

(وسمع) اَعْرَابِیٌّ اَبَا الْمَکْنُوْنِ النَّحْوِیَّ وَهُوَ یَقُوْلُ فِیْ دُعَاءِ الْاِسْتِسْقَاءِ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَاِلٰهَنَا وَ

مَوْلَانَا فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّنَا، وَمَنْ أَرَادَ بِنَا سُوْءً فَاَحِطْ ذٰلِكَ السُّوْءَ بِهٖ كَاِحَاطَةِ الْقَلَائِدِ بِاَعْنَاقِ الْوَلَائِدِ ثُمَّ اَرْسِخْهُ عَلٰی هَامَتِهٖ كَرُسُوْخِ السِّجِّيْلِ عَلٰی هَامِ اَصْحَابِ الْفِيْلِ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مُرِيْعًا مُجَلْجِلًا مُسْحَنْفِرًا سَحًّا مَسْفُوْحًا طَبَقًا غَدَقًا مُنْفَجِرًا نَافِعًا لِعَامَّتِنَا وَغَيْرَ ضَارٍّ لِخَاصَّتِنَا، فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ، يَا خَلِيْفَةَ نُوْحٍ، هٰذَا الطُّوْفَانُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، دَعْنِيْ حَتّٰی اٰوِیَ اِلٰی جَبَلٍ يَعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاءِ۔

حلِ لغات استسقاء بارش طلب کرنا دیکھو صفحہ ۱۱ احِط احاطہ سے امر حاضر ہے۔ قلائد جمع قلادہ ہار۔ مالا۔ اعناق جمع عنق گردن۔ الولائد جمع ولیدۃ نادینہ۔ ولدت لدۃ۔ ولادۃ جننا۔ ارسخ ارساخ سے امر حاضر ہے ثابت اور مضبوط کرنا۔ رسخ (ن) رسوخا گڑجانا۔ ہامہ بتخفیف میم بمعنی پیشانی اور ہامّہ بتشدید میم ہر زہر دار کیڑا جیسے سانپ بچھو وغیرہ جمع ہوام۔ اور کبھی ہوام کا اطلاق ان کیڑوں پر بھی ہوتا ہے جو زہر دار نہیں جیسے حدیث میں ہے۔ "ایوذیک ہوام راسک"۔ یہاں ہوام راس سے مراد جوئیں ہیں۔ السجیل کنکر۔ فریابی نے مجاہد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ سجیل فارسی زبان کے دو کلمے ہیں جن کو اہل عرب نے ایک کلمہ بنا دیا۔ ایک کلمہ سنج بمعنی پتھر اور دوسرا کلمہ جیل بمعنی مٹی۔ پس اس کے معنی سنگِ گِل یعنی کنکر ہوئے۔ ابن جنی نے کتاب "المحتسب" میں ذکر کیا ہے کہ حبش کی زبان میں سجل کے معنی کتاب کے ہیں۔ بعض نے سجیل کو اسی سے ماخوذ مانا ہے۔ اصحاب الفیل، اصحاب ابرہہ جنہوں نے مکہ پر چڑھائی کی تھی۔ غیثا مراد بارش۔ مغیثا فریاد رس۔ مریعا امرع۔ الوادیُ ومرع (س)، مرعا (ک)، مراعۃ سر سبز ہونا۔ مجلجلا گرجنے والا بادل۔ مسحنفرا اسحنفر المطر بکثرت ہونا۔ سحا (ن)، دسحوحا بہت بہنا۔ طبقا۔ عام بارش۔ غدقا۔ موٹی موٹی بوندوں والی بارش۔ الطوفان، غرق کرنے والا سیلاب۔ اخفش نے کہا ہے کہ از روئے قیاس اس کا واحد طوفانۃ ہے۔ دعنی ودع یدع چھوڑنا۔ آوی (ض)، اویا۔ اواء۔ الیہ پناہ لینا۔ اَوی الیہ جگہ دینا۔ یعصمنی (ض)، عصمۃ، بچانا۔ محفوظ رکھنا (س)، عصما۔ الظبیُ سفید ٹانگوں والا ہونا۔ اعصم۔ اگلے ایک یا دونوں سفید پاؤں والا جانور۔

تشریح:۔ ایک دیہاتی نے ابوالمکنون نحوی کو دعاء استسقاء میں یہ کہتے ہوئے سنا۔ اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! اے ہمارے آقا! رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو شخص ہمارے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے تو اس بُرائی سے اس کا اس طرح احاطہ کر جس طرح ہار عورتوں کی گردنوں کا احاطہ کر لیتا ہے۔ پھر اس بُرائی کو اس کی کھوپڑی پر اس طرح جما دے جس طرح اصحاب فیل کی کھوپڑیوں پر کنکریں گڑ گئی تھیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسی بارش سے سیراب کر جو فریاد رس ہو۔ باعث ارزانی ہو۔ خوب گرج کر برسنے والی ہو، بہت بہنے والی ہو، عام ہو، موسلا دھار ہو۔ ہم سب کیلئے نافع ہو۔ کسی کے لئے نقصان دہ نہ ہو۔ یہ سنکر دیہاتی نے کہا: اے خلیفۂ نوح! قسم ہے رب کعبہ کی یہ (جو تو طلب کر رہا ہے) بالکل طوفان ہے (جو ساری دنیا کو غرق آب کر دے گا) ذرا مجھے اتنی مہلت دے کہ میں کسی پہاڑ کی پناہ لوں جو مجھے پانی سے محفوظ رکھ سکے۔"

الاستقسام بالازلام

تیروں سے فال نکالنا

مَعْنَى الاستقسامِ بالأزلامِ طلبُ معرفةِ ما قُسِمَ من الخيرِ والشرِّ بواسطةِ ضربِ الأقلامِ وقيل معنى الاستقسام بالأزلام طلبُ معرفةِ كيفيةِ قسمةِ الجزورِ بأقداحٍ وهي عشرةُ أقلامٍ الفذُّ ثم التوأمُ ثم الرقيبُ ثم الحلسُ ثم النافسُ ثم المسبلُ ثم المعلّى وهذه الأقداحُ السبعةُ لها أنصباءُ من جزورٍ يَنحرونها ويقسمونها على العادةِ بينهم والثلثةُ الأُخرُ لا نصيبَ لها وهو السفيحُ والمنيحُ والوغدُ كان أهلُ الجاهليةِ يجمعون عشرةَ أنفسٍ ويشترون جَزوراً ويجعلون لحمَه ثمانيةً وعشرين جزءً ويجعلون لكلِّ واحدٍ من الأزلامِ نصيباً معلوماً للفذِّ سهمٌ وللتوأمِ سهمان وللرقيبِ ثلاثةُ أسهمٍ وللحلسِ أربعةُ أسهمٍ وللنافسِ خمسةٌ وللمسبلِ ستةٌ وللمعلّى سبعةٌ ويجعلون الأزلامَ في خريطةٍ ويضعونها على يدِ رجلٍ ثم يجعلُ ذلك الرجلُ يحرّكها فيخرجُ باسمِ كلِّ رجلٍ قِدحاً منها ومن خرجَ له قدحٌ من أربابِ الأنصباءِ يجعلُه للفقراءِ ولا يأكلُ منه شيئاً ويفتخرون بذلك ويذمّون من لم يدخلْ فيه ويسمّونه البَرَمَ يعني اللئيم +

حل لغات ازلام جمع زُلَم فال نکالنے کا تیر۔ اَقداح جمع قدح بے نصل اور بے پر کا تیر۔ خریطہ تھیلا، خرط (ن) خرطاً۔ الجواہر تھیلے میں جمع کرنا۔ الورق ہاتھ سے مار کر پتے جھاڑنا۔ العود خراد سے ہموار کرنا۔ الجزر در دیکھو صلا۔ انصباء جمع نصیب حصہ۔ یذمّون دیکھو ص۶۹ البرم دیکھو ص۹۵ **تشریح**: "الاستقسام بالازلام" کے معنی فال نکالنے کے تیروں کے واسطے مقسوم شدہ خیر و شر کو جاننا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ بے نصل تیروں کے ذریعہ سے اونٹوں (گوشت) کی تقسیم کی کیفیت کو جاننا ہے اور وہ (بے نصل تیر جن کے ذریعہ سے کیفیت طلب کی جاتی تھی) دس ہیں۔ فذ۔ توأم۔ رقیب۔ حلس۔ نافس۔ مسبل۔ معلّی۔ جن اونٹوں کو وہ لوگ ذبح کر کے حسب عادت تقسیم کرتے تھے ان کے گوشت سے ان (مذکورہ بالا) تیروں کے حصے متعین تھے اور دوسرے تین تیروں کا یعنی سفیح، منیح، وغد کا کوئی حصہ مقرر نہ تھا۔ زمانہ جاہلیت میں اہل (عرب کی یہ عادت تھی کہ) دس آدمی جمع ہو کر اونٹ خرید لیتے تھے اور (ذبح کر کے) انکے گوشت کے اٹھائیس حصے کر کے ہر تیر کا حصہ مقرر کر لیتے تھے بایں طور کہ فذ کا ایک حصہ توأم کے دو رقیب کے تین حلس کے چار نافس کے پانچ مسبل کے چھ معلی کے سات۔ اس کے بعد سب تیروں کو ایک تھیلے میں رکھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر رکھ دیتے تھے وہ اس کو ہلاتا تھا اور جس کے نام پر حصوں والے تیروں میں سے کوئی تیر نکل آتا تھا تو وہ اس کا حصہ خود نہ کھاتا تھا بلکہ فقراء کو دیدیتا تھا اس عمل پر وہ لوگ فخر کرتے تھے اور جو شخص اسمیں شریک نہ ہوتا اسکو ملامت کرتے اور کنجوس کہا کرتے تھے۔"

فائدہ، بعض مفسرین نے کلام پاک کی آیت "وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ" میں ازلام سے مراد تقسیم کے تیر لئے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں لحم ذبیحہ کے بانٹنے میں استعمال ہوتے تھے اور وہ ایک صورت قمار (جوئے) کی تھی جیسے آج کل چٹھی ڈالنے کی رسم ہے۔ ان تیروں کی تفصیل آپ کے سامنے آچکی۔ علامہ ابن حاجب نے ان سب کو ان اشعار میں ذکر کیا ہے ؎ ہی فذ و توام و رقیب ؛ ثم حلس و نافس ثم مسبل۔

والمعلی والوغد ثم سفیح ؛ و منیح و ذی الثلاثة تهمل ؛ ولکل مما عداها نصیب ؛ مثله ان تعد اول اول ؛

حافظ عماد الدین ابن کثیر وغیرہ محققین کے نزدیک راجح یہ ہے کہ ازلام سے مراد وہ تیر ہیں جن سے مشرکین مکہ کسی اشکال اور تردد کے وقت

اپنے ارادوں اور کاموں کا فیصلہ کرتے تھے۔ یہ تیر خانہ کعبہ میں قریش کے سب سے بڑے بت "ہبل" کے پاس رکھے تھے کسی پر "امرنی ربی" لکھا تھا کسی پر "نہانی ربی" تحریر تھا۔ اسی طرح ہر تیر پر یوں ہی الٹی پلٹی باتیں لکھ چھوڑی تھیں۔ جب کسی کام میں تذبذب ہوا تو تیر نکال کر دیکھ لئے اگر "امرنی ربی" والا تیر نکل آیا تو کام شروع کر دیا اور اس کے خلاف نکلا تو رک گئے۔ گویا بتوں سے یہ ایک قسم کا مشورہ اور استعانت تھی چونکہ اس رسم کا مبنیٰ خالص جہل، شرک، اوہام پرستی پر تھا اس لئے قرآن کریم نے نہایت تغلیظ و تشدید کے ساتھ اس کی حرمت کو ظاہر فرمایا ہے:

نصیحۃ سیدنا نوح لابنہ ونتیجۃ مخالفۃ اوامر الوالدین

حضرت نوح کی نصیحت اپنے بیٹے کو اور والدین کی مخالفت کا نتیجہ

چو کنعاں را طبیعت بے ہنر بود ❁ پیمبر زادگی قدرش بنفزود (سعدی)

وخرج عن طاعتہ ولدہ کنعان فقال لہ "یٰبُنَیَّ ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین" فاجابہ بقولہ "ساٰوِی الیٰ جَبَلٍ یَعصِمُنی من الماء" قال "لا عاصِمَ الیومَ من امرِ اللہ الا مَن رحم" و "حالَ بینہما الموجُ فکان من المُغرقین" ثم نبعَ الماءُ من الارضِ ونزل المطرُ من السماءِ حتےٰ علا الماءُ فوقَ الجبالِ ومکثَ الطوفان ستۃ اشہرٍ ثم اوحی اللہ تعالیٰ الی الارضِ والسماءِ بقولہ "یا ارضُ ابلَعِی ماءَكِ ویسماءُ اَقلِعِی وغِیضَ الماءُ وقُضِیَ الامرُ واستَوَت علی الجُودِیِّ" وکان ہذا الاستواءُ علی جبلِ الجودی یومَ عاشوراء وبعد ان جَفَّتِ الارضُ "قیل یا نوحُ اہبِطْ بسلامٍ مِنا وبرکاتٍ علیكَ وعلیٰ اُمَمٍ ممن مَعكَ" ثم انّ مَن کان مع نوحٍ من المؤمنین عاشوا بعد ذلك قلیلاً فلم یبقَ الا نوحٌ واولادُہ الثلاثۃ سام وحام ویافث ونساؤہم ففرّق بینہم ابوہم نوحٌ حتےٰ ذہبَ کلٌّ الیٰ ناحیۃٍ فعمّرہا باولادِہ حتی صار الآدمیون کما تری من عہدِ نوحٍ الیٰ وقتِنا ہذا من نسلِہ علیہ السلام ولذا اُسمّی اباالبشر الثانی بعد سیدِنا آدم علیہ السّلام۔

حل لغات نصیحۃ دیکھو ص ۵۹ ساٰوِی مضارع ہے دیکھو ص ۱۱۲ یعصمنی دیکھو ص ۶۸ نبع دیکھو ص ۳۸ حال حیلولۃ حائل ہوجانا۔ علا (ن) علوًا بلند ہونا۔ مکث (ن) مکثا (ک) مکاثۃً ٹھیرنا ص ماکث، مکیث، الطوفان دیکھو ص ۱۱۲ ارض دیکھو ص ۳۶ ابلعی امر حاضر ہے۔ بلع (ف) بلعًا نگلنا یہاں زمین کا پانی کو چوس لینا اور خشک کر دینا مراد ہے۔ اقلعی عن کذا باز رہنا۔ قلع (ف) قلعًا الشئ جڑ سے اکھاڑنا غیض۔ غاض (ض) غیضًا پانی کا کم ہونا۔ نیچے اتر جانا۔ الجودی ایک پہاڑ کا نام ہے جو بعض کے نزدیک موصل میں تھا اور بعض کے نزدیک شام میں اور بعض کے نزدیک بابل میں۔ توراۃ میں جودی کو "ارارا ط" کے پہاڑوں میں کہا گیا ہے۔ ارارا ط درحقیقت جزیرہ کا نام ہے۔ یعنی اس علاقہ کا نام ہے جو فرات و دجلہ کے درمیان دیار بکر سے بغداد تک مسلسل چلا گیا ہے۔ عاشوراء محرم کی دسویں تاریخ۔ یہ اسلامی نام ہے۔ جفت (س، ض، ف) جفافا، جفوفا خشک ہونا ص جاف۔

جنف لوگوں کی جماعت، جُفُفٌ خشک زمین۔ اَہبطَ (ن، ض) ہُبُوطًا پہاڑ سے اُترنا۔ نقصان یا بُرائی میں پڑنا۔ اَللّٰھم غبطًا لا ہَبْطًا: اے اللہ! لوگ ہم پر غبطہ کریں نہ یہ کہ ہم اپنی حالت سے پستی میں آجائیں۔ ہَبُوط، ڈھلوان جگہ۔ نشیب کی زمین۔ اُمم جمع اُمت گروہ۔ عاشوا (ض) عَیشًا۔ مَعِیشۃً زندگی بسر کرنا۔ س عائش۔ معاش جس چیز سے زندگی بسر ہوسکے۔ ج معَایش:

تشریح: حضرت نوح علیہ السلام کا لڑکا یام یعنی کنعان آپ کی اطاعت سے باہر ہوگیا۔ آپ نے اُس سے کہا۔

ے ای بیا در کشتی با با نشیں ❋ تا نگردی غرق طوفاں ای ہیں

بیٹا! ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافروں کے ساتھ مت رہ۔

ے گفت می رفتم براں کوہ بلند ❋ عاصمست آں گرمرا از ہر گزند

وہ بولا میں کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤنگا جو مجھے پانی سے بچالیگا۔ آپ نے فرمایا (کس خبط میں پڑا ہے؟ یہ معمولی سیلاب نہیں۔ عذاب الٰہی کا طوفان ہے پہاڑ کی کیا حقیقت) کوئی چیز آج خدا کے عذاب سے نہیں بچاسکتی مگر جس پر خدا ہی رحم کرے (وہ بچ سکتا ہے۔

ے اندریں گفتن بدند و موج تیز ❋ بر سر کنعاں زد و شد ریز ریز

باپ بیٹے کی یہ گفتگو پوری نہ ہوئی تھی کہ دونوں میں پانی کی ایک موج حائل ہوگئی اور کنعان ڈوبنے والوں میں سے ہوگیا۔ پھر اس قدر پانی آیا کہ گویا زمین کے پردے پھٹ گئے اور آسمان کے دہانے کھل گئے یہاں تک پانی پہاڑ سے بھی اُونچا ہوگیا اور چھ ماہ کی مدت تک یہ طوفان یوں ہی رہا اس کے بعد اللہ نے زمین و آسمان کو حکم کیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا۔ اور پانی سکھا دیا گیا اور (امرمن کو سزا دینے کا) کام پورا ہوگیا۔ اور کشتی جودی پہاڑ پر جا لگی اور جودی پہاڑ پر کشتی کا ٹھہرنا محرم کی دسویں تاریخ میں تھا۔ جب زمین خشک ہوگئی تو حکم ہوا اے نوحؑ! ہماری سلامتی کے ساتھ اتر! اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور ان فرقوں پر جو تیرے ساتھ ہیں۔ پھر جو لوگ حضرت نوح کے ساتھ تھے یعنی مومنین وہ طوفان کے بعد تھوڑے عرصہ تک زندہ رہے (بعد کو سب ختم ہوگئے) صرف حضرت نوحؑ اور آپکے تین لڑکے حام۔ سام۔ یافث اور انکی بیویں باقی رہیں۔ حضرت نوح نے ان سب کو متفرق مقامات میں منتقل کردیا اور یہ لوگ اپنی اپنی اولاد کو لے کر مختلف خطوں میں جا بسے (اور نسل بڑھتی رہی) یہاں تک کہ حضرت نوح کے زمانہ سے آجتک آدمیوں کی تعداد اس حد تک پہنچ گئی جس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اسی لئے حضرت نوحؑ کو حضرت آدمؑ کے بعد ابوالبشر ثانی کہا جاتا ہے۔

(فائدہ) کنعان حضرت نوحؑ کا حقیقی لڑکا تھا یا غیر حقیقی، صحیح یہ ہے کہ حقیقی بیٹا تھا مگر اس پر حضرت نوحؑ کی ہدایت اور رشد کی جگہ اپنی کافر والدہ کی آغوش تربیت اور خاندان کے ماحول نے بُرا اثر ڈالا اور وہ نبی کا بیٹا ہونے کے باوجود کافر ہی رہا ؎

پسر نوح با بداں بنشست ❋ خاندان نبوتش گم شد

زینہار از قرین بد زینہار ❋ وقنا ربنا عذاب النار

قرآن اس کا شاہد ہے قال تعالیٰ «وَنَادیٰ نُوحٌ ن ابنَہٗ»، حضرت نوحؑ کا قول بھی اس کا مؤید ہے کیونکہ آپنے «یَا بُنَیَّ» کہہ کر پکارا ہے۔ رہا یہ کہنا کہ لفظ ابن کا اطلاق مجازی ہے سو یہ حقیقت سے مجاز کیطرف بلا ضرورت عدول کرنا ہے جو جائز نہیں بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ حقیقی بیٹا نہ تھا پھر اس بارے میں دو جماعتیں ہیں ایک تو یہ کہتی ہے کہ ربیب تھا یعنی حضرت نوحؑ کی بیوی کے پہلے شوہر کا لڑکا تھا جو حضرت نوحؑ سے نکاح کے بعد ان کی آغوش میں پلا بڑھا اور دوسری جماعت حضرت نوحؑ کی اس کافرہ بیوی پر خیانت عصمت کا الزام لگاتی ہے ان حضرات کو اس قول کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ایک نبی معصوم کا بیٹا کافر ہو یہ بعید ہے۔ مگر یہ خیال صحیح نہیں کیونکہ حضرت ابراہیم

علیہ السلام کے باپ آزر بت تراش و بت پرست کافر تھے جب کہ ایک جلیل القدر پیغمبر کے باپ کے کفر سے منصب نبوت میں مطلق فرق نہیں آتا تو پھر نبی کے بیٹے کے کفر سے اس پیغمبر کی عظمت میں کیا نقص آسکتا ہے۔ بلکہ حقیقت شناس کی نظر میں تو یہ قدرت کاملہ کا مظہر اتم ہے کہ وہ بنجر زمین میں گلاب اُگا دیتا ہے اور گلاب کے مہکتے ہوئے پھولوں کے ساتھ خار پیدا کر دیتا ہے۔ ؎

ہنر بنمائی اگر داری نہ گوہر ❊ گل از خارست و ابراہیم از آزر

؎ در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر ست ❊ آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد

نیز نبی کے پاس صبح و شام خدائے برتر کی وحی آتی ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی کے گھر میں ایک فاحشہ و زانیہ اسکی رفیق حیات بھی رہے اور خدا کی وحی یہ اس سے قطعاً خاموش ہو اگر حضرت نوح کی بیوی ایک مرتبہ بھی ایسا اقدام کرتی تو وحی الٰہی فوراً نبی کو مطلع کر کے تفریق کرا دیتی یا کم از کم توبۂ نصوحاً پر جا کر معاملہ ٹھہرتا بہرحال صحیح یہ ہے کہ کنعان حقیقی بیٹا تھا اور کافر تھا

البتہ یہ سوال ضرور ہوتا ہے کہ جب حضرت نوحؑ نے "رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا" فرما کر بددعا کی ہے تو کنعان کے کافر ہونے کے باوجود اسکی نجات کیوں طلب کی؟ جواب یہ ہے کہ حضرت نوحؑ کنعان کو اسکی منافقانہ اوضاع و اطوار کو دیکھ کر غلط فہمی سے مومن سمجھ رہے تھے۔ اس لئے نجات طلب کی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ اسکو کافر ہی سمجھتے تھے۔ مگر سوال کا منشاء یہ ہوا کہ "انجاء" کے ذکر میں اہل کو چونکہ عام مومنین سے الگ کر کے بیان فرمایا تھا اس لئے آپ نے یہ سمجھا کہ میرے اہل کو اس دنیوی عذاب سے محفوظ رکھنے کیلئے ایمان شرط نہیں اور "الا من سبق علیہ القول" مجمل تھا اس لئے مصداق کی تعیین نہیں کر سکے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کو شفقت پدری کے جوش میں یہ خیال ہوا کہ شاید طوفان کے حیرت انگیز و ہوش ربا منظر کو دیکھ کر ایمان لے آئے فصاً قولہ یا بنی ارکب معنا و بمنزلۃ ان یقول "یٰبُنَیَّ اٰمِنْ بِاللّٰہِ وَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ فی الکفر و ارکب مع المؤمنین"۔

ذکاوۃُ الملوکِ وحُسنُ الطّلب

بادشاہوں کی ہوشیاری اور سوال کی خوبی!

ولمّا دَخل ابوجعفر المنصور المدینۃ قال للربیع: ابغِنی رجلاً عاقلاً عالمًا بالمدینۃ لیقفنی علی دُورِھا فقد بعُد عھدی بدیارِ قومی. فالتمسَ له الربیعُ فتًی من اَعقَل الناس، واعلمِھم فکان لایبتدئ باخبارٍ حتی یسألہ المنصورُ فیجیبُہ باحسن عبارۃ واَجوَدِ بیانٍ، واوفیٰ معنًی، فاَعجبَ المنصورَ به، وامَرَله بمالٍ، فتأخّرعنه، ودَعَتْہُ الضّرورۃُ الیٰ استنجازِہ فاجتاز ببیتِ عاتکۃ فقال: یاامیرَالمؤمنینَ ھٰذا بیتُ عاتکۃَ الذی یقول فیه: الاحوص ؎

یابیتَ عاتکۃَ! الّذی اتعزّل	حَذَرَالعِدَا وبہٖ الفُؤادُ مُوَکَّلٗ

ففکّرَالمنصورُ فی قولہٖ، وقال: لَمْ یخالف عادتَہٗ بابتداءِ الاخبار دون الاستخبارِ الّا لِامرٍ، واقبل یُرَدِّدُ القصیدۃَ، ویتصفّحُھا بیتًا بیتًا حتی انتھیٰ الیٰ قول فیھا ؎

مَذِقُ اللسانِ يقولُ ما لا يفعلُ	وارٰكَ تفعلُ ما تقولُ وبعضُهم

فقال: يا ربيعُ: هل أوصلتَ الى الرجلِ ما أمرنا له به؟ فقال: أخرتُهُ عنه: لعلةٍ ذكرها الربيعُ، فقال: عجّل له مضاعفاً: وهذا ألطفُ تعريضٍ من الرجلِ وحسنُ فهمٍ من المنصورِ

حل لغات ذکاءً دیکھو ص، المنصور الربیع ابو الفضل بن یونس بن ابی فروہ کیسان الحفار، انتہائی ذکی، فصیح بلیغ، نافذ امور حساب دان تھا، ابتداء میں منصور کے یہاں دربان تھا پھر ابو ایوب مرزبانی کے عہدہ وزارت پر آگیا تھا سمّاً مسموماً سنۃ البغی۔ بغا (ن) بغواً۔ الشیٔ غور سے دیکھنا۔ بغی (ض) بُغیاً۔ بُغیۃً۔ الشیٔ طلب کرنا، علیہ ظلم کرنا ص باغ ج بُغاۃ۔ بغی زانیہ ج بغایا، ذکر مع دار دیکھو ص فتی جوان دیکھو ص استنجاز طلب وفاء عہد۔ اجتاز اجتیازاً گذرنا۔ الاحوص تنگ گوشۂ چشم والا۔ عبداللہ بن محمد عاصم انصاری شاعر متوفی ۱۰۵ھ کا لقب ہے۔ اتعزل مضارع متکلم ہے تعزل یکسو ہونا۔ عزل (ض) عزلاً جدا کر دینا۔ العدا جمع عدو دشمن۔ الفواد دل دیکھو ص تصفحہا یصفح۔ الشیٔ تامل کرنا۔ صفح (ف) صفحاً عنہ اعراض کرنا۔ گناہ معاف کرنا۔ مذق اللسان جسکی زبان جھوٹ اور سچ دونوں طرف چلتی ہو۔ مذق (ن) دودھ میں پانی ملانا۔

تشریح۔

جب ابو جعفر منصور مدینہ میں آیا تو اس نے ربیع سے کہا کہ پوری چھان بین کیساتھ کوئی ایسا آدمی تلاش کر جو دانشمند ہو اور مدینہ سے خوب واقف ہو تاکہ مجھے مدینہ کے محلوں سے باخبر کر سکے کیونکہ اپنی قوم کے وطن اور محلوں سے میرا تعلق بعید ہو چکا ہے۔ یعنی میں عرصہ تک اپنی قوم کے گھروں کی خبر گیری نہیں کر سکا۔ ربیع نے ایک دانشمند اور صاحب علم جوان تلاش کیا جو خبر دہی میں اس وقت تک لب کشائی نہ کرتا تھا جب تک کہ منصور اس سے دریافت نہ کر لے (جب منصور اس سے کچھ دریافت کرتا تو) سنجیدہ عبارت اور عمدہ بیان کیساتھ جواب دیتا تھا منصور نے اس کو بہت پسند کیا اور کچھ مال (دیدینے) کا حکم کیا مگر (مال دینے میں) تاخیر کی گئی یہاں تک کہ اس کو ایک ایسی ضرورت پیش آگئی جس نے طلب ایفاء وعدہ پر مجبور کر دیا۔ ایک روز وہ عاتکہ کے مکان پر گذرا تو اس نے کہا: امیر المومنین! یہ عاتکہ کا وہ مکان ہے جس کے بارے میں احوص نے یہ شعر کہا ہے ؎ یا بیت عاتکۃ الخ اے قیامگاہ عاتکہ میں تجھ سے بوجہ خوف دشمنان کنارہ کش ہو گیا لیکن میرا دل تجھ ہی سے وابستہ ہے منصور نے اس بات میں خوب غور کیا اور (دل میں) کہا کہ خلاف عادت اس شخص کا بلا استفسار خبر دینا بلا وجہ نہیں ہے اسلئے منصور قصیدہ کو بار بار پڑھنے لگا اور ایک ایک شعر میں جستجو کرنے لگا تا آنکہ وہ احوص کے اس شعر پر پہنچا ؎ واراک الخ بیشک تو جو کہتا ہے وہی کرتا ہے اور بعض لوگ ملاوٹی باتیں کرنیوالے ہیں جو کہتے ہیں وہ نہیں کرتے منصور نے کہا، ربیع! ہمنے جو اس شخص کیلئے مال کا حکم کیا تھا وہ اسکو دیا ہے؟ (یا نہیں) ربیع نے کہا: میں نے کسی وجہ سے مؤخر کر دیا تھا اور وہ وجہ بھی ذکر کر دی۔ منصور نے کہا: بہت جلد دیدو اور دو چند کر کے دے دو!

كَانَ أَبُوْ جَعْفَرٍ مَنْصُوْرٌ أَيَّامَ بَنِيْ أُمَيَّةَ إِذَا دَخَلَ دَخَلَ مُسْتَتِرًا، فَكَانَ يَجْلِسُ فِيْ حَلْقَةِ أَزْهَرَ السَّمَّانِ الْمُحَدِّثِ، فَلَمَّا أَفْضَتِ الْخِلَافَةُ، قَدِمَ عَلَيْهِ أَزْهَرُ فَرَحَّبَ بِهِ وَقَرَّبَهُ وَقَالَ لَهُ مَا حَاجَتُكَ يَا أَزْهَرُ! قَالَ، دَارِيْ مُتَهَدِّمَةٌ وَعَلَيَّ أَرْبَعَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ، وَأُرِيْدُ لَوْ أَنَّ ابْنِيْ مُحَمَّدًا أَبْنِيْ بِعِيَالِهِ لَوَصَلَهُ بِاثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا، وَقَالَ، قَدْ قَضَيْنَا حَاجَتَكَ يَا أَزْهَرُ! فَلَا تَأْتِنَا طَالِبًا فَأَخَذَهَا وَارْتَحَلَ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ سَنَةٍ أَتَاهُ فَلَمَّا رَآهُ أَبُوْ جَعْفَرٍ، قَالَ، مَا حَاجَتُكَ؟ يَا أَزْهَرُ! قَالَ، جِئْتُكَ مُسَلِّمًا، قَالَ، إِنَّهُ يَقَعُ فِيْ خُلْدِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّكَ جِئْتَ طَالِبًا، قَالَ، مَا جِئْتُكَ إِلَّا مُسَلِّمًا قَالَ، قَدْ أَمَرْنَا لَكَ

بِاثْنَيْ عَشَرَ اَلْفًا وَاذْهَبْ فَلَا تَأْتِنَا طَالِبًا وَّلَا مُسَلِّمًا، فَاَخَذَهَا وَمَضٰى، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ سَنَةٍ اَتَاهُ، قَالَ مَا حَاجَتُكَ؟ يَا اَزْهَرُ! قَالَ، اَتَيْتُ عَائِدًا، قَالَ، اِنَّهُ يَقَعُ فِيْ خَلَدِيْ اَنَّكَ جِئْتَ طَالِبًا، قَالَ، مَا جِئْتُ اِلَّا عَائِدًا، قَالَ قَدْ اَمَرْنَا لَكَ بِاثْنَيْ عَشَرَ اَلْفًا وَاذْهَبْ فَلَا تَأْتِنَا طَالِبًا وَّلَا مُسَلِّمًا وَّلَا عَائِدًا، فَاَخَذَهَا، وَانْصَرَفَ فَلَمَّا مَضَتِ السَّنَةُ اَقْبَلَ، فَقَالَ لَهٗ، مَا جَاءَ بِكَ؟ يَا اَزْهَرُ! قَالَ، دُعَاءٌ كُنْتُ اَسْمَعُكَ تَدْعُوْ بِهٖ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! جِئْتُ لِاَكْتُبَهٗ، فَضَحِكَ اَبُوْ جَعْفَرٍ، وَقَالَ، اِنَّهٗ دُعَاءٌ غَيْرُ مُسْتَجَابٍ وَّذٰلِكَ اِنِّيْ قَدْ دَعَوْتُ اللّٰهَ بِهٖ اَنْ لَّا اَرَاكَ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِيْ، وَقَدْ اَمَرْنَا لَكَ بِاثْنَيْ عَشَرَ اَلْفًا وَّتَعَالَ مَتٰى شِئْتَ فَقَدْ اَعْيَتْنِيْ فِيْكَ الْحِيْلَةُ۔

حل لغات | السَّمَّان روغن فروش۔ ابوبکر ازہر بن سعد باہلی مولود ۱۱۱ھ متوفی ۲۰۳ھ محدث کا لقب ہے۔ انہوں نے ۹۴ سال کی عمر پائی ہے۔ شذرات الذہب ص۵ اَفْضَتْ اِفضاء سے ماضی ہے پہنچا۔ رَحَّبَ مرحبا کہنا۔ بَنٰی بعیالہ زن خویش را بخانہ خود آوردن۔ عائدًا عیادۃ سے اسم فاعل ہے۔ بیمار پرسی کرنا۔ اَعْیَتْنِیْ اِعیاء سے ہے تھکا دینا:

تشریح:۔ ابوجعفر منصور بنو امیہ کے زمانہ میں جب کبھی آتا تھا تو چھپ (چھپا) کر آتا تھا اور ازہر سمان محدث کے حلقہ میں شریک ہوجاتا تھا جب اس کے پاس خلافت پہنچی تو ازہر سمان محدث اس کے پاس آئے منصور نے خوش آمدید کہا اور کہا: کیسے تشریف لائے؟ آپنے کہا میرا مکان منہدم ہوگیا اور مجھ پر چار ہزار درہم کا قرضہ ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا محمد اپنے بیوی بچوں کو گھر لے آئے۔ منصور نے بارہ ہزار درہم دیکر کہا: ہم نے آپکی ضرورت پوری کردی آئندہ ہمارے پاس سوال کے لئے نہ آیئے۔ ازہر سمان بارہ ہزار درہم لیکر واپس ہوگئے اور ایک سال کے بعد پھر منصور کے پاس آئے۔ منصور نے آپکو دیکھ کر کہا: ما حاجتک یا ازہر؟ آپنے کہا: سلام کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں منصور نے کہا: امیر المؤمنین کے دل میں تو یہی آرہا ہے کہ آپ سوال کیلئے آئے ہیں۔ آپنے کہا: نہیں میں تو صرف سلام کیلئے آیا ہوں۔ منصور نے کہا ہم نے آپ کیلئے بارہ ہزار درہم کا حکم کردیا آپ تشریف لے جایئے اور آئندہ نہ سوال کیلئے آیئے نہ سلام کیلئے آپ بارہ ہزار درہم لے کر واپس ہوگئے۔ ایک سال کے بعد پھر منصور کے پاس آئے منصور نے کہا: ما حاجتک یا ازہر؟ آپنے کہا بیمار پرسی کے لئے آیا ہوں منصور نے کہا: میرا دل تو یہی کہہ رہا ہے کہ آپ سوال کیلئے آئے ہیں۔ آپنے کہا نہیں میں تو صرف بیمار پرسی کیلئے آیا ہوں۔ منصور نے کہا۔ ہم نے آپ کیلئے بارہ ہزار درہم کا حکم کیا آپ تشریف لیجائیں اور آئندہ نہ سوال کیلئے آئیں نہ سلام کیلئے نہ عیادت کیلئے۔ آپنے وہ بھی لے لئے اور واپس ہوگئے۔ ایک سال کے بعد پھر آئے۔ منصور نے پھر کہا: ما حاجتک یا ازہر؟ یا امیر المؤمنین! میں آپکو ایک دعا پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا اس کو لکھنے کیلئے آیا ہوں۔ ابوجعفر نے ہنستے ہوئے کہا، وہ تو غیر مقبول ہے۔ اس واسطے کہ میں نے (بارہا) یہ دعا کی ہے کہ میں آپ کو نہ دیکھوں مگر قبول نہیں ہوئی۔ اچھا ہم آپ کیلئے بارہ ہزار درہم کا حکم کیا اور آپ کو عام اجازت دی جب چاہیں تشریف لائیں کیونکہ میں حیلہ کرتا کرتا عاجز آگیا

مَحَبَّةُ الْعِلْمِ

علم دوستی

كان ابنُ الاثير مجد الدين ابو السعادات صاحبُ جامعِ الاصول، والنهايةِ في غريب الحديث من اكابر الرؤساء محظيًّا عند الملوك وتولّى لهم المناصبَ الجليلةَ فعرضَ له مرضٌ كفَّ يديه، ورجليه فانقطعَ في منزله وتركَ المناصبَ والاختلاطَ بالناس، وكان الرؤساءُ يغشونه في منزله فحضرَ اليه بعضُ الاطباء والتزمَ بعلاجه، فلمّا طبّبه وقاربَ البُرْءَ واشرفَ على الصحة دفعَ للطبيب شيئًا من الذهب، وقال: امضِ لسبيلك فلامه اصحابُه على ذلك وقالوا هلّا ابقيتَه الى حصولِ الشفاء، فقال لهم: انني متى عوفيتُ طلبتُ المناصبَ ودخلتُ فيها، وكُلّفتُ قبولها، واما مادمتُ على هذه الحالة فاني لا اصلح لذلك، فاصرفُ اوقاتي في تكميلِ نفسي، ومطالعةِ كتبِ العلم، ولا ادخل معهم فيما يُغضِبُ اللهَ ويُرضيهم، والرزقُ لابد منه. فاختار رحمه الله تعالى عُطلةَ جسمِه ليحصلَ له بذلك الاقامةُ على عُطلةٍ من المناصب وفي تلك المدة ألّفَ كتابَ جامعِ الاصول، والنهايةِ وغيرَهما من الكتب المفيدة +

حل لغات ابن الاثیر۔ مجد الدین لقب۔ ابو السعادات کنیت۔ مبارک نام۔ والد کا نام محمد اور کنیت ابو الکرم ہے ابن الاثیر سے مشہور ہیں۔ آپ ۵۴۴ھ میں بمقام جزیرہ ابن عامر پیدا ہوئے اور یہیں نشوونما پایا آئمہ کبار سے علم نحو علم حدیث و دیگر علوم حاصل کئے اسکے بعد شہر موصل منتقل ہوگئے اور ایک عرصہ تک شاہ مجاہد الدین قائماز کی خدمت میں رہتے رہے، بعدہٗ عز الدین مسعود کا قرب حاصل ہوا اور اسکی وفات کے بعد اس کے لڑکے نور الدین ارسلان شاہ کے ہاں آپ کو ایک خاص مقام حاصل ہوا آخر عمر میں کسی عارضہ کی بناء پر معذور ہو گئے تھے اس لئے آپ جملہ عہدوں سے دست بردار ہو کر عزلت گزیں ہوگئے اور اسی مدت میں "النہایہ" چار جلدوں میں لکھی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی مشہور کتاب "جامع الاصول" دس اجزاء میں ہے۔ توفی ۶۰۶ھ "غریب الحدیث" وہ علم جس میں احادیث غریبہ سے بحث کی جائے۔ محظیا حظی (س) حظۃ خظوۃ حصہ پانا۔ حظی صاحب رتبہ۔ المناصب جمع منصب مرتبہ عہدہ۔ کف دیکھو ص۲۴ یغشونہ (س) غشیانا (ن) غشوا کسی کے پاس آنا (س) غشیا۔ غشایۃ ڈھانکنا۔ المرأۃ۔ جماع کرنا۔ غشوۃ۔ غشاوۃ پردہ۔ غاشیہ دل کا پردہ۔ قیامت۔ ملاقاتی دوست احباب۔ الاطباء جمع طبیب دیکھو ص۶۵۔ البرء بریٔ (س ف ک) برءًا من المرض چنگا ہونا (س) براءۃ نجات پانا۔ تہمت سے پاک ہونا۔ بریٔ ج براء۔ باری پیدا کرنے والا۔ امض مضی (ض ن) مضوًا مضیًا گذرنا۔ ہلا کلمہ تحضیض وتندیم ہے ہل اور لا سے مرکب ہے ماضی پر داخل ہو تو ترک فعل پر ملامت کیلئے ہوتا ہے جیسے ہلا امنت تو ایمان کیوں نہیں لایا اور مضارع پر داخل ہو تو برانگیختہ کرنے کیلئے ہوتا ہے جیسے ہلا تومن عطلۃ بیکاری۔

تشریح: ابن الاثیر مجد الدین ابو السعادات صاحب "جامع الاصول" و "صاحب نہایہ" بڑے متمول لوگوں میں سے تھے اور بادشاہوں کے ہاں آپکی کافی وقعت تھی بڑے بڑے عہدوں کے والی رہ چکے تھے قسمت کی بات آپ کو ایسی بیماری لاحق ہوگئی جس سے آپکے ہاتھ پاؤں بیکار ہوگئے (اور چلنے پھرنے سے بھی معذور ہوگئے۔ اس لئے آپ عزلت گزیں ہوگئے اور جملہ عہدوں سے دست بردار یہاں تک کہ ملنا جلنا بھی ترک کر دیا مگر رؤسا کا گھر پر بھی اژدھام رہتا تھا۔ اسی دوران میں آپ کے پاس ایک طبیب آیا اور پورے التزام کیساتھ علاج کرنا شروع کیا جب آپ صحت یاب اور تندرست ہونیکے قریب ہوگئے تو طبیب کو کچھ سونا دیکر کہا (اب) آپ تشریف لیجائیے۔ اس پر دوست احباب نے آپکو ملامت کی اور کہا، آپنے طبیب کو صحت یاب ہونے تک کیوں نہیں رہنے دیا؟ آپ نے کہا جب میں چنگا ہو جاؤں گا

تو پھر عہدوں کے لئے طلب کیا جاؤں گا اور مجھے ان کے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا (اس طرح مجھے اصلاح نفس کا موقعہ نہیں ملے گا) اور جب تک میں اس حالت میں رہوں گا تو ظاہر ہے کہ میں کسی عہدے کے قابل نہیں۔ پس میں اپنے اوقات کو تکمیل نفس اور مطالعہ کتب میں صرف کروں گا اور خدا کو ناخوش لوگوں کو خوش کرنے والے امور میں داخل ہونے سے بچ جاؤں گا۔ رہا رزق سو (رزق مقسوم کا ملنا ضروری) ہے۔ پس آپ نے یکسوئی کیخاطر جسم کی بیکاری کو عہدوں سے برطرف ہوجانے پر ترجیح دی

خلوتے خواہم کہ دور چرخ اگر چوں گرد باد ❋ خاکدانِ دہر را بیز د نیابد گردِ من
غالب بریدم از ہمہ خواہم کہ زیں سپس ❋ کنجے گزینم و پرستم خدائے را

اور اسی مدت میں جامع الاصول، النہایہ وغیرہ کتب مفیدہ تصنیف کیں ؎

کارے کنیم ورنہ خجالت برآورد ❋ روزے کہ رخت جاں بجہاں دگر کشیم (حافظ)

خَوفُ العَبدِ قدرَ التقرّب

بندہ کا خوف بقدر مرتبہ

؎ صحبتِ شاہ راز روئے قیاس ❋ ہمچو دریائے بیکرانہ شناس
ہمچنیں بحرِ پُر ز خوف و خطر ❋ ہر کہ نزدیک تر پریشاں تر

يقال: إن ابا ايوب المرزباني وزيرَ المنصور كان اذا دعاه المنصورُ يَصفرُّ ويُرعَد فاذا خرجَ من عندِه يَرجع اليه لونُه فقيلَ له: انا نراك مع كثرةِ دُخولِكَ على امير المؤمنين وانسه بك تتغيّر اذا دخلتَ عليه، فقالَ مثلي ومثلكم مثل بازيّ وديكٍ تناظرا، فقال البازي للديك ما اَعرِفُ اقلَّ وفاءً منك لاصحابكَ قال: وكيف؟ قال تؤخذُ بيضةً وتحضُنكَ اهلُكَ، وتخرجُ على ايديهم، فيُطعِمونك بايديهم حتى اذا كبِرتَ، سِرتَ لايَدنو امنك الّا طِرتَ من هنا الى هنا، وصِحتَ، واذا علوتَ على حائطِ دارٍ كنتَ فيها سنين طِرتَ منها الى غيرها واما انا فأُوخَذُ من الجبالِ وقد كبِرَ سِني، فتُخاطُ عيني، واُطعَمُ الشيئَ اليسيرَ واُسهَر فامنعُ من النوم واُنسَى اليومَ واليومَين، ثم اُطلَقُ على الصيدِ وحدي فاطيرُ له واخذُه واجيءُ به الى صاحبي، فقال الديكُ: ذهبت عنكَ الحجةُ، اَما لو رأيتَ بازيَين في سفودٍ على النارِ ما عُدتَ لهم، وانا في كل وقتٍ أرى السَّفافيدَ مملوأةً ديوكاً فلا تكن حليماً عند غضبِ غيرك وانتم لو عرفتم من المنصورِ ما اَعرِفُه لكنتم اسوأَ حالاً مني عند طلبه لكم۔

حل لغات يصفر اصفرارا زرد رنگ ہونا۔ صفر (س) صَفَرًا، الانآءُ خالی۔ صُفر خالی۔ يُرعَد کپکپاہٹ۔ انس السيت اُنس (س ض) ک، اُنسا۔ اُنستہ مانوس ہونا۔ اُنس۔ الشیٔ دیکھنا۔ اِنس آدمی ج اَناس۔ انسان آنکھ کی پتلی بازی بازج البواز۔ بواز۔ دیک مرغ ج دُیوک دیکہ۔ تحضنک (ن) حضانۃ۔ الصبی پرورش کرنا۔ حضن گود۔ کبرت (س) کِبرًا۔ مَکبِرًا عمر رسیدہ ہونا (ک) کُبرًا

مرتبہ میں بڑا ہونا۔ سَرت (من) سِیراً چلنا۔ سفر کرنا مں سائرٌ ہر چیز کا بقیہ لایدنو (ن) دنواً قریب ہونا طرت (من) طیراناً اڑنا۔ صیحت (من) صَیحاً۔ صَیحۃ، صُیاحاً چیخنا چلانا۔ یہ آواز دینا۔ صیحہ، چیخ، عذاب، حائط دیوار ج حِیطان حاط (ن) حَیطۃ نگہبانی کرنا۔ یہ گھیر لینا۔ تخاط (من) خیاطۃ سینا خیاط درزی۔ خَیط دھاگا ج خیوط۔ آسا ہر دیکھو مدۃ ۲۹ سفود گوشت بھوننے کی سیخ ج سفافید۔ عدت (ن) عَوداً لوٹنا ملوفقعلا۔ (ف) نلاۃ۔ نلاۃ بھرنا (ک) نلاءۃ توانگر ہونا۔ تشریح: بیان کیا گیا ہے کہ ابو ایوب مرزبانی وزیر منصور کی یہ حالت تھی کہ جب منصور اسکو (کسی ضرورت سے) بلاتا تو وہ لرز جاتا اور اس کا رنگ زرد پڑ جاتا اور جب اسکے پاس سے واپس ہوتا تو رنگ پھر اپنی حالت پر آجاتا لوگوں نے اس سے کہا آپسے امیر المومنین کو کافی انس ہے اور آپکی آمد و رفت بھی بکثرت ہے اس کے باوجود ہم آپ (کے رنگ) کو اس کے پاس جاتے وقت متغیر دیکھتے ہیں۔ وزیر نے کہا: میری اور تمہاری مثال بالکل اس باز اور مرغ کی سی ہے جنہوں نے آپس میں مناظرہ کیا اور باز نے مرغ سے کہا: میں تجھ سے زیادہ اپنے مالک کی بے وفائی کرنیوالا کسی کو نہیں پاتا۔ مرغ نے کہا: یہ کیسے؟ باز نے کہا، تو انڈے کی حالت میں لایا جاتا ہے لوگ تیری پرورش کرتے ہیں تو ان کے ہاتھوں پر نکالا جاتا ہے یعنی وہ تیری پیدائش کا تمام انتظام اپنے ہاتھوں سے کرتے ہیں اپنے ہاتھوں سے کھلاتے ہیں اور جب تو بڑا ہو جاتا ہے تو بھاگنے لگتا ہے جہاں کوئی تیرے پاس آیا اور تو ادھر سے ادھر بھاگا اور چیخنے لگا اور جس مکان میں تو سالہا سال رہ چکا ہوتا ہے جب اس کی دیوار پر چڑھتا ہے تو یہاں سے وہاں (وہاں سے وہاں) اڑتا پھرتا ہے

حق نمکی نمی شناسی ※ وز منعم خویش می ہراسی

اور میں سیانا ہونے کی حالت میں پہاڑوں سے پکڑا جاتا ہوں میری آنکھوں کو سیا جاتا ہے۔ معمولی سی غذا کھلایا جاتا ہوں بیدار رکھا جاتا ہوں دو دو روز تک بھلایا جاتا ہوں، پھر مجھے اکیلے کو شکار پر چھوڑا جاتا ہے تو میں (پھر سے) اس کی طرف اڑ جاتا ہوں اور شکار کر کے اپنے مالک کے پاس لے آتا ہوں۔

(سہ مرغِ دست آموز را چند انکہ کس دور افگند ※ بانشاطِ بال آید باز چوں گوید بیا)

مرغ نے باز سے کہا: تجھ سے دلیل جاتی رہی (یعنی تو مات کھا گیا) اگر کسی باز کو سیخوں میں آگ پر (بھنتا ہوا) دیکھتا تو کبھی بھی ان کے پاس واپس نہ آتا۔ میں تو ہر وقت سیخوں کو مرغے سے بھرپور دیکھتا ہوں ؎

نرود مرغ سوئے دانہ فراز × چوں دگر مرغ بیند اندر بند ※ پند گیر از مصائب دگراں × تانگیرند دیگراں ز تو پند

پس (بفحوائے مثل مشہور "لاتکن حلوا فتزدرد ولا مرا فتلفظ" اور "لاتکن رطبا فتعصر ولا یابسا فتکسر" اور بمقتضاء حدیث "لاتکن مرا فتعقی ولا حلوا فتسترط" بقول شاعر ؎

نہ حلوا بن کہ چٹ کر جائیں بھوکے ※ نہ کڑوا بن کہ جو چکھے سو تھوکے

دوسرے کے غصہ کے وقت اتنا ڈھیلا نہیں ہونا چاہیئے (وزیر نے نتیجہ کے طور پر کہا کہ اگر تم لوگ منصور کی اس ہیبت کو پہچان لیتے جس کو میں پہچانتا ہوں تو تم لوگ اس کے طلب کرنے کے وقت مجھ سے کہیں زیادہ بدحواس اور پریشان نظر آتے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

مقرباں را بیش تر بود حیرانی ※ کایشاں دانند سیاست سلطانی

هو بالموحدة التحتية أن يقول المتكلم كلاماً مبهماً يحتمل معنيين متضادين لا يتميز أحدهما عن الآخر ولا يأتي في كلامه ما يحصل به التمييز مثاله ما حُكي عن بعض الشعراء هنأ الحسن بن سهل باتصال بنته بوران بالمأمون مع من هنّاه، فأثاب الناس كلهم و حرمه، فكتب إليه إن أنت تماديت على حرماني عملت فيك شيئاً لا يعلم به أحد مدحتك أم هجوتك فاستحضره وسأله عن قوله، فاعترف فقال: لا أعطيك أو تفعل فقال ؎

بارك الله للحسن، ولبوران في الختن	يا إمام الهدى ظفرت ولكن ببنت من

فلم يعلم ما أراد بقوله "ببنت من" في الرفعة أو في الحقارة، فاستحسن الحسن منه ذلك وناشده، أسمعت هذا المعنى أم ابتكرته؟ فقال: لا والله إنما نقلته من شعر شاعر مطبوع كان كثير العبث بهذا النوع واتفق أنه فصّل قباءً عند خيّاط أعور اسمه زيد، فقال له الخياط على طريق العبث به، سآتيك به، لا تدري أقباء هو أم دراج؟ فقال له: لئن فعلت لأنظمن فيك بيتاً لا يعلم أحد ممن سمعه أدعوت لك أم دعوت عليك؟ ففعل الخياط فقال:

؎ خاط لي زيد قباء، ليت عينيه سواء.

حل لغات | ابہام۔ ابہم۔ الامر علیہ مشتبہ ہونا۔ یہاں ابہام سے مُراد فن بدیع کی ایک خاص صنعت ہے جسکو توجیہ اور محتمل الضدین بھی کہتے ہیں۔ ہنار تہنیۃ مبارک باد دینا۔ الحسن بن سہل ابو محمد سرخسی وزیر مامون الرشید متوفی ۲۸۲ھ بوران حسن بن سہل کی لڑکی کا نام ہے جو مامون الرشید کے نکاح میں تھی۔ بعض نے اس کا نام خدیجہ کہا ہے اور بوران لقب (دالا دل اشہر) مامون کے بعد اسّی سال کی عمر میں ۲۷۱ھ میں وفات پائی۔ تماذیا فی غیہ دیر تک رہنا اور اصرار کرنا۔ الختن دیکھو ص۹۵، ناشدہ دیکھو ص۵۱ ابتکرتہ کسی چیز کے ابتدائی حصہ پر قابض ہونا یہاں ابداع و ایجاد مُراد ہے۔ بکر (ن) بکُوراً صبح کیوقت آنا بکر صبح (س) بکَراً و ابکر و بکّر جلدی کرنا بکر کنواری ج اَبکار۔ باکورہ پہلا میوہ ج بوا کیر۔ خیاط دیکھو ص۱۲۱ اعور کانا ج عُور، عور (س) عَوَراً کانا ہونا۔ قبار ایک کپڑا ہے جو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے ج اَقبیۃ۔ دراج ایک قسم کا لباس ہے جو قبا کے طرز پر ہوتا ہے؛ **تشریح:۔**

ابہام اسکو کہتے ہیں کہ متکلم کوئی مبہم بات کہے جس میں دو متضاد معنی کی گنجائش ہو اور آپس میں ممتاز نہ ہوں اور متکلم اپنے کلام میں کوئی ایسا قرینہ بھی نہ لائے جس سے امتیاز حاصل ہوسکے۔ اسکی مثال وہ ہے جو ایک شاعر سے منقول ہے کہ اس نے مامون کیساتھ حسن بن سہل کی لڑکی بوران کی شادی کے موقعہ پر مبارک باد دینے والوں کیساتھ مبارکباد پیش کی۔ حسن بن سہل نے اوروں کو تو سب کو تھوڑا بہت عطیہ دیدیا مگر شاعر کو کچھ نہ دیا۔ شاعر نے اس کے پاس لکھا اگر تو مجھے محروم کرنے پر مصر رہیگا تو میں تیرے حق میں ایک ایسی چیز تیار کردونگا جس سے کوئی نہ سمجھ سکے گا کہ میں نے تیری تعریف کی ہے یا ہجو۔

چہ آں شاعرے کو ہجا گو نباشد ✻ چو شیرے کہ چنگال و دنداں ندارد

حسن بن سہل نے شاعر کو بلوا کر دریافت کیا۔ شاعر نے اقرار کرلیا۔ حسن بن سہل نے کہا کہ میں ابھی تجھے اسوقت تک کچھ نہیں دونگا جب تک کہ تو وہ چیز نہ کرلے، شاعر نے کہا ؎ بارک اللہ الخ خداوند تعالیٰ حسن اور بوران کو ہمدمیانہ

رشتہ مبارک کرے۔ اے پیشوائے ہدایت تو کامیاب ہو گیا لیکن کس بیٹی کے ساتھ۔ پس کوئی نہ سمجھ سکا کہ اس نے بنت مُن نے سے کا ہے کا ارادہ کیا ہے۔ رفعت و بلندی کا یا حقارت و ذلت کا۔ حسن بن سہل کو یہ بات بہت پسند آئی اور اس کو قسم دیکر پوچھا کہ تو نے یہ معنی کسی سے سُنے ہیں یا خود ایجاد کئے ہیں؟ اس نے کہا۔ نہیں بخدا میں نے ایجاد نہیں کئے بلکہ میں نے ایک بے تکلف کہنے والے شاعر سے نقل کئے ہیں جو اس قسم کا ٹھٹھا کرتا رہتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ اس کو ایک کانے درزی کے پاس جس کا نام زید تھا قبا سلوانے کا اتفاق ہوا۔ درزی نے اس سے مذاق کے طور پر کہا: میں اس کو ایسا سیوں گا کہ تجھے معلوم نہ ہوگا کہ قبا ہے یا دُراج: شاعر نے کہا، اگر تو نے ایسا کیا تو میں بھی تیرے بارے میں ایسا شعر کہوں گا جس سے سُننے والا نہیں سمجھ سکے گا کہ میں نے تیرے لئے دعا کی ہے یا بددُعا۔ درزی نے (جیسا کہا تھا ویسا ہی) کر ڈالا تو شاعر نے کہا ے خاط لی اھ زید نے میرے لئے قبا سی ہے کاش اسکی دونوں آنکھیں برابر ہوتیں:

(توضیح) لیت عینیہ سواء۔ دعا بھی ہوسکتی ہے یعنی کیا اچھا ہوتا کہ زید کی دونوں آنکھیں صحیح ہوتیں اور بددعا بھی ہوسکتی ہے۔ یعنی کیا اچھا ہوتا کہ جس طرح اس کی ایک آنکھ کانی ہے اسی طرح دوسری بھی کانی ہوتی۔ اُردو میں اس کی مثال یہ شعر ہے۔ ے

کیا ہی تاثیر ہے واللہ تری صحبت کو :: یک بیک لحظہ میں ہو جاتا ہے احمق دانا

اس کے دو معنی ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ تیری صحبت میں احمق دانا ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دانا آدمی احمق بن جاتا ہے:

اِنَّ العَصَا قُرِعَتْ لِذِی الحِلم

بیشک لاٹھی دانشمند ہی کے لئے کھٹکھٹائی جاتی ہے!

یہ عنوان حارث بن وعلہ ذہلی کے شعر کا ایک مصرعہ ہے پورا شعر یوں ہے ے

وزعمتم ان لا حلوم لنا ※ انّ العصا قُرعت لذی الحلم،

(تم یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم کو عقل نہیں ہے سو ہمنے تمہارا مطلب سمجھ لیا کیونکہ فہیم آدمی مضمون تنبیہ جلد سمجھ جاتا ہے)

انّ العصا قُرعت لذی الحلم ایک کہاوت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دانشمند کو جب تنبیہ کی جاتی ہے تو وہ فوراً متنبہ ہو جاتا ہے

متلمس کہتا ہے لذی الحلم قبل الیوم ما تقرع العصا ※ وما عُلّم الانسانُ الّا لیعلما

فرزدق کہتا ہے فان کنتُ انسانی حُلومُ مجاشع ※ فانّ العصا کانتْ لذی الحلم تقرع

قرع عصا کا وقوع سب سے پہلے عامر بن الظرب یا قیس بن خالد یا عمر بن حمہ یا عمر بن مالک کے لئے ہوا ہے تین سو سال کی عمر میں اس کی عقل میں کچھ فتور آگیا تھا تو اس نے اپنی اولاد سے کہا کہ جب تم مجھے گفتگو میں بہکتا ہوا دیکھو تو متنذکر دیا کرو۔

قال ابنُ الکلبی لمّا فتح عمرو بن العاصی قیساریۃ سار حتی نزل غزۃ فبعث الیہ علجہا اَن ابعثْ الیّ رجلاً من اصحابک اُکلّمہ ففکّر عمرو وقال ما لھذا احدٌ غیری قال فخرج حتی دخل علی العلج فکلّمہ فسمع کلاماً لم یسمع قط مثلہ فقال العلج حدّثنی ھل فی اصحابک احدٌ مثلک قال لا تسأل عن ھذا انی ھیّن علیھم اذ بعثوا بی الیک و

عَرَضُونِی لَمَّا عَرَضُونِی لَهُ وَلَا يَدْرُونَ مَا تَصْنَعُ بِی قَالَ فَأَمَرَ لَهُ بِجَائِزَةٍ وَكِسْوَةٍ وَبَعَثَ إِلَى الْبَوَّابِ إِذَا مَرَّ بِكَ فَاضْرِبْ عُنُقَهُ وَخُذْ مَا مَعَهُ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَمَرَّ بِرَجُلٍ مِنْ نَصَارَى غَسَّانَ فَعَرَفَهُ فَقَالَ يَا عَمْرُو قَدْ أَحْسَنْتَ الدُّخُولَ فَأَحْسِنِ الْخُرُوجَ فَفَطِنَ لِمَا أَرَادَهُ فَرَجَعَ فَقَالَ الْمَلِكُ مَا رَدَّكَ إِلَيْنَا قَالَ نَظَرْتُ فِيمَا أَعْطَيْتَنِی فَلَمْ أَجِدْ ذٰلِكَ يَسَعُ بَنِی عَمِّی فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَكَ بِعَشَرَةٍ مِنْهُمْ تُعْطِيهِمْ هٰذِهِ الْعَطِيَّةَ فَيَكُونُ مَعْرُوفُكَ عِنْدَ عَشَرَةٍ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ وَاحِدٍ فَقَالَ صَدَقْتَ اعْجَلْ بِهِمْ وَبَعَثَ إِلَى الْبَوَّابِ أَنْ خَلِّ سَبِيلَهُ فَخَرَجَ عَمْرٌو وَهُوَ يَلْتَفِتُ حَتَّى إِذَا أَمِنَ قَالَ لَا عُدْتُ لِمِثْلِهَا أَبَدًا فَلَمَّا صَالَحَهُ عَمْرٌو وَدَخَلَ عَلَيْهِ الْعِلْجُ قَالَ لَهُ أَنْتَ هُوَ قَالَ نَعَمْ عَلَى مَا كَانَ مِنْ غَدْرِكَ ۔

حلِ لغات العصا لاٹھی ج عُصِیّ، عِصِیّ (س)، عصا لاٹھی لینا (ن)، عَصْوًا لاٹھی سے مارنا (ض)، معصیۃً نافرمانی کرنا۔ عَصِیّ۔ نافرمان قرعت (ف)، لہ العصا متنبہ کرنا۔ البابُ کھٹکھٹانا الحلم، عقل دیکھو صـ۱۲ ابن الکلبی دیکھو صـ۱۰۲ عمرو بن العاص بن وائل۔ ابوعبد اللہ قریشی صحابی ہیں رضی اللہ عنہ

سنہ ۸ھ میں ایمان لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذات السلاسل میں تین سو سپاہیوں کا امیر بنا کر بھیجا وہاں جا کر مزید مدد ضرورت محسوس کی تو مہاجرین کے ایک لشکر سے ان کی مدد کی گئی جن میں ابوبکرؓ، عمرؓ، ابوعبیدہ بن الجراح وغیرہم تھے۔ آپ عمان، شام، فلسطین، مصر وغیرہ کے حاکم بھی رہے ہیں۔ نوے سال کی عمر میں سنہ ۴۳ھ میں وفات پائی۔ قیساریہ قیصریہ کی تحریف ہے اور چند شہروں کا نام ہے جو قیاصرہ روم کے ناموں پر رکھے گئے تھے جیسے قیساریہ فلسطین، قیساریہ قلیس قیساریہ کیا دوکیا۔ غزہ فلسطین کا ایک بہت بڑا شہر ہے یہیں حضرت امام شافعیؒ پیدا ہوئے (بقول صاحب قاموس)، اور یہیں ہاشم بن عبد مناف کا انتقال ہوا۔ بعث دیکھو صـ۱۴ علجا۔ عِلْجٌ موٹا قوی عجمی کافر (دقیل ہوا لکافر مطلقا)، ج عُلُوج۔ اَعلاج، عِلَجَۃٌ، عَلِجَ (س) عَلَجًا مضبوط ہونا۔ یہاں عِلْجٌ سے مراد ارطبون جو رومیوں کا سب سے بڑا چالاک سردار تھا۔ قطّ ظرف زمان ہے استغراق ماضی کے لئے آتا ہے اور نفی کے ساتھ خاص ہے خواہ لفظاً ہو جیسے ما فعلت ہذا قطّ، یا معنًی ہو جیسے لم یسمع قط مثلہ، قَطَّ (ن)، قطّا القلم قلم کا قط لگانا الشعر بال چھوٹے اور گھونگھریالے ہونا (ض) قطاطۃ، ہین، کمزور، ذلیل ج اَہْوِنا۔ جائزہ عطیہ کسوہ لباس ج کُسیٰ، بوّاب دربان۔ نصاریٰ جمع نصران متبعین حضرت عیسیٰ، غسان ایک یمنی قبیلہ تھا جو حوران کے چشمہ غسان پر وارد ہوا تھا اسی وجہ سے اس کا نام پڑ گیا۔ فطن (ن، س، ک)، فِطْنًا۔ فُطُونًا سمجھنا۔ فَطِن زیرک سمجھدار ج فُطُن غدر دیکھو صـ۔

تشریح ابن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص قیساریہ کو فتح کرنے کے بعد آگے بڑھے اور شہر غزہ تک پہنچ گئے وہاں کے سردار ارطبون نے آپکے پاس خبر بھیجی کہ اپنا کوئی آدمی میرے پاس بھیج دو تاکہ میں اس سے بات چیت کرلوں۔ حضرت عمرو نے خوب غور کیا اور (دل میں) کہا کہ اس کام کے لئے میرے علاوہ اور کوئی (مناسب) نہیں چنانچہ آپ نکل پڑے اور ارطبون کے پاس آکر بات چیت کی ارطبون نے جو سنجیدہ اور پُرمعنی کلام آپ سے سنا اس قسم کا کلام اس نے کبھی نہیں سنا تھا اسلئے اس نے ازراہِ تعجب کہا: آپکے اصحاب میں آپ جیسا کوئی اور بھی ہے؟ حضرت عمروؓ نے جواب دیا: یہ مت پوچھ میں تو انمیں بہت ہی بے وقعت ہوں اسی وجہ سے انہوں نے مجھے تیرے پاس بھیج دیا اور اس (مہم) کیلئے پیش کر دیا جس کیلئے کہ پیش کر دیا انکو کیا پتہ کہ تو میرے ساتھ کیا کریگا۔ ابن الکلبی کہتے ہیں کہ ارطبون نے حضرت عمرو کیلئے عطیہ کا اور لباس کا حکم کر دیا اور دربان کو ہدایت کردی کہ جب یہ شخص تیرے پاس پہنچے تو اسکی گردن اڑا دینا اور جو کچھ اسکے پاس مال متاع ہو لے لینا حضرت عمرو ارطبون کے پاس سے آئے تو راستہ میں قبیلہ غسان کے ایک نصرانی سے ملاقات ہوئی اس نے کہا: عمرو! جس طرح تو سنبھل کر داخل ہوا تھا اسی طرح ہوشیاری کیساتھ نکلنا۔ حضرت عمرو اسکی بات کو تاڑ گئے اور فوراً واپس ہوگئے۔ ارطبون نے دیکھتے ہی کہا: واپس آنیکا

کیا مطلب؟ حضرت عمروؓ نے کہا: میں آپکے عطیہ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ میرے چچازاد بھائیوں کیلئے ناکافی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے دس کو آپکے پاس لے آؤں تاکہ آپ انکو بھی تھوڑا بہت عطیہ دیدیں اس صورت میں آپ کا عطیہ دس کے پاس پہنچے گا جو تنہا ایک کے پاس پہنچنے سے بہتر ہے (یہ بات ارطبون کی سمجھ میں آگئی) اس نے کہا: واقعی تو نے ٹھیک کہا ہے۔ انکو بہت جلد لے آ، اور دربان سے کہدیا کہ اس کو جانے دے حضرت عمرو گوشۂ چشم سے آگے پیچھے دیکھتے ہوئے باہر آئے اور جب آپکو اطمینان ہوگیا تو کہنے لگے کہ آئندہ اس قسم کی سفارت کے لئے نہیں آؤں گا اس کے بعد حضرت عمرو کی اس سے مصالحت ہوگئی اور ارطبون آپکے پاس آیا تو آپ کو دیکھ کر طعن کرتے ہوئے کہنے لگا: آپ ہی ہیں وہ؟ (جس نے جھوٹ بول کر جان بچائی تھی؟ آپنے فرمایا: تیری غداری کیوجہ سے (مجھے جھوٹ بولنا پڑا)

الایثار

خود پر دوسروں کو ترجیح دینا۔

ومن حديث الحاتم الطائي) ان ماوية امرأة حاتم حدّثت ان الناس اصابتهم سَنَةٌ فاذهبت الخفّ والظلف، فبتنا ذات ليلة باشدّ الجوع، فاخذ حاتمٌ عديًّا وهو ابن الحاتم، واخذتُ سفّانة (بنت الحاتم) فعلّلناهما حتى ناما ثم اخذ يعلّلني بالحديث لانام، فرققت لما به من الجهد، فامسكت عن كلامه لينام، ويظنّ انّي نائمةٌ، فقال لي أنمتِ؟ مرارًا فلم اجبه، فسكتَ، ونظر من وراء الخباء، فاذا شيءٌ قد اقبل فرفع رأسه فاذا امرأةٌ تقول: يا ابا سفّانة قد اتيتك من عند صبية جياع، فقال: احضريني صبيانك: فوالله لاشبعنّهم قالت: فقمت سريعًا، فقلتُ: بماذا؟ يا حاتم، فوالله ما نام صبيانك من الجوع الا بالتعليل، فقام الى فرسه، فذبحه، ثم اجّج نارًا ودفع اليها شفرةً وقال: اشتوي وكلي واطعمي ولدكِ، وقال لي ايقظي صبيّتكِ فايقظتهما، ثم قال والله انّ هذا اللؤم ان تاكلوا واهل الصرم حالهم كحالكم، فجعل ياتي الصرم بيتًا بيتًا، ويقول عليكم النارَ، فاجتمعوا واكلوا، وتقنّع بكسائه، وقعد ناحيةً حتى لم يوجد من الفرس على الارض قليلٌ ولا كثيرٌ، ولم يذق منه شيئًا،

حل لغات الایثار اکرام کرنا۔ اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دینا۔ آثرَ (س، اَثرًا۔ للامر کسی کام انہماک سے مشغول ہونا۔ الحاتم الطائی ابو سفانہ ابن عبداللہ بن سعد، مذہبًا نصرانی تھا لیکن جود وسخا میں اپنی نظیر آپ تھا مہمان نوازی فیاضی کی رہائی غمزدوں کی غمخواری عہد وپیمان کی پاسداری اس کا عام شیوہ اور فطری چیز تھی۔ اصابتہم سَنَۃٌ قحط سالی الخف و الظلف ای ذوات الخف اونٹ کے کھر ظلف پھٹے ہوئے کھر جیسے گائے بکری وغیرہ کے جر اظلاف ظلوف، علّلنا۔ بکذا بہلانا۔ الجہد رنج مشقت۔ استطاعت۔ قال تعالیٰ ۔ وَاَقسموا باللہ جہدَ ایمانہم" انہوں نے بہت زور لگا کر قسم کھائی۔ جَہدًا کوشش کرنا۔ الخباء۔ اون یا بالوں کا خیمہ جر اخبیۃ خبأ (ف) خبأۃ ۔ الشئ چھپانا۔ خبیئۃ پوشیدہ چیز جو خبایا۔ صبیۃ جمع صبی بچہ دیکھو ص ۲۹ جیاع۔ جمع جائع دیکھو ص ۱۰ لاشبعنّہم دیکھو ص ۱۰

ہم ذا ای بای شیٔ تشبعہ۔ جری حالت میں ما استفہامیہ کا الف گرا دینا اور حرکت فتحہ باقی رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ الف کے حذف ہونے پر دلالت کرے اور ما استفہامیہ کو ما موصولہ سے ممتاز بنا سکے جیسے بم یرجع المرسلون اجج تاجیجاً النار آگ روشن کرنا۔ اج (ن) اُجیجاً بھڑکنا مص اجاج، اُجاج کھاری پانی۔ شفرہ بڑی چھری۔ اشتوی امر حاضر کا واحد مؤنث ہے دیکھو صفحہ ۹۶ الیقظی۔ الیقاظاً بیدار کرنا۔ یقظ، یقظ یقظاً بیدار ہونا مص یقظ، یقظان جمع ایقاظ۔ الصرم جماعت ج اصرام۔ اصارم، مراد اہل محلہ، مرم (ض)، مَرماً۔ الشیٔ۔ کاٹنا۔ مُرم کھال۔ (معرب چرم) تقنع کپڑے میں لپٹنا"

تشریح :۔ حاتم طائی (کی جود و سخا) کا ایک واقعہ خود اس کی بیوی ماویہ نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ایسی قحط سالی واقع ہوئی کہ اونٹ گائے، بکری سب ہی ہلاک ہوگئے اور ایک رات تو ہمنے بہت ہی بھوک کیساتھ گذاری پس حاتم نے اپنے لڑکے عدی کو اور میں نے حاتم کی لڑکی سفانہ کو بہلانا شروع کیا یہاں تک کہ وہ دونوں (بھوکے ہی) سوگئے۔ پھر حاتم نے باتوں باتوں میں مجھے بہلانا شروع کیا تاکہ میں بھی سو جاؤں۔ حاتم کی بیقراری اور رنج کشی دیکھ کر مجھے بہت ترس آیا اور میں خاموش ہوگئی تاکہ وہ بھی سو جائے اور یہ خیال کرے کہ میں سو گئی۔ چنانچہ حاتم نے مجھے کئی بار کہا: سو گئی؟ میں نے جواب نہیں دیا۔ پس وہ خاموش ہوگیا (کچھ دیر کے بعد) خیمہ کے سامنے سے کوئی آتا ہوا نظر آیا۔ حاتم نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک عورت ہے جو یہ کہہ رہی ہے۔ ابو سفانہ! میں تیرے پاس بھوکے (پیاسے) بچوں کو چھوڑکر آئی ہوں۔ حاتم نے کہا اپنے بچوں کو میرے پاس لے آ! بخدا میں ان کو سیر کردونگا۔ حاتم کی بیوی کہتی ہے کہ میں نے فوراً اٹھ کر کہا: حاتم کس چیز کیساتھ سیر کریگا؟ جبکہ خود تیرے بچے بھوک کیوجہ سے بلا بہلائے نہیں سوئے۔ پس حاتم نے اٹھکر اپنے گھوڑے کو ذبح کر ڈالا اور آگ روشن کرکے اس عورت کو ایک چھری دیکر کہا (اس کے گوشت کو) بھون کر تو بھی کھا اور بچوں کو بھی کھلا۔ اور مجھے کہا: تو بھی اپنے بچوں کو جگا دے۔ میں نے بچوں کو بیدار کیا، حاتم نے کہا خدا کی قسم! یہ بڑی کمینگی ہے کہ تم لوگ کھاتے رہو اور اہل محلہ کی حالت (بھوک کیوجہ سے) تم جیسی ہو۔ پس حاتم نے محلہ میں گھر گھر جاکر اعلان کردیا "علیکم النار"۔ اہل محلہ سب جمع ہوگئے اور سبنے (پیٹ بھرکر) کھالیا مگر حاتم چادر میں لپٹ کر ایک کونے میں بیٹھا رہا اور ایک بوٹی تک نہیں چکھی۔ یہاں تک کہ گھوڑے کا گوشت سب ختم ہوگیا۔

(تنبیہ) حاتم طائی کا یہ قصہ متعدد کتب میں منقول ہے جو حاتم کی جود و سخا کے پیش نظر کچھ مستبعد نہیں، لیکن اس میں مشکل یہ آن پڑتی ہے کہ اس میں گھوڑا ذبح کرایا گیا ہے حالانکہ حاتم کے متعلق مستند طور پر یہ مشہور رہے کہ وہ گھوڑے اور ہتھیاروں کے سوا سب کچھ سخاوت کردیتا تھا، دراصل بات یہ ہے کہ حاتم کی فیاضی کے بہت سے قصے زیب داستان کے لئے بڑھا بھی لئے گئے ہیں بالکل اسی طرح جیسے راویوں نے امیہ کے اشعار دین میں، عنترہ کے فخر و حماسہ میں، ابو العتاہیہ کے زہد و ورع میں ابو نواس کے بے باکی اور مزاح میں گھڑ لئے ہیں

لا طاعة لمخلوق فی معصية خالقه

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

دَخل ابو النضر سالم مولى عمر بنِ عُبَيد الله على عاملٍ للخليفة، فقال له: ابا النضر! انا تأتينا كُتُبٌ من عند الخليفة، فيها وفيها ولا نجد بدًّا من إنفاذها، فما ترى؟ قال له ابو النضر: قد اتاك كتابٌ من الله تعالى قبل كتاب الخليفة، فايّهما اتبعت كنت من اهله۔

تشریح: حضرت ابو النضر سالم مولی عمر بن عبید اللہ، خلیفہ کے کسی عامل کے پاس تشریف لائے۔ عامل نے کہا: ابو النضر! ہمارے پاس خلیفہ کی جانب سے ایسے خطوط آتے ہیں جن میں مختلف قسم کے احکام ہوتے ہیں اور ہم کو ان کے نافذ کئے بغیر چارہ نہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرے پاس خلیفہ کی کتاب سے پہلے اللہ کی کتاب آچکی پس انہیں سے جس ایک کا اتباع کریگا۔ اسی کے متبعین میں سے شمار ہوگا۔

ونظيرُ هذا القول ما رواه الاعمش عن الشعبي ان زيادًا كتبَ الى الحكم بن عمرو الغفاري وكان على الطائفة، ان امير المؤمنين كتبَ اليّ ان اصطفي له الصفراء والبيضاء ولا نقسمَ بين الناس ذهبًا ولا فضةً، فكتبَ اليه، انى وجدتُ كتابَ الله قبل كتاب امير المؤمنين، والله لو ان السموات والارض كانتا رتقًا على عبدٍ فاتقى الله لجعل له منها مخرجًا، ثم نادى فى الناس، فقسمَ لهم ما اجتمع من الفئ۔

حل لغات اعمش ابو محمد سلیمان بن مہران تابعی کوفی مولود ۶۱ھ متوفی ۱۴۷ھ، عمشت (س)، عمشا۔ عینہ، آنکھ کا کمزور ہونا۔ چندھا ہونا ص اعمش ج عمش۔ الشعبی دیکھو صفحہ ۵۹ زیاد بن سمیہ شیعہ علیؓ میں سے تھے اور انکی طرف سے فارس کے والی مقرر تھے۔ ۴۴ھ میں امیر معاویہؓ نے انکو اپنے خاندان میں شامل کیا کیونکہ بعض لوگوں نے یہ بیان کیا کہ زیاد کی والدہ سمیہ کے ساتھ ابو سفیان نے زمانہ جاہلیت میں نکاح کیا تھا اور یہ انہیں کے بیٹے ہیں اسوقت سے یہ زیاد بن ابی سفیان کہے جانے لگے۔ لیکن اکثر لوگ اس نسبت کو تسلیم نہیں کرتے۔ ۴۵ھ میں امیر معاویہؓ نے زیاد کو بصرہ کا والی مقرر کیا اور ۵۱ھ میں مغیرہ بن شعبہ کی وفات کے بعد کوفہ کی ولایت بھی سپرد کردی۔ زیاد نے ۵۳ھ میں طاعون میں مبتلا ہوکر انتقال کیا۔ الحکم بن عمرو بن الجدع صحابی ہیں رضی اللہ عنہ بصرہ میں سکونت پذیر تھے زیاد بن سمیہ نے انکو خراسان میں اپنا نائب مقرر کیا تھا بقول اصح ۵۰ھ میں مقام مرو میں وفات پائی۔ انکو حکم بن اقرع بھی کہتے ہیں۔ اصطفی اصطفاء سے مضارع متکلم ہے۔ منتخب کرنا۔ الصفراء سونا۔ البیضاء چاندی۔ رتقا (ن)، جوڑنا۔ الشیٔ بند کرنا۔ الفیٔ مال غنیمت۔

تشریح: اس قول کی نظیر وہ ہے جسکو حافظ اعمش نے امام شعبی سے روایت کیا کہ زیاد نے حضرت حکم بن عمرو غفاریؓ کے پاس جو ایک جگہ کے حاکم تھے لکھا کہ امیر المؤمنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں امیر المؤمنین (کی ضروریات) کے لئے سونا چاندی جمع کرلوں اور لوگوں میں تقسیم نہ کروں۔ حضرت حکم بن عمرو نے (اس کے جواب میں) لکھا کہ میں نے امیر المؤمنین کی کتاب سے پہلے اللہ کی کتاب پائی ہے خدا کی قسم اگر آسمان و زمین کسی بندے پر بند ہوجائیں اور وہ اللہ سے ڈرتا رہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے لئے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ کردیں گے۔ اس کے بعد آپنے لوگوں میں اعلان کیا اور تمام جمع شدہ مال غنیمت انہیں تقسیم کردیا۔

وَمِثْلُهُ قَوْلُ الْحَسَنِ حِيْنَ اَرْسَلَ اِلَيْهِ ابْنُ هُبَيْرَةَ، وَاَتَى الشَّعْبِيُّ فَقَالَ لَهُ، مَا تَرَى؛ اَبَا سَعِيْدٍ، فِيْ كُتُبٍ تَاْتِيْنَا مِنْ عِنْدِ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ فِيْهَا بَعْضُ مَا فِيْهَا، فَاِنْ اَنْفَذْتُهَا وَافَقْتُ سَخَطَ اللّٰهِ وَاِنْ لَمْ اُنْفِذْهَا خَشِيْتُ عَلٰى دَمِيْ، فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ، هٰذَا عِنْدَكَ الشَّعْبِيُّ فَقِيْهُ الْحِجَازِ، فَسَاَلَهُ فَرَقَّقَ لَهُ الشَّعْبِيُّ وَقَالَ لَهُ: قَارِبْ وَسَدِّدْ، فَاِنَّمَا اَنْتَ عَبْدٌ مَاْمُوْرٌ ثُمَّ الْتَفَتَ ابْنُ هُبَيْرَةَ اِلَى الْحَسَنِ، وَقَالَ، مَا تَقُوْلُ؛ يَا اَبَا سَعِيْدٍ، فَقَالَ الْحَسَنُ، يَا ابْنَ هُبَيْرَةَ،

لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِی مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ، فَانْظُرْ مَا کَتَبَ اِلَیْكَ فِیْهِ یَزِیْدُ فَاعْرِضْهُ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَمَا وَافَقَ کِتَابَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَانْفِذْہُ، وَمَا خَالَفَ کِتَابَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَلَا تُنْفِذْہُ، فَاِنَّ اللّٰہَ اَوْلٰی بِكَ مِنْ یَزِیْدَ، وَکِتَابُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَوْلٰی بِكَ مِنْ کِتَابِہٖ، فَضَرَبَ ابْنُ هُبَیْرَةَ بِیَدِہٖ عَلٰی کَتِفِ الْحَسَنِ، وَقَالَ، هٰذَا الشَّیْخُ صَدَقَنِیْ، وَرَبِّ الْکَعْبَةِ، وَاَمَرَ لِلْحَسَنِ بِاَرْبَعَةِ اٰلَافٍ وَلِلشَّعْبِیِّ بِاَلْفَیْنِ، فَقَالَ الشَّعْبِیُّ، رَفَقْنَا فَرُفِقَ لَنَا، فَاَمَّا الْحَسَنُ فَاَرْسَلَ اِلَی الْمَسَاکِیْنِ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا فَرَّقَهَا، وَاَمَّا الشَّعْبِیُّ فَقَبِلَهَا وَشَکَرَ عَلَیْهَا۔

حلِ لغات الحسن البصری دیکھو صفحہ۔ ابن ہبیرہ عمرو الفزاری متوفی ۱۰۲ھ مسلمہ بن عبدالملک کے بعد ہشام کی جانب سے عراق کا امیر تھا کچھ دن کے بعد کسی ناراضگی کیوجہ سے اس کو معزول کر کے خالد بن عبداللہ قسری کو اس کی جگہ مقرر کردیا تھا خالد ایک روز اچانک کوفہ آیا اس وقت ابن ہبیرہ نماز جمعہ کی تیاری میں مصروف تھا ڈاڑھی میں کنگھا کر رہا تھا خالد کو دیکھ کر ابن ہبیرہ نے کہا: قیامت بھی اسی طرح دفعۃً آئیگی اس کے بعد خالد نے اسکو پکڑ کر بیڑیں پہنادیں اور قید خانہ میں ڈالدیا۔ ابن ہبیرہ کے غلاموں نے ایک خفیہ سرنگ کھود کر ابن ہبیرہ کو قید خانہ سے نکال لیا۔ یزید بن عبدالملک بن مروان مولود ۷۱ھ سلیمان بن عبدالملک کے بعد ۱۰۱ھ میں خلیفہ ہوا اور ۴ سال ایک مہینہ تک خلیفہ رہا ۴۰ سال کی عمر میں ۲۵ شعبان ۱۰۵ھ میں مقام بلقا میں وفات پائی اور اپنے بعد اپنے بھائی ہشام اور اپنے بیٹے ولید کو یکے بعد دیگرے ولی عہد بنایا ــــــــ یزید پہلا خلیفہ ہے جس نے شراب پینی شروع کی اور مغنیات کے راگ سننے میں وقت برباد کیا۔ رفق (ن، س، ک) نرمی کرنا۔ قارب، قارب فی الامر میانہ روی اختیار کرنا۔ سدّد (س۔ض) سُدداً۔ سداداً درست ہونا۔ فی قولہ ٹھیک بات کہنا۔ **تشریح**:۔ اسی کے مثل حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے ایک مرتبہ آپ کو ابن ہبیرہ نے بلایا اتفاق سے امام شعبیؒ بھی تشریف لے آئے۔ ابن ہبیرہ نے حضرت حسن سے کہا: ابوسعید! ان خطوط کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو ہمارے پاس یزید بن عبدالملک کے پاس سے آتے ہیں اور انمیں بعض احکام، وہ ہوتے ہیں جو کتاب اللہ کے خلاف ہوتے ہیں۔ اگر میں ان کو نافذ کردوں تو اللہ کی ناراضگی کا اندیشہ ہے اور نافذ نہ کروں تو جان کا خوف ہے۔ حضرت حسن نے کہا! تیرے پاس فقیہ حجاز امام شعبی موجود ہیں ان سے پوچھ لے۔ امام شعبی نے ابن ہبیرہ کے مسئلہ میں نرمی اختیار کی اور کہا: راہ راست پر رہ اور میانہ روی اختیار کر کیونکہ تو بہرحال محکوم ہے ابن ہبیرہ نے حضرت حسن سے کہا: آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے کہا: خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں اس لئے یزید جو کچھ تیرے پاس لکھے اسمیں غور کر اور کتاب اللہ سے اس کا موازنہ کر۔ پھر جو حکم کتاب اللہ کے موافق ہو اس کو نافذ کر اور جو خلاف ہو اسکو ہرگز نافذ نہ کر اس واسطے کہ خدا تیرے لئے یزید سے بہتر ہے اور خدا کی کتاب یزید کی کتاب سے بہتر ہے۔ ابن ہبیرہ نے حضرت حسن کے شانہ پر ہاتھ مارا اور کہا: کعبہ کے رب کی قسم! اس شیخ نے سچ کہا۔ اس کے بعد حضرت حسن کیلئے چار ہزار اور شعبی کے لئے دو ہزار درہم کا حکم کیا۔ پس امام شعبی نے کہا: ہم نے (مسئلہ میں) نرمی اختیار کی تو ہمارے لئے (عطیہ میں بھی) نرمی کیگئی۔ پھر حسن نے تو وہ چار ہزار درہم غریبوں کو بلاکر تقسیم کردیئے اور امام شعبی نے شکریہ کے ساتھ قبول کرلیے۔

وَکَتَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ اِلٰی مُعَاوِیَةَ اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّهٗ مَنْ یَلْتَمِسْ رِضَا اللّٰہِ بِسَخَطِ النَّاسِ کَفَاہُ اللّٰہُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰہِ وَکَلَهُ اللّٰہُ اِلَی النَّاسِ۔

حل لغات ابوالدرداء انصاری۔ خزرجی مشہور جلیل القدر صحابیؓ ہیں آپکے نام و ولدیت میں اختلاف ہے لیکن عامر بن قیس زیادہ مشہور ہے مگر بہ نسبت نام کے ان کی کنیت بہت مشہور ہے ان کے والد کا نام بعض قیس بعض ثعلبہ بعض عامر بعض مالک بعض زید بعض عبداللہ کہتے ہیں۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ صحابہؓ کا علم چھ جلیل القدر صحابہ میں منحصر ہو گیا تھا انہیں سے ایک ابوالدرداء بھی ہیں۔ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکیم امت کا لقب عطا فرمایا ہے۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آپکو دمشق کا قاضی مقرر کر دیا تھا دمشق ہی میں آخر خلافت حضرت عثمان میں غالباً ۳۲ھ میں وفات پائی۔ آپ سے (۱۷۰) حدیثیں مروی ہیں جن میں سے تیرہ حدیثیں صحیحین میں ہیں۔ معاویہ ابوعبدالرحمٰن بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبدشمس الاموی القرشی، بعثت سے پانچ (یا اس سے کچھ زائد) سال قبل پیدا ہوئے صلح حدیبیہ کے بعد پوشیدہ طور پر ایمان لائے مگر اپنی ماں کے خوف سے چھپائے رکھا یہاں تک کہ فتح مکہ کے زمانہ میں اسلام ظاہر کیا (بعض فتح مکہ میں ہی ایمان لانا بیان کرتے ہیں) اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ہائے مبارک کے کاتب رہے اور خلفاء کے زمانہ میں برابر جہاد میں مشغول رہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں دمشق اور شام کے حاکم مقرر ہوئے اور حضرت عثمانؓ کی شہادت تک اس پر قائم رہے حضرت علیؓ نے خلیفہ ہونے پر ان کو معزول کر دیا۔ مگر حضرت معاویہؓ نے عزل سے انکار کیا اسکے سلسلہ میں صفین کی مشہور لڑائی ہوئی (جس کو ہم ص۶۳ پر ذکر چکے ہیں) حضرت امام حسنؓ خلیفہ ہوئے اور انہوں نے چند ماہ کے بعد حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی اس کے بعد سے حضرت معاویہ خلیفہ متفق علیہ ہو گئے اور ۲۰ سال تک خلیفہ رہے۔ تقریباً اسی سال کی عمر میں رجب ۶۰ھ میں وفات پائی۔ حضرت معاویہ سے تمام کتب صحاح میں احادیث مروی ہیں۔ آپکی مرویات کی تعداد (۱۳۰) ہے جنمیں سے تیرہ احادیث صحیحین میں مروی ہیں۔ **تشریح:** حضرت ابوالدرداءؓ نے حضرت معاویہ کے پاس لکھا۔ اما بعد! جو شخص اللہ کی رضا کا طالب ہو لوگوں کی ناراضگی کے باوجود اللہ اسکو کافی ہو گا لوگوں کے بارے اور جو شخص لوگوں کی خوشنودی چاہے اللہ کی ناراضگی کے باوجود اللہ اسکو لوگوں کے حوالے کر دیگا۔

وَكَتَبَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اِلٰى مُعَاوِيَةَ، اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهُ مَنْ يَّعْمَلْ بِمَسَاخِطِ اللّٰهِ يَصِيْرُ حَامِدُهٗ مِنَ النَّاسِ ذَامًّا لَهٗ وَالسَّلَامُ۔

حل لغات عائشہ بنت ابی بکر صدیقؓ، ام المؤمنین۔ محبوبۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ مشہور فقیہہ صحابیہ ہیں اور عورتوں میں تو علم فقہ میں آپکا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آپکے فضائل بکثرت احادیث میں مروی ہیں۔ سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپ سب سے برگزیدہ رسول کی محبوبہ تھیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ کو عائشہ کے بارے میں اذیت نہ دو کیونکہ مجھ پر انکے سوا کسی دوسری بیوی کے بستر پر وحی نہیں آئی ہے۔ آپ بعثت سے چوتھے یا پانچویں سال پیدا ہوئیں مکہ میں سیدہ خدیجہؓ کی وفات کے بعد بعمر چھ یا سات سال آپکا عقد سردار دو عالم کیساتھ ہوا۔ مدینہ منورہ میں ۱ھ یا ۲ھ میں بعمر نو یا دس سال رخصتی ہوئی اور حضورؐ کی وفات کے وقت انکا سن اقدس اٹھارہ سال کا تھا۔ ۱۷ رمضان ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کے بعد صحابہؓ میں سب سے زیادہ احادیث آپ ہی سے مروی ہیں۔ آپ کی مرویہ احادیث کی تعداد (۲۲۱۰) جن میں (۱۹۶) حدیثیں صحیحین میں سے ہیں بقیہ دیگر کتب احادیث میں ہیں۔ آپکے مناقب و فضائل محتاج بیان نہیں۔ ہم نے یہ چند سطریں صرف تبرکاً سپرد قلم کی ہیں۔

مساخط جمع مسخط۔ سبب ناراضی۔ سخط (س) سَخطاً۔ الرجلُ۔ وعلیہ غضب ناک ہونا۔ سَخَط۔ سُخْط ناراضی اور بقول بعض بڑے لوگوں کی ناراضی۔ **تشریح:** حضرت عائشہؓ نے امیر معاویہؓ کے پاس لکھا: اما بعد! جو شخص اللہ کی ناراضگی کے عمل کرے گا تو اس کی تعریف کرنے والے بھی اس کو برا کہنے لگیں گے۔

نخواہی کہ نفریں کنند از پست × نکو باش تا بد نگوید کست :-

رجل جرى على لسانه في حيوته ما جرى عليه بعد وفاته

ایک شخص کی زبان پر زندگی ہی میں وہ بات آگئی جو مرنے کے بعد اس پر گذری !

روى الانباري باسناده الى هشام الكلبي، قال، عاش عُبيد بن شَرية الجرهمي ثلثمائة سنةٍ وادرك الاسلام، فاسلمَ ودخل على معاوية بالشام، وهو خليفة، فقال له: حدثني باعجب ما رأيت، قال: مررت ذات يومٍ بقومٍ يدفنون ميتًا لهم، فلما انتهيت اليهم، اغرورقت عيناي بالدموع فتمثلتُ بقول الشاعر ؎

يا قلبُ انك من اسماءَ مغرورٌ	فاذكر وهل ينفعنك اليوم تذكيرٌ
قد بحت بالحب ما تخفيه من احد	حتى جرت لك اطلاقًا محاضيرُ
فلستَ تدري وما تدري اَعاجِلُها	اَدنى لرشدك ام ما فيه تاخيرُ
فاستقدر الله خيرًا وارضينّ به	فبينما العسر اذ دارت مياسيرُ
وبينما المرءُ في الاحياءِ مُغتبطٌ	اذا هو الرمس تعفوه الاعاصيرُ
يبكي الغريبُ عليه ليس يعرفه	وذو قرابته في الحي مسرورُ

قال: فقال لي رجل: اتعرف مَن صاحبُ هذا الشعر قلتُ لا، قال: ان صاحبه هذا الميت الذي دفناه الساعة، وانتَ الغريبُ الذي تبكي عليه، ولستَ تعرفه، وهذا الذي خرجَ من قبره اقربُ الناسِ رحمًا اليه، واسرّهم بموته فقال له معاوية: لقد رأيتَ عجيبًا فمنِ الميّتُ؟ قال: عثير بن لبيد العذري

حل لغات لسان دیکھو ص۳ الانباری کمال الدین عبدالرحمٰن بن ابی الوفا۔ محمد بن انباری وافر العلم، معتمد، عابد و زاہد اور علم ادب و نحو کے امام تھے سادہ لباس اور سادہ زندگی آپکا طرۂ امتیاز تھا۔ آپنے علم لغت اور علم ادب ابو منصور جوالیقی سے اور علم نحو ابوالسعادات ہبۃ اللہ بن الشجری سے حاصل کیا تھا اور اس درجہ مہارت حاصل کی کہ سرآمد روزگار ہوگئے۔ نزہۃ الالباء، اسرار العربیۃ، حواشی الیضاح، شرح دیوان متنبی۔ شرح حماسہ۔ کتاب حیص بیص وغیرہ بہت سی کتابیں لکھی ہیں ۹ شعبان ۵۷۷ھ میں جمعہ کی رات میں انتقال ہوا اور شیخ ابو اسحاق شیرازی کے قریب مدفون ہوئے عاش دیکھو ص۱۱ عبید بن شریۃ دیکھو مقدمہ ص۲۷ یدفنون (ض) دفنًا۔ المیت گاڑنا۔ دفینۃ گاڑا ہوا جو دفانہ۔ اغرورقت۔ العین ڈبڈبا آنا۔ الدموع جمع دمع آنسو، دمعت (ف)، دمعًا (س)، دمعًا، دموعًا۔ العین آنسو بہانا۔ بحت (ن) بوحًا۔ الشیٔ ظاہر کرنا۔ بواح کھلم کھلا۔ بوح آفتاب کا علم ہے۔ اطلاقًا۔ جمع طلق گھوڑے کی دوڑ کا ایک چکر۔ محاضیر جمع محضر۔ دستاویز۔ فبینما العسر۔ العسر مبتدا ہے اور خبر محذوف ہے اے العسر ثابت لک لفظ بین مابعد والے جملہ کیطرف مضاف ہے اور مضا

ومضاف الیہ کے درمیان کلمہ یا فاصل ہے اور تین کلمہ آذ کیوجہ سے منصوب ہے کیونکہ اسمیں مفاجاۃ کے معنی موجود ہیں۔ عسر (س، ک) عُسرا عُسُرا
عُسَارۃ دشوار ہونا۔ عُسر۔ عُسرۃ تنگی سختی۔ میاسیر جمع مُیْسور آسان کیا ہوا۔ لیسر (ض) یَسرا نرم ہونا جوا کھیلنا (ک) یُسرا کم ہونا۔ (س) یسیر
یُسرا۔ الامر آسان ہونا۔ الیُسر دولت مند ہونا (س) مُوسِر یسار، یسریٰ بایاں۔ یَسَر جوا۔ ذبح شدہ جانور جن پر جوا کھیلا جائے۔ میْسرہ۔ بائیں جانب
کا دستہ فوج۔ ج میاسر۔ مغتبط خوش عیش۔ غبط (ض) اغبطۃ کسی کی نعمت کو دیکھ کر دیسا ہی اپنے لئے تمنا کرنا (س) غابط ج غُبّط۔ غبطہ رشک
الرَمس قبر جو سطح زمین کے بلند نہ ہو (ج) اَرماس۔ رُمُوس۔ رمس (ن، ض) رَمسا۔ ڈھانپنا۔ تعفوہ۔ عفت الریح مٹا دینا۔ اعاصیر جمع إعصار،
بگولہ۔ عصر (ض) عَصرا نچوڑنا۔ عَصِیر۔ عُصارۃ نچوڑا ہوا۔ عَصْر۔ عَصَر زمانہ ج اَعْصار:

تشریح:۔

عبد الرحمن انباری نے اپنی سند کیساتھ ہشام کلبی سے روایت کی ہے۔ آپنے کہا کہ عبید بن شریہ جرہمی تین سو سال تک زندہ رہے اسلام کا زمانہ پایا تو مشرف باسلام ہوئے اور
حضرت معاویہؓ سے ملک شام میں انکے دور خلافت میں ملاقات کی۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: آپنے اپنے مشاہدات میں، جو واقعہ عجیب تر دیکھا ہو۔ بیان
کیجئے۔ آپنے کہا، ایکدن میرا گذر ایک گروہ پر ہوا جو کسی مردہ کو دفن کر رہے تھے میں انکے قریب آیا تو مرنے کے بعد سب سے پہلی منزل یعنی قبر کی سختیاں نظروں میں پھر
گئیں۔ دل بھر آیا اور میری آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں اور میں یہ اشعار پڑھنے لگا ۵ یا قلب انک اھ۔ اے دل بیشک تو اسماء کیطرف سے دھوکے
میں ہے سو نصیحت حاصل کر اور کیا آج تجھ کو نصیحت مفید ہوگی۔ تونے راز محبت کو فاش کر دیا کہ وہ کسی سے بھی مخفی نہیں ہے یہاں تک کہ دوڑ گئے تیری محبت
کو لیکر شہری باشندے یا چل پڑیں تیری محبت کی دستاویزیں گھوڑ دوڑ کی چال یعنی تیری محبت کی دستاویزیں جابجا پہنچ گئیں نہ تو اب جاتا ہے اور نہ آئندہ
جانے کا کہ دنیا کا قریبی زمانہ تیری ہدایت کے قریب تر ہے یا وہ کہ جس میں تاخیر ہے۔ اللہ سے خیر کا طالب بن اور اس پر راضی رہ۔ کیونکہ تنگی کبھی
میں اچانک گھومنے لگتے ہیں جوئے کے پاسے یعنی تنگی کے دوران میں یکایک سہولت کا دور آجائیگا اسی دوران میں کہ آدمی زندوں میں شاداں ہوتا ہے۔ ناگاہ
تیز آندھیاں (یا بگولے) اسکی قبر کے نشان بھی مٹا دیتی ہیں پردیسی اس پر روتا ہے حالانکہ وہ اسکو جانتا بھی نہیں اور اس کا رشتہ دار خاندان میں خوش ہوتا ہے
عبید بن شریہ کہتے ہیں کہ (انہیں سے) ایک شخص نے مجھ سے کہا: جانتا ہے اس شعر کا کہنے والا کون ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: یہی مردہ ہے جس کو ہمنے ابھی دفن
کیا ہے اور تو مسافر ہی جو اسپر رو رہا ہے اور اس کو نہیں جانتا۔ اور یہ شخص جو اس مردے کو لحد میں اتار کر اسکی قبر سے باہر آیا ہے اسکا قریبی رشتہ دار ہے جو اس کے
مرنے سے بیحد خوش ہے (وراثت کی بنا پر) امیر معاویہؓ نے کہا: واقعی آپنے بہت عجیب واقعہ دیکھا ہے۔ اچھا یہ تو بتلایئے کہ مرنے والا کون تھا؟ آپنے کہا عثیر بن لبید عذری

(تنبیہ) شیخ یوسف بن سلیمان شنتمری نے شرح شواہد کتاب سیبویہ میں فرزدق کی طرف منسوب کر کے نقل کیا ہے
کہ وہ ایک جنازہ کے دفن میں شریک ہوا تو کسی نے اس کو یہ شعر سنایا ہے

وبینما المرء فی الاحیاء مغتبطا ٭ اذ صار فی الرمس تعفوہ الاعاصیر،

اس پر فرزدق نے کہا: جانتے ہو اس شعر کا قائل کون ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں فرزدق نے کہا: یہی شخص ہے جس کو ابھی
دفن کیا ہے، موصوف نے شعر مذکور کے بعد یہ شعر نقل کیا ہے ؎

حتی کان لم یکن الا تذکرہ ٭ والدہر اینما حال دھاریر، واللہ اعلم:۔

الکریمُ لا ینسیٰ مَنْ احسَنَ الیہ

شریف آدمی اپنے محسن کو بھولا نہیں کرتا !

حُکِیَ انّ الوزیر المہلبی سافرَ قبلَ ان یتولّی الوزارۃَ، وکانَ فقیراً جدًّا، فلَقِیَ فی سَفرہ مشقۃً عظیمۃً،

فاشتهى اللحمَ فلم يقدر عليه، فقال: ارتجالاً ؎

الا موتٌ يُباعُ فاشتريهِ	فهذا العيشُ ما لا خيرَ فيهِ
الا موتٌ لذيذُ الطعمِ يأتي	يُخلّصني من الموتِ الكريهِ
اذا ابصرتُ قبرًا من بعيدٍ	وَدِدْتُ لو انّني ممّا يليهِ
الا رحِمَ المهيمنُ نفسَ حرٍّ	يُفرّجُ بالوفاءِ على اخيهِ

قال: وكانَ معه رفيق، يقال له عبد الله الصّفي فلمّا سمِعَهُ اشترى له لحمًا بدرهمٍ وطبخهٗ واطعمهٗ اياه، ثم افترقا وتقلّبتْ بالمهلّبي الاحوالُ واثرى وتولّى الوزارةَ العظمٰى لمعز الدولة وافتقر رفيقه جدًّا فبلغه وزارةُ المهلّبي فقصدهٗ وكتبَ اليه في رقعةٍ ؎

الا قُل للوزيرِ فدتك نفسي	مقالةَ مُذكِرٍ ما قد نسيهِ
اتذكرُ اذ تقولُ لضنكِ عيشٍ	الا موتٌ يُباعُ فاشتريهِ

فلمّا وقفَ على رقعتِهٖ، امرَ له بسبعمائة درهمٍ، ووقّع في رقعتِه مثلُ الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله كمثلِ حبّةٍ انبتتْ سبعَ سنابلَ في كلِّ سُنبلةٍ مائةُ حبّةٍ، ثم دعابه، وخلع عليه وزادهٗ في برّه، وولّاه على عملٍ

حلِّ لغات الوزیر المہلبی زید بن محمد متوفی ۳۵۹ھ شیعہ آل علی سے ہے اور شاعر ہے متوکل کی تعریف میں بہت سے قصائد لکھے ہیں۔ ارتجالا فی البدیہہ کہنا۔ الکریہ ناگوار وددت وُدًّا وِدادًا مَوَدّۃً محبت کرنا۔ خواہش کرنا۔ وَدُود بہت محبت کرنیوالا۔ المھیمن خوف سے امن دینے والا۔ روزی۔ موت حیات وغیرہ کا کفیل۔ اثری اِثراءً وثری (ن) ثراءً (س) ثریٰ۔ الرجلُ مالدار ہونا۔ ثروۃ مالداری۔ ضنک تنگ ضنک (ک) ضنکًا۔ ضنوکۃً تنگ ہونا۔ وقع توقیعًا شاہی مہر لگانا۔ حبّۃ دانا جمع حبات۔ انبتت۔ انباتًا اگانا۔ سنابل جمع سُنبلۃ خوشہ؛

تشریح:۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ وزیر مہلبی اپنے وزیر ہونیسے قبل کسی سفر میں گیا۔ اس زمانہ میں بہت ہی تنگدست اور نادار تھا سفر میں غیر معمولی مشقت و تکلیف سے دوچار ہونا پڑا۔ گوشت (کھانے) کی خواہش ہوئی تو حاصل نہ کرسکا تو اس نے برجستہ کہنا شروع کیا ؎ الاموت اھ کیا کہیں موت فروخت نہیں ہورہی کہ میں اس کو خریدلوں۔ کیوں کہ یہ زندگی بہت ہی بے کیف زندگی ہے۔ کیا مزیدار موت نہیں ہے جو مجھے آجائے اور اس ناگوار زندگی سے مجھے چھٹکارا دے دے جب میں دور سے کسی قبر کو دیکھتا ہوں تو میری یہی خواہش ہوتی ہے کہ کاش میں بھی اسی کے پاس ہوتا۔ خدا اس شریف آدمی پر رحم کرے جو اپنے بھائی کے رنج کو دور کردے؛ عبداللہ ضبی وزیر (مذکور) کا رفیق سفر تھا، جب اس نے سُنا تو وزیر کیلئے ایک درہم کا گوشت خرید کر لایا اور پکا کر کھلادیا۔ اس کے بعد دونوں جُدا ہوگئے (چندروز بعد) مہلبی کی حالت بدل گئی مالدار ہوگیا اور معز الدولہ کا وزیر اعظم ہوگیا ادھر اسکا رفیق سفر عبداللہ ضبی غریب ہوگیا

رہنے دو ایک وضع یہ رنگ جہاں نہیں ❊ وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزاں نہیں (ناسخ)

اور اس کو مہلبی کی وزارت کی خبر ملی تو اس نے ایک خط میں (مندرجہ ذیل قطعہ) لکھ کر بھیجا ؎ الا قل للوزیر ا ہ وزیر سے کہدے میری جان تجھ پر قربان۔ اس بات کی یاد دہانی کے لئے جس کو کہ وہ بھول گیا تجھے وہ یاد ہے جبکہ تو تنگیٔ عیش کیوجہ سے یہ کہہ رہا تھا: کیا کہیں موت فروخت نہیں ہو رہی کہ میں اسکو خرید لوں۔

وزیر (مضمون) رقعہ پر مطلع ہوا اور اس کے لئے سات سو درہم کا حکم کر کے اس کے خط کو بایں آیت مہر زد کر دیا۔ مثل الذین ۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کئے ہوئے مالوں کی حالت (عند اللہ) ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت جس سے (فرض کرو) سات بالیں جمیں اور ہر بال کے سو دانہ ہوں (اسی طرح خداوند تعالیٰ ان کا ثواب سات سو حصہ تک بڑھاتا ہے) پھر اسکو بلا کر خلعت دی اور مزید عطیہ کے بعد اس کو کسی کام پر لگا دیا۔ ؎ اے شمع بیا تا من و تو زار بگرییم × کا حوال دل سوختہ ہم سوختہ داند

لاتحزن اذا اساءوا بك الظن وكنت محسنا فانه خير لك

اگر تو پاک دامن ہے تو لوگوں کی بدظنی سے غمگین نہ ہو کیونکہ یہ تیرے لئے بہتر ہی ہے!

مرا چوں بود دامن از جرم پاک ✻ نباید ز خبث بداندیش باک (سعدی)

تو بھلا ہے تو برا ہو نہیں سکتا اے ذوق ✻ ہے برا وہ ہی کہ جو تجھکو برا جانتا ہے

اودع تاجر من تجار نیسابور جاریته عند الشيخ ابي عثمان الحيري فوقع نظر الشيخ عليها يوماً فعشقها وشغف بها فكتب الى شيخه ابي حفص الحداد بالحال فاجابه بالامر بالسفر الى الري الى صحبة الشيخ يوسف فلما وصل الى الري وسال الناس عن منزل الشيخ يوسف اكثر الناس في ملامته وقالوا كيف يسأل تقي مثلك عن بيت شقي فاسق فرجع الى نيسابور وقص على شيخه القصة فامره بالعود الى الري وملاقاة الشيخ يوسف المذكور فسافر مرة ثانية الى الري وسأل عن منزل الشيخ يوسف ولم يبال بذم الناس وازدرائهم به فقيل له انه في محلة الخمارة فاتى اليه وسلم عليه فرد عليه السلام وعظمه وكان الى جانبه صبي بارع الجمال والى جانبه الاخر زجاجة مملوءة من شيء كانه الخمر بعينه فقال له الشيخ ابو عثمان ما هذا المنزل في هذه المحلة فقال ان ظالماً اشترى بيوت اصحابنا وصيرها خمارة ولم يحتج الى شراء داري فقال له ما هذا الغلام وما هذا الخمر فقال ما الغلام فولدي من صلبي واما الزجاجة فخل فقال ولم توقع نفسك في مقام التهمة بين الناس فقال لئلا يعتقدوا انني ثقة امين ويستودعوني جواريهم فابتلي بهن فبكى ابو عثمان بكاءً شديداً وعلم قصد شيخه. فهكذا احوال اهل الله نفعنا الله تعالى بهم۔

حل لغات اودع ایداعاً کسی کے پاس امانت رکھنا۔ عشقها (س) عشقاً محبت میں حد بڑھ جانا س عاشق ج عشاق۔ شغف (س۔ ف) شغفاً۔ بہ فریفتہ ہونا۔ حبۂ محبت کا دل کے پردے میں پہنچنا۔ ابو حفص دیکھو مقدمہ ص۲۹ الری مملکت ایران میں ایک عجیب و غریب پُر رونق و خوش منظر قدیم ترین شہر ہے جس کو مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عروہ بن زید کے ہاتھ پر فتح کیا تھا خلیفہ مہدی نے ۱۵۸ھ میں اسکی اصلاح کرائی ہے یوسف دیکھو مقدمہ ص۳۲ ازدراء حقیر سمجھنا۔ زاری (ض) زرایتہ علیہ

عَمْدٌ عیب لگانا۔ الخمار مے فروش۔ بارع۔ برع ان۔ س۔ ک، بُرُوعًا براعۃً علم یا فضیلت یا جمال میں کامل ہونا۔ زُجاجۃ شیشہ کے برتن کا ٹکڑا۔ وعن ابی عبیدۃ یقال للقدح زجاجۃ قال عنترۃ ع بزجاجۃ صفراء ذات اسرۃ ۔ قال تعالیٰ "المصباح فی زجاجۃ" اے فی قندیل من الزجاج۔ زج (ض) زُجّاً و ازداج۔ حاجبۂ لمبی اور باریک ابرو والا ہونا س ازج مملوءۃ دیکھو صہ۲۱!

تشریح: نیشاپور کے ایک تاجر نے اپنی کنیز شیخ ابو عثمان حیری کو بطور امانت سپرد کی ایک روز شیخ کی اس پر نظر پڑگئی تو ابا قتضائے بشریت اس سے محبت ہوگئی اور اس پر فریفتہ ہوگئے۔ ابو عثمان نے اپنے شیخ ابو حفص حداد کے پاس اپنا حال لکھا تو ابو حفص نے انکو رَی کیطرف سفر کرنے اور شیخ یوسف کی صحبت اختیار کرنے کا حکم کیا شیخ ابو عثمان رَی پہنچے اور شیخ یوسف کا مکان دریافت کیا لوگوں نے ملامت کرتے ہوئے کہا: آپ جیسا متقی آدمی ایک بدبخت فاسق و فاجر شخص کا مکان دریافت کرے تعجب کی بات ہے

؎ بدگمانی لازم بدباطناں افتادہ است ❊ گوشۂ از خلق جا کردم کہیں پنداشتند

یہ سُن کر شیخ عثمان نیشاپور واپس آگئے اور شیخ ابو حفص سے پورا قصہ بیان کیا۔ شیخ نے پھر رَی جانے اور شیخ یوسف سے ملاقات کرنیکا حکم کیا

؎ کسے را کہ نزدیک ظلمت بد اوست ❊ چہ دانی کہ صاحب ولایت خود اوست

شیخ ابو عثمان نے دوبارہ رَی کا سفر کیا اور شیخ یوسف کا مکان دریافت کیا اور لوگوں کی ملامت اور شیخ یوسف کی برائی کی کوئی پرواہ نہیں کی آپکو بتایا گیا کہ وہ شرابیوں کے محلے میں رہتا ہے

آپ انکی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا شیخ نے سلام کا جواب دیا اور تعظیم کی شیخ کے پاس ایک طرف نہایت خوبصورت لڑکا اور دوسری طرف شیشی تھی جو بعینہٖ شراب جیسی چیز سے بھری ہوئی تھی شیخ ابو عثمان نے شیخ یوسف سے کہا: آپکا مکان اس محلہ میں کیوں ہے؟ شیخ یوسف نے کہا ایک ظالم نے ہمارے سب محلے والوں کے مکانوں کو خرید کر شراب خانہ بنادیا اور میرے مکان کے خریدنے کی اس کو ضرورت نہیں ہوئی۔ شیخ ابو عثمان نے کہا: یہ لڑکا کون ہے؟ اور شراب کا کیا مطلب؟ آپنے کہا لڑکا تو میرا حقیقی بیٹا ہے۔ رہی شیشی سو (اسمیں) سرکہ ہے۔ شیخ ابو عثمان نے کہا: آپنے خود کو مظنۂ تہمت کیوں بنا رکھا ہے۔ آپنے کہا: تاکہ لوگ میرے متعلق یہ خیال نہ کریں کہ میں قابل اعتماد اور امین ہوں یہاں تک کہ وہ اپنی کنیزیں مجھے سپرد کریں اور میں انکی محبت میں مبتلا ہوجاؤں۔

؎ نیک باشی و بدت گویند خلق ❊ بہ کہ بد باشی و نیکت گویند

پس شیخ ابو عثمان رو پڑے اور شیخ کا مطلب سمجھ گئے۔ اہل اللہ کے حالات ایسے ہی ہوتے ہیں۔ نفعنا اللہ تعالیٰ بہم:

التواضع

خاکساری!

؎ زمیں پہ نور قمر کے گرنیسے صاف اظہار روشنی ہے ❊ کہ ہیں جو روشن ضمیر انکا فروغ انکی فروتنی ہے (ذوقؔ)

قال مقاتل بنُ سلیمان یوماً، وقد دخلتهُ اُبّهةُ العلمِ: سَلونی عما تحتَ العرشِ الی اسفلِ الثریٰ فقال له رجلٌ: ما نسألك عن شیءٍ من ذلك، انما نسألك عما معَكَ فی الارض، اَخبرنی عن كلبِ اهلِ الكهفِ، ما كان لونُهُ؟ فأفحمَهُ.

ولمّا شُهِرتْ تاليفُ ابن قُتَيبةَ، ولُحِظَ بعين العالم المتفنّن، صَعِدَ المنبرَ، وقد غصّ المحفلُ، واعتلى تبريزاً على علماءِ وقتِهِ، مع فضلِ جاهٍ اشْتَمَلَ بهِ من السلطانِ، فقال: لِيَسْأَلْنِي مَنْ شاءَ عمّا شاءَ، فقام اليه احدُ الاغفالِ فقال له: ما الفَتِيلُ، والقِطْمِيرُ، فلم يُحِرْ جوابًا، وأُفْحِمَ، ونَزَلَ خَجِلًا، وانصرف الى منزلِهِ كسلًا، فلمّا نظر اللفظتين وجَدَ نفسَهُ أذكرَ الناسِ بهما، وهذا من عِقابِ العُجبِ، وقال قتادةُ: ما سمعتُ شيئًا قطُّ الاحفظتُهُ، ولاحفظتُ شيئًا فنَسِيتُهُ، ثم قال: ياغلامُ! هاتِ نعْلَيَّ، فقال هما في رجليك، ففَضَحَهُ اللهُ . وكان بشريش رجلٌ من اهل الدين والورع وحجّ في ايّام ابي حامدٍ، وصَحِبَهُ، ففاتتْ صلوٰةُ الصبحِ يومًا لاحدِ اصحابه، فلامَهُ على ذٰلك، فلما كان في اليوم الثاني، ادركَ الحاجُّ من صلوٰةِ الصبحِ ركعةً واحدةً، فلمّا لَقِيَهُ صاحبُهُ بعد الصلوٰة قال له: هٰذا كما رأيتَ، وانما ذكرتَ عملكَ على معنًى لتبصرةِ والارشادِ، فلو ذكرتَهُ على غيرِ ذٰلك لفاتتكَ الثانيةُ .

حلِ لغات مقاتل بن سلیمان ابوالحسن صاحب تفسیر مشہور متوفی سنہ ۱۵۰ھ اصل کے اعتبار سے بلخی ہیں بعد میں بصرہ منتقل ہو گئے تھے. ضحاک مجاہد. زہری وغیرہ سے روایت رکھتے ہیں لیکن بعض علماء ان سے مطمئن نہیں حافظ وکیع نے تو انکو کذاب کہا ہے۔ اُبَّہَۃٌ بڑائی نخوت اُبَہٌ (ف) اُبہا. لہ تاڑجانا. تأبّہ علیہ تکبر کرنا. کہف کھوہ غار (غار اور کہف میں فرق یہ ہے کہ غار چھوٹا ہوتا ہے اور کہف وسیع) العرش. تخت شاہی. کنویں کا مُن. ج عروش، عُروش، عرش (ن ض) عَرْشًا لکڑی کا مکان بنانا. عَرِیشۃ جھونپڑی (ض) عروشًا اقامت کرنا. ثری نمناک مٹی، مرادزمین. اُلجمہ دیکھو صـ۲۲ شہرت. شہر (ف) شہرًا. شہرۃ آشکارا کرنا. ابن قتیبہ ابو محمد عبداللہ بن سلم بن قتیبہ دینوری مولود ۲۱۳ھ متوفی ۲۷۶ھ عالم فاضل اور صاحب تصانیف ہیں. ادب الکاتب. کتاب الجراثیم وغیرہ مختلف کتابیں لکھی ہیں لحظ (ف) لحظ. بالعین گوشہ چشم سے دیکھنا. صعد دیکھو صـ۷۶ غص (س. ن) غصصًا. المکان بھرجانا اور تنگ ہوجانا. المحفل مجلس ج محافل. حفل (ض) حفلًا. القوم اکٹھا ہونا ص حافل. ضرعٌ حافلٌ بھرا ہوا تھن تبریز. ابرز الرجل ہمسروں سے فائق ہونا. برز (ن). بروزًا میدان کی طرف نکلنا. مبارزۃ لڑائی کیلئے مقابلہ پر نکلنا. الاغفال. جمع غفل بیوقوف. الفتیل کھجور کی گٹھلی کے شگاف کی باریک بتی. فتل (ن) فتلًا الحبل. رسی بٹنا. قطمیر گٹھلی کے اوپر کا باریک چھلکا. فلم یحر. احار الجواب احارۃ جواب دینا. حار (ن) حورًا لوٹنا. متحیر ہونا. نعوذ باللہ من الحور بعد الکور. ہم زیادتی کے بعد نقصان سے اللہ کی پناہ لیتے ہیں. کسل. درماندگی. کسل (س) کسلًا کاہل ہونا ص کسل. کسلان ج کسالیٰ. قتادہ دیکھو صـ۷ فضحہ (ف) فضحًا رسوا کرنا. شریش مملکت اندلس میں ایک بہت بڑا شہر ہے. الورع پرہیزگاری. لامہ دیکھو صـ۳۹"

تشریح:۔ ایک روز مقاتل بن سلیمان نے علمی نخوت میں آکر کہا: از عرش تا فرش جو چاہو مجھ سے پوچھو" ایک شخص نے کہا: ہم آپ سے آسمانی باتیں نہیں پوچھتے ہم تو صرف وہ چیز معلوم کرتے ہیں جو آپکے ساتھ زمین میں ہے۔ بتلائیے اصحاب کہف کا کتا کس رنگ کا تھا؟ پس اسکو دم بخود کر دیا یعنی وہ لاجواب ہو گیا اور ساری نخوت خاک میں مل گئی، ع ہائے کیسی اس بھری مجلس میں رسوائی ہوئی جب حافظ ابن قتیبہ کی تصنیفات مشہور ہو گئیں اور ایک ماہر فنون عالم ہونے کی نظروں سے دیکھے جانے لگے تو ایک روز ایک

منبر پر تشریف لائے جبکہ مجلس (عوام و خاص سے) بھری ہوئی تھی۔ حافظ موصوف اپنے ہمسروں پر اور ہم عصر علماء پر فائق ہونے کیساتھ شاہ وقت کی جانب سے صاحبِ فضل وجاہ بھی تھے۔ آپ نے کہا: جو چاہو پوچھ لو (مجلس سے) ایک بدھو اٹھ کر بولا: فرمائیے "فتیل اور قطمیر کے کیا معنی ہیں؟ حافظ موصوف سے جواب نہ بن پڑا۔ خاموش کر دیئے گئے۔ شرمندہ ہو کر منبر سے اترے اور اپنا سا منہ لئے گھر کو چلے گئے اور جب ان دونوں لفظوں میں غور کیا تو اپنے آپ کو لوگوں سے کہیں زیادہ جاہل پایا (یہ رسوائی اور شرمندگی) خود بینی اور نخوت کی شامت تھی

ـــہ مباش غرہ بعلم و عمل کہ شد ابلیس × بدیں سبب ز درگاہ عزت دور

ایک مرتبہ حافظ قتادہ نے کہا: میں نے کبھی کوئی بات نہیں سنی جس کو محفوظ نہ کر لیا ہو اور کوئی بات محفوظ نہیں کی جسکو بھول گیا ہوں اسکے بعد خادم سے کہا: میرے جوتے تو لا! خادم نے کہا: جوتے تو آپکے پاؤں میں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے (اس بڑے بول کی وجہ سے) انکو بھی رسوا کر دیا؛ ـــہ مثلِ ہلال بدر ہے کب طالب خطر ❋ ؎ خود نما نہیں ہے جو صاحب کمال ہے (امیر)

شہر شرش میں ایک پرہیزگار اور متدین شخص تھا جو ابو حامد کے زمانہ میں حج کے لئے گیا اور آپکے ساتھ رہا۔ ایک روز ساتھیوں میں سے ایک شخص کی صبح کی نماز فوت ہوگئی تو اس نے اس کو ملامت کی جب دوسرا روز ہوا تو خود اس نے نماز صبح کی صرف ایک رکعت پائی۔ نماز کے بعد اس شخص نے (جسکو اس نے ملامت کی تھی) ملاقات کی اور کہا: یہ جو کچھ ہوا ہے اس وقت ہے جبکہ تو نے صرف رہنمائی کے طور پر کہا تھا اور اگر (خود بینی، نخوت، ریاکاری وغیرہ میں سے) کسی اور طریقہ سے کہتا تو تیری دوسری رکعت بھی فوت ہو جاتی:

ـــہ زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ ❋ رند از رہ نیاز بدار السلام رفت (حافظ)

وكان ابو ايوب الانصاريّ (واسمه خالد بن زيد) مع عليّ بن ابي طالب في حروبه كلها، ومات بالقسطنطينية مرابطاً سنةَ احدى وخمسين، وذلك مع يزيدَ بنِ مُعاويةَ لما اعطاه ابوه القسطنطينيةَ خرجَ معه، فمرضَ، فلما ثقل قال لاصحابه اذا انا مِتُّ فاحملوني، فاذا صافقتم العدوَّ فادفنوني تحتَ اقدامِكم، ففعلوا، و دفنوه قريباً من سورها وهو معروف الى اليوم، معظم، يستشفون، فيشفون، فكان اشارةً الى انّ مَن تواضعَ لِلّٰه رَفعَهُ اللهُ

حلِ لغات، ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب انصاری خزرجی مشہور صحابی ہیں۔ عقبہ ثانیہ میں حاضر خدمت ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ بدر اور تمام غزوات میں شرکت کی ہجرت کے وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر کو سکونت سے مشرف فرمایا تھا تمام کتب صحاح میں آپ سے احادیث مروی ہیں اور آپ کی مرویات پچاس حدیثیں ہیں۔ کوفہ جاتے وقت حضرت علیؓ نے آپ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں آپ نے وفات پائی۔ یزید بن معاویہ اسکی ولادت ۲۶ھ میں ہوئی۔ جبکہ امیر معاویہؓ حضرت عثمانؓ کی طرف سے کل ملک شام کے والی ہو چکے۔ امیر معاویہؓ نے اپنی زندگی میں صوبہ جات کے امراء اور وفود سے مشورہ لے کر یزید کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی لیکن مدینہ کے چند ممتاز رؤساء امت عبداللہ بن زبیر، امام حسین۔ عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن عمرؓ اس بیعت کے خلاف تھے۔ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس نے جب دیکھا کہ یزید کی خلافت پر اجماع عام ہوگیا تو ان حضرات نے بیعت کر لی لیکن حضرت امام حسین اور عبداللہ بن زبیر نے بیعت نہیں کی یہاں تک ۱۰ محرم ۶۱ھ کو کربلا کے میدان میں جنگ ہوئی۔ ایک طرف امام حسین کے ۸۰ آدمیوں کی مختصر جماعت

تھی اور دوسری طرف عراقی فوج تھی جس میں ایک بھی شام کا آدمی نہ تھا۔ بہت تھوڑے عرصہ میں لڑائی کا فیصلہ ہوگیا۔ امام حسینؓ اور ان کے ۷۱ ہمراہی شہید ہوئے اور ابن سعد کے ۸۸ آدمی مارے گئے اس کے بعد حصین بن نمیر یزید کی ہدایت کے مطابق عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ کے لئے ۲۶ محرم کو ایک لشکر لیکر مکہ پہنچا، ابن زبیر مقابلہ کیلئے نکلے لیکن شکست کھائی اور مکہ میں آگئے۔ شامیوں نے محاصرہ کیا اور منجنیق سے شہر پر پتھر پھینکے اسی دوران میں خبر آگئی کہ یزید نے وفات پائی شامیوں نے محاصرہ اٹھالیا اور لڑائی ختم ہوگئی یزید نے ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ ۳۹ سال کی عمر میں سرزمین شام کے شہر حوران میں وفات پائی۔ مدت خلافت ۳ سال آٹھ مہینے ۱۴ دن رہی۔ حروب جمع حرب لڑائی۔ مرابطا رابطہ مرابطۃ۔ الجیش لشکر کا دشمن کی سرحد کے پاس ہمیشہ قیام رکھنا۔ صافقتم۔ مصافۃ مقابلہ کیلئے دشمن کے مدمقابل کھڑا ہونا۔ ادفنونی دیکھو صفحہ ۱۳۔ سور شہر پناہ ج اسوار: .... تشریح :۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ جنکا نام (نامی) خالد بن زیدؓ حضرت علیؓ کے ساتھ آپکی تمام لڑائیوں میں شریک رہے اور قسطنطنیہ میں بحالت لشکر کشی ۵۱ھ میں وفات پائی۔ صورت یہ ہوئی کہ یزید کو اس کے باپ نے ملک قسطنطنیہ دیدیا تھا جب قسطنطنیہ پر لشکر کشی ہوئی تو حضرت ابو ایوبؓ یزید کے ساتھ تھے راہ میں بیمار ہو گئے اور جب طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی تو اپنے ساتھیوں سے کہا انتقال کے بعد میرے جنازے کو اٹھالینا اور جب تم لوگ دشمن کے مقابلہ میں صف آرا ہو جاؤ تو میرے جنازے کو اپنے قدموں کے نیچے دفن کر دینا۔ ساتھیوں نے (حسب وصیت) ایسا ہی کیا اور آپ کو قسطنطنیہ کی شہر پناہ کے قریب دفن کر دیا جو آج تک مشہور ہے اور لوگ آپکے توسل سے شفایاب ہوتے ہیں

ے مشو بمرگ زاہد ادا اہل دل نومید ❊ کہ خواب مردم آگاہ عین بیدار ست

آپکا قدموں کے نیچے مدفون ہونیکی وصیت کرنا اس طرف اشارہ ہے کہ عاجزی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بلند کر دیتے ہیں چنانچہ صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کے الفاظ ہیں "ما تواضع احد للہ الا رفعہ اللہ"

ے ذرے ہوئے بلند ہوا ان کو لے اڑی ❊ قطرے ہوئے جو پست گہر ہو کے رہ گئے

الجَوابُ المُفحِمُ

مسکت جواب

قال هشام اَسلمَ عَقِيل رشقيق على) سنةَ ثمانٍ من الهجرة وتُوُفِّي سنةَ خمسين و كان اسرعَ الناسِ جوابًا فنسبوه الى الحماقة. قال ابنُ عساكر دخل علىٰ مُعاوِيةَ بعدَ ما ذهب بصرهُ فاقعدَه معه على سريرة فقال انتم يا بنى هاشمٍ تصابُون فى اَبصاركم. فقال عقيلٌ وانتم يا بنى اُميّةَ تصابون فى بصائركم. وقال هشام اِن عقِيلًا قدم علىٰ اخيه علىّ بالعراق فسأله فقال ما اُعطيك شيئًا فقال انى فقيرٌ ومحتاج فقال اصبرْ حتى يخرج عطائى من المسلمين واعطيك فالحّ عليه فقال علىٌّ لرجلٍ خُذ بيدهٖ وانطلق به الى الحوانيت فافتح اقفالها وخُذ ما فيها فقال عقيلٌ انتَ اردتَ ان تجعلنى سارقًا فقال علىٌّ انتَ اردتَنى اخذُ اموالَ المسلمين واعطيك

اياها فقال عقيل لاذهبنّ الى رجل هو اولى منك يعنى معاوية فقال انتَ وذاكَ فذهب الى معاوية فاعطاه مائة الف درهم وقال اصعد المنبر واذكر ما اولاك علىٌّ وما اوليتك فصعد المنبر وقال ايها الناس انى اخبركم انى اردتُ عليًّا على دينه فاختار دينه علىّ وانى اردتُ معاوية على دينه فاختارنى على دينه فقال معاوية هذا الذى تزعم قريش انه احمق وانما اعقل منه. وكان طالب اسنّ من عقيل بعشر سنين وعقيل اسن من جعفر بعشر سنين و كلهم وُلد واقبل على وهو اكبرهم +

حل لغات | اللهم دیکھو ص٥٥. عقیل بن ابی طالب ہاشمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور حضرت علیؓ و جعفرؓ کے حقیقی بھائی اور صحابی ہیں غزوہ حنین اور غزوہ موتہ میں شریک تھے۔ حضرت معاویہؓ کی آخر خلافت میں یا یزید کی اوّل حکومت میں وفات پائی۔ ان سے سنن نسائی و ابن ماجہ میں روایت ہے۔ شقیق حقیقی بھائی۔ نظیر پھٹی ہوئی چیز کا آدھا حصہ۔ شقہ (ن) شقًا۔ الشیٔ پھاڑنا۔ مشقۃ۔ الامر دشوار ہونا۔ شقٌ شگاف ج شقوق۔ شق جانب۔ شقۃ دور کا سفر، مشقت ج مشاق۔ نسبوہ (ن، ض) نسبًا۔ نسبۃً نسبت کرنا۔ نسب قرابت ج انساب الحماقۃ بیوقوفی۔ حمق (س، ک) حُمقًا۔ حماقۃً بے وقوف ہونا ص احمق ج حُمْق و حَمقیٰ۔ ابن عساکر ابو القاسم علی بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن الحسین بن عساکر الشافعی متوفی ۵۷۱ھ شہرہ آفاق محدث اور تاریخی شخص ہے (۱۳۰۰) شیوخ سے روایت رکھتے ہیں۔ ان کی انتہائی ذہانت و فطانت کیوجہ سے اہل بغداد انکو "شعلۂ نار" کہا کرتے تھے۔ انکی تاریخ دمشق اسّی جلدوں میں ہے جس کے دیکھنے سے حیرت ہوتی ہے کہ ایک شخص نے اس کو کیونکر تصنیف کیا۔ ابصار جمع بصر آنکھ، بصر (س، ک) بصرًا۔ بصارۃً۔ ہ بہ جاننا۔ دیکھنا۔ بصیرۃ زیرکی۔ عبرت۔ ج بصائر۔ باصرہ آنکھ ج بواصر۔ حوانیت جمع حانوت دکان۔ اقفال جمع قفل۔ تالا۔ اقفل۔ الباب دروازہ پر تالا لگانا۔ قفل (ن، ض) قفولاً سفر سے لوٹنا ص قافل ج قافلہ۔ قفال۔ سارق چور ج سُرقہ۔ سرق (ض) سَرقًا۔ سَرقۃً چرانا۔ انت و ذاک ای کن انت مع ذلک اگر مبتدا کے بعد معیت پر دلالت کرنیوالا حرف واؤ واقع ہو تو خبر محذوف ہوتی ہے جیسے، کل رجل و ضیعتہ، پس انت مبتدا ہے اور ذاک اس پر معطوف ہے اور خبر محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے، انت مقرون مع ذاک، اور خبر انشار کے معنی میں ہے اولاک ایلاءً عطاء کرنا۔ اسن اسم تفضیل ہے بڑی عمر والا:

تشریح: ہشام نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ کے حقیقی بھائی حضرت عقیل نے ۸ھ میں اسلام قبول کیا اور ۵۰ھ میں وفات پائی آپ بڑے حاضر جواب تھے مگر لوگ آپ کو حماقت کی طرف منسوب کرتے تھے ابن عساکر کہتے ہیں کہ جب آپ کی بینائی ختم ہوگئی تو آپ حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لائے حضرت معاویہؓ نے آپکو اپنے پاس تخت پر بٹھایا اور (طنزًا) کہا، اے بنو ہاشم! (کیا بات آخر میں) تمہاری بصارت جاتی رہتی ہے! حضرت عقیلؓ نے (فورًا) جواب دیا اور تمہاری بنو امیہ! چشم بصیرت جاتی رہتی ہے (یعنی خرف ہوجاتے ہیں) یعنی ہم آنکھوں کے اندھے ہوتے ہیں تو تم دل کے اندھے ہوتے ہو ہشام نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عقیلؓ اپنے بھائی حضرت علیؓ کے پاس عراق تشریف لائے اور کوئی چیز طلب کی حضرت علیؓ نے فرمایا میں نہیں دے سکتا۔ آپنے فرمایا، میں غریب اور محتاج ہوں۔ حضرت علی نے فرمایا جب تک مسلمانوں کے پاس سے عطاء یعنی وہ حصہ جو غازیوں کو ہر سال ملتا ہے، آئے اسوقت تک توقف کرتا کہ میں کچھ دے سکوں۔ آپنے اصرار کیا حضرت علیؓ نے ایک شخص سے کہا: اس کا ہاتھ پکڑ کر دکانوں کیطرف لے جا اور تالے کھول کر جو کچھ ہو سب نکال کر دیدے حضرت عقیلؓ نے کہا آپ مجھ کو چور بنانا چاہتے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: تو کیا تو یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کا مال لیکر تجھے دیدوں؟ حضرت عقیلؓ نے کہا: اچھا میں اپنے دینے کے معاملہ میں آپ سے بہتر شخص یعنی معاویہ کے پاس جاتا ہوں۔ آپنے فرمایا: تو (جان) اس کے پاس ہو (آ) حضرت عقیلؓ معاویہؓ کے پاس آئے۔ معاویہؓ نے آپکو ایک لاکھ درہم دے کر کہا: میں نے اور حضرت علیؓ نے جو کچھ تجھ کو دیا ہے منبر پر اس کا اعلان کردے۔ حضرت عقیل منبر پر

آئے اور کہا: لوگو! میں تم کو بتلانا (چاہ) تا ہوں کہ میں نے حضرت علیؓ کو ان کے دین پر (ترجیح دینا) چاہا تو آپ نے دین کو مجھ پر ترجیح دی اور میں نے امیر معاویہ کو ان کے دین پر (ترجیح دینا) چاہا تو معاویہ نے اپنے دین پر مجھے ترجیح دی۔ حضرت معاویہ نے کہا: یہی ہے وہ جس کو قریش پاگل سمجھتے ہیں! بھلا اس سے زیادہ کون ہوشیار ہوگا۔ حضرت طالب حضرت عقیل سے اور حضرت عقیل جعفر سے دس سال بڑے تھے اور ان سب کی پیدائش حضرت علیؓ سے پہلے ہے اور حضرت علیؓ سب سے کم عمر ہونے کے باوجود فضل و کمال میں بڑے ہیں۔

الادبُ خیرُ الذّخائر

ادب بہترین ذخیرہ ہے۔

انا ابنُ نفسی وکنیتی لادبی ٭ من عجم کنتُ او من العرب ٭ اِنّ الفتی مَن یقول ہا اَنَا ذا ٭ لیس الفتی من یقول کان ابی

عن الحجاج بن یوسف الثقفی انه اَمَرَ صاحبَ حراستِه ان یطوف بالليل فمن وَجدہ بعدَ العشاء ضربَ عُنقَه فطاف ليلةً فوجدَ ثلاثةَ صِبيان يتمايلون عليهم آثارُ الشرابِ فاحاط بهم وقال لهم مَن انتم حتی خالفتم امرَ اميرِ المؤمنين

فقال الاول ؎

انا ابنُ مَن دانتِ الرّقابُ له ٭ لما بين مخزومها وهاشمها
تاتيه بالرغم وهی صاغرةٌ ٭ ياخذ من مالها ومن دمها

فامسك عن قتله وقال لعله من اقارب امير المؤمنين ثم قال للآخر مَن انتَ فقال ؎

انا ابنُ الذی لا تنزل الارضَ قِدرُہ ٭ وان نزلت يومًا فسوف تعودُ
تری الناسَ افواجًا الی ضوءِ نارِہ ٭ فمنهم قيامٌ حولها وقعودُ

فامسك عن قتله وقال لعله من اشراف العرب ثم قال للثالث مَن انتَ فقال ؎

انا ابنُ الذی خاض الصّفوفَ بعزمه ٭ وقوّمها بالسيف حتی استقامت
رکاباہ لا تنفكّ رجلاہ منهما ٭ اذا الخيلُ فی يوم الكريهة ولّت

فامسك عنه وقال لعله من اشجع العرب فلمّا اصبح رُفع امرهم الی الحجاج فاحضرهم وكشف عن حالهم فاذا الاوّل ابن حجام والثانی ابن فوال والثالث ابن حائك فتعجب الحجاجُ من فصاحتهم وقال لجلسائه عَلِّموا اولادكم الادبَ فوالله لولا الفصاحة لضربتُ اعناقَهم

حل لغات الادب دیکھو مقدمہ ص۶ ـ الحجاج بن یوسف سیاتی ذکرہ انشاء اللہ صاحب حراسۃ پہرہ دار. حرس (ن ض) حَرْساً حفاظت کرنا حارس ج حُرّاس۔ حَرَسَۃ۔ یتمایلون تمایلاً۔ فی مشیہ نازوانداز سے چلنا۔ دانت دیکھو ص۶۵۔ رقاب جمع رقبۃ گردن۔ رغم۔ رغم انفہ (س، ن) رُغماً۔ ذلیل ہونا۔ و، ناپسند کرنا۔ رُغم ناپسندیدگی۔ قِدر ہانڈی ج قُدور۔ خاض (ن) خوضاً۔ الماء داخل ہونا۔ لا تنفک انفکاکاً جدا ہونا۔ یوم الکریہۃ لڑائی کا دن۔ ولت پشت پھرانا۔ اشجع بہادر ابن قوال فی الحاشیۃ "کان فی النسخۃ المنقول عنہا قوال (بالقاف) فنقلتہ کما کان ورابطا لبیتین (انا ابن) علی ہذا ظاہر لا یخفی. ثم اخبرت عن بعض المہرۃ انہ " فوال "بالفاء للنسبۃ الی فول بالضم باقلی ونخود یقال لطباخ یطبخ الفول وغیرہ ویباعہ فاستحسنتہ انتہی. حائک کپڑا بُننے والا ج حاکۃ. حوک۔ حاک (ن) حوکاً۔ حیاکاً۔ الثوب بُننا۔ محاکہ کارگہ۔ کھڈی ؛

تشریح:

حجاج بن یوسف ثقفی سے منقول ہے کہ اس نے کوتوال (اپنے پہرہ دار) کو حکم کیا کہ رات میں شہر کا گشت کیا کرے اور عشاء کے بعد جسکو پھرتا ہوا پائے قتل کردے۔ پہرہ دار نے رات میں گشت کیا اور تین لڑکوں کو پایا جو جھومتے ڈولتے ہوئے جا رہے تھے اور ان پر مے نوشی کے آثار نمایاں تھے۔ پہرہ دار نے انکو گھیر لیا اور کہا، تم کون ہو؟ جو تم نے امیر المؤمنین کے حکم کی خلاف ورزی کی۔ پس انمیں سے ایک لڑکے نے کہا ؎ انا ابن من دانت الخ میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس کے سامنے خادم و مخدوم سب ہی کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔ لوگوں کی گردنیں اسکے پاس ذلت کیساتھ آتی ہیں اور وہ ان سے مال بھی لیتا ہے اور خون بھی لیتا ہے۔ پہرہ دار اس کے قتل سے رُک گیا اور (دل میں) کہا کہ شاید یہ امیر المؤمنین کے خاص لوگوں میں ہے، دوسرے سے کہا، تو کون ہے؟ اس نے کہا ؎ انا ابن الذی الخ میں اُس شخص کا بیٹا ہوں جس کی ہانڈی کبھی آتش داں (چولہے) سے نہیں اُترتی اور اگر کسی روز اُتر بھی جاتی ہے تو پھر فوراً اسی کی طرف واپس ہوجاتی ہے تو لوگوں کو اس کی آگ کے پاس بھیڑ لگائے دیکھے گا کہ کوئی کھڑا ہے اور کوئی بیٹھا ہے۔ پہرہ دار نے اس سے بھی ہاتھ روک لیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ شاید یہ عرب کے شریف خاندان کا بچہ ہے۔ تیسرے سے کہا: تو کون ہے؟ اس نے کہا ؎ میں اس شخص کا بیٹا ہوں جو ہمت و جواں مردی سے صفوں میں گھس جاتا ہے اور ننگی تلوار سے صفوں کو سیدھی کر ڈالتا ہے۔ اس کے پاؤں رکاب سے اس وقت بھی جدا نہیں ہوتے جبکہ گھوڑے میدان کارزار میں پیٹھ دے بھاگتے ہیں۔ پہرہ دار اس سے بھی رُک گیا اور یہ سمجھا کہ شاید یہ عرب کے کسی بہادر شخص کا لڑکا ہے صبح ہونے پر پہرہ دار نے ان کا قصہ حجاج کے گوشگذار کیا حجاج نے ان کو بلاکر اُن کے متعلق تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ پہلا لڑکا نائی کا ہے دوسرا حجام کا اور تیسرا لڑکا جولاہے کا۔ حجاج کو ان کی فصاحت کلامی پر حیرت ہوئی (کہ انہوں نے اپنے ذلیل پیشوں کو کتنے بہتر انداز میں بیان کیا ہے اور اپنے صحیح احوال کو کس خوبی اور دانشمندانہ طرز سے ظاہر کیا ہے بیشک ان کا یہ طرز بیان قابل داد ہے) حجاج نے ہم نشینوں سے کہا کہ اپنی اولاد کو ادب کی تعلیم دو اس واسطے کہ اگر ان کے کلام میں فصاحت نہ ہوتی تو بخدا میں انکی گردن ماردیتا۔"

وَاَقْبَلَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی دَاوٗدَ بْنِ الْمُهَلَّبِ، فَقَالَ لَهٗ، اِنِّیْ مَدَحْتُكَ فَاسْتَمِعْ، قَالَ، عَلٰی رِسْلِكَ ثُمَّ دَخَلَ بَيْتَهٗ، وَتَقَلَّدَ سَيْفَهٗ، وَخَرَجَ، فَقَالَ، قُلْ، فَاِنْ اَحْسَنْتَ حَكَّمْنَاكَ وَاِنْ اَسَأْتَ قَتَلْنَاكَ، فَاَنْشَأَ يَقُوْلُ، ؎

اَمِنْتُ بِدَاوٗدَ وَجُوْدِ يَمِيْنِهٖ	مِنَ الْحَدَثِ الْمَخْشِیِّ وَالْبُؤْسِ وَالْفَقْرِ
فَاَصْبَحْتُ لَا اَخْشٰی بِدَاوٗدَ نَبْوَةً	مِنَ الْحَدَثَانِ اِذْ شَدَدْتُ بِهٖ اَزْرِیْ

لَهٗ حِكْمُ لُقْمَانٍ وَصُوْرَةُ يُوْسُفٍ	وَحُكْمُ سُلَيْمَانَ وَعَدْلُ اَبِيْ بَكْرٍ
فَتًى تَفْرَقُ الْاَمْوَالُ مِنْ جُوْدِ كَفِّهٖ	كَمَا يَفْرَقُ الشَّيْطَانُ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

فَقَالَ: قَدْ حَكَمْنَاكَ، فَاِنْ شِئْتَ عَلٰى قَدْرِكَ، وَاِنْ شِئْتَ عَلٰى قَدْرِيْ، قَالَ: بَلْ عَلٰى قَدْرِيْ فَاَعْطَاهُ خَمْسِيْنَ اَلْفًا، فَقَالَ لَهٗ جُلَسَائُهٗ: هَلَّا احْتَكَمْتَ عَلٰى قَدْرِ الْاَمِيْرِ؟ قَالَ لَمْ يَكُ فِيْ مَالِهٖ مَا يَفِيْ بِقَدْرِهٖ، قَالَ لَهٗ دَاوٗدُ: اَنْتَ هٰذَا اَشْعَرُ مِنْكَ فِيْ شِعْرِكَ، وَاَمَرَ لَهٗ بِمِثْلِ مَا اَعْطَاهُ

حل لغات داؤد بن یزید بن حاتم بن قبیصہ بن المہلب بن ابی صفرۃ متوفی ۲۰۵ھ خلیفہ ہارون الرشید نے محمد بن زہیر ازدی کو معزول کر کے داؤد کو مصر کا والی مقرر کر دیا تھا۔ داؤد ۱۷۴ھ میں مصر آیا اور اور خیر و صلاح کیساتھ لوگوں کو مطمئن کر دیا۔ علیٰ رسلک رِسْل نرمی سے آہستگی۔ یعنی آہستہ و باوقار رہ اور جلدی مت کر۔ حکمناک اپنے مال میں دوسرے کو حاکم بنانا۔ اَمِنْتُ ۔ دیکھو ص ۳۶ الحدث مصیبت دیکھو ص ۵۶ الخشی خشیۃ سے ہے ڈرنا۔ البؤس سختی و بلا۔ نبوۃ نبا جنبہ عن الفراش اسکے پہلو نے بستر پر آرام نہیں پایا۔ اَزْر پیٹھ۔ قوت شد بہ ززرہ اسکو اسکے ذریعہ قوت حاصل ہوئی۔ حکم بمعنی حکمت۔ لقمان بن باعور مشہور حکیم ہیں جن کا ذکر قرآن کی سورہ لقمان میں ہے ان کو اللہ نے حضرت داؤدؑ کے تین سال بعد علم و حکمت سے بہرہ مند کیا تھا۔ جامع التواریخ میں ہے کہ لقمان حکیم سیاہ فام اور عرب کے یا بنی اسرائیل کے غلام تھے انکے آقا نے انکی کوئی حکمت دیکھ کر انکو آزاد کر دیا تھا بعض علماء انکو حضرت ایوبؑ کا بھائی اور بعض بنی اسرائیل کا قاضی اور بعض حضرت سلیمانؑ کا خادم اور بعض بعینہ سلیمان اور بعض نبی کہتے ہیں بقول صاحب الکمال زیادہ صحیح یہ ہے کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ حکیم تھے۔ تفرق (س) فرقا منہ گھبرانا۔ یفی وفاء پورا کرنا۔

تشریح:

ایک دیہاتی نے داؤد بن مہلب کے پاس آکر کہا: میں نے آپکی تعریف میں چند شعر کہے ہیں (برائے کرم) ان کو سن لیجئے۔ داؤد نے کہا: ذرا ٹھہر (جلدی مت کر یہ کہکر) گھر میں گیا اور تلوار لگا کر باہر آیا اور کہا: اب سنا اگر تو نے عمدہ اشعار کہے تب تو ہم تجھے ضرور کچھ نہ کچھ دیں گے ورنہ قتل کر دیں گے۔ دیہاتی نے شعر پڑھنا شروع کیا ؎ امنت بداود الخ میں داؤد کی ذات گرامی اور اس کی داد و دہش کیوجہ سے ہر اندیشناک مصیبت اور سختی و تنگدستی سے مطمئن ہو گیا۔ پس میں داؤد کیوجہ سے بے آرامی کا اندیشہ نہیں رکھتا کیونکہ میں نے اپنی کمر اس سے مضبوط کرلی داؤد کی حکمت و دانائی لقمان جیسی ہے۔ اور صورت یوسف جیسی اور حکم سلیمان جیسا اور انصاف ابوبکر جیسا۔ وہ ایسا جوان ہے کہ مال اس کے ہاتھ کی سخاوت سے ایسا گھبراتا ہے جیسے شب قدر سے شیطان"۔

داؤد نے کہا ہم نے تیرے لئے مال کا فیصلہ کر دیا اب اگر تو چاہے تو تیری حیثیت کے لحاظ سے (دیا جائے) اور اگر تو چاہے تو میں اپنی حیثیت کے (مناسب دوں) اس نے کہا: نہیں بلکہ میرے مرتبہ کے لحاظ سے پس داؤد نے اس کو پچاس ہزار درہم دیدیئے۔ ہمنشینوں نے دیہاتی سے کہا کہ تونے امیر المؤمنین کی حیثیت کے مطابق کیوں نہیں چاہا؟ اس نے کہا: امیر المؤمنین کی حیثیت کے لحاظ سے تو اس کا کل مال بھی پورا نہیں اترتا (کیونکہ امیر المؤمنین کا رتبہ اس سے فزوں تر ہے)، داؤد نے کہا: تو مذکورہ بالا اشعار کی بہ نسبت اس جملہ میں شاعر تر ہے چنانچہ داؤد نے جتنا پہلے دیا تھا اتنا ہی اور دیدیا"

الفرج بعد الشدة

سختی کے بعد آسانی

۵

مکن زغصہ شکایت کہ در طریق طلب ❋ براحتے نرسید آنکہ زحمتے نکشید
بر محنتے مقدمۂ راحتے بود ❋ شد ہمزبان حق چو زبان کلیم سوخت

جاء فی حدیث أنس رضی الله عنه، قال: کان رجل علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم یتجر من بلاد الشام الی المدینة ولا یصحب القوافل، توکلاً منه علی الله تعالیٰ، فبینا هو جاءٍ من الشام عرض له لصٌّ، علی فرسٍ، فصاح بالتاجر: قِف، فوقف التاجر وقال له: شأنك بمالی، فقال له اللصّ: المالُ مالی، وانما ارید نفسك، فقال له: أنظرنی حتی اُصلّی، قال: افعل ما بدالك، فصلّی اربع رکعاتٍ ورفع رأسه الی السماء، یقول: یا ودودُ یا ودودُ: یا ذا العرش المجید! یا مبدئُ یا معیدُ! یا فعّالُ لما یرید! اسألك بنور وجهك الذی ملأ ارکانَ عرشك واسألك بقدرتك، التی قدرت بها علی جمیع خلقك واسألك برحمتك التی وسعت کل شیٔ، لا اله الا انت، یا مغیثُ اغثنی، ثلث مراتٍ، واذا بفارسٍ بیدهٖ حربةٌ، فلما نظره اللصّ ترك التاجر ومضی نحوه، فلما دنا منه، طعنه فارداه عن فرسه، ثم قتله وقال للتاجر: اعلم انی مَلَكٌ من السماء الثالثة لمّا دعوتَ الاُولی، سمعنا لابواب السماء قعقعةً فقلنا امرٌ حدث، ثم دعوت الثانیة، ففُتحت ابوابُ السّماءِ، ولها شررٌ، ثم دعوت الثالثة فهبط جبریلُ علیه السلام ینادی: مَن لهذا المکروب فدعوتُ الله ان یولّینی قتلهٗ، اعلم یا عبد الله ان من دعا بدعائك فی کل شدّةٍ اغاثهُ الله، وفرج عنه ثم جاء التاجرُ الی النبی صلی الله علیه وسلم، فاخبره الخبرَ فقال لقد لقّنك الله اسماءه الحسنی التی اذا دعا بها اجاب، واذا سُئل بها اعطی۔

حل لغات الفرج کشادگی۔ فرج (ض) فَرْجًا و فرج۔ الشیٔ کھولنا۔ الله الغم عنه غم کو دور کرنا۔ فَرْج پھٹن شرمگاہ ج فروج۔ فرجہ سختی اور غم سے نجات۔ الشدة سختی۔ انس بن مالک بن نضر انصاری خزرجی خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشہور صحابی ہیں ہجرت کے پہلے ہی سال انکی والدہ ام سلیمؓ ان کو ہمراہ لیکر حضور انورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یہ بچہ حضورؐ کی خدمت کرے گا اس وقت یہ آٹھ یا نو یا دس برس کے تھے۔ چنانچہ آپنے دس برس حضورؐ کی خدمت کی ہے ایک مرتبہ ان کی ماں خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اپنے چھوٹے خادم انس کیلئے دعا فرمائیے۔ حضورؐ نے فرمایا: اللّٰهم کثر ماله و ولده و ادخله فی الجنة"۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اسی دعا کا اثر ہے کہ میری صلب سے سو سے زائد اولادیں پیدا ہوچکی اور میرے باغیچے سال میں دو مرتبہ پھلتے ہیں اور تیسری بات (دخول جنت) کی مجھے خدا سے

اُمید ہے۔ حضرت انسؓ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک تھا آپنے وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد اس کو میرے منہ میں رکھدیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپنے حضرت عمرؓ کے زمانہ سے بصرہ میں سکونت اختیار فرمائی اور وہیں ۹۰ھ یا ۹۱ھ یا ۹۲ھ میں وفات پائی اور بصرہ کے باہر دفن ہوئے۔ حضرت انسؓ کی مرویات کی تعداد (۲۲۸۶) ہے جو حضرت ابوہریرہؓ کے بعد تمام اصحاب سے زائد ہے۔ القوافل جمع قافلۃ دیکھو ص۱۳۵ جاء، جاری جی سے اسم فاعل ہے۔ لص چور ج لصوص۔ لص (س) لصصا چور ہونا۔ صباح دیکھو ص۶۹ قف وقوف سے امر حاضر ہے قصدا مفعول مطلق ہے اور فعل محذوف ہے والاصل اشأن شأنک لئے اقصد۔ قصدک۔ انظرنی۔ انظار، مہلت دینا۔ العرش دیکھو ص۱۳۵ حربہ چھوٹا نیزہ دیکھو ص۔ دنا (ن) دنوا قریب ہونا طعنہ طعنا نیزہ مارنا۔ ارداہ۔ ارداء ہلاک کرنا ردی (س) ردی ہلاک ہونا۔ قعقعۃ ہتھیار کی جھنکار دانتوں کی کڑکڑاہٹ بادل کی گرج کی لگاتار سخت آواز ج قعاقع۔ شرر چنگاری۔ ہبط ہبوطا اوپر سے نیچے اترنا دیکھو ص۱۱۵۔ المکروب دیکھو ص۹۳

تشریح :۔ حضرت انسؓ کی حدیث میں آیا ہے آپنے فرمایا کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بلاد شام سے مدینہ تک (مختلف جگہوں میں ادھر ادھر دورہ کرتے ہوئے بلامعیت قافلہ تجارت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ شام سے واپس ہورہا تھا کہ اچانک ایک چور سامنے آیا جو گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے تاجر کو آواز دی ٹھہر جا! تاجر ٹھہر گیا اور چور سے بولا کہ مال حاضر ہے لے لے چور نے کہا: مال تو میرا ہے ہی میں تو تیری جان چاہتا ہوں۔ تاجر نے کہا: مجھے اتنی مہلت دے کہ میں نماز پڑھ لوں۔ چور نے کہا: جو چاہے سو کر۔ تاجر نے چار رکعت نماز پڑھی اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دعا کی: اے بے حد محبت کرنے والے، صاحب عرش بزرگ شان والے۔ اے ابتداءً پیدا کرنے والے اور اعادہ کرنیوالے اور جو چاہے سو کر گذرنے والے! میں آپکے اس نور کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں جس نے بھر دیا ہے آپکے ارکان عرش کو اور آپ کی اس قدرت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے آپ جملہ کائنات پر قادر ہیں اور آپ کی اس رحمت کا آسرا لے کر سوال کرتا ہوں جو ہر شئی کو عام ہے آپکے سوا کوئی معبود نہیں، اے فریادرس میری مدد فرما۔"

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے ❁ پر نہیں قوت پرواز مگر رکھتی ہے (اقبال)

تاجر نے تین مرتبہ دعاء کی تو یکایک ایک شہسوار آیا جس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ جب چور نے اس کو دیکھا تو تاجر کو چھوڑ اسکی طرف لپکا۔ جب قریب پہنچا تو شہسوار نے اس کو تیر مار کر گھوڑے سے گرایا اور قتل کر دیا اور تاجر سے کہا: کہ میں فرشتہ ہوں تیسرے آسمان سے آیا ہوں جب تو نے پہلی بار دعاء کی تو ہم نے آسمان کے دروازوں سے ایک جھنکار سنی تو ہم نے خیال کیا کہ یقیناً کوئی حادثہ پیش آیا ہے اور جب تو نے دوسری بار دعا کی تو آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے درآنحالیکہ اس سے آگ کے شرارے اُڑ رہے تھے۔ جب تیسری بار دُعاء کی تو حضرت جبرائیلؑ نے اتر کر ندا دی: یہ غمزدہ کون ہے؟

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن ❁ اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

پس میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی خدایا اس کے قتل پر مجھے مامور فرما، بندۂ خدا! جو شخص بھی آڑے وقت میں ان کلمات کے ساتھ دعا کرے گا یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے اور اس کے غم کو دُور کریں گے۔ اس کے بعد تاجر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قصہ بیان کیا، آپنے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے تجھ کو ان پیارے ناموں کی تلقین کی ہے کہ جب ان کے توسل سے دعاء کی جائے تو اللہ قبول کرتا ہے اور جب ان کے واسطے سے سوال کیا جائے تو خداوند تعالیٰ ان کو عطا فرماتے ہیں۔

(فائدہ) حق تعالیٰ کے پاکیزہ ناموں میں سے ننانوے نام قرآن پاک میں موجود ہیں جنکے متعلق ارشادِ خداوندی ہے "وَلِلّٰہِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِہَا" کہ اللہ کے نام بہت اچھے ہیں سو ان کے ذریعہ اللہ کو پکارو۔ صحیحین، ترمذی

اور نسائی میں حضرت ابوہریرہ سے ان ناموں کے ساتھ دعا مانگنے کی فضیلت مروی ہے "اللہ کے ننانوے نام ہیں جو شخص ان کو یاد رکھے گا جنت میں داخل ہوگا، لوآمع النجوم میں لکھا ہے کہ "اللہ تعالٰے کے ایکہزار نام ایسے ہیں جن کو خود اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور ایک ہزار ایسے ہیں جو مسلمانوں کی زبان پر جاری ہیں جن میں سے توریت میں (۳۰۰) انجیل میں (۳۰۰) زبور میں (۳۰۰) اور قرآن پاک میں (۱۰۰) لکھے ہوئے ہیں، ان میں سے ننانوے نام لوگوں پر ظاہر فرما دیئے گئے اور ایک نام خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہی اسم اعظم ہے، اسکے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض قرآنی کلمات اور بعض اسماء الٰہی کی بابت ارشاد فرمایا ہے کہ جب ان کے توسط سے دعا کیجاتی ہے تو وہ قبول ہو جاتی ہے لیکن آپ نے متعین طور پر یہ نہیں بتایا کہ ان میں سے کونسا لفظ اسم اعظم ہے، محدثین اور بزرگانِ دین میں سے اکثر کی رائے یہ ہے) لفظ "اللہ" اسم اعظم ہے۔ شاہ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ لفظ اللہ اس طرح اسم اعظم ہے کہ تم اس کو اس طور پر زبان سے کہو کہ دل میں اس کے سوا کوئی خیال ہی نہ آئے

شیخ بایزید بسطامی سے کسی نے معلوم کیا کہ اسم اعظم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کوئی متعین نہیں بلکہ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جب تیرا دل دوسواس غیر اللہ سے) فارغ ہو اور حق تعالٰے کی وحدانیت پر مطمئن ہو ایسی حالت میں جس اسم الٰہی کیساتھ تو چاہے توجہ قلبی سے دعا کر (وہ دعا قبول ہوگی)

اور حقیقت بھی یہی ہے کیونکہ قبولیتِ دعا کے لئے خشوع وخضوع یعنی رونا گڑگڑانا، طہارت وتقوی کامل یقین ومحبت اور کامل توجہ دعا کے جزِ اعظم ہیں جب ان امور کی رعایت رکھتے ہوئے دعا کیجائے تو حق تعالٰی کے اسمائے حسنی میں سے جس اسم کیساتھ خدا کو پکارا جائے اس کی تاثیر اسم اعظم کی تاثیر ہوگی ؎

ذوقؔ اسماء الٰہی ہیں سب اسم اعظم ❊ اس کے ہر نام میں عزت ہے نہ اک نام میں خاص

الارتجال

بدیہہ گوئی!

خرجَ المهدیّ یتصیّدُ، ومعه علیُّ بنُ سلیمانَ، فسنحَ لهُ قطیعٌ من الظِباءِ، فأُرسلتِ الکلابُ، وأُجریتِ الخیلُ فرمی المهدیّ سهمًا، فصرعَ ظبیًا، ورمی علیّ بنُ سلیمانَ سهمًا فصرعَ کلبًا، فقال ابودلامةَ

قد رمی المهدیّ ظبیًا ❊ شقّ بالسهمِ فؤادَهُ
وعلیّ بن سلیما ❊ نَ رمی کلبًا فصادَهُ
فهنیئًا لهما کلُّ ❊ امرئٍ یأکلُ زادَهُ

فضحكَ المهديُّ حتّی کادَ یسقطُ، ومن مُلَحِهِ أنّه دخل علی المهديِّ وعندَهُ وجوهُ بنی هاشمٍ، فقال انا أعطِی

اللهُ عهدًا لئن لم تهجُ واحدًا ممن في البيت، لأقطعنّ لسانك فنظرالى القوم فكلما نظرالى واحدٍ غمزه بأنّ عليه رضاهُ قال. فعلمتُ اني وقعتُ و إنّها عزمةٌ من عزماته لابدّ منها، فلم أرَ ادعى الى السلامة من هجاء نفسي،

فقلتُ: ؎	الا أبلغ لديك ابادلامةْ	فليس من الكرام ولا كرامةْ
	اذا لبس العمامة قلت قردًا	وخنزيرًا يكون بلا عمامةْ
	جمعتَ دمامةً وجمعتَ لؤمًا	كذاك اللؤم تتبعه الدمامةْ
	فان تك قد اصبت نعيم دنيا	فلا تفرح فقد دنت القيامةْ

فضحكوا ولم يبق احدٌ الا اجازه،

حل لغات الارتجال: ارتجل. الكلام في البديه کہنا. الرجلُ۔ پیدل چلنا۔ المهدى ص۷۵ علی بن سلیمان ابن علی بن عبداللہ بن العباس الہاشمی ابوالحسن متوفی ۱۷۲ھ موسیٰ ہادی کیطرف سے مصر کا امیر تھا ہادی کے بعد ہارون الرشید نے بھی انکو امارۃ مذکورہ پر برقرار رکھا۔ یہ بڑا انصاف پسند اور رعیت کا بہی خواہ امیر تھا۔ سنح (ف) سُنحًا پیش آنا۔ ظاہر ہونا۔ قطیع۔ بکریوں اور چوپاؤں کا گلہ ج قطاع قطعان جج اقاطیع۔ الظباء جمع ظبی ہرن۔ صرع (ف) صرعًا پچھاڑنا۔ ابودلامہ زند بن الجون حبشی غلام مگر نہایت فصیح زبان اور عہد بنی عباس کے باکمال شعراء میں سے تھا۔ فصاحت و بلاغت۔ جزالت شعر۔ بدیہہ گوئی میں اپنے ہمعصر شعراء میں نمایاں مقام رکھتا تھا اور شراب کے ذکر و وصف میں یگانہ تھا زیر عنوان قصہ اسکی بدیہہ گوئی کا ایک نمونہ ہے۔ بعض حضرات نے اسکا نام زید بتایا ہے مگر یہ غلط ہے چنانچہ ابن خلکان اور خطیب بغدادی دونوں زند لکھتے ہیں۔ اسکا انتقال ۱۶۱ھ میں ہوا ہے بعض کا خیال ہے کہ یہ ہارون الرشید کے تخت نشین خلافت ہونے یعنی ۱۷۰ھ تک زندہ رہا ہے لیکن پہلی روایت ہی صحیح ہے۔ تنح دیکھو ص۱۳۸ فؤاد دل ج افئدہ، ملح جمع ملحۃ۔ مزیدار بات، غمزہ۔ بالعین آنکھ سے اشارہ کرنا۔ قرد بندر، قرد۔ المال جمع کرنا۔ خنزیر سور ج خنازیر، دمامۃ، دم (ن، ض س، ک) الرجلُ دمامۃ بدصورت ہونا ص دمیم ج دمام۔ الارض ہموار کرنا۔

تشریح:۔ ایک مرتبہ خلیفہ مہدی علی بن سلیمان کے ساتھ شکار کیلئے گیا تو ہرنیوں کی ایک ڈار سامنے آئی پس (ان پر) شکاری کتے چھوڑ دیئے گئے اور (انکے پیچھے) گھوڑے دوڑا دیئے گئے۔ تیراندازی شروع ہوئی تو مہدی نے ایک ہرن کو شکار کر لیا اور علی بن سلیمان نے تیر چلایا تو ایک کتے کو پچھاڑ دیا پس ابودلامہ نے برجستہ کہا ؎ قد رمی المهدى ۔ مہدی نے ایک ہرن پر تیر چلایا تو اس کا دل پھاڑ ڈالا اور علی بن سلیمان نے کتے کے تیر مارا اور اس کو شکار کر لیا دونوں کو مبارک ہو۔ ہر شخص اپنا اپنا توشہ کھائے یہ سن کر مہدی اتنا ہنسا کہ گرنے کے قریب ہو گیا۔

ابودلامہ کا ایک لطیفہ اور ہے وہ یہ کہ ایک مرتبہ ابودلامہ مہدی کے پاس آیا اور اس وقت مہدی کے دربار میں سرداران بنی ہاشم کا اجتماع تھا خلیفہ نے کہا میں اللہ سے عہد کرتا ہوں اگر تو نے حاضرین مجلس میں سے کسی کی ہجو نہ کی تو میں تیری زبان کاٹ لوں گا۔ ابودلامہ نے (بغرض انتخاب) قوم کو دیکھا تو ہر ایک نے آنکھ سے اشارہ کر دیا کہ ہم پر تیرا خوش کرنا واجب ہے ابودلامہ کہتا ہے کہ میں سمجھ گیا کہ آج تو مصیبت میں پھنس گیا اور خلیفہ کا اللہ سے عہد کر لینا ایک ایسا عزم ہے جو لابدی ہے پس اپنی ہجو کے علاوہ نجات کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ اسلئے میں نے کہا۔

؎ الا ابلغ الخ ذرا ابودلامہ تک یہ پیغام پہنچا دے کہ تو نہ خود شریف ہے اور نہ شریفوں کی نسل سے ہے

اگر وہ سر پر پگڑی رکھ لے تو تو (دیکھ کر) کہے گا کہ بندر ہے اور اگر بلا پگڑی ہو تو کہے گا کہ سور ہے، اے ابو دلامہ! تو بدسیرتی اور بدصورتی کا جامع ہے، بیشک بدسیرتی کے لئے برائی لازم ہے۔ اگر تو نے دنیا کی بے شمار نعمتیں حاصل کر لی ہیں تو اس پر مت پھول کیونکہ قیامت قریب آ گئی۔ یہ سن کر حاضرین مجلس سب ہنس پڑے۔ اور ان میں کوئی ایسا نہ رہا جس نے ابو دلامہ کو عطیات نہ دیے ہوں۔

تحلم السلاطين على اهل الدين اذا اجترؤا عليهم

اہل دین کی دلیری پر بادشاہوں کی بردباری!

روى زياد عن مالك بن انس قال بعث ابو جعفر المنصور الى والى ابن طاؤس فاتيناه فدخلنا عليه، فاذا هو جالس على فرش قد نضدت وبين يديه نطاع قد بسطت وجلاوزة بايديهم السيوف يضربون الاعناق فاومأ الينا ان اجلسا، فجلسنا، فاطرق عنا قليلا، ثم رفع راسه، والتفت الى ابن طاؤس، فقال له: حدثني عن ابيك، قال: نعم سمعت ابي يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اشد الناس عذابا يوم القيامة رجل اشركه الله في حكمه، فادخل عليه الجور في عدله، فامسك ساعة، قال مالك: فضممت ثيابي من ثيابه مخافة ان يملأ ثيابي من دمه، ثم التفت اليه ابو جعفر، فقال: عظني يا ابن طاؤس! قال نعم يا امير المؤمنين: ان الله تعالى يقول: الم تر كيف فعل ربك بعاد ارم ذات العماد التي لم يخلق مثلها في البلاد وثمود الذين جابوا الصخر بالواد الى قوله ان ربك لبالمرصاد. قال: مالك فضممت ثيابي من ثيابه مخافة ان يملأ ثيابي من دمه فامسك ساعة حتى اسود ما بيننا وبينه، ثم قال: يا ابن طاؤس! ناولني هذه الدواة، فامسك عنه، ثم قال: ناولني هذه الدواة، فامسك عنه. فقال: ما يمنعك ان تناولنيها؟ قال: اخشى ان تكتب بها معصية، فاكون شريكك. فلما سمع ذلك قال: قوما عني قال ابن طاؤس ذلك ما كنا نبغي منذ اليوم، قال مالك: فما زلت اعرف لابن طاؤس فضله وارسل ابو جعفر الى سفيان الثوري، فلما دخل عليه قال: عظني ابا عبد الله! قال: وما عملت فيما علمت فاعظك فيما جهلت فما وجد له المنصور جوابا۔

حل لغات تحلم برداشت کرنا، بردباری اختیار کرنا دیکھو ص۴۴۔ السلاطين جمع سلطان بادشاہ۔ اجترؤا اجتراء جری ہونا، بیباک ہونا۔ جرء (ک) جراءۃ، جرأۃ علیہ دلیری کرنا مص جری ج اجراء۔ زیاد دیکھو مقدمہ ص۲۵ مالک بن انس بن مالک بن

ابی عامر بن عمرو الاصبحی المدنی ابو عبداللہ مشہور ائمہ دین میں سے ہیں جن کی رفعت شان پر اعلام امت کا اتفاق ہے۔ آپ بطن مادر میں کم و بیش تین برس رہے اور بقول اصح ۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اس لئے آپ تبع تابعین میں ہیں اور امام اعظمؒ سے تیرہ سال چھوٹے ہیں کیونکہ امام صاحب کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی ہے اور علامہ کوثری کی تحقیق کے مطابق ۲۳ سال چھوٹے ہیں کیونکہ انکی تحقیق کے مطابق امام صاحب ۷۰ھ میں پیدا ہوئے ہیں امام مالکؒ نے علم تنگدستی میں حاصل کیا پھر ایسی برکت ہوئی کہ امیر کبیر ہوگئے۔ آپنے اپنے زمانے کے تمام مشاہیر محدثین سے احادیث سنیں جیسے نافع مولی حضرت ابن عمرؓ۔ زید بن اسلم۔ حمید الطویل۔ ہشام بن عروہ زرقانی نے لکھا ہے کہ آپنے نوسو سے زائد شیوخ سے علم اخذ کیا ہے۔ ۱۷ سال کی عمر میں درس و تدریس میں شہرت حاصل کی اور عمر بھر مدینہ شریف میں فیض علم پہنچاتے رہے اور سوائے ایک مرتبہ حج کرنے کے مدینہ شریف سے باہر نہیں گئے۔ مدینہ میں مدت العمر سواری پر سوار نہیں ہوئے جب اصرار کیا گیا تو فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اس سرزمین کو گھوڑوں کے سموں سے روندوں جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بابرکت اور مقدس قدم رکھے ہوں آپنے دس ہزار حدیثیں لکھی تھیں جن میں سے منتخب کرکے کتاب کا نام "موطا" رکھا تھا۔ آپ کی یہ کتاب اوّل کتاب نہ ہی لیکن اسمیں شک نہیں کہ ہمارے ہاتھوں میں جو کتابیں موجود ہیں اور جن کی صحت پر علماء امت کو اتفاق ہے ان میں سب سے پہلی کتاب ہے آپکی وفات ۱۴ ربیع اوّل ۱۷۹ھ میں ہوئی[۱]

ابن طاؤس ابو محمد عبداللہ بن طاؤس بن کیسان الیمانی الانباری متوفی ۱۳۲ھ بہترین بندگان خدا میں سے ہیں انکے والد طاؤس اونچے درجے کے فقیہ اور محدث ہیں جن کی وفات ۱۰۶ھ میں ہے۔ نَضِرَتْ (ن، س، ک) نَضْرًا، نَضْرَةً۔ الوجہ شگفتہ ہونا ص ناضر ج نَضِر۔ نِطَاعٌ۔ نِطْعٌ۔ چمڑے کا وہ فرش جو مجرم کو قتل کرنے کے لئے بچھایا جائے۔ ج نُطُوع بَسَطْت (ن) بَسْطًا (ک)، بَسَاطَةً بسیط ہونا ص باسط (اللہ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے) بساط فرش ج بُسُط، جلاوزہ جمع جلواز قتل کرنے والا سپاہی۔ اَوْمَأَ اشارہ کرنا۔ اطرق دیکھو ص۵۳۔ الجور ظلم و ستم۔ جار (ن) جورًا ظلم کرنا۔ اِرَم میدان میں رہنمائی کیلئے نصب کئے ہوئے پتھر ج ارم۔ یہاں ارم مراد قوم عاد ہے۔ مرصاد گھات ج مراصید۔ رصد (ن) رَصْدًا۔ گھات میں بیٹھنا انتظار کرنا ص راصد نگہبان ج رُصَّد۔ بَرَد سرد ہونا۔ دوات سیاہی دان ج دُوِیّ، دُوِیّ،

تشریح:۔

زیادنے حضرت مالک بن انسؓ سے روایت کی ہے آپنے فرمایا کہ (ایکمرتبہ) ابوجعفر منصور نے مجھے اور ابن طاؤس کو بلا بھیجا ہم دونوں اس کے پاس آئے وہ نرم نازک عمدہ ترین بچے ہوئے بچھونوں پر بیٹھا ہوا تھا اس کے سامنے چمڑے کا فرش پھیلا ہوا تھا۔ جلاد ایسے تھے جن کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں اور گردنیں مارنے کیلئے تیار تھے منصور نے ہم کو اشارہ سے کہا: بیٹھ جاؤ! ہم بیٹھ گئے۔ کچھ دیر تک وہ خاموش رہا اس کے بعد سر اٹھا کر ابن طاؤس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اپنے والد سے سُنی ہوئی کوئی حدیث بیان کر اس فرمائش سے ابن طاؤس کو اس امر کا موقع مل گیا کہ وہ خلیفہ کو اس کی بے اعتدالیوں پر تنبیہ کرے چنانچہ آپنے (بیدھڑک) فرمایا: ہاں میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کو اللہ نے اپنے حکم میں شریک کیا ہو یعنی اسے حاکم بنایا ہو اور اس نے خدا کے قانون عدل میں ظلم شامل کر دیا ہو۔ منصور کچھ دیر کیلئے خاموش ہوگیا۔ حضرت مالکؒ فرماتے ہیں کہ مجھ کو منصور کے انداز غضب سے ابن طاؤس کے قتل کا پورا یقین ہوگیا۔ اس لئے میں نے اپنا دامن سمیٹ لیا کہ مبادا میرے کپڑے ان کے خون سے آلودہ ہوجائیں اس کے بعد ابوجعفر پھر ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہا! ابن طاؤس مجھے نصیحت کر! آپنے کہا: ہاں امیر المومنین اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپکے پروردگار نے قوم عاد یعنی قوم ارم کے ساتھ کیا معاملہ کیا جن کے قد و قامت ستون جیسے (دراز) تھے (اور) جن کی برابر (زور و قوت میں دنیا بھر کے) شہروں میں کوئی شخص پیدا

---

[۱] مزید حالات کے لئے ہماری کتاب "ظفر المحصلین باحوال المصنفین" دیکھئے ۱۲

نہیں کیا گیا اور (کیا آپکو معلوم نہیں کہ) قوم ثمود کیساتھ (کیا معاملہ کیا) جو وادی القری میں (پہاڑ کے) پتھروں کو تراشا کرتے تھے (اور اسکانات بنایا کرتے تھے) اور میخوں والے فرعون کے ساتھ جنہوں نے شہروں میں سر اٹھا رکھا تھا اور انہیں بہت فساد مچا رکھا تھا سو آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا (یعنی عذاب نازل کیا) بیشک آپکا رب نافرمانوں کی گھات میں ہے (جنہیں سے مذکورین کو تو ہلاک کر دیا اور موجودین کو عذاب کرنے والا ہے) حضرت مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا دامن سمیٹ لیا کہ مبادا میرے کپڑے ان کے خون سے آلودہ ہو جائیں۔ منصور کچھ دیر تک خاموش رہا یہاں تک کہ وہ (آتش غضب سرد ہو گئی جو ہمارا اور منصور کے درمیان مشتعل تھی۔ اس کے بعد منصور نے کہا: دوات دے۔ آپ رکے رہے۔ منصور نے کہا: تجھے دوات دینے سے کون چیز روک رہی ہے؟ آپنے کہا: مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ تو اس سے کوئی گناہ (کی بات) لکھے اور میں تیرا شریک قرار پاؤں: یہ سن کر منصور نے تنگ آکر کہا: تم دونوں میرے پاس سے اٹھ جاؤ: ابن طاؤس نے کہا: ہم تو شروع سے یہی چاہتے تھے۔ حضرت مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں اس روز سے ہمیشہ عبداللہ بن طاؤس کی فضیلت اور برتری کا معترف رہا کہ ظالم بادشاہ کے سامنے انہیں حق گوئی میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوئی۔ بیدھڑک حق بات صاف صاف کہہ ڈالی یہ بھی خیال نہ کیا کہ غصہ میں بھرا بیٹھا ہے کہیں قتل نہ کرا دے "افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر" اسی کو کہتے ہیں

ؔ ازتابِ آفتابِ حوادث چہ غم خورد ❊ آنرا کہ سائبان عنایت پناہ اوست

ؔ آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی۔ ❊ اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

———ایک مرتبہ ابوجعفر نے حضرت سفیان ثوریؒ کو بلایا جب آپ تشریف لائے تو کہا: ابو عبداللہ! مجھے نصیحت کر، آپنے فرمایا: جو کچھ تو جانتا ہے اسی پر تونے کونسا عمل کر لیا جو میں تجھے اسکے متعلق نصیحت کروں جس سے تو ناواقف ہے؛ پس منصور کو کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ سفیان ثوریؒ نے اس مختصر سے جملہ میں اسکو پوری نصیحت فرما دی کہ جتنا تجھے معلوم ہے اس پر عمل نہیں تو نامعلوم کی نصیحت عبث ہے۔ (فائدہ) آیت الم ترکیف الخ میں جس قوم کا تذکرہ ہے اس کے دو لقب ہیں عاد اور ارم کیونکہ عاد بیٹا ہے عاص کا اور وہ ارم کا، اور وہ سام بن نوح کا پس انکو عاد کہتے ہیں تسمیۃ لہم باسم ابیہم اور کبھی ارم تسمیۃ لہم باسم جدہم۔ اور اس ارم کا ایک بیٹا عابر ہے اور عابر کا بیٹا ثمود جسکے نام سے ایک قوم مشہور ہے پس عاد و ثمود دونوں ارم میں جا ملتے ہیں عاد بواسطہ عاص اور ثمود بواسطہ عابر کے اور یہاں لفظ ارم اسلئے بڑھا دیا کہ اس قسم عاد میں دو طبقے ہیں متقدمین جن کو عاد اولیٰ کہتے ہیں اور متاخرین جن کو عاد اخریٰ کہتے ہیں پس ارم بڑھا دینے سے اشارہ ہو گیا کہ عاد اولیٰ مراد ہے کیونکہ بوجہ قرب و قلت وسائط کے ارم کا اطلاق عاد اولیٰ پر ہوتا ہے (کذا فی الحاشیہ)

حَدِيثُ عِيَانٍ أَوْ ذِئْبٌ فِي زِيِّ شَاةٍ

آنکھ دیکھی بات یا بکری کے روپ میں بھیڑیا!

ؔ تشکّل ابلیسان تشکّل انسان فعلِ شان فعلِ سباع ❊ ہم ذئاب فی ثیاب او ثیاب فی ذئاب (جامی)

فَاجَأَنَا بِمَجْلِسِ عُمْدَةِ الْقَرْيَةِ رَجُلٌ مُمْتَلِئٌ صِحَّةً وَقُوَّةً بِصَوْتٍ قَوِيٍّ جَهِيرٍ، وَعِمَامَةٍ كَبِيرَةٍ حَمْرَاءَ، فِي عُنُقِهِ سُبْحَةٌ ضَخْمَةٌ، وَفِي يَدِهِ عَصًا غَلِيظَةٌ، قَدْ رُصِّعَتْ بِالْمَسَامِيرِ، دَخَلَ يُهَلِّلُ، وَيُكَبِّرُ مِنْ غَيْرِ اسْتِئْذَانٍ وَلَا سَلَامٍ، فَأَوَّلُ مَا وَقَعَ فِي قَلْبِي أَنَّهُ مُخَادِعٌ كَذَّابٌ فَانْبَرَيْتُ لَهُ دُونَ الْجَالِسِينَ، فَقُلْتُ لَهُ: مَنِ الرَّجُلُ؟ فَقَالَ فُلَانٌ: فَقُلْتُ

وماعملك؟ فقال مِنَ المتوكّلين، فقلتُ: كيف تعيش؟ فقال من عند الكريم، فلم ازل استدرجه حتى صار حقًّا في غير حياء انه مكث اعوامًا ستّة ينفق من تحت السجّادة واقلّ ما كان يجد كلّ صباحٍ عشرون قرشًا، ثم حسد اقاربه على هذا الرزق، لما أفشى السرّ فانقطع عنه، وكان من العابدين القانتين، فقلت يا للعجب! تشكر ربّك وتعبده، فينقطع عنك رزقه ومعونته، وهو الذى يقول: لئن شكرتم لأزيدنّكم، واللهِ انك لمفترٍ كذّاب، فعلاه خزيٌ ولم يستطع ان يجيب شيئًا، ثم استبان من خلال حديثه أنّه تاركٌ بلدته وزوجه واولاده، وعاقٌّ لأمّه وانّه يرحل من قريةٍ الى قريةٍ ويدخل على النساء ويجالسهنّ، وذكر بعض الجالسين كثيرًا من معايبه ومخازيه، فشرحتُ للناس فضلَ الكسب وعملَ اليد، وبيّنتُ لهم انّ نبيّ اللهِ داؤد على نبينا وعليه الصّلوٰة والسّلام كان يأكل من عمل يده، وان عمر رضى الله تعالىٰ عنه، كان يعظّم الرجل ويكبّره فاذا علم انه لا عمل له اسقطه، وازدراه وانه لو كانت السّماء تمطر ذهبًا، او الارض تتفجّر فضةً، لفسد النظام، واختلّ العمران، ولكان الانبياء والاولياء، اولى بهذا المغنم الفيّاض فآمن الناس بالحقّ وكفروا بالباطل وخرج الدجّال منذ ءومًا ولم يعثر له احدٌ بعدُ على اثر

حل لغات، عیان مصدر بمعنی اسم فاعل ہے اور حدیث کی اضافت عیان کی طرف از قبیل اضافتِ موصوف الی الصفۃ ہے یعنی بچشم کا چشم دید واقعہ ہے۔ ذئب بھیڑیا جزئاب (اِذۡ) ہیئت، فجأنا مفاجاۃ سے ماضی کا واحد غائب ہے اچانک آجانا عمدۃ القریۃ مصر کا ایک مشہور گاؤں ہے۔ جہیر بلند آواز والا۔ جہر (ک) جہارۃً۔ الصوتُ بلند ہونا (ف) جہرًا۔ جہارًا۔ بالقول آواز بلند کرنا۔

سبحۃ، تسبیح کے پرئے ہوئے دانے، سبح (ف) سُبحانًا سبحان اللہ کہنا۔ سُبُّوح باری تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ سباحۃً فی الماء۔ تیرنا۔ ضخمۃ ضخم کی تانیث ہے موٹا۔ ضخم (ک) ضخامۃً موٹا ہونا۔ رُصّعت۔ رصّع الذہبَ بالجواہر سونے میں جواہر بٹھانا۔ المسامیر جمع مسمار لوہے کی کیل۔ سمر (ن) سَمرًا۔ العین گرم سلائی سے آنکھ پھوڑنا۔ سمورًا رات میں قصہ گوئی کرنا۔ مخادع فریب دہندہ۔ فانبرت ابرى۔ لہ پیش آنا۔ صارحنی صراحًا کھلم کھلا کہنا اعوام جمع عام سال سجّادہ جائے نماز قرش ایک ترکی سکہ جو چالیس پارہ کے برابر ہوتا ہے القانتین جمع قانت فرماں بردار، مفتر افتراء سے اسم فاعل ہے اپنی طرف سے گھڑ لینا۔ خزی شرمندگی۔ ذلت۔ خزی (س) خزیًا ذلیل ہونا۔ خزایۃً۔ منہ شرم کرنا (س) خزی مؤنث خزیا ج خزایا۔ استبان ظاہر ہوا۔ خلال دیکھو ص۵۹ عاق والدین کی نافرمانی کرنے والا۔ عق (ن) عقوقًا۔ اُمّہ نافرمانی کرنا (س) عاق ج عققۃ، مخازی جمع مخزاۃ رسوا کن اشیاء۔ وازدراہ دیکھو ص۱۳۳ اختلّ اختلالًا خلل پذیر ہونا العمران آبادی، لم یعثر (ن) عثرًا عثورًا مطلع ہونا۔

تشریح:-

عمدۃ القریۃ کی مجلس میں ایک شخص ہٹا کٹا ہاتھ پیر بند تندرست، وتوانا بڑے دھڑا کے کیساتھ سرخ پگڑی باندھے ہوئے ہمارے پاس اچانک آدھمکا جس کے گلے میں موٹے موٹے دانوں والی مالا تھی اور ہاتھ میں لوہے کی پھلیوں سے جڑی ہوئی بہت موٹی لاٹھی تھی اس نے نہ اجازت طلب کی نہ سلام کیا اور لاالٰہ الااللہ، اللہ اکبر کہتا ہوا داخل ہو گیا۔ اس کو دیکھتے ہی میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ شخص پکا مکار، دھوکے باز اور جھوٹا ہے

ے
ای درونت برہنہ از تقوی ❊ وز بروں جامہ ریا داری
پردۂ ہفت رنگ رابگذار ❊ تو کہ درخانہ بوریا داری

پس حاضرین میں سے مرشد میرے سامنے آکر کہا: کون صاحب ہیں؟ اس نے کہا: فلاں شخص ہوں۔ میں نے کہا: آپ کا کیا شغل ہے؟ اس نے کہا: متوکلین میں سے ہوں۔ میں نے کہا: آپکا گذارہ کیسے ہوتا ہے؟ اس نے کہا: کہ لوگوں کے ذریعے کہ اس میں اسکو (پینترے بازی کی) ڈھیل دیتا رہا یہانتک کہ وہ کھل گیا اور اس نے مجھ سے بلا شرمائے صفائی کے ساتھ کھلم کھلا کہنا شروع کیا کہ میں چھ سال تک جائے نماز کے نیچے سے خرچ کرتا رہا۔ کم سے کم جو مقدار میں ہر صبح پاتا تھا وہ میں قرض ہوتی تھی آہستہ آہستہ یہ راز فاش ہوگیا اور احباب اس رزق غیبی کیوجہ سے مجھ سے حسد کرنے لگے یہاں تک کہ روزی بند ہوگئی۔ در نہ میں تو بڑے عابد وزاہد اور پارسا لوگوں میں سے تھا۔ میں نے کہا: تعجب کا مقام ہے آپ اپنے خدا کی عبادت بھی کریں اور اس کا شکر بھی ادا کریں پھر بھی وہ اپنا رزق اور وظیفہ تجھ سے بند کردیں حالانکہ اس نے وعدہ کیا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کروگے تو میں تمکو اور زیادہ دونگا بخدا تو بڑا جھوٹا معلوم ہوتا ہے پس اسپر جھینپ چڑھ گئی اور جواب نہ دے سکا

بروے ریا خرقہ سہلست دوختن ❊ گرش با خدا در توانی فروخت

اس کے بعد دوران گفتگو میں اسکی اور بہت سی باتیں آشکارا ہوئیں معلوم ہوا
کہ وہ اپنا شہر، اپنے بیوی بچے چھوڑے ہوئے ہے اور والدین کا نافرمان بھی ہے گاؤں گاؤں گھومتا پھرتا ہے عورتوں کے پاس آتا جاتا ہے ان کے پاس بیٹھتا اٹھتا ہے اس کے علاوہ لوگوں نے اسکی اور بہت سی برائیاں اور عیوب ذکر کئے۔ پس میں نے لوگوں کو کمائی اور دستکاری کی فضیلت کو واضح کیا اور بتایا کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد اپنے کام کاج اور اپنی کمائی سے کھاتے تھے حضرت عمرؓ ہر شخص کی تعظیم و تکریم کرتے تھے مگر جب آپکو معلوم ہوتا تھا کہ اس کا کوئی کام نہیں ہے تو اسکو غیرت دلاتے اور نظروں سے گرادیتے تھے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ اگر آسمان سونا برساتا اور زمین چاندی اگلتی تو نظام عالم بگڑ جاتا۔ آبادیں خراب ہوجاتیں اور اگر بالفرض اسمیں کوئی خوبی ہوتی تو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ اس غنیمت کے زیادہ حق دار تھے پس لوگوں نے حق بات کو تسلیم کیا اور باطل کو ٹھکرادیا اور وہ دجال رسوا ہوکر چلاگیا اور کسی نے اسکا نشان بھی نہ پایا۔

کجاست صوفی دجال فعل وملحد شکل ❊ بگو بسوز کہ مہدی دیں پناہ رسید (حافظ)

(فائدہ) صحیح بخاری میں حضرت مقدام بن معدیکربؓ سے مروی ہے " قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ " حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص اپنی کمائی سے بہتر روزی نہیں کھاتا اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے

جودُ الحاتمِ الطائی

حاتم طائی کی سخاوت

رَوَی مُحرزٌ مولیٰ ابی هریرۃ قال: مَرَّ نفرٌ من عبد القیس بقبرِ حاتمٍ فنزلوا قریبًا منه فقامَ الیه رجلٌ، یقال له ابو الخیبری، وجعل یَرکضُ برجله قبرَهٗ ویقول اقرِنا، فقال له بعضهم ویلكَ، ما یدعوكَ؛ ان تعرِضَ لرجل قدماتَ قال: انّ طیًّا تزعُمُ انّهٗ مانزَلَ بهٖ احدٌ الّا قراهٗ ثم اجنّهم اللیلُ، فناموا، فقام ابو الخیبری فزعًا، وهو یقول: واراحلتاہ

فقالوا له: مالك قال: اتانی حاتم فی النوم، وعقر ناقتی بالسیف، وانا انظر الیها ثم انشدنی شعرا حفظته يقول فيه

ابا الخيبری وانت امرءٌ	ظلوم العشيرة شتّامها
اتيت بصحبك تبغی القری	لدی حفرة قد صدت هامها
اتبغی لی الذم عند المبيت	وحولك طیّ وانعامها
فانا لنشبع اضيافنا	ونأتی المطیّ فنعتامها

فقاموا له واذا ناقة الرجل تكوس عقيرا، فانحروها، وباتوا ياكلون وقالوا: قرانا حاتم حيا وميتا، واردفوا صاحبهم، وانطلقوا سائرين، واذا برجل راكب بعيرا، ويقود آخر، قد لحقهم، وهو يقول: ايكم ابو الخيبری؟ قال الرجل انا، قال: فخذ هذا البعير انا عدی بن حاتم، جاءنی حاتم فی النوم، وزعم انه قراكم بناقتك، وامرنی ان احملك فشانك، والبعير، ودفعه اليهم، وانصرف والی هذه القضية اشار ابن دارة الغطفانی فی قوله يمدح

عدی بن حاتم	ابوك ابو سفانة الخير لم يزل	لدن شب حتی مات فی الخير راغبا
	به تضرب الامثال فی الشعر ميتا	وكان له اذ ذاك حيا مصاحبا
	قری قبره الاضياف اذ نزلوا به	ولم يقر قبر قبله الدهر راكبا

حل لغات — الحاتم الطائی دیکھو ص۱۲۵ محرز دیکھو مقدمہ ص۲۹ ابی ہریرہ دیکھو ص۱۰۶ قبر دیکھو ص۵ رکض (ن) رکضا۔ الفرس ایڑ لگانا۔ رکضۃ حرکت۔ دھکا۔ اقرنا امر حاضر ہے۔ قری (ض) قریٰ۔ الضیف میزبانی کرنا۔ قریٰ مہمانی کا کھانا۔ ویلک دیکھو ص۵، اجنهم اللیل چھپانا۔ وارا حلتاہ واؤ ندبہ کیلئے ہے اور راحلہ مندوب اسکے آخر میں الف استغاثہ کا ہے اور ہا سکتہ کیلئے ہے عقر (ض) عقرا۔ ذبح کرنا زخمی کرنا۔ اونٹ کو کونچیں کاٹنا۔ اباالخیبری منادی منصوب ہے اور حرف ندا محذوف اور جواب ندا شعر ثانی "اتیت بصحبک" میں ہے۔ العشیرۃ قبیلہ شتام بہت گالی دینے والا دیکھو ص۱۲ حفرہ گڑھا۔ قبر ج حفر، حفر (ض) حفرا۔ گڑھا کھودنا۔ حافرہ کھودی ہوئی زمین۔ ابتدائی حالت۔ صدی صدیٰ (س) صدیٰ سخت پیاسا ہونا ص صد، صاد، صدیان ج صواد۔ ہام بتخفیف میم اہل جاہلیت کے اعتقاد کے مطابق ایک جانور ہے جو مردے کی ہڈیوں سے پیدا ہوتا ہے نیز یہ بھی کہتے تھے کہ ہامہ ایک جانور کا نام ہے جو سر قتیل سے نکلتا ہے اور ہمیشہ فریاد کرتا ہے کہ مجھے پانی دو مجھے پانی دو یہاں تک کہ مقتول کا خون بہا لے لیا جائے بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ہامہ اُلو ہے کہ وہ جس گھر پر بیٹھتا ہے اور بولنے لگتا ہے تو وہ گھر ویران ہو جاتا ہے۔ شریعت مطہرہ نے اس قسم کے اعتقادوں کو باطل قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لاطیرۃ ولاہامۃ "بدشگونی اور ہامہ کچھ نہیں ہے۔ المبیت خوابگاہ۔ انعام جمع نعم چوپایہ اونٹ۔ لنشبع دیکھو ص۱۰ اضیاف جمع ضیف مہمان۔ فنعتامها اعتیام سے جمع متکلم ہے اختیار کرنا۔ تکوس (ن) کوسا۔ البعیر ایک ٹانگ کے زخمی ہونے کی وجہ سے تین ٹانگوں پر چلنا۔ انحروها اسے ذبح کرو۔ اردفوا ارداف۔ دوسرے کو اپنے ساتھ سوار کرنا۔ ابن دارہ دیکھو مقدمہ ص۲۲ عدی بن حاتم دیکھو مقدمہ ص۱۲

تشریح :- حضرت ابوہریرہؓ کے آزاد کردہ غلام محرز نے بیان کیا ہے کہ قبیلہ عبدالقیس کا ایک گروہ حاتم کی قبر کے پاس گذرا تو انہوں نے حاتم کی قبر کے پاس پڑاؤ ڈالا۔ ابوالخیبری نام کا ایک شخص اٹھ کر حاتم کی قبر کو ٹھوکر لگاتا ہوا کہنے لگا: ہماری میزبانی کر۔ کسی نے اس سے کہا: کم بخت تو مردہ شخص سے میزبانی چاہتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ قبیلہ طی کا یہ خیال ہے کہ کسی شخص نے حاتم کی قبر کے پاس قیام نہیں کیا مگر یہ کہ حاتم نے اس کی میزبانی کی ہے۔ اتنے ہی میں انکو رات (کی تاریکی) نے چھپا لیا اور وہ سو گئے (کچھ دیر کے بعد) ابوالخیبری گھبرا کر یہ کہتا ہوا اٹھا: ہائے میری اونٹنی! ساتھیوں نے اس سے کہا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: ابھی ابھی خواب میں میرے پاس حاتم طائی آیا اور اس نے میری نظروں کے سامنے میری اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں پھر اس نے کچھ اشعار پڑھے جملا تک مجھے محفوظ ہیں ۵ اباالخیبری اھ اے ابوالخیبری تو قبیلہ طی پر ظلم کرنیوالا ہے بہت ہی بدگو آدمی ہے تو اپنے رفقاء کیساتھ آیا ہے مہمانی کا طالب ہے اس گڑھے کے پاس کہ جسکا تو سخت پیاسا ہے۔ کیا تو میرے لئے شب گزاری کے وقت مذمت کا جویا ہے۔ حالانکہ تیرے پاس قبیلے طے اور اس کے چوپائے موجود ہیں، پس بیشک ہم اپنے مہمانوں کو شکم سیر کرتے ہیں اور بہترین سواریوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ پس سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور دیکھا تو واقعی اس کی اونٹنی زخمی تھی لنگڑا کر چل رہی تھی لوگوں نے اسکو ذبح کیا اور سب نے کھاتے پیتے رات گذاری اور کہنے لگے کہ حاتم نے زندگی میں بھی ہماری میزبانی کی اور مرنے کے بعد بھی۔ اس کے بعد وہ لوگ اپنے ساتھی (ابوالخیبری) کو سواری پر سوار کرکے چل پڑے تو اچانک ایک شخص آیا جو اونٹ پر سوار تھا اور ایک آدمی اسکو پیچھے سے ہانک رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ تم میں ابوالخیبری کون ہے؟ ابوالخیبری نے کہا: میں ہوں۔ اس نے کہا: تو یہ اونٹ لے لے۔ میں حاتم کا بیٹا ہوں۔ آج رات خواب میں حاتم نے آکر مجھ سے کہا کہ میں نے ان لوگوں کی میزبانی انہیں کی اونٹنی سے کی ہے اور مجھے حکم کیا کہ میں تم کو سواری دیدوں۔ سو یہ سواری ہے جو چاہو سو کرو۔ چنانچہ وہ ان کو دیکر چلا گیا۔ ابن دارہ غطفانی نے عدی بن حاتم کی تعریف کرتے ہوئے اسی قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے ۵ ابوسفانۃ اھ تیرا باپ ابوسفانۃ الخیر جوانی سے مرنے تک ہمیشہ خیر کا خواہاں رہا۔ اشعار میں اسکا نام اس کے مردہ ہو جانے کے باوجود ضرب المثل ہے اور زندگی میں وہ خود صاحب خیر تھا اس کی قبر نے مہمانوں کی میزبانی کی۔ جب وہ وہاں اترے اور اس سے قبل زمانہ بھر میں کسی قبر نے کسی سوار کی میزبانی نہیں کی؛

إن الحكم إلا لله

حکم خدا ہی کیلئے ہے

۵ الی اللہ کل الامر فی خلقہ معا ✺ اولیس الی المخلوق شیٔ من الامر

لما فتحت مصر اتی اھلھا عمرو بن العاص حین دخل یومٌ من اشھر العجم. فقالوا یا ایھا الامیرُ ان لنیلنا ھذا سنۃً لا یجری الا بھا قال

وماذاك؟ قالوا: اذا كان احدی عشرۃ لیلۃً تخلو من ھذا الشھر عمدنا الی جاریۃٍ بكرٍ بین ابویھا فارضینا ابویھا. وجعلنا علیھا من الثیاب والحُلی افضل ما یكون ثم القیناھا فی ھذا النیل،

فقال لھم عمرو: انّ ھذا لا یكون ابداً فی الاسلام، وان الاسلام یھدم ما كان قبله، فاقاموا و النیل لا یجری قلیلاً ولا كثیراً. حتی ھمّوا بالجلاء، فلما رأی ذلك عمرو كتب الی عمر بن الخطاب

بذلك فكتب له ان قد اصبت بالذی قلت ، وانّ الاسلام یهدم ما کان قبله وبعث
بطاقةً فی داخل کتابه وکتب الی عمرو انی قد بعثت الیك ببطاقةٍ فی داخل کتابی فالقِها فی
النیل ، فلما قدم کتاب عمر الی عمرو بن العاص اخذ البطاقة ففتحها فاذا فیها من عبدالله
عمر بن الخطاب امیر المؤمنین الی نیل مصر فان کنت تجری من قبلك فلا تجر ، وان کان
الله یُجریك فاسأل الواحد القهار ان یُجریك فالقی البطاقة فی النیل قبل الصلیب بیوم
فاصبحوا ، وقد اجراه الله تعالیٰ ستة عشر ذراعا فی لیلة واحدة فقطع الله تلك السنة عن اهل
المصر الی الیوم

حل لغات عمرو بن العاص دیکھو ص ۱۲۲ جاریة بکر کنواری لڑکی۔ بین ابویها یعنی وہ لڑکی جو والدین کی حیات میں پرورش یافتہ ہو کر وہ ناز و نعم میں پلنے کی بنا پر موٹی تازی ہوتی ہے۔ الحلی۔ زیورات۔ یہدم یعنی اسلام رسوم باطلہ کو ختم کر دیتا ہے۔ الجلاء جلاان، جلوا۔ جلا، جلاءہ الرجل عن بلدہ جلاوطن کرنا۔ الامر واضح کرنا۔ بطاقة خط، پرچہ۔ پرزہ ج بطائق۔

تشریح:۔ جب ملک مصر فتح کر لیا گیا تو اہل مصر نے حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس آ کر کہا: امیر المؤمنین! ہمارے دریائے نیل کا ایک طریقہ ہے جس کے بغیر (اس میں پانی) جاری نہیں ہوتا، آپ نے کہا: وہ کیا؟ (طریقہ ہے) انہوں نے کہا جب اس مہینہ کی گیارہ تاریخ گذر جاتی ہے تو ہم ناز و نعم میں پلی ہوئی ایک لڑکی لیتے ہیں اور اس کے والدین کو (کچھ دے۔ لاکر) راضی کر کے لڑکی کو عمدہ سے عمدہ زیورات اور کپڑے پہنا کر دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ تو اسلام میں کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ دین اسلام نے جملہ رسومات جاہلیہ کو مٹا دیا ہے۔

پس وہ لوگ کچھ روز تک انتظار کرتے رہے مگر دریائے نیل (میں پانی) جاری نہ ہوا کم نہ زیادہ۔ یہاں تک کہ اہل مصر شہر بدر ہونے پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت عمروؓ نے یہ حالت دیکھ کر حضرت عمرؓ کے پاس لکھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: آپ نے جو کچھ کہا صحیح کہا۔ بیشک دین اسلام نے جملہ رسومات جاہلیہ کو ختم کر دیا ہے:

حضرت عمرؓ نے رقعہ کے اندر ایک چھوٹا سا پرچہ رکھ کر حضرت عمروؓ کے پاس لکھ دیا کہ میں خط کے اندر ایک پرچہ تمہارے پاس بھیج رہا ہوں اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔ جب حضرت عمروؓ کے پاس وہ خط آیا تو آپ نے اس کو کھولا دیکھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا: اللہ کے بندے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کی طرف سے دریائے نیل کے نام۔ اگر تو از خود جاری ہوتا ہے تو تو جاری (ہو یا، نہ ہو ہمیں کوئی پرواہ نہیں) اور اگر تجھے خدا جاری کرتا ہے تو میں خدائے واحد قہار سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کر دے:

حضرت عمروؓ نے اس پرچہ کو صلیب (کواکب اربعہ کے طلوع ہونے) سے ایک روز قبل دریائے نیل میں ڈال دیا۔ پس اہل مصر نے اس حالت میں صبح کی کہ اللہ نے دریائے نیل کو ایک ہی رات میں (اس کی عادت سے) سولہ ہاتھ (اونچا) جاری فرما دیا اور اہل مصر کے اس طریقہ (جاہلیہ) کو ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا۔ شیخ سعدیؒ نے سچ کہا ہے ؎ تو ہم گردن از حکم داور مپیچ ؛ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ ؛

صفة العدل

انصاف کی تعریف

قال معاوية: وانى لأستحيى ان أظلم من لا يجد ناصرًا على الا الله استعمل ابنُ عامر عمرو بن اصبع على الاهواز فلما عزله قال له ماجئتَ به قال له: ما معى الا مائة درهم واثوابٌ، قال: كيف ذلك؟ قال: ارسلتنى الى بلدٍ اهله رجلان رجل مسلم، له مالى، وعليه ما علىّ ورجل له ذمّةُ الله ورسوله، قال فوالله ما دريتُ اين أضعُ يدى. قال (الراوى) فاعطاه عشرين الفًا قال النبى صلى الله عليه وسلم الظلم ظلماتٌ يوم القيٰمة

تشریح: حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایسے شخص پر ظلم کرنے سے شرماتا ہوں جس کا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ ابن عامر نے حضرت عمرو بن اصبع کو اہواز کا حاکم بنادیا تھا جب اس نے آپ کو معزول کیا تو آپ سے کہا: کیا لائے ہو؟ آپ نے کہا: میرے ساتھ ایک سو درہم اور (چند) کپڑوں کے سوا کچھ نہیں۔ ابن عامر نے کہا یہ کیسے؟ آپ نے کہا: تو نے مجھے ایسے شہر کی جانب بھیجا تھا جس میں دو ہی قسم کے آدمی ہیں ایک تو مسلمان جن کیلئے وہی چیز سود مند ہے جو میرے لئے مفید ہے اور جو چیز میرے لئے ضرر رساں ہے وہی ان کیلئے نقصان دہ ہے، دوسرے وہ شخص جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے پس میں کس کے مال پر ہاتھ ڈالتا راوی کہتا ہے کہ ابن عامر نے آپ کو بیس ہزار درہم عنایت کئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ظلم قیامت کے دن بہت سی تاریکیوں کا مجموعہ ہوگا۔

كتب عمر بنُ عبد العزيز رضى الله عنه لما ولى الخلافة الى الحسن بن ابى الحسن البصرى ان يكتُب اليه بصفة **الامام العادل** فكتب اليه الحسنُ رحمة الله، اعلم يا اميرَ المؤمنين ان الله جعل الامامَ العادلَ قوامَ كلِّ مائلٍ وقصدَ كلِّ جائرٍ وصلاحَ كلِّ فاسدٍ وقوةَ كلِّ ضعيفٍ ونصفةَ كلِّ مظلومٍ ومفزعَ كلِّ ملهوفٍ **والامام العدل** يا امير المؤمنين كالراعى الشفيق على ابله الرفيق الذى يرتاد لها اطيبَ المرعى، ويذودها عن مراتع المهلكة ويحميها من السباع ويكنفها من أذى الحرّ والقرّ **والامامُ العدل** يا امير المؤمنين! كالاب الحانى على ولده، يسعىٰ لهم صغارًا ويعلمهم كبارًا يكتسبُ لهم فى حيوته ويدّخر بعد مماته

حل لغات عمر بن عبد العزيز دیکھو ص؟، الحسن البصری دیکھو ص؟، قوام منتظم امور، مدبر، قصد استقامت، میانہ روی، جائر جارأن جورًا عن الطريق راستے سے ہٹ جانا، علیہ ظلم کرنا (ن) جائر ج جورۃ۔ نصفة عدل و انصاف۔ مفزع جائے پناہ۔ فزع (ف)، فزعا، سے خوف کرنا (س)، فزعا دہشت زدہ ہونا۔ ملہوف غمزدہ دیکھو ص؟ یرتاد ارتیادا طلب کرنا۔ مرعی چراگاہ گھاس یذود (ن) ذودا۔ ہٹانا۔ دفع کرنا۔ مراتع جمع مرتع چراگاہ، مہلکۃ مصدر میمی ہے۔ یحمیہا دیکھو ص؟ ۔ سباع جمع سبع، درندہ یکنف دیکھو ص؟ حر گرمی، قر ٹھنڈک، الحانی اسم فاعل ہے حنیٰ (ض)، حنا حنا و ۃ عزت و اکرام میں مبالغہ کرنا۔

تشریح:۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے خلیفہ ہونے کے بعد حضرت حسن بصریؒ کے پاس خط لکھ کر امام عادل کے اوصاف دریافت کیے،
آپنے لکھا امیر المؤمنین! واضح ہو کہ اللہ نے امام عادل کو ہر ٹیڑھے کو سیدھا کرنے والا، ہر کج رو کو سیدھی راہ پر لانے والا، ہر فاسد کی صلاح ہر ضعیف کی قوت ہر مظلوم کیلئے انصاف، ہر عزر دہ کیلئے ملجا، و ماوی بنایا ہے امام عادل مثل چرواہے کے ہے جو اپنے ڈھوروں پر نہایت شفیق و مہربان ہوتا ہے ان کیلئے عمدہ چراگاہ تلاش کرتا ہے مہلک چارہ سے روکتا ہے درندوں سے حفاظت کرتا ہے گرمی سردی کی تکلیفوں سے بچاتا ہے اور امام عادل مثل باپ کے ہے جو اپنی اولاد کی ہر طرح دیکھ بھال کرتا ہے اولاد چھوٹی ہوتی ہے تو ان کیلئے دوڑ دھوپ کرتا اگر سیانی ہو جاتی ہے تو انکو تعلیم دیتا ہے اپنی زندگی بھر ان کیلئے کماتا ہے اور مرتے وقت ان کیلئے سب چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

والامام العدل یا امیر المؤمنین! کالامّ الشفیقةِ البَرّةِ الرفیقةِ بولدھا حَملته کرھًا ووَضَعَتهُ کُرھا ورَبّته طفلًا تسھرُ بسھرہ وتسکن بسُکونه، ترضِعه تارةً، وتفطِمه اُخرٰی وتفرحُ بعافیتهِ، وتغتمّ بشکایته والامام العدل یا امیر المؤمنین! وَصِیّ الیتامٰی وخازنُ المساکین، یُربّی صغیرَھم، ویَمُونُ کبیرَھم والامام العدل یا امیر المؤمنین کالقلب بین الجوانح تصلح الجوانح بصَلاحِه، وتفسد بفسادِہ والامام العدل یا امیر المؤمنین! ھو القائم بین اللہ وبین عبادِہ. یَسمع کلام اللہ ویُسمِعُھم، وینظر الی اللہ ویُرِیھم. وینقاد الی اللہ، ویقودُھم. فلا تکن یا امیر المؤمنین! فیما ملّکک اللہ کعبدٍ ائتمنه سیّدُہ. واستحفظه مالَه فبَدّدَ المالَ وشرّدَ العیالَ فافقرَ اھلَه، وفرّق مالَه، واعلم یا امیر المؤمنین! ان اللہ اَنزل الحدودَ لیزجر بھا عن الخبائثِ والفواحشِ، فکیف اذا اتاھا مَن یَلیھا. وان اللہ انزلَ القصاصَ حیٰوةً لعبادِہ فکیف اذا قتلھم مَن یَقتصُّ لھم،——

حل لغات

البَرّة بمعنی بارّة، بَرّ (ن، س) بِرًّا حسن سلوک کرنا. والدہ اطاعت کرنا. کُرہ مشقت، تسھر دیکھو ص۳۱ تفطم دیکھو ص۵۲ تفرح (س) خوش ہونا. تغتم اغتمامًا غمگین ہونا. شکایة بیماری، وَصِیّ وصیت کرنیوالا، جس کو وصیت کی جائے. ج اَوصیاء الیتامٰی جمع یتیم نابالغ بچہ جس کا باپ مر گیا ہو، یتیم (ض، س، ک) یُتمًا یتیم ہونا. خازن جمع کنندہ ج خزنة خزن (ن) خزنًا. المالَ ذخیرہ کرنا. خزِن (س) خَزَنًا (ک) خزانة. اللحم بدبودار ہونا. ص خزین. یمون (ن) مَونًا مؤنة نان نفقہ برداشت کرنا. ص مائن، الجوانح. جمع جانحة پسلی، جنح (ف، ن، ض) جُنوحًا. الیه مائل ہونا. ائتمنه امین بنایا. بدّد الشئ متفرق کرنا. شرّدہ دھتکارنا بھگانا. شرد (ن) شَرْدًا شُرُودًا، شِرادًا بدک کر بھاگنا. علی اللہ اطاعت سے نکل جانا (ص) شارد ج شُرّد زجر (ن)، زَجرًا روکنا. الفواحش جمع فاحشة، سخت قبیح چیز۔

تشریح:۔ اور امام عادل شفیقہ اور مہربان ماں کی طرح ہے جس نے اپنے بچے کو بڑی مشقت کیساتھ پیٹ میں رکھا اور پھر بڑی مشقت کیساتھ اس کو جنا اور بچپنے سے اسکو اس طرح پالتی ہے کہ اس کے جاگنے سے خود بھی جاگتی ہے اور اس کے سکون سے سکون پاتی ہے. کبھی اسکو دودھ پلاتی ہے کبھی چھڑاتی ہے اس کی عافیت سے مسرور ہوتی ہے اور اس کی بیماری سے غمگین۔ اور امام عادل

یتیموں کا رکھوالا ہے ناداروں کے لئے ذخیرہ کرنیوالا ہے ان کے چھوٹوں کی پرورش کرتا ہے اور بڑوں کے نان نفقہ کا بار اٹھاتا ہے اور امام عادل پسلیوں کے درمیان دل کی طرح ہے کہ اس کے درست ہونے سے تمام اعضاء درست رہتے ہیں اور اس کے خراب ہونے سے خراب ہوجاتے ہیں اور امام عادل قائم بین اللہ اور بین العباد ہوتا ہے اللہ کا کلام سنتا ہے۔ بندوں کو سناتا ہے۔ اللہ کو دیکھتا ہے بندوں کو دکھلاتا ہے۔ اللہ کا مطیع ہوتا ہے اور بندوں کو اس کی اطاعت کیطرف لاتا ہے۔ بس اے امیرالمومنین! اللہ نے جن چیزوں کا تجھے مالک بنایا ہے ان میں اس غلام کی طرح نہ ہوجانا جس کو اس کے آقا نے امین سمجھ کر اپنے مال کی حفاظت چاہی اور اس نے مال کو بکھیر دیا اور اہل وعیال کو دھتکار بھگایا پس گھر والوں کو محتاج اور مال کو تاراج کردیا۔ امیرالمومنین! واضح ہو کہ اللہ نے منکرات وفواحشات سے روکنے کیلئے کچھ حدود و احکام نازل کئے ہیں۔ سو اگر والی حدود ہی بدکاریں کرنے لگے تو خدا اس کو کیوں نہیں عذاب دے گا اور اللہ نے فریضہ قصاص نازل کیا ہے جو بندوں کیلئے باعث حیات ہے اب اگر والی قصاص ہی ظلماً قتل کرنے لگے تو اللہ اسکی پکڑ کیوں نہیں کریگا۔

واذكر يا امير المؤمنين الموتَ وما بعده وقلّةَ أشياعِك عنده وأنصارِك عليه، فتزوّد له ولِما بعده من الفزع الاكبر، واعلم يا امير المؤمنين! ان لك منزلاً غير منزلك الذى انت فيه، يطولُ فيه ثوآؤُك، ويفارقك أحبّاؤُك يسلمونك فى قعرة فريدا وحيدا، فتزوّد له ما يصحبُك يوم يفرُّ المرءُ من أخيه وامّه وابيه وصاحبته وبنيه، واذكر يا امير المؤمنين! اذا بُعثِر ما فى القبور وحُصّل ما فى الصدور، فالاسرارُ ظاهرة، والكتابُ لا يغادرُ صغيرةً ولا كبيرةً الا احصاها فالان يا امير المؤمنين! وانت فى مَهَلٍ قبلَ حلولِ الاجلِ وانقطاع الامل، لا تحكم بحكم الجاهلين، ولا تسلك بهم سبيلَ الظّلمين، ولا تُسلِّطِ المستكبرينَ على المستضعفينَ، فانهم لا يرقبون فى مؤمنٍ الّا ولا ذمّةً فتبوّ باوزارك واوزارٍ مع اوزارك، وتحمل اثقالك واثقالاً مع اثقالك، ولا يغرّنّك الذين يتنعمون بما فيه بؤسك، وياكلون الطيباتِ فى دنياهم باذهابِ طيّباتك فى آخرتك، لا تنظر الى قدرتك اليوم، ولكن انظر الى قدرتك غدا، وانتَ مأسورٌ فى حبائل الموت وموقوفٌ بين يدى الله فى مجمع من الملائكة والنبيين، والمرسلين وقد عنتِ الوجوهُ للحىّ القيّوم، انى يا امير المؤمنين! وان لم ابلغ بعظتى ما بلغه اولو النهى من قبلى، فلم آلُك شفقةً ونصحًا، فانزل كتابى كمداوى حبيبه، يسقيه الادوية الكريهة لما يرجو له فى ذلك من العافية والصحة والسلام عليك يا امير المؤمنين ورحمة الله وبركاته۔

حل لغات | اَشیاع جمع شیعہ ناصر و مددگار دیکھو ص۱۰۱ الفزع دیکھو ص۱۵۲ فزع اکبر سے مراد نفخ ثانیہ یا وہ وقت ہے جب موت کو ذبح کیا جائیگا (کما ورد فی الحدیث) ثواء کے ثوی (ض) ثواء، ثُوِیّا۔ المکان۔ فیہ، بہ اقامت کرنا۔ قعر گڑھا ج قعور۔ بعثر، بعثرۃ، بکھیرنا

لایغادر مغادرۃ ترک کرنا چھوڑنا۔ مَہل نرمی۔ آہستگی، مہل (ف) مَہلاً۔ مہلۃً۔ فی العمل اطمینان سے کام کرنا (س) مہلاً۔ الرجل کسی کام
میں پیش قدمی کرنا۔ لایرقبون (ن) رُقوباً نگہبانی کرنا۔ انتظار کرنا۔ اِلّ عہد، تبور، (ن) بُوراً۔ الیہ لوٹنا۔ بالحق اقرار کرنا۔ اَوزار جمع وِزر
گناہ، لایلغ نمک دیکھو ص۵۲، بُونک بوس، شدت، حبائل جمع حبالۃً پھندا۔ عَنت (ن) عُنُوّاً فرماں بردار ہونا۔ نُہی جمع نُہیۃ،
عقل، لم آلُ اُلو سے مضارع متکلم مجزوم ہے بمعنی کوتاہی کرنا۔ اصل میں اُءْلُو تھا (بالہمزتین) اوّل کلمہ میں دو ہمزہ جمع ہوئے
اور ہمزہ ثانیہ ساکنہ کا ماقبل مفتوح ہے لہٰذا الف سے بدل دیا اور آخر کلمہ (یعنی واؤ) حرف جزم یعنی لم کی وجہ سے ساقط ہو گیا۔ مداوی مداواۃ
سے اسم فاعل ہے۔" تشریح:۔ امیر المؤمنین! موت اور مابعد الموت کی مصیبتوں کو اور اس موقعہ پر یار و مددگار کے نہ ہونے
کو یاد کر اور موت و مابعد الموت سے فزع اکبر (نفخۂ ثانیہ یا ذبح موت) تک کیلئے زاد راہ حاصل کر اور یاد رکھ کہ جس گھر میں تو اب ہے اس کے
علاوہ تیرا ایک اور گھر ہے جس میں تجھے عرصہ دراز تک رہنا ہے تجھے تیرے دوست احباب تن تنہا ایک گڑھے میں ڈال کر علیحدہ ہو جائیں گے
پس وہ سامان کر جو اس دن تیرے ساتھ رہے جس دن ہر شخص اپنے بھائی، ماں، باپ، بیوی، اولاد سے کنارہ کش ہوگا اور اس وقت کو یاد کر
جب کہ قبروں سے مُردوں کو زندہ کیا جائے گا اور جو کچھ دلوں میں ہے سب آشکارا کر دیا جائے گا اور ڈھکی چھپی چیزیں عیاں ہوں گی اور نامۂ
اعمال قلمبند کئے بغیر نہ کسی چھوٹے گناہ کو چھوڑتا ہے نہ بڑے گناہ کو پس اے امیر المؤمنین اب کہ تو موت آنے اور امید ختم ہونے سے پیش تر
نرمی اور سہولت میں ہے۔ خلاف شرع حکم اور رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ نہ کر اور زیر دستوں پر طاقتوروں کو مسلط نہ کر کیونکہ وہ کسی مومن کے
بارے میں نہ قرابت کا پاس کرتے ہیں نہ قول و قرار، پس تیرے سر تیرے گناہوں کے ساتھ اوروں کے گناہوں کا بھی وبال ہوگا اور تو اپنے
بوجھ کے ساتھ اور کتنے ہی بوجھ اُٹھائے گا اور تجھے وہ لوگ دھوکے میں نہ ڈالیں جو ایسی چیز (دنیا) سے راحت کی زندگی بسر کرتے ہیں جن میں تیرا
نقصان ہے اور تیری اُخروی لذتوں کو پامال کر کے دُنیا میں مزے اُڑاتے ہیں۔ تو آج اپنے بل بوتے کو نہ دیکھ بلکہ کل کی حالت پر نظر رکھ جب کہ
تو موت کے پھندوں میں پھنسا ہوگا اور ملائکہ اور انبیاء اور رسولوں کے مجمع میں اللہ کے دربار میں کھڑا ہوا ہوگا اور تمام چہرے اس حیّ و قیوم
کے سامنے جھکے ہونگے۔ ؎ (حاکم زحکم دم نزند گر گواہ نیست ٭ حاکم کہ خود گواہ بود قصہ مشکلست)

"امیر المؤمنین! اگرچہ میں اتنی نصیحت نہیں کر پایا جتنی کہ پہلے دانشوروں کی ہے تاہم میں نے شفقت و خیر خواہی میں کوتاہی
نہیں کی۔ لہٰذا میرے اس خط کو ایک شفیق معالج خیال کر جو صحت و عافیت کی توقع پر اپنے محبوب کو کڑوی دوائیں پلاتا ہے "والسلام علیک
یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔ ؎ تحمل چو زہرت نماید نخست ٭ ولے شہد گردد چو در طبع رست

لَايُضِيعُ اَجْرَمَنْ غَارَلِلّٰهِ

غیرت مندوں کا اجر ضائع نہیں ہوتا!

ذكر الحريريّ في الدرة انّ ابا العباس المبرّد ذكر انّ ابا عثمان المازنيّ قصده بعض اهل الذمّة ليقرأ عليه، كتاب
سيبويه، وبذل له مائة دينارٍ، فامتنع ابو عثمان من قبول بذله، فقلتُ له جُعِلتُ فداك، اتترك هٰذه النفقة
مع فاقتك وشدّة اِضاقتك؟ فقال: ان هذا الكتاب يشتمل على ثلثمائة كذا وكذا آية من كتاب الله تعالى، ولستُ

أرى ان أمكن منه ذمياً غيرةً على كتاب الله وحمية له، قال فاتفق أن غنت جاريةٌ بحضرة الواثق

بقول العرجي	أظلوم إنّ مصابكم رجلا	اهدى السّلام تحية ظُلمُ	

فاختلف من بالحضرة في اعراب رجل فمنهم من نصبه بانّ، على انّه اسمها، ومنهم من رفعه على انّه خبرها، والجارية مُصِرّةٌ على انّ شيخها اباعثمان، لقّنها اياه، بالنصب فامر الواثق باحضاره، قال ابوعثمان فلما مُثلتُ بين يديه قال: مَنِ الرجلُ؟ قلتُ من بني مازنٍ، قال: مِن ايّ الموازن؟ أمازن تميم ام مازن قيس ام مازن ربيعة، قلتُ من مازن ربيعة، فكلّمني بكلام قومي، وقال لي: باسمك؟ يريد ما اسمك، وهم يقلبون الميمَ ياءً، و الياءَ ميماً، اذا كان في اول الاسماء فكرهتُ ان اجيبه على لغة قومي لئلا اواجهه بالمكر، فقلتُ: بكرٌ يا امير المؤمنين ففطِن لما قصدتُه، واعجبه منه، ثم قال: ما تقول في قول الشاعر ؎ اظلوم ان (البيت) أترفع رجلا أم تنصبه، فقلتُ: بل الوجه النصب قال، ولِمَ ذلك؟ فقلتُ: انّ مُصابكم رجلا مُصدر بمعنى اصابتكم فأخذ اليزيدي في معارضتي، فقلتُ هو بمنزلة قولك: انّ ضربكم زيدًا الظلمُ فالرجلُ مفعول مُصابكم ومنصوب به، والدليلُ عليه ان الكلام مُعلق الى ان يقول ظُلمُ فيتمُّ فاستحسنه الواثق ثم امر لي بالف دينار، وردّني مُكرمًا، قال ابوالعباس: فلما عاد الى البصرة قال: كيف رأيتَ يا ابا العباس رددنا لله تعالى مائةً فعوّضنا بالف •

حل لغات

غار (س) غيرةً ـ الرجلُ غيرت کھانا ص غيور ج غُيارى ـ الحريرى ابوالقاسم بن على بن محمد بن عثمان بصرى شہر بصرہ کے قریب قصبہ مشان کے اندر ۴۴۶ھ میں پیدا ہوئے ـ نہایت ذکی ـ ہوشیار ـ نازک خیال ـ فصاحت و بلاغت میں یکتا علم لغت امثال نحو، معانی ـ بیان ـ بدیع میں ید طولیٰ رکھتے تھے ـ مقامات حریری اس کا بیّن ثبوت ہے اس کے علاوہ درۃ الغواص فی اوہام الخواص، ملحۃ العرب وغیرہ بھی آپنے لکھی ہیں ـ ان کی وفات ۵۱۶ھ میں ہوئی ہے ـ المبرد دیکھو ۱۵ ابوعثمان المازنی بکر بن محمد بن بقیہ، عدی بصری بڑے متقی، پرہیزگار اور اپنے زمانہ کے امام تھے ـ علم صرف کو سب سے پہلے آپ ہی نے مدون کیا ـ اس سے قبل یہ علم علم نحو میں گڈمڈ تھا آپ نے علم ادب ابوعبیدہ، اصمعی، ابوزید انصاری وغیرہ سے حاصل کیا تھا، مبرد، ریاشی، تبریزی ان کے شاگرد تھے ـ قاضی بکار بن قتیبہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی نحوی کو نہیں دیکھا کہ وہ فقہائے سے مشابہت رکھتا ہو مگر حیان بن ہرمز اور مازنی، مبرد کہتے ہیں کہ نحو میں سیبویہ کے بعد مازنی سے بڑھ کر کوئی نہ تھا ـ علل النحو، کتاب الالف واللام، کتاب التصریف کتاب الدیباج ـ کتاب ما یلحن فیہ العامہ انہی کی تصانیف ہیں جو ایک سے ایک عمدہ ہے مازنی نے ۲۴۷ھ یا ۲۴۸ھ یا ۲۴۹ھ میں وفات پائی، اہل الذمہ دار الاسلام میں معاہدہ کے ساتھ رہنے والے یہود و نصاریٰ وغیرہم، بذل (ن، ض) بذلا الشیَٔ دینا ـ جُہدہ پوری کوشش کرنا ـ العرجی عرج ایک منزل ہے جو مکۂ معظمہ کے راستہ میں پڑتی ہے ـ الواثق ـ ابوجعفر ہارون بن معتصم بن ہارون الرشید یہ ایک رومی کنیز قراطیس کے شکم سے تھا ۱۹۶ھ میں مکہ کے راستے میں اس کی پیدائش ہوئی تھی معتصم کی وفات کے دن یوم پنج شنبہ ۸ ربیع الاول ۲۲۷ھ کو اس کے ہاتھ پر خلافت کی

ع تفصیلی حالات کیلئے ہماری کتاب منظر المصلین باحوال المصنفین، دیکھئے۔

بیعت ہوئی اور اس کا لقب واثق باللہ رکھا گیا۔ اس کی عمر کا ۳۶ سال تھا کہ مرض استسقاء میں مبتلا ہوا اور ۲۶ ذی الحجہ ۲۳۲ھ کو انتقال کر گیا مدت خلافت پانچ سال ۹ ماہ اور گیارہ روز رہی۔ العرجی دیکھو مقدمہ ص۲۵ ، اظلوم ہمزہ ندائیہ ہے اور ظلوم ظالم کا مبالغہ ہے جس سے مراد محبوب ہے۔ مصاب مصدر میمی ہے نشانہ پر تیر مارنا۔ درد مند بنانا۔ رجلا مصاب کا مفعول بہ ہے اور موصوف ہے اہدی السلام تحیۃ جملہ صفت ہے۔ ظالم ان کی خبر ہے۔ تمثلت (ک) مثولا بین یدیہ کسی کے سامنے کھڑا ہونا۔ مثالۃ افضل ہونا (ن) مثولا مانند ہونا۔ مثلۃ الامم ماضی کی عبرت ناک سزائیں ج مثلات ،،

تشریح

علامہ حریری نے "درۃ الغواص" میں ابوالعباس مبرد نحوی سے بیان کیا ہے کہ کچھ ذمیوں نے چاہا کہ ابوعثمان مازنی سے کتاب سیبویہ پڑھیں اور اس سلسلہ میں بطور نذرانہ ان کو سو (۱۰۰) اشرفیاں دیں مگر ابوعثمان قبول کرنے سے باز رہے۔ میں نے کہا: آپ پر قربان ہو جاؤں آپ اس قدر تکلیف اور فقر و فاقہ کے باوجود اس نفقہ کو چھوڑ رہے ہیں؟" آپ نے کہا "یہ کتاب قرآن پاک کی تین سو آیتوں پر مشتمل ہے غیرت کا یہ تقاضہ نہیں کہ میں ایک ذمی کو اس پر قابو دوں، مبرد کہتا ہے کہ اتفاق کی بات ایک کنیز نے واثق باللہ کے روبرو عرجی شاعر کا یہ شعر گایا۔ اظلوم ان مصابکم، اے ظالم! تیرا ایسے شخص (کے دل) کو گھائل کرنا جس کا صرف اتنا قصور ہے کہ اس نے ہدیہ سلام پیش کیا ہے عظیم ترین ظلم ہے (مجلس ارباب علم سے بھری ہوئی تھی) اہل مجلس نے "رجل" کے اعراب میں اختلاف کیا چنانچہ بعض نے "ان" کا اسم قرار دیتے ہوئے نصب دیا اور بعض نے اس کی خبر مانتے ہوئے رفع دیا کنیز نے (کسی کا کہنا نہ مانا اور اس پر) اصرار کیا کہ مجھے استاد ابوعثمان مازنی نے نصب بتایا ہے واثق (بھی علم دوست آدمی تھا اس لئے تحقیق کے پیچھے پڑ گیا اور اس نے مازنی کو طلب کیا۔ مازنی کہتے ہیں کہ جب واثق کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے کہا بنی مازن سے، واثق نے کہا: کون سے مازن سے مازن تمیم سے یا مازن قیس سے یا مازن ربیعہ سے؟ میں نے کہا: مازن ربیعہ سے، پس واثق نے میری قوم (ربیعہ) کے محاورہ کے مطابق مااسمک کے بجائے "باسمک" کہا کیونکہ مازن ربیعہ کے لوگ "با" کی جگہ میم اور میم کی جگہ با، بولتے ہیں "جب وہ اسموں کے شروع میں ہوں" میں نے اپنی قوم کی زبان کے مطابق جواب دینا اس لئے مناسب نہ سمجھا کہ مواجہت بالمکر لازم آتی تھی اس لئے میں نے (اپنی لغت کو چھوڑ کر) کہا: بکر، اے امیر المومنین! واثق میرا مقصد سمجھ گیا اور بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد کہا: اظلوم ان مصابکم رجلا " میں رجل کو نصب دیتے ہو یا رفع؟ میں نے کہا: نصب، واثق نے کہا، کس لئے؟ میں نے کہا: مصابکم مصدر ہے بمعنی اصابتکم۔ یزیدی (اس مجلس میں موجود تھا اس) نے مجھ سے معارضہ شروع کر دیا میں نے کہا یہ کلام، بمنزلہ "ان ضربکم زیدا ظلم" کے ہے۔ رجلا مصابکم کا مفعول ہے اس لئے منصوب ہے دلیل یہ ہے کہ کلام ظلم کہنے پر موقوف ہے ظلم کہنے کے بعد کلام تام ہوتا ہے " واثق نے اس (تقریر) کو پسند کیا اور مجھے ہزار اشرفیاں دیگر اعزاز و اکرام کیساتھ رخصت کیا۔ مبرد کہتا ہے کہ جب مازنی (مالا مال ہو کر) بصرہ آئے تو مجھ سے کہا: ابوالعباس! دیکھا میں نے سو اشرفیاں واپس کیں اللہ نے اس کے بدلے میں ہزار اشرفیاں مرحمت فرمائیں،

؎ مکن سعدیا دیدہ بر دست کس ❊ کہ بخشندہ پروردگار ست و بس

نُبذَۃٌ مِنْ ذِکرِ الحَجّاج

حجاج کا تھوڑا سا تذکرہ!

؎ بقومے کہ نیکی پسند د خدائے ۔ دہد خسرو عادل نیک رائے ، چو خواہد کہ ویراں کند عالمے ۔ کند ملک در پنجۂ ظالمے

يقال: ان الحجاج بعد قتل ابن الزبير ذهب الى المدينة، وعلى وجهه لثامٌ، فرأى شيخاً خارجاً من المدينة، فسأله عن حال اهل المدينة، فقال: شرُّ حالٍ، قُتِل ابن حواري رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال مَن قتله؟ قال الفاجر اللعين الحجاج، عليه لعائن الله ورُسُلِه من قليل المراقبة لله، فغضب الحجاج غضباً شديداً، ثم قال: ايها الشيخ! اتعرف الحجاج اذا رأيته؟ قال نعم: ولا عرّفه الله خيراً، ولا وقاه ضيراً، فكشف الحجاج اللثام عن وجهه، وقال ستعلم الآن اذا سال دمك الساعة، فلما تحقق الشيخ انه الحجاج، قال. ان هذا لهو العجب، يا حجاج! انا فلانٌ أُصرع من الجنون فى كل يوم خمس مراتٍ، فقال الحجاج اذهب لا شفى الله الابعد من جنونه ولا عافاه وخلوص هذا من يد الحجاج من العجب، لان اقدامه على القتل ومبادرته اليه امرٌ لم يُنقل مثله عن احدٍ، وكان يخبر عن نفسه، ويقول ان اكبر لذاته سفك الدماء قال بعضهم والاصل فى ذلك انه لما وُلِد، لم يقبل ثدياً فتصوّر لهم ابليس فى صورة الحرث بن كلدة طبيب العرب، وقال اذبحوا له تيساً اسود والعقوه من دمه واطلوا به وجهه ففعلوا به ذلك، فقبل ثدى امه، وذُكر انه اُتى اليه بامرأة من الخوارج فجعل يكلمها، وهى لا تنظر اليه ولا تردّ عليه كلاماً فقال لها بعض اعوانه يكلمك الامير وانتِ مُعرضة، فقالت انى استحى ان انظر الى من لا ينظر الله اليه فامرها فقتلت، وقد اُحصى الذى قُتل بين يديه صبراً فبلغ مائة الف وعشرين الفاً.

حل لغات نبذة شئ کا حصہ، ٹکڑا، گوشہ ج نُبَذٌ، نبذ (ض) نَبذاً۔ الشئ پھینک دینا۔ العہد توڑنا الحجاج مشہور ظالم کا نام ہے اسکی کنیت ابو محمد اور باپ کا نام یوسف الحکم ہے ۴۱ھ میں یا اس کے کچھ بعد پیدا ہوا۔ عبدالملک بن مروان کی جانب سے عراق اور خراسان کا گورنر تھا۔ عبدالملک کی وفات کے بعد جب ولید بن عبدالملک ولی عہد ہوا تو اس نے بھی اس کو مذکورہ بالا عہدے پر برقرار رکھا۔ حجاج کی ستم ظرفی اور خونریزی کے واقعات عجائبات عالم میں سے ہیں۔ تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کو اپنی حکومت کے زمانہ میں ظلماً قتل کرایا ہے۔ لڑائیوں کے مقتولین ان کے علاوہ ہیں۔ حجاج خود کہا کرتا تھا کہ میرے نزدیک لذیذ ترین شئے خونریزی ہے۔ اس نے صحابہؓ پر جو مظالم کئے ان کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر کو شہید کرایا حرم مکہ میں کشت و خون کیا۔ خانہ کعبہ پر منجنیق سے گولہ باری کی جس کی وجہ سے حرم شریف کے پردے جل گئے سب سے اخیر میں جن بزرگ کو اس نے شہید کیا وہ سعید بن جبیر یعنی ابن عباس کے شاگرد رشید تھے۔ حجاج کے پیٹ میں سخت درد ہوتا تھا۔ عارضہ کی تشخیص میں آرا کا اختلاف ہوا ایک حاذق طبیب نے کہا: پیٹ میں کیڑے پڑگئے ہیں چنانچہ ایک دھاگے میں گوشت باندھ کر اس کے حلق میں ڈالا اور دیر تک یونہی رکھا پھر اسکو نکالا تو اس میں سینکڑوں کیڑے لپٹے ہوئے تھے۔ حجاج تو غضب الٰہی میں مبتلا تھا اس کو کوئی دوا کیوں مفید ہوتی۔ اسکی حالت یہ تھی کہ اس کے نزدیک آگ جلائی جاتی تھی تو کچھ تسکین ہوتی تھی مگر اسکو درد سے آگ کی گرمی کا بالکل احساس نہ ہوتا تھا۔ یہ اس کے مظالم کا نتیجہ تھا جس کو اللہ نے مخلوقات کو دکھا دیا

ہر آں کز ستم خنجرے برکشید ❊ فلک ہم بداں خنجرش سر برید

حجاج نے حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں کہلا کہ دعا فرمائیں،

آپنے جواب دیا کہ میں نے منع کیا تھا کہ اولیاء اللہ، علماء، سادات کو نہ ستا تو نے نہ مانا۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے حجاج نے کہلا بھیجا کہ آپ صحت کی دعا نہ کیجئے میری یہ خواہش بھی نہیں ہے، آپ یہ دعا کیجئے کہ اللہ جلد موت دے تاکہ اس عذاب سے نجات ملے۔ حسنؒ یہ سن کر بہت رودیئے۔ حجاج پندرہ دن تک اسی حالت میں رہا اور شہر واسط جو ۸۳ھ میں اسی نے آباد کیا تھا بعمر ۵۴ سال ۹۵ھ میں مرگیا جب اس کے مرنے کی کیفیت حضرت حسنؒ بصری کو پہنچی تو آپنے سجدہ شکر ادا کیا۔ لوگوں نے اسکی قبر کو زمین کے برابر کر کے اس پر پانی بہا دیا تاکہ پتہ نہ لگے۔ ابن الزبیر عبداللہ ابن زبیر بن العوام مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہما ان کی ماں حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ ہیں انکے باپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں انکی دادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور ان کے دادا حضرت خدیجہؓ کے بھائی ہیں۔ ہجرت کے بعد یہودیوں نے یہ مشہور کر دیا کہ ہم نے ایسا منتر کر دیا ہے کہ مہاجرین کے اولاد نہیں ہوگی حسن اتفاق چھ ماہ تک ایسا ہی ہوا مگر سال کے اندر عبداللہ پیدا ہوئے تو صحابہؓ نے فرط مسرت میں نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ پیدائش کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے گئے آپنے کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈالی اور دعا خیر کی۔ ان کی شہادت حجاج کے لشکر کے ہاتھوں مکہ معظمہ میں حرم کے اندر جمادی الاول ۷۳ھ میں ہوئی حجاج نے بی بی اسماء کے ساتھ سخت کلامی اور عبداللہ کی نعش کے ساتھ کمال بے حرمتی کی۔ لثام نقاب، ڈھاٹا ج لثم، لعائن قال الشیخ فی الحاشیۃ "تتبعت کتب اللغۃ من القاموس والمنتھی التی عندی فلم اجد فی شئ منھا ولعل اللعائن جمع لعنۃ علی غیر قیاس انتہی۔ من کلیل کلمہ من تعلیلیہ ہے اور محذوف سے متعلق ہے۔ نیسیر فسیر، اُصرع مرگی ہونا۔ سفک الدماء خونریزی سفک (ض) سفکا۔ الدم خون بہانا۔ ثدیا۔ پستان ج ثُدی ثدی (س) ثدیٌ تر ہونا۔ ثدیاء بڑی پستان والی عورت، الحرث بن کلدہ دیکھو مقدمہ ص۲۶۔ تیسا بکرا، نر ہرن ج تیوس، التعقوہ العاق چاٹنا۔ لعق (س) لعقاً لعقۃ چاٹنا۔ لُعقہ چمچہ بھر چیز، لعوق ہر وہ چیز جو چاٹی جاسکے، مِلعقہ چمچہ ج ملاعق، الطلاوہ، طلی (ض) طلیاً ملنا۔ اعوان جمع عون مددگار۔

تشریح: بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج بن یوسف حضرت عبداللہ بن زبیر کو قتل کرنے کے بعد چہرہ پر نقاب ڈالے ہوئے مدینہ طیبہ آیا۔ شہر سے باہر ایک بوڑھے سے ملاقات ہوئی، حجاج نے اس سے شہر والوں کی حالت دریافت کی، بوڑھے نے کہا: بہت بری حالت ہے۔ حواری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کو قتل کر دیا گیا، حجاج نے پوچھا کس نے قتل کیا ہے؟ بوڑھے نے کہا: (فاسق و) فاجر حجاج نے کیونکہ اس کو بالکل خدا کا خوف نہیں ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول کی اس پر لعنت ہو یہ سن کر حجاج تنگ بگولا ہوگیا اور بوڑھے سے بولا: او بوڑھے! اگر حجاج کو دیکھ لے تو پہچان لے گا؟ بوڑھے نے کہا ہاں، نہ شناسا کرے اس کو اللہ بھلائی سے اور نہ بچائے اس کو شر سے، حجاج نے چہرہ سے نقاب اٹھائی اور کہا: اب معلوم ہو جائے گا جب تیرا خون زمین پر بہے گا۔ جب بوڑھے کو یقین ہوگیا کہ حجاج ہی ہے تو اس نے کہا: حجاج! یہ تو بڑی عجیب بات ہے میں فلاں شخص ہوں، مجھے ہر روز پانچ مرتبہ مرگی ہوتی ہے، حجاج نے کہا: دور ہو خدا تجھے جنون سے کبھی شفا نہ دے۔ اس بوڑھے کا حجاج (جیسے ستم شعار) کے پنجۂ ظلم سے نجات پانا عجیب ہے کیونکہ قتل کے بارے میں حجاج جیسی جرأت و پیش قدمی کسی کی کبھی منقول نہیں وہ خود اپنے بارے میں کہتا تھا کہ میرے نزدیک لذیذ ترین شئ خونریزی ہے۔

ملکہ کر ہمارا نام زمین پر مٹا دیا ✿ ان کا تو کھیل خاک میں ہم کو ملا دیا

بعض حضرات نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حجاج پیدا ہوا تو (دودھ پینا تو درکنار) اس نے پستان کو منہ (تک) نہیں لگایا حجاج کے گھر والے جب پریشان ہوگئے تو انکے پاس ابلیس مردود نے حرث بن کلدہ طبیب عرب کی شکل میں آکر کہا: اسکو کالا بکرا ذبح کر کے خون چٹا دو اور چہرہ پر بھی مل دو، گھر والوں نے ایسا ہی کیا تب حجاج نے اپنی ماں کے پستان کو قبول کیا:

؎ خوئے بد در طبیعتے کہ نشست ✿ نرہد جز بوقت مرگ از دست

ذکر کیا جاتا ہے کہ حجاج کے پاس ایک خارجیہ عورت لائی گئی حجاج اس سے گفتگو کرتا رہا مگر عورت نے نہ اسکی طرف نظر اٹھائی نہ اس کی بات کا جواب دیا حجاج کے غلام نے عورت سے کہا خلیفہ تجھ سے گفتگو کر رہا ہے اور تو رخ پھیرے ہوئے ہے: عورت نے کہا مجھے ایسے شخص کیطرف نظر کرنے سے شرم آتی ہے جس کی طرف خدا نظر نہیں کرتا۔ حجاج نے اس کے قتل کا حکم کر دیا اور وہ اسی وقت قتل کر دی گئی،

ــہ چاٹے بغیر خون کوئی رہتی ہے تیری تیغ ❊ ہے یہ تو اس کو چاٹ ستمگر لگی ہوئی (ذوقؔ)

حجاج کے سامنے جلا مقتول ہونیوالوں کو شمار کیا گیا تو انکی تعداد ۱۲۰۰۰۰ تک پہنچی

ــہ اے نازنیں پسر تو چہ مذہب گرفتۂ ❊ کت خون ما حلال تر از شیر مادر ست (حافظؔ)

فائدہ:۔ اسلام میں چار شخص ایسے گذرے ہیں جن میں سے ہر ایک نے لاکھوں آدمیوں کو ظلماً قتل کیا ہے اوّل حجاج بن یوسف دوم ابو مسلم خراسانی سوم بابل خرمی چہارم برنغی :۔

رُبَّ اخٍ لم تلِدْه اُمُّكَ

بہت سے بے ماں جائے بھائی!

اِتّفق انه كان شاعرٌ من العجم يُعرف بالغسّانی وفد علی احمد بن مروان وكانت عادتُه اذا وفد عليه يُكرمُه، ويُبرّه ولا يستحضره الا بعد ثلاثة ايامٍ، واتّفق انّ الغسانی لم يكن اعدّ شعرًا يمدحه به ثقةً بنفسه، فاقام ثلثة ايامٍ ولم يفتح عليه بشیٔ، فاخذ قصيدةً من شعر ابن اسد ولم يُغيّر منها غير الاسم فغضب الاميرُ وقال: هذا الاعجمی يسخر منا وامران يكتب بذلك الی ابن اسد فاعلم الغسانی بعض الحاضرين بذلك فجهّز الغسانی غلامًا جلدًا الی ابن اسد يسأله ان يُجيب بخلّ عليه، ويُعرّفه العذر، فوصل الغلامُ الی ابن اسد قبل وصول قاصد ابن مروان، فلما علم ذلك كتب الجوابَ الی ابن مروان انه لم يقف علی هذه القصيدة ابدًا، ولم يرها الا فی كتابه، فلما وقف ابن مروان علی الجواب اساء علی اساءتی وسبّه وقال: انما تريد اسائتی بين الملوك، ثم احسن الغسّانی واكرمه غاية الاكرام وعاد الی بلاده فلم يمض علی ذلك مدةٌ حتّی اجتمع اهلُ ميافارقين، ودعوا ابن الاسد علی ان يوقروه عليهم، واقيمت الخطبةُ للسلطان ملك شاه واسقاط اسم ابن مروان، فاجابهم الی ذلك، وحشد ابنُ مروان، ونزل علی ميافارقين، فاعجزه امرُها، فسيّر الی نظام الملك والسلطان، يستمدّهما، فانفذ اليه جيشًا، ومن ذامع الغسانی الشاعر وكان قد تقدّم عند السلطان، فصدقوا الحملة علی ميافارقين فملكوها عنوةً، وقبض علی ابن اسد وجیء به الی

ابن مروان فأمر بقتله، فقام الغسّانی وجرّد العنایة فی الشفاعة حتی خلّصه، وکفله بعد عنائٍ شدیدٍ ثم اجتمع به
وقال أتعرفنی؟ قال: لا، والله، ولکن أعرف انك مَلَكٌ من السماء، مَنّ الله علیّ بك لبقاء مهجتی، فقال: انا الذی
ادّعیتُ قصیدتك، وسترتَ علیّ، وما جزاء الاحسان الا الاحسان، فقال ابن اسد: ما سمعتُ بقصیدةٍ تُجدی فنفعت
صاحبها الا هٰذه فجزاك الله خیرا، وانصرف الغسّانی من حیث جاء۔ ——————

حل لغات | ثم تلده دیکھو ص۱۲۵ ابن اسد مصری ظریف، خوش طبع شاعر تھا۔ شیخ صلاح الدین نے بیان کیا ہے کہ میں نے اس کو قاہرہ میں بارہا ملاقات کی ہے اور اس کے اشعار سُنے ہیں اس نے شاتشات خلیج، زوائد، نوادر، امثال وغیرہ میں کتابیں بھی لکھی ہیں جو قاہرہ میں موجود ہیں ۶۳۲ھ میں وفات پائی۔ تسخر (س) سخراً، سُخراً۔ بہ، منہ ٹھٹھا کرنا۔ مُجلّد مضبوط، قوی ج اجلاد۔ الساعی، چغل خور، میا فارقین میا ایک لڑکی کا نام تھا۔ اس نے شہر میا فارقین بنایا تھا اس لئے اس کو میا فارقین کہتے ہیں اس سے پہلے اس کو "مدینۃ الشہداء" کہا جاتا تھا حشد (ن، ض) حشداً۔ الشیٔ جمع کرنا۔ مراد لشکر کشی، نظام الملک حسن بن علی بن اسحاق بن عباس، کنیت ابوعلی، لقب نظام الملک قوام الدین تھا۔ بروز جمعہ ۲۱، ذیقعدہ ۴۰۸ھ کو نوقان ضلع طوس میں پیدا ہوا۔ طوس مردم خیز جگہ ہے یہاں نظام الملک، غزالی، فردوسی تین بڑے مشہور شخص گذرے ہیں۔ کسی کا شعر ہے:۔ ؎ ہر دبیر و شاعر و مفتی کہ از طوسی بود ؎ چوں نظام الملک و غزالی و فردوسی بود
نظام الملک وزیر سلطنت، عالم دین، قدر شناس علماء تھا۔ اس کی مجلس ہر وقت علماء کبار اور صوفیاء نامدار اور اہل ادب سے بھری رہتی تھی، اسی نے نظامیہ یونیورسٹی کی ۴۵۷ھ میں بنیاد رکھی جس کی تکمیل ۴۵۹ھ میں ہوئی اس جامعہ کیلئے تین کروڑ سالانہ کی جاگیر وقف کی حدیث شریف کے درس میں طالب علم کے طور سے حاضر ہوتا۔ گاہے گاہے خود بھی روایت کیا کرتا اور کہا کرتا کہ میرا شمار راویان حدیث میں ہوگا۔ جس وقت اذان سنتا تھا خواہ کیسے ہی ضروری کام میں مصروف کیوں نہ ہو چھوڑ کر اٹھ جاتا تھا اور نماز کے بعد اس کو انجام دیتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ شخص اپنی عقل و تدبیر کی وجہ سے دولت سلجوقیہ کی پیشانی کا نور تھا۔ اصول جہانداری پر فارسی زبان میں "سیاست نامہ" اسی کی تصنیف ہے جو اب تک علماء اور ادباء میں مقبول ہے، ۱۰ رمضان ۴۸۵ھ میں ایک باطنی ملحد نے قتل کر دیا اس سازش میں تاج الملک خسرو بھی شریک تھا، ابوالہیجا مقاتل بن عطیہ نے مرثیہ میں یہ قطعہ کہا ؎

كان الوزیر نظام الملك لؤلؤة ❁ یتیمة صاغها الرحمٰن من شرف
عزّت فلم تعرف الایام قیمتها ❁ فردّها غیرةً منه الی الصدف

ترجمہ: نظام الملک ایک نفیس موتی تھا جسے رحمٰن نے دریائے شرف سے نکالا تھا اس نے دنیا کو اپنی آب و تاب دکھائی مگر دُنیا نے اس کی قدر و قیمت نہ پہچانی۔ اس لئے غیرت الٰہیہ نے اس کو پھر صدف ہی میں رکھ دیا۔ ملک شاہ آلپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق مولود ۴۴۷ھ متوفی ۴۸۵ھ نہایت عادل، دیندار، عالی مرتبہ بلند حوصلہ بادشاہ تھا۔ آل سلجوق میں اس کا عہد ہر لحاظ سے ممتاز ہے جس طرف اس نے رُخ کیا کامیابی حاصل کی۔ انطاکیہ سے قسطنطنیہ تک رومیوں کو پسپا کرتا ہوا چلا گیا اور ان کے ملک میں جا بجا تقریباً پچاس منبر قائم کئے۔ قیصر نے ایک ہزار دینار سالانہ جزیہ پر صلح کی اور ان تمام فتوحات میں دو ماہ سے زائد نہیں صرف ہوئے یستمدّ استمداداً مدد طلب کرنا۔ عنوۃ (ن) زبردستی یا صلح سے لینا۔ عنا (ن) جھکنا (س) تھکنا۔ مہجۃ ج مہج۔ ہر چیز کا بہتر اور خالص حصہ ج مہج (ف) مہجاً بیماری کے بعد چہرہ پر رونق آنا۔ جحدت (ف) جحداً۔ جحوداً جھٹلانا۔ کفر کرنا۔ ص جاحد (س) جحداً الشیٔ کم ہونا۔

تشریح :۔ ایک مرتبہ ایک عجمی شاعر جو غسانی کے ساتھ مشہور ہے احمد بن مروان کے پاس آیا۔ احمد بن مروان کی عادت تھی کہ جب غسانی اس کے پاس آتا تو اعزاز و اکرام کے ساتھ اس کی میزبانی کرتا اور تین روز سے قبل کبھی نہ ملتا۔ حسن اتفاق شاعر نے اپنی قدرت کلامی پر اعتماد کرتے ہوئے کوئی شعر پہلے سے تیار نہیں کیا تھا جس سے وہ اس کی تعریف کر سکے۔ تین روز تک قیام کیا مگر شعر کی آمد نہیں ہوئی رجب مجبور ہو گیا، تو اس نے ابن اسد کے اشعار کا ایک قصیدہ سنا ڈالا اور اس میں نام کے علاوہ کوئی تغیر نہیں کیا۔ امیر کو غصہ آ گیا اس نے کہا یہ عجمی ہم کو ٹھٹھا کرتا ہے۔ فوراً حکم کیا کہ ابن اسد کے پاس لکھا جائے کہ یہ اشعار تیرے ہیں یا غسانی کے، حاضرین میں سے کسی نے غسانی کو اطلاع کر دی غسانی نے فوراً ایک چست و چالاک غلام کو ابن اسد کے پاس روانہ کیا تاکہ وہ غسانی کی طرف سے معذرت کر دے۔ غلام نے ابن مروان کے قاصد سے پہلے ابن اسد کے پاس جا کر صورت حال سے باخبر کر دیا۔ ابن اسد نے ابن مروان کے پاس لکھ دیا کہ میں تو اس قصیدہ کو جانتا بھی نہیں صرف آپ ہی کے خط میں دیکھا ہے۔ جب ابن مروان جواب پر مطلع ہوا تو اس نے چغلخور کو سرزنش کی اور کہا: تو مجھے بادشاہوں کے درمیان رسوا کرنا چاہتا ہے؟ اس کے بعد غسانی کو انعام دیا اور اعزاز و اکرام کیا۔ غسانی اپنے شہر میں لوٹ آیا۔ اس (قصہ) پر کچھ زیادہ مدت نہیں گذری تھی کہ میا فارقین والے متفق ہو گئے اور ابن اسد کو دعوت دی کہ ہم آپ کو اپنا سردار بنانا چاہتے ہیں اور سلطان ملک شاہ کیلئے اور ابن مروان کے نام کو ساقط کرنے کیلئے خطبہ قائم کیا گیا۔ اور ابن اسد نے ان کی اس بات کو قبول کر لیا۔ ادھر ابن مروان فوج جمع کر کے میا فارقین پر پہنچ گیا۔ مگر میا فارقین کے معاملہ نے اس کو عاجز کر دیا۔ اس لئے اس نے نظام الملک اور ملک شاہ کے پاس قاصد بھیج کر مدد طلب کی۔ انہوں نے غسانی شاعر کی معیت میں امداد کا فوجی دستہ روانہ کر دیا۔ غسانی شاعر پہلے ہی ملک شاہ کے پاس آیا ہوا تھا۔ انہوں نے میا فارقین والوں پر زور دار حملہ کیا اور زبردستی قابض ہو گئے ابن اسد کو گرفتار کر کے ابن مروان کے پاس لایا گیا۔ ابن مروان نے قتل کا حکم کر دیا۔ غسانی شاعر نے اٹھ کر بے لوث سفارش کی اور بڑی جانفشانی اور شفقت کے ساتھ کفالت کر کے اس کو نجات دلائی اس کے بعد ابن اسد اور غسانی کی تنہائی میں ملاقات ہوئی۔ غسانی نے کہا مجھے پہچانتا ہے؟ ابن اسد نے کہا نہیں صرف اتنا جانتا ہوں کہ تو کوئی آسمانی فرشتہ ہے اللہ نے تیرے ذریعہ میری جان بچا کر احسان عظیم فرمایا ہے غسانی نے کہا۔ میں وہی شخص ہوں جس نے (کسی ضرورت سے) تیرے قصیدہ کو اپنی طرف منسوب کیا تھا اور تو نے اس کے راز کو چھپا لیا تھا۔ احسان کا بدلہ تو احسان ہی ہے۔ ابن اسد نے کہا، میں نے اس کے علاوہ کسی قصیدے کے متعلق نہیں سنا کہ اس کا انکار کیا گیا ہو پھر بھی اس نے صاحب قصیدہ کو نفع پہنچایا ہو۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ اس کے بعد غسانی جہاں سے آیا تھا وہیں واپس ہو گیا"

وعن عبد الله بن سوار قال: قال لي الربيعُ الحاجب: أتحب ان نسمع حديث ابنِ هبيرة مع مسلمة؟ قلتُ: نعم، قال: فارسل لخصيٍّ كان لمسلمة يقوم على وضوئه فجاءه فقال: حدِّثنا حديثَ ابنِ هبيرة مع مسلمة قال: كان مسلمة بن عبد الملك يقوم من الليل فيتوضأ ويتنفَّلُ حتى يصبحَ فيدخل على امير المؤمنين، فاني لاصبُّ الماءَ على يديه من آخر الليل وهو يتوضأ اذ صاح صائحٌ من وراء الرواق انا بالله وبالامير فقال مسلمة: صوتُ ابن هبيرة اخرج اليه فخرجتُ اليه ورجعتُ واخبرتُه، فقال: ادخِله فدخل فاذا رجل يميد نعاسًا، فقال: انا بالله وبالامير، قال انا بالله وانتَ بالله. ثم قال:

انابالله و بالامیر، قال: انابالله وانتَ بالله، حتی قالها ثلاثا، ثم قال: انابالله، فسکت عنه، ثم قال لی: انطَلِق به، فوَضِّئه، ولیُصلِّ، ثم اعرض علیه احبَّ الطعام، ؤاته به وافرش له فی تلك الصُفّة، لصفةٍ بین یدی بیوتِ النساء ولا تُوقظه حتی یقومَ متی قام، فانطلقتُ به فتوضّأ وصلّی وعرضتُ علیه الطعام، فقال شربة سویق، فشرِبَ و فرشتُ له فنامَ، وجئتُ الی مسلمة، فاعلمتُه، فغدا الی هشام فجلس عنده حتی اذا حان قیامه قال: یاامیرالمؤمنین لی حاجةً، قال: قَضَیتُ الآان تکون فی ابن هبیرة، قال: رضیتُ یاامیرالمؤمنین، ثم قام مُنصرفًا، حتی اذا کاد ان یخرج من الایوان رجع فقال یاامیرالمؤمنین ما عوّدتنی ان تَستثنی فی حاجةٍ من حوائجی، وانی اکره ان یتحدَّث الناسُ انك احدثتَ علیَّ الاستثناءَ، قال لا اَستَثنی علیك، قال: فهو ابن هبیرة، فعفا عنه

حل لغات عبداللہ ... دار دیکھو مقدمہ ص۲۷ ابن ہبیرہ دیکھو ص۱۲۵ مسلمۃ بن عبدالملک بن مروان متوفی سنہ ۱۲۲ھ دولت امویہ میں مشہور فاتح حکمران تھا۔ ہمیشہ رومیوں کے مقابلہ میں رہا۔ ہر سال ان کے اوپر فوج کشی کرتا تھا اور ان کے ہاتھ سے بڑے بڑے قلعے چھین لیتا تھا۔ اس نے جو قلعے لئے تھے ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں ... طوآنہ، عموار، ہرقلہ، قونیہ، سطیہ، طرسوس وغیرہ عبدالملک کی جانب سے جزیرہ آذربیجان کا والی تھا اور اسی نے سنہ ۱۰۲ھ میں یزید بن مہلب بن ابی صفرہ کو قتل کیا ہے۔ رُواق برآمدہ۔ سائبان اور بقول امام مطرزی چھت سے لے کر نیچے تک کا پردہ ج اَرْوِقَہ۔ رُوق۔ راق (ن) روقًا۔ الشرابُ صاف ہونا۔ روقانا۔ ہ الشئ پسند آنا۔ یمید (ض) مَیدًا مَیَدانًا ہلنا۔ جھکنا۔ ص مائد ج مَیدیٰ۔ نعاس اونگھ۔ نعس (ف، ن) نعسًا۔ الرجلُ اونگھنا۔ سویق ستو۔ حان (ض) حینونۃ وقت کا آنا۔ حِین وقت ج اَحیان۔ ایوان محل ج اَوادِین۔

تشریح۔ عبداللہ بن سوار نے بیان کیا ہے کہ ربیع حاجب نے مجھ سے کہا۔ آپ ابن ہبیرہ کا قصہ سننا چاہتے ہیں جو مسلمہ کیساتھ پیش آیا ہے میں نے کہا۔ ہاں! پس ربیع نے خصی کو بلایا جو مسلمہ کے ہاں رہتا تھا اور اس کو وضو کراتا تھا وہ آگیا۔ ربیع نے اس سے کہا! مسلمہ کے ساتھ ابن ہبیرہ کا جو قصہ پیش آیا ہے اس کو بیان کر۔ خصی نے کہا! مسلمہ رات میں اٹھ کر وضو کر کے صبح تک نفل نماز پڑھتا تھا۔ ایک مرتبہ میں اس کو وضو کرا رہا تھا کہ یکایک ایک شخص نے پردے کے پیچھے سے آواز دی۔ میں اللہ کی اور امیر المؤمنین کی پناہ چاہتا ہوں۔ مسلمہ نے کہا! یہ آواز تو ابن ہبیرہ کی معلوم ہوتی ہے۔ جا دیکھ کر آ۔ میں اس کے پاس گیا اور واپس آکر خبر دی۔ مسلمہ نے کہا اندر بلا لے۔ وہ اندر آگیا۔ دیکھا تو وہ نیند کی وجہ ڈول رہا تھا اس نے کئی مرتبہ کہا انا باللہ و بالامیر۔ مسلمہ نے جواب دیا انا باللہ وانت باللہ۔ تیسری بار انا باللہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ مسلمہ نے مجھ سے کہا: اس کو وضو کرا دے تاکہ نماز پڑھ لے۔ نماز کے بعد کھانے کیلئے پوچھ لینا اور جو مرغوب ہو کھلا دینا۔ اور عورتوں کے مکان کے سامنے جو چبوترہ ہے اسی پر بچھونا بچھا دینا اور جب تک یہ خود نہ اٹھے اس وقت تک بیدار نہ کرنا پس میں نے اس کو وضو کرائی اس نے نماز پڑھی پھر میں نے کھانے کو دریافت کیا تو اس نے ستو کا شربت طلب کیا (میں نے پیش کر دیا) اس نے پی لیا۔ اس کے بعد میں نے بچھونا بچھا دیا اور وہ سو گیا میں نے مسلمہ کو اطلاع کی وہ ہشام کے پاس آیا اور کافی دیر تک اس کے پاس بیٹھا رہا جب اٹھنے کا وقت آیا تو مسلمہ نے کہا! امیر المؤمنین

میری ایک ضرورت ہے؟ اس نے کہا: ہم نے پوری کی اِلاّیہ کہ وہ ابن ہبیرہ کے بارے میں ہو۔ مسلمہ نے کہا: میں راضی ہوں۔ یہ کہہ کر واپس ہو گیا جب محل سے نکلنے کے قریب ہوا تو پھر لوٹ گیا اور کہا: امیر المؤمنین! آپ نے مجھے میری کسی ضرورت میں استثنار کا عادی نہیں بنایا میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا کہ لوگ یہ کہیں کہ امیر المؤمنین مسلمہ کے حق میں بھی استثنا کرنے لگا۔ اس نے کہا: اچھا میں کوئی استثنا نہیں کرتا۔ مسلمہ نے کہا: وہ ابن ہبیرہ ہی ہے پس اس کو معاف کر دیا!

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ

اللہ ہی ہے روزی دینے والا زور آور مضبوط!

نو بندگی چو گدایاں بشرط مزد مکن ❊ کہ دوست خود روش بندہ پروری داند،

ادیم زمیں سفرۂ عام او ست ❊ چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست۔

نقل الشیخ عبد الرحمٰن بن سلام المُقرِیُ فی کتاب العقائق انّ سلیمان لما رأی انّ اللّٰہ تعالٰی اوسع له الدنیا، وصارت بیدہ، قال: الٰھی لو اَذِنتَ لی ان اُطعِمَ جمیعَ المخلوقات سنةً کاملةً فاوحی اللّٰہ الیه انّك لن تقدِرَ علی ذلك، فقال: الٰھی اُسبوعًا، فقال اللّٰہ تعالٰی لن تقدِرَ فقال الٰھی یومًا واحدًا، فقال تعالٰی: لن تقدِرَ، فقال: الٰھی، ولو یومًا واحدًا: فاذن اللّٰہ تعالٰی له فی ذلك فامَرَ سلیمانُ الجنَّ والانس. بان یاتوا بجمیع ما فی الارض من اَبقارٍ واَغنامٍ و من جمیع ما یؤکَلُ من اَجناسِ الحیوانِ من طیرٍ وغیرِ ذلك فلما جمعوا ذلك اصطنعوا له القُدُورَ الراسیاتِ، ثم ذبح ذلك، وطبخهٗ وامَرَ الریحَ ان تھُبَّ علی الطعامِ لئلا یفسُدَ، ثم مدّ ذلك الطعامَ فی البریّة، فکانَ طولُ ذلك السِّماطِ مسیرةَ شھرٍ وعرضُهٗ مثلُ ذلك، ثم اوحی اللّٰہ تعالٰی الیه یا سلیمان بمَن تبتدِئُ من المخلوقات؟ فقال سلیمان: ابتدِئُ بدوابِّ البحرِ، فامَرَ اللّٰہ حوتًا من البحرِ المحیطِ ان یاکُلَ من ضِیافةِ سلیمانَ، فرفع ذلك الحوتُ رأسه. وقال یا سلیمان سمِعتُ انك فتحتَ بابَ الضیافة، وقد جعلتَ علیكَ ضیافتی فی ھذا الیوم فقال سلیمانُ: دونك: والطعامَ، فتقدّمَ ذلك الحوتُ، واکلَ من اولِ السماطِ فلم یزل یاکلُ حتی انتھی الی اٰخِرِہ فی لحظةٍ، ثم نادی اَطعِمنی یا سلیمان واَشبِعنی، فقال له سلیمانُ: اکلتَ الجمیعَ وما شبعتَ، فقال الحوتُ ھٰکذا یکونُ جوابُ صاحِبِ الضیافةِ للضیف؟ اعلم یا سلیمان اِنّ لی فی کلِّ یومٍ مثلَ ما صنعتَ ثلاثَ مراتٍ، وانتَ کنتَ السببَ فی منعِ رزقی فی ھٰذا الیومِ، وقد قصّرتَ فی حقّی، فعند ذلك خرَّ سلیمانُ ساجدًا للّٰہِ تعالٰی وقال سبحان المتکفِّلِ بارزاقِ الخلائقِ من حیث لا یعلمون۔

حل لغات اسبوع ہفتہ ج اسابیع۔ ابقار جمع بقر۔ اغنام جمع غنم۔ قدور جمع قدر۔ راسیات جمع راسیۃ اتنی بڑی دیگ جو زنی ہونے کی وجہ سے اپنی جگہ سے نہ ہلے (ٹھوس)۔ بریۃ جنگل بیابان ج برایری۔ سماط دستر خوان ج سُمُط۔ حوت مچھلی عموماً بڑی مچھلی پر اطلاق ہوتا ہے ج حیتان۔ دونک اسم فعل ہے بمعنی خذ یعنی لے لے پکڑ لے۔ دونک زیداً زید کو پکڑو۔ راتبہ وظیفہ ج رواتب۔

تشریح: شیخ عبدالرحمٰن بن سلام المقری نے کتاب العقائد میں نقل کیا ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ نے دیکھا کہ اللہ نے آپکے لئے دُنیا وسیع کردی اور جہان آپ کے زیر نگین ہوگیا تو آپ نے عرض کیا: بار الہا! اگر آپ مجھے جمیع مخلوقات کو ایک سال تک کھلانے کی اجازت فرمادیں (تو میری بڑی خوش قسمتی ہوگی) اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی۔ سلیمان! یہ تیرے بس کی بات نہیں ہے۔ آپنے عرض کیا: خدایا! ایک ہفتہ۔ اللہ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی تیرے بس کی بات نہیں۔ آپنے کہا ایک روز۔ اللہ نے فرمایا: تجھ سے یہ بھی نہیں ہوسکتا۔ آپنے کہا: خدایا ایک وقت کی اجازت تو ہوجانی ہی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دیدی۔ پس حضرت سلیمانؑ نے جن وانس سب کو حکم کیا کہ جس قدر بھی زمین پر گائے بکری وغیرہ ہوں اور جنس حیوان پر جتنے بھی ماکول جانور ہوں مثلاً پرندے وغیرہ سب کو جمع کریں چنانچہ جن وانس نے سب کچھ جمع کیا اور بڑی بڑی دیگیں تیار کی گئیں، پھر حیوانات کو ذبح کرکے پکایا گیا اور ہوا کو کھانے پر چلنے کا حکم دیا تاکہ کھانا خراب نہ ہو پھر کھانے کو جنگل میں چنا گیا تو اس دستر خوان کے طول وعرض کی مقدار ایک ماہ کی مسافت تھی۔ اللہ نے حضرت سلیمانؑ کے پاس وحی بھیجی کہ بتا مخلوق میں سے کس سے شروع کرنا چاہتا ہے؟ آپنے عرض کیا: دریائی جانوروں سے سو اللہ نے بحر محیط کی ایک مچھلی کو حکم دیا کہ وہ سلیمان کی ضیافت سے کھائے۔ مچھلی نے سر اٹھا کر کہا، سلیمانؑ میں نے سنا ہے کہ تو نے ضیافت کا دروازہ کھولا ہے اور میری ضیافت کی ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا: لے اور کھانا شروع کر مچھلی آگے بڑھی اور دستر خوان کے ایک کنارے سے کھانا شروع کیا اور آن واحد میں سب چٹ کر گئی اور کہنے لگی: سلیمان! اور کھلا اور مجھے سیر کر حضرت سلیمانؑ نے کہا سب کچھ تو کھا گئی پھر بھی تیرا پیٹ نہیں بھرا۔ مچھلی نے کہا: کیا مہمان کیلئے میزبان کا یہی جواب ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ مجھے ہر روز اتنے سے تین لقمے ملتے ہیں اور آج میرے وظیفے کے نہ ملنے کا سبب تو ہے۔ تو نے میری حق تلفی کی ہے۔ پس حضرت سلیمانؑ سربسجود ہوگئے اور فرمایا: پاک ہے وہ ذات جو مخلوق کے رزق کی اسطرح متکفل ہو کر قیاس سے بھی بالا تر ہے۔

جملہ را رزاق روزی می دہد ❁ قسمت ہر کس کہ پیشش می نہد
سالہا خوردی وکم نامد ز خور ❁ ترک مستقبل کن وماضی را نگر

بسط المعدلة ورد المظالم

عدل گستری ودفع مظالم!

از تو گر انصاف آید در وجود ❁ بہ کہ عمرے در رکوع ودر سجود
پادشاہے کو طرح ظلم افگند ❁ پائے دیوار ملک خویش بکند

روی عن الشیبانی قال حدثنا محمد بن زکریا عن عباس المفضل الهاشمی فی خطبة ابن حمید قال انی لواقف علی راس المامون یوماً وقد جلس للمظالم فکان آخر من تقدم الیه (وقد هم بالقیام) امرأة علیها هیئة السفر وعلیها

ثيابٌ رثةٌ فوقفت بين يديه فقالت السّلام عليك يا امير المؤمنين ورحمة الله وبركاته فنظر المامونُ الى يحيى بن اكثم فقال لها يحيى وعليك السّلام يا امة الله تكلّمي في حاجتك فقالت ؎

يا خيرَ مُنتصفٍ يُهدى له الرشدُ	ويا اماماً به قد اشرقَ البلدُ
تشكوا اليك عميدُ القوم ارملةٌ	عُدِي عليها فلم يترك لها سبدُ
وابتزّ منّي ضياعي بعد منعتها	ظلماً وفُرّق منّي الاهلُ والولدُ

فاطرقَ المامونُ حيناً ثم رفع راسه اليها وهو يقول ؎

في دون ما قلتِ زالَ الصبرُ والجلدُ	عنّي واُقرحَ منّي القلبُ والكبدُ
هذا اذانُ صلوةِ العصرِ فانصرفي	واحضري الخصمَ في اليوم الذي اَعِدُ
والمجلسُ السبتُ ان يقضِ الجلوسُ لنا	ننصِفكِ منه والّا المجلسُ الاحدُ

قال فلما كان يوم الاحد جلس فكان اوّل من تقدّم اليه تلك المرأة فقالت السّلام عليك يا امير المؤمنين ورحمة الله وبركاته فقال وعليك السلام اين الخصمُ فقالت الواقف على راسك يا امير المؤمنين واومأت الى العباس ابنه فقال يا احمد بن ابى خالد خذ بيده فاجلسه معها مجلس الخصوم فجعل كلامها يعلو كلام العباس فقال لها احمد بن ابى خالد يا امةَ اللهِ انكِ بين يدي امير المؤمنين وانكِ تكلّمين الامير فاخفضي من صوتكِ فقال المامونُ دعها يا احمد فانّ الحقّ انطقها واخرسه ثم قضى لها بردّ ضيعتها اليها وظلم العبّاس بظلمه لها وامر بالكتاب لها الى العامل ببلدها ان يوغر لها ضيعتها ويحسن معاونتها وامر لها بنفقة ـ

حل لغات

الشيبانی ابو عمرو اسحاق بن مرار مولود سنہ ۹۶ھ متوفی سنہ ۲۰۶ھ علم لغت اور فن شعر میں اپنے زمانہ کے امام تھے، امام عبید ابن یعقوب بن سکیت، امام احمد بن حنبل جیسے بلند پایہ حضرات ان کے تلامذہ میں سے تھے آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن میں مشہور ترین کتاب النوادر الکبیر ہے آپ نے تقریباً ایک سو دس ۱۱۰ سال کی عمر پائی ہے اپنے ہاتھ سے قرآن پاک لکھتے تھے۔ تقریباً اسی ۸۰ قرآن لکھے ہوں گے
محمد بن زکریا متوفی سنہ ۳۱۱ھ شہر رَیّ میں پیدا ہوئے وہیں نشو ونما پایا۔ اس کے بعد تقریباً تیس سال کی عمر میں بغداد منتقل ہو گئے ابتداً علوم عقلیہ علم ادب، شعر وشاعری سے دلچسپی تھی۔ اس کے بعد علم فلسفہ اور علم طب کا شوق پیدا ہوا اور پورے انہماک کیساتھ ادھر لگ گئے یہاں تک کہ حاذق اطباء میں شمار ہونے لگے کتاب الحاوی انہی کی تصنیف ہے جو تیس ۳۰ جلدوں میں سما سکتی ہے اور آج تک مرجع اطباء ہے۔ موصوف نے شاہ منصور بن نوح کیلئے صناعت کیمیا کے اثبات میں ایک کتاب لکھی تھی۔ شاہ نے دیکھ کر کہا، جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کو بالفعل

کر کے دکھا یہ نہ کر سکے تو شاہ نے ان کے سر پر اسی کتاب سے ضربیں لگوائیں جس کے صدمہ سے انکی بینائی جاتی رہی ابن حمید ابو عثمان سعید البغدادی متوفی
سنہ ۲۶۱ھ صاحب "انتصاف العرب من العجم" المامون دیکھو صفحہ ۲۲ اثیاب رثہ پھٹے پُرانے کپڑے یحیٰی بن اکثم بن محمد بن قطن بن سمعان ابو محمد
تمیمی مروزی مولود سنہ ۱۵۹ھ فقیہ وقت، محدث عصر امور قضاء کا واقف کار اور صاحب بصیرت شخص تھا۔ انہی اوصاف کی وجہ سے
مامون نے ان کو بغداد کا قاضی مقرر کیا اور اپنی مملکت کے تمام وزراء کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں دی تھی۔ بیس سال کی عمر میں وہ بصرہ کے قاضی ہوئے
اہل بصرہ نے کم عمر سمجھا تو فرمایا کہ میں عتاب بن اسید سے عمر میں بڑا ہوں جن کو حضور نے مکہ معظمہ کا قاضی بنایا تھا اور معاذ بن جبل ؓ سے بھی
عمر میں زیادہ ہوں جن کو حضور نے یمن کا قاضی بنایا تھا۔ منتصف انتصف سے اسم فاعل ہے۔ حی لیث۔ عمید القوم سردار ج
عمدلہ۔ ارملہ۔ فقیر و مسکین اور بیوہ عورت جو ارامل۔ عدا ان ، عدوانا ظلم کرنا۔ سبد کم بال یقال "مالہ سبد ولا لبد" اس کے پاس نہ تو بال ہیں اور نہ اُون
یعنی اسکے پاس کچھ بھی نہیں (سبد، ون) سبدًا۔ الشعر بال مونڈنا ابتز لوٹ لیا ضیاع زمین العباس بن المامون سنہ ۲۱۳ھ میں ان کے والد مامون نے جزیرہ کا والی مقرر کیا
اور جمادی الثانی سنہ ۲۱۸ھ میں طوانہ مقرر کیا کہ اس کو آباد کرے۔ عباس نے ایک میل لمبا اور ایک میل چوڑا شہر آباد کیا اور مختلف جنگ جو
قوموں کو وہاں آباد کیا۔ شہر کی فصیل تین میل مُدور تھی۔ مامون کے انتقال کے بعد عباس اور اس کے چچا معتصم میں تنازعہ ہوا لیکن
آخر میں معتصم کی خلافت پر بیعت کیلئے تیار ہو گیا۔ سنہ ۲۲۳ھ میں معتصم رومیوں کے مقابلہ کیلئے نکلا اور فتح حاصل کرنے کے بعد قسطنطنیہ
کیطرف بڑھنا چاہا تو معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں نے عباس کے ہاتھ پر بیعت شروع کر دی۔ معتصم نے فوراً واپس آکر عباس کو قید کر لیا اور اسی
سال عباس کا انتقال ہو گیا۔ احمد بن ابی خالد دیکھو مقدمہ صفحہ ۲۴۔ یوعزارضہ ابغار ا بغیر خراج کے زمین دینا۔"

تشریح:- امام شیبانی سے مروی ہے کہ ہم سے محمد بن زکریا نے بواسطہ عباس مفضل ہاشمی ابن حمید کے خطبہ میں بیان کیا ہے اس نے
کہا کہ میں ایک روز مامون کی پس پشت کھڑا ہوا تھا اور مامون مظالم یعنی دعاوی حقوق کی سماعت اور ان کے فیصلوں کیلئے دربار کئے ہوئے
تھا سب سے اخیر میں جب کہ مامون اُٹھنے کا ارادہ کر چکا تھا ایک عورت آئی جس پر آثار سفر نمایاں اور پھٹے پُرانے کپڑے تھے وہ
مامون کے سامنے آکر ٹھہر گئی اور سلام کیا۔ مامون نے یحیٰی بن اکثم کی طرف دیکھا تو یحیٰی نے عورت کے سلام کا جواب دے کر کہا "اپنی ضروریات کو
بیان کر۔ عورت نے کہا ٥ یا خیر منتصف اھ اے بہتر ظالم سے مظلوم کا حق دلانے والے کہ ہدیہ کی گئی ہے اس کیلئے رہنمائی۔ اور اے پیشوائے
قوم جس کے سبب سے شہر روشن ہے، تیری جناب میں غریب بیوہ قوم کے سردار کی شکایت کرتی ہے جس نے اس پر زیادتی کی اور اس کے
پاس کچھ نہیں چھوڑا، میری زمین روکنے کے بعد ظلماً چھین لی اور مجھ سے میرے بچے اور گھر والے جُدا کر دیئے گئے" مامون نے کچھ دیر سکوت
کیا اس کے بعد سر اُٹھا کر کہا ٥ فی دون ماقلت اھ جس قدر تو نے کہا ہے اس سے کم میں مجھ سے صبر و طاقت رخصت ہو گئی
اور میرا قلب و جگر زخمی کیا گیا۔ یہ تو نماز عصر کی اذان کا وقت ہے اس وقت تو تو واپس ہو جا اور جس دن کا میں وعدہ کر رہا ہوں اس دن
اپنے مدمقابل کو لے آ۔ اگر شنبہ کے روز ہماری قسمت میں جلوس ہوا تو شنبہ کے روز ورنہ یکشنبہ کو ہم تیرا انصاف کریں گے:
جب اتوار کے روز مامون نے دربار عام کیا تو سب سے پہلے وہی عورت آئی اور اس نے سلام کیا، مامون نے سلام کا جواب دے کر کہا:
مقابل کہاں ہے؟ اس نے کہا آپ کے سرہانے کھڑا ہے اس نے مامون کے لڑکے عباس کی طرف اشارہ کیا: مامون نے احمد بن
ابی خالد سے کہا: اس کو پکڑ کر عورت کے ساتھ مجرم کی حیثیت سے بٹھا دو: عورت نے گفتگو شروع کی تو اس کی آواز عباس کی آواز پر
بلند ہو گئی۔ احمد بن ابی خالد نے کہا، اللہ کی بندی! تو امیر المؤمنین کے روبرو ہے اس سے ہمکلام ہے ذرا اپنی آواز کو دھیمی رکھ۔ مامون
نے کہا" احمد اس کو اسی حال پر چھوڑ دو کیونکہ حق نے اسکو گویا اور عباس کو (اس کے ظلم نے) گونگا بنا دیا۔ پھر اس کی زمین کو واپس کر دینے کا
فیصلہ کیا اور عباس کو اس کے ظلم کی بنا پر سزا (تنبیہ) کی اور جس شہر میں وہ عورت رہتی تھی وہاں کے عامل کے پاس حکمنامہ لکھوایا کہ اس

کی زمین بلا خراج کردی جائے اور اس کے ساتھ ہمدردی کی جائے۔ مامون نے عورت کیلئے نفقہ (زادِ راہ) کا بھی حکم فرمایا۔

نُبذَةٌ مِنْ وقعةِ الحَرَّةِ

حرہ کا مختصر سا واقعہ

وقعةُ الحرّةِ المشهورةِ التی کانت تُبِیْرُ اھلَ المدینةِ عن اٰخرھم قُتِل فیھا الجمُّ الکثیرُ من الصّحابةِ والتابعین وقیل المقتولُ فیھا من الصّحابةِ ثلاثةٌ منھم عبدُاللہ بن حنظلة ونُھِبَتِ المدینةُ، وافتُضَّ فیھا الفُ عَذْراءَ، ولم تقم الجماعةُ ولا الاذانُ فی المسجدِ النبویّ مدّةَ المقاتلةِ وھی ثلاثةُ ایّامٍ

حل لغات نبذۃ دیکھو صفحہ ۱۶۔ الحرۃ سیاہ پتھر والی زمین جو حرار (وہی ارض بظاہر المدینۃ)، تبید، اُبادَ۔ ةٌ ابادةً ہلاک کرنا۔ الجم جموم سے ہے بمعنی کثرت۔ عبداللہ بن حنظلۃ بن ابی عامر، الراہب الانصاری (حضرت حنظلۃ جن کے جنازہ کو ملائکہ نے غسل دیا تھا ان کے صاحبزادے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ کی حیات میں پیدا ہوئے۔ آپ کی وفات کے وقت انکی عمر سات سال کی تھی آپ انصار کے پیشوا اور مدینہ کے امیر تھے۔ ذی الحجہ ۶۳ھ میں آپ کو شہید کیا گیا۔ نہبت لوٹ لیا گیا (ف، ن) نہباً۔ الغنیمۃ، مال غنیمت لوٹنا۔ نہبۃ لوٹ مار۔ افتض۔ افتضاض سے ماضی مجہول ہے۔ سہاگ لوٹنا۔ افتض۔ الماءُ سے ماخوذ ہے بمعنی آہستہ آہستہ پانی گرانا۔ یہاں اس سے مراد زنا ہے۔ عذراء، باکرہ عذاریٰ۔ عذرۃ بکارت۔

تشریح:۔ حرہ کا مشہور واقعہ جس نے اہل مدینہ کو اول سے آخر تک فنا کر دیا تھا اور اس میں صحابہؓ و تابعینؒ کی ایک کثیر تعداد شہید کی گئی تھی۔ بعض نے کہا ہے کہ اس واقعہ میں حضرات صحابہؓ میں سے تین آدمی شہید کئے گئے جن میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ بھی ہیں۔ اس واقعہ میں مدینہ کو لوٹا گیا۔ ایک ہزار دوشیزہ عورتوں کیساتھ زنا کیا گیا اور مسجد نبوی میں جنگ کی مدت تک یعنی تین روز تک نہ جماعت ہوئی نہ اذان کہی گئی۔

(واقعہ کی تفصیل) یزید نے خلیفہ ہونے کے بعد اہل مدینہ کی تعظیم و تکریم کا بہت لحاظ رکھا۔ ان کو بڑے بڑے عطیے بخشے اور ان کے ساتھ مراعاتیں کیں لیکن وہاں کے لوگ عبداللہ بن زبیر کے جنہوں نے مکہ میں خلافت کی بیعت لینی شروع کی تھی۔ طرفدار ہو گئے عبداللہ بن حنظلہ کو اپنا سردار بنایا اور یزید کی بیعت کو فسخ کر کے علانیہ مخالفت کیلئے آمادہ ہو گئے یزید نے جس وقت یہ خیال سُنا تو نعمان بن بشیر کو بھیجا کر جاکر اپنی قوم کو سمجھاؤ انہوں نے ازراہ خیر خواہی اہل مدینہ کو بہت سمجھایا کہ تم لوگ فتنہ اور تفرقہ ڈالنے کی کوشش نہ کرو اور امت کا ساتھ چھوڑ کر اپنے دین اور دنیا کو نہ بگاڑو اہل شام کے مقابلہ کی تم میں طاقت بھی نہیں ہے پھر تم کس بھروسہ پر بغاوت کر رہے ہو۔ لیکن ان کی نصیحت مطلق کارگر نہ ہوئی۔ آخر وہ واپس چلے گئے۔ ادھر مدینہ والوں نے بنی امیہ کے ان لوگوں پر جو وہاں تھے حملہ کیا وہ مروان کے گھر میں مجتمع ہو گئے۔ انہوں نے اس کا محاصرہ کیا بنی امیہ نے قاصد دوڑا کر یزید سے امداد کی درخواست کی۔ اس نے بارہ ہزار فوج مسلم بن عقبہ کی ماتحتی میں مدینہ کی طرف بھیجی اور ہدایت کی کہ تین بار اہل مدینہ کو سمجھانا کہ وہ سرکشی سے باز رہیں۔ جو اس پر بھی نہ مانیں تو ان سے لڑنا اور تین دن تک قتل و غارت کرنا لیکن دیکھنا علی بن حسین کو کوئی اذیت نہ پہنچے ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا کیونکہ ان کا خط میرے پاس آیا ہے ..... کہ وہ مدینہ والوں کے ساتھ اس شورش میں شریک نہیں ہیں۔ مسلم کی آمد کی خبر سن کر اہل مدینہ نے بنی امیہ کا محاصرہ اٹھا لیا اور اس شرط پر ان کو چھوڑا کہ نہ وہ مسلم کے ساتھ شریک

ہوں نہ اس کو بیاں کی اندرونی حالت سے مطلع کریں۔ جب یہ لوگ نکل کر وادی القراء میں پہنچے تو مسلم سے ملاقات ہوئی اس نے حضرت عثمان کے بیٹے عمرو سے مدینہ کی حالت دریافت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں عہد کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور کچھ نہیں بتا سکتا۔ مسلم نے کہا تمہارے باپ کا خیال کرتا ہوں ورنہ گردن اڑا دیتا اس کے بعد عبدالملک بن مروان سے پوچھا اس نے مدینہ کی مفصل کیفیت مسلم کو بتائی اور مشورہ دیا کہ آج مقام ذی نخلہ میں قیام کرو۔ صبح کو دائیں سمت سے مدینہ سے آگے بڑھ جانا پھر مقام حرہ سے مغرب رو ہو کر مدینہ کی طرف پلٹنا۔ اس طرح پر سورج اہل مدینہ کے سامنے پڑیگا اور تمہارے پیچھے۔ جس کی وجہ سے تمہارے اسلحہ کی چمک ان کی آنکھوں کو خیرہ اور ان کے دلوں کو مرعوب کر دیگی۔ مسلم نے اسی کے مطابق عمل کیا اور مدینہ کے متصل پہنچ کر وہاں کے رؤساء کو بلایا اور کہا کہ امیر المؤمنین نے فرمایا ہے کہ اہل مدینہ امت کی اصل بنیاد ہیں مجھے ان کی خونریزی سخت ناگوار ہے۔ لہٰذا تین دن کی مہلت دی جاتی ہے ایسی جو لوگ سرکشی سے باز آ جائیں گے ان سے کچھ تعرض نہیں کیا جائیگا اور جو باز نہ آئیں گے وہ پھر مجھ کو معذور سمجھیں اہل مدینہ نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اس لئے تین دن کے بعد لڑائی ہوئی اور ان کو شکست ہوئی۔ بہت سے رؤساء و اشراف مدینہ مارے گئے اور تین دن تک وہاں قتل عام رہا اس کے بعد مسلم نے اعلان کیا کہ لوگ آ کر بیعت کریں جو انکار کرے گا قتل کیا جائے گا۔ سب لوگوں نے آکر بیعت کی۔ یزید کی ہدایت کے مطابق علی بن حسین کے ساتھ مسلم نے نہایت مہربانی کا برتاؤ کیا۔ ان سے بیعت کے بارہ میں بھی کچھ نہیں کہا۔

یہ واقعہ آخر ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوا۔ (تاریخ ملت ج ۲)

خرج جابر بن عبد اللّٰہ فی یوم من تلك الایام وھو اعمیٰ یمشی فی بعض ازقّة المدینة وصار یعثر فی القتلیٰ و یقول تعس من اخاف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال له قائل من الجیش، من اخاف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم؟ فقال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من اخاف المدینة فقد اخاف ما بین جنبیّ، فحمل علیه جماعة من الجیش لیقتلوه، فاجاره منهم مروان، وادخله بیته قال السهیلی، وقُتل فی ذلك الیوم من وجوه المهاجرین والانصار رضی اللّٰہ عنهم الف وسبعمائة وقُتل من اخلاط الناس عشرة آلاف سوی النساء والصبیان فقد ذُکر ان امرأة من الانصار دخل علیها رجل من الجیش، وهی ترضع صبیّها، وقد اخذ ما وجد عندها، ثم قال لها، هات الذهب، والا قتلتك وقتلت ولدك، فقالت له: ویحك ان قتلته، فابوه ابو کبشة صاحب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، وانا من النسوة اللاتی بایعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاخذ الصبیّ من حجرها وثدیها فی فمه وضرب به الحائط حتی انتشر دماغه فی الارض، فما خرج من البیت حتی اسودّ نصف وجهه، وصار مُثلة فی الناس، قال السهیلی: واحسب هذه المرأة جدّة الصبیّ لا امّه اذ یبعد فی العادة ان تبایع امرأة، وتکون یوم الحرّة فی سنّ من ترضع ولدا صغیرا لها ووقعة الحرّة هذه من اعلام نبوّته صلی اللّٰہ علیہ وسلم ففی الحدیث انه صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقف بهذه الحرّة، وقال: لیقتلنّ بهذا المکان رجال، هم خیار امتی بعد اصحابی۔

حل لغات | جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام ابو عبداللہ الانصاری الخزرجی السلمی مشہور صحابی ہیں اور صحابی زادے ہیں رضی اللہ عنہما غزوہ بدر اور غزوہ احد میں ان کی شرکت مختلف فیہ ہے باقی دس غزوات میں حضورؐ کے ساتھ رہے اخیر عمر میں آپ کی بینائی ختم ہوگئی تھی چورانوے سال کی عمر میں ۷۸ھ میں آپکا انتقال ہوا مدینہ کے اندر صحابہ میں سب سے بعد میں آپ ہی کا انتقال ہوا۔ ازقہ جمع زقاق گلی، یعثر (ک) عِثارًا گرنا۔ قتلیٰ جمع قتیل بمعنی مقتول تعس (ف، س) تعسًا ہلاک ہونا۔ اجارۃ پناہ دینا، مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن مناف الاموی المدنی اس کی ولادت ۲ھ میں ہے لیکن صحبت ثابت نہیں ابتداءً حضرت عثمانؓ کے عہد میں ان کے کاتب اور مشیر رہے اور معاویہ کے عہد میں کئی بار مدینہ کے والی مقرر ہوئے۔ یزید کی وفات کے بعد بنی امیہ کے ہاتھ سے خلافت تقریباً نکل چکی تھی۔ عبیداللہ بن زیاد نے ان کو بیعت لینے کا مشورہ دیا اس کے ہمت دلانے سے تیار ہوگئے دمشق اور بالآخر مرج راہط کی فتح کے بعد شام اور مصر دونوں پر ۶۴ھ میں ان کی خلافت قائم ہوگئی لیکن خلافت کا زمانہ صرف ۱۰ ماہ رہا اور ترسیٹھ سال کی عمر میں رمضان ۶۵ھ میں انتقال کر گئے۔ أفناء الناس مختلف قسم کے ملے جلے لوگوں کی جماعت، ہاہت دیکھو ۱۵ قال فی الحاشیۃ "ولعل ہاہنا من زلات الناسخین فان ہا یقال للمذکر والمؤنث ہاتی، ویحک کلمہ ترحم وتوجع ہے کبھی مدح اور تعجب کے موقعہ پر آتا ہے اور ویل کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، ابو کبشہ عمرو بن سعد یا سعید بن عمرو یا عمرو بن سعید یا عامر بن سعد، الانماری نزیل شام صحابی ہیں اور حضرت ابوبکرؓ سے روایت رکھتے ہیں اور ان سے سالم بن ابی الجعد اور نعیم بن زیاد وغیرہ روایت کرنے والے ہیں مثلۃ آفت، ناک کان کاٹنا۔ قال فی الحاشیۃ "ولعل ہذا سہو من الناسخین والصحیح مثلًا" وہو العبرۃ ومنہ قولہ تعالیٰ "فجعلناہم سلفًا ومثلًا للآخرین"، السہیلی دیکھو مقدمہ ص ۲۸۔

تشریح:- انہی ایام میں ایکدن حضرت جابر بن عبداللہ باہر تشریف لائے، اس وقت آپکی بینائی ختم ہوچکی تھی۔ آپ مدینہ کی گلی سے گذر رہے تھے اور نعشوں میں آپکے قدم ٹھوکر کھا رہے تھے اور فرماتے جارہے تھے کہ ذلیل ہو وہ شخص جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف زدہ کیا، لشکر میں سے کسی کہنے والے نے کہا کس نے خوفزدہ کیا؟ آپنے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا اس نے میرے قلب کو خوفزدہ کیا .... پس لشکر میں سے ایک جماعت نے بارادہ قتل آپ پر حملہ کیا تو مروان نے آپ کو پناہ دی اور گھر میں داخل کر لیا۔ سہیلی کا بیان ہے کہ اس دن اشراف مہاجرین وانصار میں سے ایک ہزار سات سو آدمیوں کو قتل کیا گیا اور عوام میں سے عورتوں اور بچوں کے علاوہ دس ہزار کو، یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ایک انصاری عورت کے پاس لشکر کا ایک آدمی آیا عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اس نے عورت کے پاس جو کچھ (مال ومتاع) پایا سب لے لینے کے بعد کہا، مجھ کو سونا دیدے ورنہ تجھ کو اور تیرے بچے کو قتل کر دوں گا، عورت نے کہا، کم بخت اس کو قتل کرتا ہے یاد رکھ اس کا باپ ابو کبشہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جاں نثار ہے اور میں ان عورتوں میں سے ہوں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی ہے۔ اس شخص نے عورت کی گود سے بچے کو چھین لیا در آنحالیکہ اس کی پستان بچے کے منہ میں تھی اور لیکر دیوار پر دے مارا جس سے اس کا بھیجا (پھٹ کر) زمین پر منتشر ہوگیا۔ پس وہ شخص گھر سے باہر نہ نکلا کہ اس کا آدھا چہرہ سیاہ ہوگیا اور لوگوں میں آفت زدہ (یا باعث عبرت) ہوگیا"۔ سہیلی کہتے ہیں کہ میرے خیال کے یہ عورت بچے کی ماں نہ تھی بلکہ دادی تھی کیونکہ یہ بات عادۃً بعید معلوم ہوتی ہے کہ ایک عورت بیعت بھی کرے اور پھر واقعہ حرہ کے دن اتنی عمر کی ہو کر اپنے چھوٹے بچے کو دودھ پلاتی ہوئی

واقعہ حرہ آنحضرتؐ کی نبوت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے، حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حرہ زین پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا کہ اس جگہ میرے اصحاب کے بعد میری امت کے چیدہ اشخاص قتل کیے جائیں گے:

الكرم كرم النفس

سخاوت (درحقیقت) جان کی سخاوت ہے

رُوی عن معن بن زائدة، قال لما هربتُ من المنصور، خرجتُ من باب حرب، بعد ان أقمتُ فی الشمس ایامًا، وخففتُ لحیتی وعارضی ولبستُ جُبّة صوفٍ غلیظةً، ورکبتُ جملًا وخرجتُ علیه لامضی الی البادیة، قال، فتبعنی اسودُ متقلّدٌ سیفًا حتی اذا غبتُ عن الحرس، قبض علی خطام الجمل فاناخه وقبض علیّ، فقلتُ ماشانك؟ فقال: انت بغیة امیر المؤمنین فقلتُ له: ومن انا حتی یطلبنی امیر المؤمنین؟ فقال: معنُ بن زائدة فقلتُ: یاهذا! اتّق اللهَ واین انا من معن؟ فقال دع هذا عنك، فانا والله اعرفُ بك، فقلتُ له: فان کانت القصةُ کما تقول، فهذا جوهرٌ حملتُه معی، باضعاف ما بذله المنصورُ لمن جاءه بی، فخذه ولا تسفك دمی، فقال: هاته، فاخرجتُه الیه فنظر الیه ساعةً، وقال: صدقتَ فی قیمته ولستُ قابلَه حتی اسألك عن شیٔ فان صدقتنی اطلقتك، فقلتُ قل، فقال: ان الناسَ قد وصفوك بالجود فاخبرنی هل وهبتَ قط مالَك کلّه؟ قلتُ لا، قال: فنصفه؟ قلتُ: لا، قال، فثلثه؟ قلتُ: لا حتی بلغ العشر فاستحییتُ وقلتُ: انی اظنّ قد فعلتُ هذا، فقال: ما ذاك بعظیمٍ، انا والله راجل، ورزقی علی ابی جعفر عشرون درهمًا، وهذا الجوهر قیمته الف دینار، وقد وهبتُه لك، ووهبتُك لنفسك، ولجودك المأثور بین الناس، ولتعلم ان فی الدنیا من هو اجود منك ولا تعجبك نفسك، ولتحقر بعد هذا کلّ شیٔ تفعله ولا تتوقف عن مکرمة، ثم رمی بالعقد الیّ، وخلّی خطام الجمل وانصرف، فقلتُ: یاهذا قد والله فضحتنی ولسفكُ دمی اهونُ علیّ مما فعلتَ، فخذ ما دفعتُه الیك فانی عنه فی غنیً فضحك، ثم قال: اردتَ ان تکذّبنی فی مقامی هذا، فوالله لا آخذه ولا آخذ لمعروفٍ ثمنًا ابدًا ومضی، فوالله لقد طلبتُه بعد ان أمنتُ، وبذلتُ لمن جاءنی به ماشاء فما عرفتُ له خبرًا، وکانّ الارضَ ابتلعتْه، وکان سببُ غضب المنصور علی معن بن زائدة انه خرج مع عمرو بن یزید ابن عمرو بن هُبَیرة وابلٰی فی حربه بلاءً حسنًا۔

حل لغات معن بن زائدہ بن مطر ابو الولید منصور کے مشہور سپہ سالاروں میں سے ہے۔ عہد بنی امیہ میں یہ امیر عراقین ابن ہبیرہ فزاری کی ماتحتی میں تھا۔ واسط کے محاصرہ کے زمانہ میں اس کا ساتھ دیا اور بہادری کے ساتھ مدافعت کی اس کے قتل

کے بعد منصور کے خوف سے روپوش ہو کر جا بجا پھرنے لگا۔ اتفاق یہ ہوا کہ چھ سو خراسانیوں کی ایک جماعت منصور سے ابومسلم کا قصاص لینے کیلئے مستعد ہوئی یہ لوگ کاشان کے متصل مقام "ہاشمیہ" میں جمع ہوئے وہاں سے انبار پہنچے، جب شہر میں داخل ہوگئے تو منصور کو اطلاع ملی وہ مقابلہ کیلئے نکلا معن اس وقت شاہی قصر کے سامنے موجود تھا اس نے خلیفہ کی رکاب پکڑلی اور کہا آپ واپس جائیے ہم مقابلہ کیلئے کافی ہیں منصور نے واپسی سے انکار کیا۔ اسی اثناء میں خراسانی ٹوٹ پڑے معن نے تھوڑے آدمیوں کی مدد سے ان کو مار بھگایا اور اپنی سپہ گیری کا جوہر دکھلایا۔ منصور اس کی بہادری سے حیران رہ گیا اور اس کو شیر مرد کا خطاب دیا اور جب حال اور نام سے آگاہ ہوا تو اس کو خلعت اور دس ہزار درہم دے کر یمن کی امارت پر بھیج دیا وہاں اس نے بغاوتوں کو مٹا کر امن و امان قائم کیا اور نہایت لیاقت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیئے، جب سیستان میں شورش بڑھی تو منصور نے اس کو وہاں کا والی بنا کر بھیجا اس نے اس صوبہ کو بھی ٹھیک کیا ۱۵۲ھ میں وہیں خارجیوں نے اس کو بیخبری میں قتل کر ڈالا معن حلم و دانائی میں ممتاز، سخاوت میں حاتم، شجاعت میں رستم تھا۔ ہرب (ن) ہرباً بھاگنا۔ المنصور دیکھو صفحہ ۲ عارض رخسار۔ الحرس شاہی محافظ، قال فی المصباح "ولا یستعمل لہ واحد من لفظہ"۔ خطام مہار نکیل جو خطم۔ اناخ اونٹ کو بٹھانا۔ بغیتہ مطلوب دیکھو صفحہ ۲۔ این اسم ظرف ہے بمعنی کہاں کبھی للتفضیل کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے این انا من معن بن زائدہ" یعنی اس کو مجھ پر بہت فضیلت ہے۔ لانسفک دیکھو ۱۶۱ مکرمتہ بزرگی۔ فضحتنی (ف) فضحاً رسوا کرنا۔

تشریح:۔ معن بن زائدہ سے مروی ہے اس نے کہا، جب میں نے منصور کے خوف) سے روپوش ہو کر بھاگنے کا ارادہ کیا تو میں باب حرب سے نکلا جب کہ کئی دن تک دھوپ میں ٹھہرنے کی وجہ سے میری ڈاڑھی اور رخسار پژمردہ ہو چکے تھے۔ میں نے اون کا ایک موٹا سا جبہ پہنا اور اونٹ پر سوار ہو کر نکلا تاکہ جنگل کی طرف چلا جاؤں۔ پس ایک حبشی نے جو تلوار حمائل کئے ہوئے تھا میرا پیچھا کیا اور جب میں شاہی محافظوں سے اوجھل ہوگیا تو اس نے نکیل پکڑ کر اونٹ کو بٹھلایا اور مجھے پکڑ لیا، میں نے کہا: تیرا کیا مقصد ہے؟ اس نے کہا تو امیر المؤمنین کا مطلوب ہے میں نے کہا، میں کون ہوں جو مجھے امیر المؤمنین طلب کرے، اس نے کہا: معن بن زائدہ، میں نے کہا: میاں اللہ سے ڈرو کہاں میں اور کہاں معن بن زائدہ، اس نے کہا: ان باتوں کو چھوڑ میں تجھے اچھی طرح سے جانتا ہوں، میں نے کہا، اگر یہی بات ہے تو میرے ساتھ یہ جوہر ہے جس کی قیمت اس مقدار سے دوگنی ہوگی جس کا منصور نے میرے لانے والے کیلئے وعدہ کیا ہے یہ لے لے اور میرا خون مت بہا، اس نے کہا: لاؤ میں نے دیدیا، اس نے تھوڑی دیر جوہر کی دیکھ بھال کر کے کہا: تو نے اس کی قیمت کے متعلق تو سچ کہا ہے مگر میں اس کو اس وقت تک قبول نہیں کر سکتا جب تک کہ میں تجھ سے ایک بات دریافت نہ کرلوں اگر تو نے سچ سچ بتلا دیا تو میں تجھ کو چھوڑ دونگا، میں نے کہا: کہیئے، اس نے کہا کہ لوگ تجھے بڑا سخی کہتے ہیں تو کیا تو نے کبھی اپنا کل مال بھی ہبہ کیا ہے؟ میں نے کہا، نہیں، اس نے کہا آدھا، میں نے کہا، نہیں، اس نے کہا تہائی، میں نے کہا، نہیں، یہاں تک کہ اس نے دسویں حصے کو دریافت کیا تو مجھے شرم آئی میں نے کہا، شاید اتنا تو کیا ہوگا اس نے کہا، یہ تو کوئی بڑی سخاوت نہیں بخدا میں ایک پیادہ پا شخص ہوں اور ابو جعفر کے ہاں میرا وظیفہ بیس درہم ہے اور اس جوہر کی قیمت ایک ہزار اشرفی ہے جو میں تجھے تیری ذات اور تیری مشہور جود و سخا کی وجہ سے ہبہ کر رہا ہوں تاکہ تجھے یہ معلوم ہو جائے کہ دنیا میں تجھ سے بھی زیادہ سخی موجود ہیں اور تو خود بینی میں مبتلا نہ ہو بلکہ آئندہ ہر اچھے فعل کو حقیر جانے اور شرافت و بزرگی حاصل کرنے سے باز نہ رہے، اس کے بعد اس نے وہ ہار میری طرف پھینک دیا اور اونٹ کی نکیل چھوڑ کر واپس ہوگیا۔ میں نے کہا، بخدا تو نے مجھے رسوا کر دیا۔ تو نے یہ جو کچھ کیا ہے اس کے مقابلہ میں میرے نزدیک اپنے خون کا بہایا جانا زیادہ آسان ہے۔ بس میں نے جو کچھ دیا ہے اس کو لے لے مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، یہ سن کر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا: تو مجھے جھٹلانا چاہتا ہے۔ بخدا میں ہرگز نہیں لے سکتا اور نہ میں اپنے احسان کا بدلہ لیتا ہوں، یہ کہہ کر چلا گیا۔ جب میں بے خوف ہوگیا تو میں نے اس کو بہت تلاش کیا اور اس کے لانے والے کو منہ مانگا مال دینے کا وعدہ کیا مگر اس کا پتہ نہ چلا گویا زمین نگل گئی۔ معن بن زائدہ سے خلیفہ منصور کے ناراض ہونے کا سبب یہ تھا کہ وہ عمرو بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے ساتھ (ابومسلم کے مقابلہ میں) نکلا تھا اور اس نے جنگ میں پوری بہادری کے ساتھ کام کیا تھا۔

الشجاعة

بہادری!

۵ خداے کہ بالا و پست آفرید ❊ زبردست بر دست آفرید

اخرج ابن عساکر فی تاریخه بسند متصل عن ابن الاعرابی قال بلغنی انه کان رجل من بنی حنیفة قال له جحدر بن مالك فتاكا شجاعا قد اغار على عامل الحجاج فكتب الى عامله باليمامة يوبخه بتلاعب جحدر به ويامره بالاجتهاد فی طلبه فلما وصل اليه الكتاب ارسل الى فتية من بنی يربوع فجعل لهم جعلا عظيما ان هم قتلوا جحدرا او اتوا به اسيرا فانطلقوا حتى اذا كانوا قريبا منه ارسلوا اليه انهم يريدون الانقطاع اليه والتحرز به فاطمأن اليهم ووثق بهم فلما اصابوا منه غرة شدوه كتافا وقدموا به على العامل فوجه به معهم الى الحجاج فلما ادخل على الحجاج قال له من انت قال انا جحدر بن مالك قال ما حملك على ما كان منك قال جراءة الجنان وجفاء السلطان وكلب الزمان قال وما الذی بلغ منك فجرأ جنانك قال لو بلانی الامير اكرمه الله لوجدنی من صالح الاعوان وبهم الفرسان وذلك انی ما لقيت فارسا قط الا كنت عليه فی نفسی مقتدرا فقال له الحجاج انا قاذفون بك الى اسد عاقر ضار فان هو قتلك كفانا مؤنتك وان انت قتلته خلينا سبيلك قال اصلح الله الامير عظمت علينا المنة وقويت المحنة قال الحجاج فانا لسنا بتاركيك تقاتله الا وانت مكبل بالحديد فامر به الحجاج فغلت يمينه الى عنقه وارسل به الى السجن ثم امر الحجاج باسد عاقر فجیء به مجوعا الحبل فاجيع ثلاثة ايام وارسل الى جحدر ويده اليمنى مغلولة الى عنقه واعطی سيفا والحجاج وجلساؤه فی منظرة لهم فلما نظر جحدر الى الاسد انشأ يقول (ابيات تركناها) فلما نظر اليه الاسد زأر زارة شديدة وتمطى واقبل نحوه فلما صار منه على قدر رمح وثب وثبة شديدة فتلقاه جحدر بالسيف فضربه ضربة حتى خالط ذباب السيف لهواته فخر الاسد كانه خيمة صرعتها الريح وسقط جحدر على ظهره من شدة وثبة الاسد وموضع الكبول فكبر الحجاج والناس جميعا واكرم جحدرا واحسن جائزته۔

حل لغات ابن عساکر دیکھو ص۱۳۰ ۔ ابن الاعرابی ابو عبداللہ محمد بن زیاد کوفی ۱۵۰ھ یا ۱۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور عنفوان شباب میں تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا تو ابو معاویہ ضریر، مفضل ضبی، کسائی وغیرہ کی خدمت میں تلمذ کیلئے حاضر ہوئے۔ ان کا حافظہ خداداد تھا فطرۃً ذہین تھے، طبیعت نقادہ تھی تھوڑی محنت سے چند روز میں اپنے معاصرین سے بڑھ گئے پھر پڑھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابراہیم حربی ابن

السکیت، ابوالعباس ثعلب ابو عکرمہ وغیرہ ان کے شرف تلمذ سے بہرہ اندوز ہوئے تقریباً سو شاگردوں کو کتاب کیطرف رجوع کئے بغیر پڑھاتے تھے اور ان کے سوالوں کے جواب بے دھڑک دیتے تھے، فضل شعرانی کا قول ہے کہ زمانہ سابق میں ایک فن کے سردار گذر گئے سفیان ثوری حدیث میں سردار تھے، ابو حنیفہ قیاس میں، کسائی قراءت میں، لیکن اس زمانہ میں ابن الاعرابی سے بڑا کوئی سردار نہیں وہ کلام عرب کے سردار ہیں۔ کتاب النوادر، کتاب الانواع، کتاب النبات، کتاب صفۃ الخیل وغیرہ انہی کی تصانیف ہیں۔ آپنے ۲۳۱ھ میں وفات پائی۔ جحدر بن مالک یا جحدر بن ربیعہ یا جحدر بن معاویہ محرزی بہت بڑا ڈاکو تھا ولید بن عبدالملک کے عہد میں یمن میں لوگوں کو لوٹتا تھا لیکن زبان آوری اور بہادری میں یگانہ تھا، حجاج نے اس کو قید کر لیا تھا لیکن جب اس کی بہادری دیکھی تو اس کو رہا کر دیا اور یمامہ کا والی بنا دیا، فاتک فاتک اسم فاعل کا مبالغہ ہے کر گزرنے والا، اغارۃ، افارۃ لوٹ ڈالنا، یمامہ اصل میں ایک کنیز کا نام تھا جو تین روز کی مسافت سے سوار کو دیکھ لیا کرتی تھی، بلاد جو اسی کی طرف منسوب اور اسی کے نام سے موسوم ہیں۔ یمامہ مکہ کی جانب وسط شرق میں ایک شہر ہے جس کو بصرہ اور کوفہ سے سولہ مراحل کا فصل ہے، بنی یربوع ایک قبیلہ ہے جو یربوع بن حنظلہ بن مالک کی طرف منسوب ہے حضرت متمم بن نویرہؓ صحابی اسی قبیلہ سے ہیں، غِرّۃ غفلت۔ کِمافادہ رسی جس سے باندھا جائے۔ الجنان دل۔ کلب الزمان۔ زمانہ کی سختی۔ بلائی بلوا آزمانا۔ بُہم جمع بہمہ بہادر۔ فرسان جمع فارس شہسوار۔ قاذفون جمع قاذف پھینکنے والا۔ عاقر پھاڑنے والا، ضار ضری (س) ضَرًی ضَرَاوَۃً۔ الکلب بالصید۔ کتے کا شکار پر خوگر ہونا۔ مع گوشت خون کے چٹ کر جانا ص ضار ج ضوار۔ مکبل کبلہ (ض) کبلاً بیڑی ڈالنا، قید کرنا، غلّت ماضی مجہول ہے ہاتھ میں ہتھکڑی یا گلے میں طوق ڈالنا۔ عاث اسم فاعل ہے عثیٰ (ن، ض، س، ک) عُثُوًّا عِثِیًّا فساد میں مبالغہ کرنا ص عاث ج عُثَاۃ، لُمبیٰ۔ محمل جمع محملہ سامان لادنے کی گاڑی۔ منظرہ تماشہ گاہ۔ زار (ف ض) زارۃ دھڑکنا۔ تمطّی انگڑائی لینا۔ ذباب السیف تلوار کی دھار والی طرف۔ لہواۃ جمع لہوۃ پیستے ہوئے چکی میں ایک مرتبہ جتنی مقدار میں غلہ ڈالیں لپ بھر مال، عطیہ کمبی کبول بیڑی

تشریح:۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بسند متصل ابن الاعرابی سے تخریج کی ہے۔ آپنے کہا کہ قبیلہ بنی حنیفہ میں ایک شخص جحدر بن مالک نامی بڑا ہی بہادر و دلیر تھا اور حجاج کے ایک عامل پر لوٹ مار کئے ہوئے تھا۔ حجاج نے یمامہ میں اپنے عامل کے پاس ایک خط لکھا جس میں اس کو جحدر بن مالک کے ساتھ دل لگی کرنے پر ڈانٹ ڈپٹ اور اس کو گرفتار کرنے کی تاکید کی تھی۔ جب عامل کے پاس حجاج کا خط پہنچا تو اس نے قبیلہ بنی یربوع کے نوجوانوں میں اعلان کرا دیا کہ جو شخص جحدر کو قتل کرے گا یا گرفتار کرکے لائیگا اس کو بہت کچھ انعام دیا جائیگا۔ پس نوجوان (اس کی تلاش) میں نکل پڑے یہاں تک کہ اسکے قریب پہنچ گئے اور کسی آدمی کے ذریعہ کہلایا کہ ہم لوگ آپکی صحبت خاص سے بہرہ اندوز اور گردش ایام سے آپکی پناہ چاہتے ہیں، جحدر نے ان پر اعتماد کر لیا اور انکی طرف سے مطمئن ہو گیا۔ جب انہوں نے جحدر کو غافل پایا تو ایک روز اس کو رسی میں باندھ کر عامل کے پاس لا کھڑا کیا عامل نے جحدر کو نوجوانوں کی معیت میں حجاج کے پاس چلتا کر دیا۔ جب اس کو حجاج کے پاس لایا گیا تو حجاج نے کہا: کون ہے؟ اس نے کہا: جحدر بن مالک۔ حجاج نے کہا: لوٹ مار کے وہ قصے جو تجھ سے صادر ہوئے ہیں ان پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا: دل کی بیباکی، بادشاہ کی ستم ظریفی اور زمانہ کی سختی نے۔ حجاج نے کہا: یہ حالات کس حد تک پہنچ گئے جن حالات نے تجھے اتنا نڈر کر دیا۔ اس نے کہا امیر المؤمنین مجھے آزما کے تو ایک صالح معین اور بہادر شہسوار پائیگے۔

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں ❋ تا سیہ رو شود ہر کہ در دغش باشد

اس واسطے کہ میری کبھی کسی سوار سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی مگر یہ کہ میں نے اپنے آپ کو اس پر غالب پایا ہے۔ ۵

من آنم کہ در شیوۂ طعن و ضرب ❋ بشیراں در آموزم آداب حرب

۔اس واسطے کہ میری کبھی شہسوار سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی مگر یہ کہ میں نے اپنے آپ کو اس پر غالب پایا ہے۔

حجاج نے کہا ہم تجھے ایک شکار کے خوگر شیر ببر کے سامنے ڈالتے ہیں اگر اس نے تجھے ختم کر دیا تو تیرے بار قتل سے ہمیں کفایت ہوگی اور اگر تو نے شیر کو مار ڈالا تو ہم تجھے رہا کر دیں گے۔ اس نے کہا: اللہ امیر المؤمنین کا بھلا کرے بڑی عنایت ہوگی۔ حجاج نے کہا: شیر کے ساتھ لڑنے کیلئے یونہی نہیں چھوڑیں گے بلکہ لوہے کی بیڑی میں جکڑ کر چھوڑیں گے۔ چنانچہ حجاج نے بیڑی ڈالنے کا حکم کر دیا پس اسکا دایاں ہاتھ گردن سے باندھ کر قیدخانہ میں بھیج دیا گیا۔ پھر حجاج نے ایک خونخوار شیر لانے کا حکم کیا۔ شیر لایا گیا جو گاڑی میں جتا ہوا تھا اور اس کو تین روز تک بھوکا رکھنے کے بعد جحدر پر چھوڑا گیا جب کہ اس کا دایاں ہاتھ گردن سے بندھا ہوا تھا۔ جحدر کو ایک تلوار دیدی گئی۔ حجاج اور اس کے ہمنشین سب تماشہ گاہ میں پہنچ گئے شیر کو دیکھ کر جحدر اشعار پڑھنے لگا (ماتن نے ان اشعار کو صعوبت فہم کی وجہ سے ذکر نہیں کیا) جب شیر نے جحدر کو دیکھا تو بہت زور سے دھاڑا اور انگڑائی لے کر اس کی طرف لپکا اور جب ایک نیزہ کا فاصلہ رہ گیا تو شیر نے پوری طاقت کیساتھ چھلانگ ماری۔ جحدر نے فوراً تلوار اٹھائی اور ایسا زوردار حملہ کیا کہ تلوار کی نوک اس کے جبڑوں میں پیوست ہوگئی اور شیر اس طرح گر پڑا جیسے کسی خیمہ کو ہوا نے اکھاڑ پھینکا ہو۔ ادھر جحدر بھی بیڑی کی سختی اور شیر کی چھلانگ کی شدت سے کمر کے بل گر پڑا۔ پس حجاج نے اور تمام تماش بینوں نے چاروں طرف سے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور جحدر بن مالک کو اعزاز و اکرام کے ساتھ بہت کچھ انعام دیا۔

ومن قصة بهرام جور الملك في ابتداء ملكه ان والده يزدجرد الاثيم سلّمه وهو صغيرٌ الى المنذر بن النعمان ملكِ العرب ليتولى تربيتَه ويخرّجه نفعل ذلك، فلمّا كبر علّمه الفروسيةَ والله تعالى قد كتبها فيه، وهيّأه لبلوغ غايتها، ثم جاء به الى والده، وعَرَض عليه فروسيّتَه، ورميه وحذقَه في حمل السلاح، ثم استنطقه فوجده فصيحًا فاضلًا بارعًا في الالسُن المتداولة، فاعجب به وانصرف المنذر فبقي بهرام عند ابيه لا يصرفه في امرٍ ولا يوسعُ عليه في نفقةٍ ويحجبه ويقصيه ويغض عنه فصَبَر حتى وَرد رسولُ الروم الى يزدجرد. فسأله بهرامُ ان يشفع له عند والده ان يُطلِق سراحه ليعودَ الى العَرَب فانه قد اشتاق اليهم، فاذِنَ له فانصرف فاقام مكرّمًا عند المنذر حتى مات والده يزدجرد، فاجتمعتْ عُظماءُ الفرس على رجل من اهل بيتِ المملكة يسمى كسرى فولّوه عليهم لكراهتهم في يزدجرد لسوء سيرته، ولم يريدوا ابقاءَ الملكِ على ولده. فلما بلَغ المنذرَ ذلك اَعلم بهرامَ، وقال له: هل تنتهضُ لأخذ الملكَ لك؟ فاني اجمع العربَ اَسيرُ معك، فقال: ان تفعلْ تجِدْنِيه، فجمع عساكر العرب، وسار حتى اَناخ بمدينة ملكِ الفُرس فخرج اليه المرازبةُ والعظماءُ، وقالوا له: نحن قد انعم الله علينا بالخلاص من يزدجرد وظُلمه وعسفِه ونخشى ان يكونَ ولدُه على سيرته وقد قلّدنا هذا المَلِكَ امورَنا، فلا يكن من قبلك الينا شرٌّ فقال لهم: اجتمعوا الى بهرام واسمعوا

كلامه واشترطوا عليه ما تريدون فان اتفق ما يرضيكم والا عدلتم، فوعدهم ليوم اجتمعوا فيه لذلك، وكان المنذر قد صنع لهم طعامًا وشرابًا، وأجلس بهرام على تخت من وراء حجاب ثم لما تكامل جمعهم وفرغ اكلهم امر برفع الحجاب فسلّم عليه فاحسن الرد عليهم وخطبهم خطبةً بليغةً فارسيةً ووعدهم فيها بالجميل والخير والفضل واتباع الشرع ثم قال: واما طلبي الملك فليس بمجرد الارث بل يوضع التاج والحلة والخاتم بين يدي اسدين ضاريين، واحضرانا وملككم الذي تقلدتموه فمن انتزع آلة الملك استحق الولاية عليكم فاعجبهم ما سمعوه من فصاحته وشاهدوه من صباحته مع مواعيده الجميلة فاتفقوا على ان يفعلوا ذلك فاخذوا التاج والخاتم والحلة ووضعوها بين يدي اسدين مجوّعين مع خروف مسلوخ واجتمع العظماء والمرازبة والموابذة واركان الدولة لمشاهدة ذلك، فقال بهرام لكسرى تتقدم لاخذ التاج فرأى الاساد وهي تزأر فارتاع لذلك، فقال: بل تقدم انت، فقال على خيرة الله، وتقدم وبيده كرز الذهب فقصد الى الحلة واطلق الاسدان من السلاسل فقصده احدهما فلما قرب منه راوغه ثم وثب على ظهره، فركبه وعصره بفخذيه حتى كادت اضلاعه تندق فقصده الاسد الآخر فبادره بالكرز على ام راسه فاشغله ولم يزل ذلك الاسد الذي تحته يقعد ويقوم وهو لا يفك فخذيه عنه ويضربه بالكرز في دماغه حتى قتله ثم عطف على الآخر فقتله فارتفعت الضجّات واستبشر الناس ودعوا له ووضع التاج على رأسه وجلس على تخت الملك باستحقاق ؏

حل لغات | بہرام جور شاہانِ فارس میں سے پانچواں بادشاہ ہے جو نہایت دلیر بڑا بہادر اور صاحب دبدبہ تھا۔ گورخر کے شکار کا بہت خوگر تھا اس لئے اس کا لقب جور ہو گیا۔ اپنے والد کے بعد ۴۲۵ء میں تخت نشین ہوا اور ۱۲ سال تک حکومت کی۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ہندوستان تک آیا تھا اور کسی راجہ نے اپنی لڑکی کے ساتھ اس کی شادی بھی کی تھی۔ یزدجرد بہرام جور کے باپ کا نام ہے جو ملک فارس کا حکمران تھا ۳۹۹ء میں تخت نشین ہوا اور ستم ظریفی و خونریزی کے وہ پہاڑ توڑے کہ شاہانِ فارس میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس کے ملک کی مدت بھی اکیس سال ہے اس کی موت گھوڑے کے لات مارنے سے واقع ہوئی ہے۔ یخرجہ خرّج۔ الولد فی الادب مہذب و تجربہ کار بنانا۔ فرّ شہسواری۔ حذقۃ (ض، س)، ماہر ہونا۔ یحجبہ پاس آنے سے روکنا۔ یقصیہ اقصاءً دور کرنا۔ یغض (ن) غضًا عنہ طرفہ نگاہ پست کرنا۔ یطلق اطلاقًا چھوڑ دینا۔ سراح تصریح کا اسم ہے بمعنی چھوڑ دینا۔ پس یہ مفعول مطلق ہے۔ من غیر لفظہ۔ اشتاق مشتاق ہونا۔ الفرس مملکت فارس کے باشندے۔ تنتہض انتہض۔ القوم للقتال مقاتلہ کیلئے کھڑا ہونا۔ تجز: جزأ سے مضارع مجہول ہے اور جزاء شرمندہ ہونے کی

وجہ سے مجزوم ہے۔ اناخ۔ اجثل اونٹ کو بٹھانا۔ مَرازِبہ جمع مَرزُبان فارسیوں کا رئیس۔ سردار۔ عسف (ض) السلطانُ ظلم کرنا۔ الرجلُ مقصد کی تلاش میں بے راہ چلنا، والا عدت اِلّا حرف استثنا نہیں ہے بلکہ اِن شرطیہ اور لا نافیہ سے مرکب ہے۔ قرب مخارج کیوجہ سے نون کا لام میں ادغام ہوگیا والتقدیر "وان لم تفق منہ مایرضیکم کذافی الحاشیہ۔ ضاریین ضار کا تثنیہ ہے۔ ضری (س) ضری اضراءً الکلب بالصید سے ہے۔ کتے کا شکار پر خوگر ہونا۔ آلة الملک سے مُراد۔ تاج۔ وردی اور انگوٹھی ہے، صباحتہ سا خوبرو چہرہ کا چمکدار ہونا۔ مجزعین مجزع اسم مفعول کا تثنیہ ہے بمعنی بھوکا۔ خروف بکری کا بچہ۔ مسلوخ جس کی کھال اُتار لی گئی ہو۔ موابذہ جمع موبذ فارسیوں کا فقیہ اور مجوسیوں کا حاکم۔ آساد جمع اسد شیر۔ تزار (س۔ ض۔ ن) دھتکارنا۔ کرز معرب گرز (کذافی الحاشیہ) السلاسل جمع سلسلہ زنجیر راوغہ کشتی لڑنا، فریب دینا۔ وثب (ض) وثوباً کودنا۔ اضلاع۔ جمع ضلع پسلی۔ تندق ٹوٹنا، ام الراس دماغ کی جھلی لا یفلت نہ چھوٹ سکا۔ ضجات۔ جمع ضجۃ چیخ و پکار۔ شور۔

تشریح:۔ شاہ بہرام گور کا اس کی مملکت کے ابتدائی دور کا قصہ ہے کہ اس کے باپ یزدجرد اثیم نے بہرام کو اس کی کمسنی میں شاہ عرب منذر بن نعمان کے سپرد کر دیا تھا تاکہ وہ اس کی تربیت کا نگراں رہے اور اس کو فاضل بنائے منذر بن نعمان نے ایسا ہی کیا پس جب بہرام بڑا ہوگیا تو اس کو شہسواری سکھائی۔ اللہ نے اس میں شہسواری پیدا کی اور اس کی انتہا تک پہنچنے کے لائق بنایا اس کے بعد منذر بہرام کو لیکر اس کے باپ کے پاس آیا اور بہرام کی شہسواری، تیراندازی ہتھیار اٹھانے کی مہارت وغیرہ کو اس کے باپ پر پیش کیا پھر اس کو بلوایا تو فصیح و بلیغ، صاحب فضیلت، متداول زبانوں میں متفوق پایا۔ جس سے بہرام کا باپ خوش ہوا اور منذر واپس آگیا۔ بہرام اپنے باپ کے پاس ایک مدت تک رہا مگر اس نے بہرام کو نہ کسی کام میں لگایا نہ اس کے خرچہ میں توسیع کی اپنے قریب آنے سے بھی روک دیا اور دور رکھنے لگا یہاں تک کہ جب وہ اس کو دیکھتا تو نظریں نیچی کر لیتا تھا، بہرام اس پر صبر کرتا رہا جب یزدجرد کے پاس روم کا سفیر آیا تو بہرام نے اس سے کہا کہ آپ میرے لئے والد کے پاس سفارش کریں کہ وہ مجھے چھوڑ دے تاکہ میں عرب چلا جاؤں کیونکہ میں عرب جانیکا بہت مشتاق ہوں وسفیر نے سفارش کی تو باپ نے اجازت دے دی۔ پس بہرام عرب واپس ہوکر منذر کے ساتھ عزت سے مقیم رہا یہاں تک کہ یزدجرد کا انتقال ہوگیا اور باشندگانِ فارس میں سے شریف لوگوں کی ایک بڑی جماعت شاہی خاندان کے ایک شخص کسری پر متفق ہوگئی اور سب نے اس کو حاکم مان لیا کیونکہ وہ لوگ یزدجرد کو اس کی بداخلاقی کے سبب اچھا نہیں پاتے تھے اور اس کے لڑکے کے پاس ملک کا باقی رہنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ جب منذر کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے بہرام سے کہا کہ اگر میں تیرے لئے ملک گیری کی کوشش کروں تو کیا تو جنگ کیلئے آمادہ ہے؟ کیونکہ میں اہل عرب کو جمع کروں گا اور خود بھی تیرے ساتھ چلوں گا، بہرام نے کہا: اگر آپ اتنی ہمدردی فرمائیں گے تو آپ کو اس کی جزا ملے گی، چنانچہ منذر نے اہل عرب کو جمع کیا اور مدینۃ ملک الفرس "میں پڑاؤ ڈالا۔ وہاں کے رؤسا و شرفا نے آکر منذر سے کہا کہ ایک مدت کے بعد تو اللہ نے یزدجرد لوگ اس کے ظلم وستم سے نجات دی ہے ہمیں خوف ہے کہ کہیں اس کا لڑکا بھی اسی کی عادت پر نہ ہو جائے ہم اپنے جملہ امور کا قلادہ اس بادشاہ کی گردن میں ڈال چکے ہیں پس آپکی طرف سے کوئی شر نہ ہونا چاہیئے، منذر نے کہا: تم لوگ ایک مرتبہ بہرام کے پاس جمع ہوکر اس کا کلام سنو اور جتنی شرطیں چاہے لگالو اگر تمہاری خوشی کے موافق ہو تو بہتر ہے ورنہ میں واپس ہو جاؤں گا۔ پس ان سے ایک روز جمع ہونے کا وعدہ ہوگیا۔ منذر نے ان کے لئے کھانے پینے کا انتظام کیا اور بہرام کو ایک پردہ کے پیچھے تخت پر بٹھلا دیا۔ جب ان کی جمعیت کامل ہوگئی یعنی سب لوگ آگئے اور کھانے پینے سے فراغت ہوگئی تو پردہ اٹھانے اور سلام کرنے کا حکم کیا لوگوں نے بہرام کو سلام کیا بہرام نے بہتر انداز میں ان کے سلام کا جواب دیا اور فارسی زبان میں ایک بلیغ خطبہ دیا جس میں اس نے نیک کرداری، خیر پسندی اور اتباع شریعت کا وعدہ کیا اس کے بعد کہا کہ رہا میرا ملک طلب کرنا سو محض وراثت کیوجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ تاج، حلہ، انگوٹھی تینوں کو شکار کے خوگر شیروں کے درمیان رکھا جائے اور میں اور تمہارا بادشاہ جس کو تم نے اپنے امور کی باگ دوڑ سونپی ہے حاضر ہوں اور ہم میں سے جو شخص ملک کا ساز وسامان

(یعنی تاج وحلہ وغیرہ) نکال لے وہی ولایت کا مستحق ہوگا۔ لوگوں کو اس کی فصاحت کلامی اور عمدہ دعوؤں کے ساتھ ساتھ طلاقت کا مشاہدہ کرکے بہت تعجب ہوا اور سب مذکور بالا تدبیر کرنے پر متفق ہو گئے چنانچہ انہوں نے تاج انگوٹھی، حلہ تینوں کو بھوکے شیروں کے درمیان رکھا جن کے سامنے پوست کشیدہ بکری کا بچہ تھا۔ اس ہوشربا واقعہ کو دیکھنے کیلئے سرداران قوم، مجوسی حکماء ارکانِ دولت سب جمع ہو گئے بہرام نے کسریٰ سے کہا، بڑھیئے! کسریٰ نے جو یہ دیکھا کہ سامنے شیر ہی شیر دھڑک رہے ہیں گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ آپ ہی بڑھیئے! بہرام "علی خیرۃ اللہ" (اللہ کے بھروسہ پر) کہہ کر ہاتھ میں سونے کا گرز لئے ہوئے آگے بڑھا اور حلہ لینے کا ارادہ کیا، ادھر شیروں کو زنجیروں سے کھول دیا گیا پس ایک شیر بہرام کی طرف لپکا بہرام نے اس سے کشتی لڑی اور موقع پاکر اس کی پشت پر سوار ہو گیا اور دونوں رانوں سے اتنا دبایا کہ اس کی پسلیاں چڑ مڑ ہونے لگیں پھر دوسرا شیر بڑھا تو بہرام نے اس کو بھیجے پر گرز مار گرایا۔ پہلا شیر جو اس کی رانوں میں تھا اسکی حالت یہ تھی کہ کبھی بیٹھتا تھا کبھی اُٹھتا تھا مگر اس کی رانوں سے نہ نکل سکا اور بہرام نے گرز مار مار کر اسے ختم کر دیا۔ پھر دوسرے کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو بھی قتل کر ڈالا۔ اور چاروں طرف سے شور برپا ہو گیا لوگوں نے مبارک بادپیش کی اور بہرام کے سر پر تاج رکھدیا اس طرح بہرام شاہی تخت پر استحقاق کے ساتھ تخت نشین ہو گیا

منعُ المستجیر

پناہ خواہ کی حفاظت

قال سعید بن مسلم نذر المهدی دم رجلٍ من اهل الكوفة كان يسعى فی فساد سلطنته وجعل لمن دلّه عليه او جاءه به مائة الف درهم قال فاقام حينا متواريًا ثم انه ظهر بمدينة السلام فكان ظاهرًا كالغائب خائفا مترقّبًا فبينا هو يمشى فی بعض نواحيها اذ بصر به رجل من اهل الكوفة فعرفه فاهوى الى مجامع ثوبه وقال هذا بغية امير المؤمنين فامكن الرجل من قياده ونظر الى الموت امامه فبينا هو على تلك الحالة اذ سمع وقع الحوافر من وراء ظهره فالتفت فاذا معن بن زائدة فقال يا ابا الوليد اجرنی اجارك الله فوقف وقال للرجل الذی تعلق به ما شانك قال بغية امير المؤمنين الذی نذر دمه واعطى لمن دلّ عليه مائة الف فقال يا غلام انزل عن دابتك واحمل اخانا فصاح الرجل يا معشر الناس يحال بينی و بين من طلبه امير المؤمنين قال له معن اذهب فاخبره انه عندی فانطلق الى باب امير المؤمنين فاخبر الحاجب فدخل الى المهدی فاخبره فامر بحبس الرجل ووجّه الى معن من يحضره به فاتته رسل امير المؤمنين وقد لبس ثيابه وقربت اليه دابته فدعا اهل بيته ومواليه فقال لا يخلصنّ الى هذا الرجل وفيكم عين تطرف ثم ركب ودخل حتى سلم على المهدی فلم يردّ عليه فقال يا معن اتجير علیّ قال نعم يا امير المؤمنين! قال ونعم ايضا واشتد غضبه فقال معن قتلت فی طاعتكم باليمن فی يوم واحد خمسة عشر الفا ولی ايام كثيرة قد تقدم فيها بلائی وحسن غنائی فما رأيتمونی اهلا ان تهبوا لی رجلا

ولهذا استجار بي فاطرق المهدي طويلاً ثم رفع راسه وقد سُرِّي عنه فقال قد اجرنا من آجرت قال معنٌ فان رأى امير المؤمنين ان يصله فيكون قد احياه و اغناه فعل قال قد امرنا له بخمسة آلاف قال يا امير المؤمنين ان صلات الخلفاء على قدر جنايات الرعية وان ذنب الرجل عظيم فاجزل له الصلة قال قد امرنا له بمائة الف قال فتعجلها يا امير المؤمنين بافضل الدعاء ثم انصرف ولحقه المال فدعا الرجل فقال له خذ صلتك والحق باهلك واياك ومخالفة خلفاء الله تعالى ــــــــــــ

حل لغات | سعید بن سلم بن قتیبہ ابو عمر باہلی بصری متوفی ۲۱۷ھ امیر عادل، عالم حدیث اور عربی کے ماہر تھے، المہدی، دیکھو ص۵۳ نذر (ن، ض) نذر اپنے اوپر کسی چیز کو واجب کرلینا، متوار یا تواری سے اسم فاعل ہے پوشیدہ ہونا۔ متزیّا۔ منتظر اہوی الیہ لینے کیلئے ہاتھ بڑھانا، الحوافر جمع حافر کھر، معن بن زائدہ دیکھو ص۱۶۳ ابو الولید معن بن زائدہ کی کنیت ہے، الطرف (ض) پلک جھپکنا، سُرّی غصہ ہلکا ہوگیا تھا، اجزل امر حاضر ہے اجزال بمعنی زیادہ عطا کرنا۔

تشریح:۔ سعید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ مہدی نے اہل کوفہ میں سے ایک شخص کے خون کی نذر مان لی تھی جو ہمیشہ اسکی سلطنت کے بگاڑ میں کوشاں رہتا تھا اور اس شخص کیلئے جو اس کا سراغ لگائے یا اس کو لے کر آئے ایک لاکھ درہم کا وعدہ کرلیا۔ سعید بن مسلم کا بیان ہے کہ وہ شخص ایک عرصہ تک روپوش رہا اس کے بعد مدینۃ السلام (بغداد) میں ظاہر ہوا مگر وہ ظاہر ہوکر بھی غائب کی طرح تھا کہ ہر وقت خوفزدہ اور منتظر حوادث رہتا تھا۔ ایک روز وہ مدینۃ السلام کے کسی کوچہ میں جا رہا تھا کہ ایک کوفی نے دیکھ کر پہچان لیا اور اس کا گریبان پکڑنے کیلئے ہاتھ بڑھایا اور کہا یہ امیر المؤمنین کا مطلوب ہے اس نے اس کو کھینچنے کا موقعہ دیدیا اور اس نے اپنے سامنے موت دیکھ لی۔ اسی حالت میں پیچھے سے کھروں کی آواز سنائی دی اس نے جو اس کی طرف مڑ کر دیکھا تو وہ معن بن زائدہ تھا۔ اس شخص نے کہا ابو الولید! مجھے پناہ دے، اللہ تجھے پناہ دے گا، معن بن زائدہ ٹھہر گیا اور جو شخص اس سے الجھ رہا تھا، اس سے کہا: کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: یہ امیر المؤمنین کا مطلوب ہے جس کے خون کی وہ نذر کئے ہوئے ہے۔ اور اس کا پتہ بتلانے والے کیلئے ایک لاکھ درہم کا وعدہ کیا ہے معن بن زائدہ نے غلام سے کہا کہ سواری سے اتر کر ہمارے اس بھائی کو سوار کرلے، کوفی شور مچا کر کہنے لگا، لوگو! دیکھو یہ معن بن زائدہ میرے درمیان اور امیر المؤمنین کے مطلوب کے درمیان حائل ہو رہا ہے، معن نے کہا، تو جا کر خلیفہ سے کہدے کہ وہ میرے پاس ہے۔ کوفی امیر المؤمنین کے دروازہ پر گیا اور دربان سے کہہ کر مہدی کے پاس آیا اور واقعہ کی اطلاع کی، مہدی نے اسکو تو قید کرلیا اور معن کے پاس ایک اور شخص کو بھیج دیا تاکہ وہ اس کو مہدی کے پاس لے آئے۔ معن کے پاس مہدی کے قاصد اس وقت پہنچے جب وہ اپنے کپڑے پہن چکا تھا اور سواری بھی قریب لائی جا چکی تھی۔ معن نے اپنے گھر والوں کو بلا کر کہا کہ جب تک تم میں پلک جھپکنے والی آنکھ موجود ہے اس وقت تک اس کے پاس کوئی شخص پھٹکنے نہ پائے پھر سوار ہوکر مہدی کے پاس آیا اور سلام کیا مہدی نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ عتاب آمیز لہجہ میں کہا معن! تو ہمارے مقابلے میں مجرم کو پناہ دیتا ہے۔ معن نے کہا ہاں اے امیر المؤمنین! مہدی نے کہا: اچھا! ہاں بھی کہتے ہو، مہدی کا غصہ اور بڑھ گیا، معن نے کہا میں نے تمہاری اطاعت و خوشنودی کی خاطر یمن میں ایک دن کے اندر پندرہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا ہے اور میرے تو اس قسم کے بہت سے واقعات گذر چکے ہیں جن میں میری آزمائش اور حسن عمل و خوبی بے نیازی ظاہر ہو چکی تو کیا میں تمہارے نزدیک اس کا بھی اہل نہیں کہ تم میری وجہ سے ایک ایسے شخص کو معاف کردو جو میری پناہ میں آنا چاہتا ہے۔ مہدی کچھ دیر سر جھکائے بیٹھا رہا اس کے بعد سر اٹھایا تو اس کا غصہ فرو ہو چکا تھا۔ مہدی نے کہا: اچھا جا جس کو تو نے پناہ دی اس کو میں نے بھی پناہ دی۔ معن نے کہا: امیر المؤمنین اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو کچھ دیدیجئے کیونکہ آپ کا عطا کرنا گویا اسکو زندہ اور غنی کردینا ہے۔ مہدی نے کہا: ہم اس کے لئے پانچ ہزار درہم کا حکم

کرتے ہیں، معن نے کہا: امیر المؤمنین! خلفاء کی بخشش رعیت کی خطاؤں کے برابر ہوتی ہیں اس شخص کا جرم عظیم ہے لہٰذا اس کو عطیہ بھی زیادہ دینا چاہیئے۔ مہدی نے کہا: ہم نے اس کیلئے ایک لاکھ کا حکم کر دیا۔ معن نے کہا: امیر المؤمنین (دعا دیتے ہیں) جلدی کیجئے۔ پھر معن واپس ہو گیا اور اس شخص کو مال مل گیا۔ معن نے اس شخص کو بلا کر کہا کہ اپنا صلہ لیکر گھر والوں کے پاس جا اور آئندہ کبھی خلفاء کی مخالفت نہ کرنا

صيانةُ الملوكِ رعاياهُم

بادشاہوں کی اپنی رعایا کی حفاظت

الا تا بغفلت نخسپی کہ نوم — حرامست بر چشم سالار قوم
رعیت چو بیخ اند سلطان درخت — درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

قال ابو الفرج الاصبهاني: لما رجعَ ذو القرنينِ من المشرقِ والمغربِ توجّهَ الى بلادِ الصين فحاصَرَ مدينتها اشدَّ محاصرةٍ فلمّا اشرف على اَخذِها نزل اليه ملكُ الصين تحتَ الليلِ، ولم يعرفْ احدٌ انه ملكُ الصينِ، وقال: انا رسولُ ملكِ الصين فلمّا وصل الى الحجّابِ اخبرهم انهُ رسولُ ملكِ الصين، ويُريد الدّخول على الاسكندرِ فاعلموا الاسكندرَ به، وادخلوه عليه، فلمّا دخلَ سلّمهُ ووَقف بينَ يديه، فقال له: تكلّم، فقال انى مأمورٌ ان لا اتكلّمه الّا فى خلوةٍ، ففتّشَهُ الرسلُ خوفًا من ان يكونَ معَهُ سِلاحٌ او مكيدةٌ فوجدوه خاليًا من ذلك فتقرّب الى الملكِ الاسكندرِ وقال له: ايها الملك! إعلمْ انّى ملكُ الصين بنفسى ولستُ برسوله، وقد حضرتُ بينَ يديك لِعلمِى انكَ رجلٌ، عاقلٌ، عارفٌ صالحٌ مأمونُ الغائلةِ، فان كان قصدُك قتلى فهأنا بين يديك واُغنيك عن القتال وان كان قصدُكَ المالَ فاطلب، ولا تعجز، فانى مجيبُكَ فيما تطلب فقال الاسكندرُ: خاطرتَ بنفسك، فقال: ايُّها الملكُ انا بينَ امرين اما ان تقتُلنى، فيقيمُ اهلُ مملكتى غيرى، ويحاربوك وان تركتَنِى فى بلادى بما تُريدُ تُنسَبُ الى الجميل، فلمّا سمِعَ ذو القرنين ذلك اطرقَ مليًّا متفكّرًا، وعَلِمَ اَنّ ملكَ الصين من ذوى العُقول ثمّ انّهُ رفع راسَهُ وقال: اُريدُ منكَ خراجَ مملكَتِكَ ثلاثَ سنينَ كواملَ معجّلًا ثم بعدَ ذلك تُعطِى فى كلّ سَنَةٍ نصفَ الخراج فقال ملكُ الصين: هل تُطلبُ غيرَ ذلك شيئًا؟ قال: لا فقال: قد اجبتُكَ الى ذلك، فقال الاسكندرُ كيف يكونُ حالُ رعيتك بعد هذا المال المعجّل؟ فقال اُعطِيكَ من عندى، ولا اُكلِف رعيّتى الى التعجيل، والله على ما نقولُ وكيلٌ، فخرجَ ملكُ الصين شاكرًا فلمّا طلعَ النهارُ اَقبلَ ملكُ الصينِ بعشائره حتى سدّ ما بينَ المشرق والمغرِب، واحاطوا بعساكرِ ذى القرنين حتى ايقنوا بالهلاك فظنّ الاسكندرُ وقومُه ان ملكَ الصين خدعهم، فبينما هُو فى هذه الفكرة، واذا بملكِ الصين جاء وعلى راسه التاجُ فلمّا

راٰہ ذوالقرنین، قال: اَفَدرتَ فیما قلتَ؟ قال: لا: ولکن اردتُ ان اُرِیَكَ اَنّی لو اَخضعُ لك خوفًا، واعلم ان الذی هو غائبٌ من جیوشی اکثر ممن حَضَرَ فقال له الاسکندر: قد ترکتُ لك جمیعَ ما قرّرتُهٗ علیك من امر الخراج فلمّا رجع من بلاد الصین ارسل له ملكُ الصین تُحَفًا، واموالًا کثیرةً علی سبیل الهدیة۔ ———

حل لغات صیانۃ دن حفاظت کرنا، رعایا جمع رعیۃ ہر وہ چیز جس کی حفاظت ضروری ہو۔ ابوالفرج اصبہانی دیکھو ص۶۸ ، ذوالقرنین دیکھو ص۶۶ الصین ملک چین، اشرف اشرافاً نزدیک ہونا، حُجّاب جمع حاجب دربان، خلوۃ تنہائی فتش تفتیشاً تلاشی لینا، الغائلۃ مصیبت فساد ہلاکت ج غوائل، خاطرت مخاطرۃ، بنفسہٖ خطرہ میں ڈالنا، اَفدِ فدی یفدی فدیاً، فدا سے مضارع متکلم ہے۔ جزاء شرط ہونے کی وجہ سے آخر یا حذف ہوگئی ملیّا زمانہ کا ایک حصہ۔ قال تعالیٰ: واہجرنی ملیّا، خراج ٹیکس جو پیداوار کی مالک سے لیا جائے، عشائر جمع عشیرۃ اعزاء، واقارب قبیلہ، سدّد ان، سدادا درست کرنا، فدرت دیکھو ص۲۲ سطر اریک: ارارۃ سے مضارع متکلم ہے، جیوش جمع جیش لشکر، تحفا جمع تحفۃ ہدیہ :۔

تشریح:۔ ابوالفرج اصبہانی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت سکندر ذوالقرنین مشرق و مغرب کی مہم سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو آپ بلاد چین کی طرف متوجہ ہوئے اور مختلف شہروں کا سخت ترین محاصرہ کیا اور جب معاملہ فتح کے قریب آگیا تو شاہ چین نے آکر کہا کہ میں شاہ چین کا فرستادہ ہوں، دربانوں کے پاس پہنچ کر بھی یہی ظاہر کیا اور داخلہ کی اجازت چاہی دربانوں نے حضرت سکندرؒ کو اطلاع کی آپنے اجازت دیدی اور وہ داخل ہوگیا جب وہ آپ کے سامنے کھڑا ہوا، تو آپنے فرمایا: کہیئے کیا کہنا ہے؟ اس نے کہا: مجھے تنہائی میں گفتگو کا حکم دیا گیا ہے، اس پر اس کی جامہ تلاشی ہوئی کہ مبادا اس کے پاس ہتھیار ہو یا کوئی اور مکاری کا سامان ہو مگر تفتیش کنندگان نے اس کو خالی پایا پس اس نے آپ کے قریب ہو کر کہا شاہ! میں شاہ چین کا فرستادہ نہیں بلکہ خود شاہ چین ہوں اور اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ مجھے یہ معلوم ہے کہ آپ مرد صالح واقف کار و سمجھ دار اور ہر طرح قابل اطمینان ہیں۔ سو اگر آپ مجھے ختم کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کے سامنے حاضر ہوں اور جنگ سے بے نیاز کر رہا ہوں اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا آپ طلب فرمائیں مجھے منظور ہے آپ نے فرمایا کہ تو نے خود کو خطرہ میں ڈال دیا۔ اس نے کہا: شاہا! میں دو خطروں میں مبتلا ہوں یا تو آپ مجھے قتل کریں گے اس صورت میں میری سلطنت کے لوگ میری جگہ کسی اور کو قائم کر لیں گے اور آپ سے جنگ کریں گے یا آپ مجھے چھوڑ دیں گے اس صورت میں میں اپنے شہروں کا فدیہ دیتا رہوں گا جس میں آپ کی ستائش ہوگی یہ سن کر حضرت ذوالقرنینؒ معاملہ فہمی کی غرض سے دیر تک غور و فکر کرتے رہے اور آپ پر یہ امر واضح ہوگیا کہ شاہ چین سمجھ دار آدمی ہے پھر آپنے سر اٹھا کر فرمایا کہ میں سلطنت کا تین سالہ پیشگی ٹیکس چاہتا ہوں اس کے بعد ہر سال نصف ٹیکس ادا کرتے رہنا۔ شاہ چین نے کہا بس ..... یا کچھ اور؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ شاہ چین نے کہا، مجھے منظور ہے

> چو کارے بر آید بلطف و خوشی ❊ چہ حاجت بتندی و گردن کشی

حضرت سکندرؒ نے فرمایا کہ اس پیشگی مال کے بعد تیری رعیت کا کیا حشر ہوگا؟ شاہ چین نے کہا: میں اپنی رعیت کو اس کی تکلیف نہ دوں گا بلکہ اپنے پاس سے ادا کروں گا اللہ ہماری باتوں پر نگہبان ہے۔ پس شاہ چین شکریہ ادا کرتا ہوا واپس ہوگیا اور جب دن چڑھ آیا تو اپنے قبیلہ خاندان کیساتھ متوجہ ہوا اور مشرق سے مغرب تک ساری جگہ کو بند کر دیا اور حضرت ذوالقرنینؒ کے لشکر کا چو طرفہ احاطہ کر لیا یہاں تک کہ لوگوں کو ہلاکت کا یقین ہوگیا اور سکندر اور آپکی قوم سمجھ گئی کہ شاہ چین نے ہم کو دھوکا دیا ہے۔

ابھی یہ لوگ اسی سوچ بچار میں تھے کہ اچانک شاہ چین بھی سر پر تاج رکھے ہوئے آگیا، حضرت ذوالقرنینؑ نے اس کو دیکھ کر کہا: غداری کرنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا بالکل نہیں

؎ خلاف وعدہ محالست کز کریم آید ٭ لئیم اگر نکند وعدہ وفا شاید

میں تو صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ میں نے آپ سے مرعوب ہوکر فروتنی نہیں کی، یہ بھی واضح رہے کہ لشکر کی جو تعداد آپ کے سامنے ہے اس سے ان لوگوں کی تعداد کہیں زائد ہے جو نہیں آسکے، حضرت سکندرؑ نے فرمایا کہ اچھا میں نے ٹیکس کی جو مقدار تجھ پر لازم کی تھی وہ محض تیری خاطر ختم کر دی۔

پس شاہ چین واپس ہو گیا اور اپنے ملک میں جاکر اس نے آپکے پاس ہدیہ میں مال کثیر اور تحائف پیش کئے۔

؎ یکحرف صوفیانہ بگویم اجازت ست ٭ اے نور دیدہ صلح بہ از جنگ آوری

المواعظ
نصائح

؎ امروز قدر پند عزیزاں شناختم ٭ یارب روان ناصح ما از تو شاد باد
؎ آنکس کہ نصیحت ز عزیزاں نکند گوش ٭ بسیار بخاید سر انگشت ندامت (حافظ)

لما دخل سليمانُ بن عبد الملك المدينةَ سألَ هل بالمدينة أحدٌ أدرك احدًا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقالوا: ابو حازم، فأرسلَ اليه، فلما دخل سألهٗ، فقال: يا ابا حازم ما لنا نكره الموتَ؟ فقال لانكم اخربتم آخرتكم، وعمرتم دُنياكم فكرهتم ان تنقلوا من عمرانٍ الى خرابٍ فقال له: وكيف القدوم على الله؟ قال ما المحسن فكالغائب يقدم على اهله واما المسيئ فكالآبق يقدم على مولاه فبكى سليمان، وقال ياليتَ شعري ما لنا عند الله؟ قال اعرِض عملك على كتاب الله تعالىٰ، فقال: في ايِّ مكانٍ اجدهٗ، فقال: في قوله ان الابرار لفي نعيم وان الفجار لفي جحيم، قال سليمان: فاين رحمةُ الله؟ قال قريبٌ من المحسنين، قال فايُّ عبادِ الله اكرمُ، قال اولوا المروءةِ،

حل لغات مواعظ جمع موعظۃ پند و نصیحت، سلیمان بن عبدالملک مولود ۵۴ھ ولید بن عبدالملک کا بھائی ہے جب ولید کا انتقال ہوا تو یہ رملہ میں تھا، جمادی الثانی ۹۶ھ میں اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوئی، یوم جمعہ ۲۱ صفر ۹۹ھ میں قنسرین کے قریب مقام دابق میں انتقال ہوا اس وقت اس کا سن ۴۵ سال کا تھا۔ مدت خلافت دو سال آٹھ ماہ پانچ روز رہی۔
ابو حازم کنیت سلمہ نام اعرج لقب والدہ کا نام دینار تھا، نسلاً عجمی اور فارس کے رہنے والے تھے مگر فضل و کمال میں سرآمد روزگار تھے حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ سلمہ واعظ" مدینہ کے عالم اور شیخ تھے" علامہ نووی فرماتے ہیں کہ ان کی ثقاہت و جلالت پر سب کا اتفاق

ہے انہوں نے صحابہ کرامؓ میں حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ سے اور غیر صحابہ میں ابو امامہ، سعید بن المسیب، عامر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن ابی قتادہ وغیرہم سے حدیث روایت کی ہے۔ عالم کامل ہونے کے باوجود ٹھیکروں کی تجارت کرکے معاش حاصل کرتے تھے۔ منصور کی خلافت میں ۱۴۰ھ میں آپ نے وفات پائی ہے۔ تکرہ (س)، کراہۃً ناپسند کرنا، اخربتم خانہ ویران کرنا، عمرتم تعمیراً آباد کرنا۔ عمران آبادی، خراب ویرانہ، المسیئ بدکار، آبق بھگوڑا غلام، ابرار جمع بر نیک، نعیم نعمتہائے جنت، فجار جمع فاجر تباہ کار، جحیم دوزخ، دہکتی آگ، اولو المروءۃ مروت والے۔

تشریح:۔ جب سلیمان بن عبد الملک مدینہ آیا تو اس نے لوگوں سے پوچھا کہ مدینہ میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کے زمانہ) کو پایا ہو؟ لوگوں نے کہا: ابو حازمؒ ہیں۔ سلیمان نے آپ کی خدمت میں (کسی آدمی کو) بھیجا جب آپ تشریف لائے تو سلیمان نے کہا: ابو حازم! ہم کو کیا ہوا کہ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس واسطے کہ تم نے اپنی آخرت کو برباد اور دنیا کو آباد کر لیا، پس تم آبادی سے ویرانہ کی طرف منتقل ہونے کو ناپسند کرتے ہو۔ سلیمان نے کہا: خدا کے سامنے پیشی کس طرح ہوگی؟ آپ نے فرمایا: نیک تو اس طرح پیش ہوں گے جیسے کوئی غائب آدمی اپنے اہل و عیال میں آتا ہے (کہ وہ خوش و خرم اور مسرور ہوتا ہے) اور بدکار اس طرح پیش ہوں گے جیسے کوئی بھگوڑا غلام اپنے آقا کے پاس آتا ہے۔ پس سلیمان رو پڑا اور کہنے لگا۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میرے لئے خدا کے ہاں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اپنے اعمال کا کتاب اللہ سے موازنہ کر۔ سلیمان نے کہا: میں اس چیز کو کہاں پاؤں گا؟ آپ نے فرمایا اللہ کے قول: اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ "بیشک نیکوکار جنت کی نعمتوں میں ہوں گے اور نافرمان جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں"۔ سلیمان نے کہا: پھر خدا کی رحمت کہاں رہی؟ آپ نے فرمایا: اچھے کام کرنے والوں کے قریب ہے۔ سلیمان نے کہا: اللہ کے بندوں میں سب سے زیادہ مکرم کون ہے؟ آپ نے فرمایا: اصحاب مروت۔"

وجاء اعرابیٌّ الی سلیمان بن عبد الملك هذا، فقال: یا امیر المؤمنین! انی اُکلّمك بکلامٍ، فاحتمِلْه فان وراءه ان قبلتَه ماتُحِبُّ، فقال سلیمان هاتِه یا اعرابی! فقال الاعرابیُّ: اِنّی اُطلِقُ لِسانِی بما خَرِسَتْ عنهُ الاَلسُنُ، تادیةً لحق الله، انه قد اکتنفَك رجالٌ قد ساءوا الاختیارَ لانفسِهم، وابتاعُوا دنیاك بدینهم، ورضاك بسخط ربهم وخافوك فی الله، ولم یخافوا اللهَ فیك فهم حربٌ للآخرة، وسلمٌ للدنیا، فلا تأمنهم علی ما استخلفك الله علیه، فانهم لن یألوا بالامانة، وانت مسئولٌ عما اجترموا، فلا تُصلِح دنیاهم بفسادِ آخرتك، فانّ اعظم الناس عند اللهِ غبنًا من باعَ آخرتَه بدنیا غیرِه، فقال سلیمان: اما انت ما انت یا اعرابی فقد سللتَ لسانك، وهو سیفُك، قال: اجل، یا امیر المؤمنین: لك لا علیك۔

حل لغات: سلیمان دیکھو ص ۱۸۱۔ احتمله احتمالاً برداشت کرنا۔ اُطلق اطلق فی کلامہ تعمیم کرنا، مقید نہ کرنا۔ لسان دیکھو ص ۴۸۔ خرست (س) خرسًا گونگا ہونا۔ اکتنفك اکتنافًا احاطہ کرنا۔ لن یألوا الامانۃ لا پروا کرنا۔ اجترموا اجترامًا وجرم (ض) اجریمۃ گناہ کرنا۔ سللت (ن) سلًّا۔ السیف تلوار سونتنا۔

تشریح:۔ سلیمان بن عبد الملک کے پاس جس کا ذکر ابھی گذرا ہے ایک دیہاتی نے آکر کہا: امیر المؤمنین! میں آپ سے ایک بات کہتا ہوں اس کو برداشت کر لیجئے۔ اگر آپ نے اس کو قبول کر لیا تو اس کے بعد وہ چیز ہے جس کو آپ پسند کرتے ہیں۔ سلیمان نے کہا: ضرور۔ دیہاتی نے کہا: میں ایسی باتوں

میں اپنی زبان کو بہت تیز رکھتا ہوں جن سے (لوگوں کی) زبانیں گونگی ہیں محض اللہ کا حق ادا کرنے کی خاطر بے شک آپ کو کچھ ایسے لوگوں نے گھیر لیا ہے جنہوں نے اپنے لئے بُرائی اختیار کرلی ہے اور آپ کی دنیا کو اپنے دین کے عوض خرید لیا ہے اور آپ کی خوشنودی کو اپنے پروردگار کی ناراضگی کے عوض، وہ لوگ خدا کے معاملہ میں تجھ سے ڈرتے ہیں اور تیرے معاملہ میں خدا سے نہیں ڈرتے پس وہ لوگ (تیرے حق میں) آخرت کے اعتبار سے لڑائی ہیں اور دُنیا کے اعتبار سے صلح، پس آپ ان کو اس چیز پر امین نہ بنائیں جس پر اللہ نے آپ کو اپنا نائب بنایا ہے کیونکہ وہ لوگ امانت کی پرواہ نہیں کرتے، ان کے جرائم کے بارے میں آپ سے پرسش ہوگی اس لئے آپ اپنی آخرت خراب کرکے ان کی دُنیا کو درست کرنے کی فکر میں نہ رہیں کیونکہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عیب دار وہ شخص ہے جو اپنی آخرت کو دوسرے کی دُنیا کے عوض بیچ ڈالے، سلیمان نے اس سے کہا:۔
تو کون ہے؟ کہ اپنی زبان کو تلوار کی طرح چلا رہا ہے۔ دیہاتی نے کہا: ہاں مگر یہ تلوار تیرے لئے نافع ہے ضرر رساں نہیں ہے:

چہ خوش گفت یکروز دارو فروش ❊ شفا بایدت داروئے تلخ نوش
چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر ❊ کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاق

ولمّا حجّ بالناس قال لولد عمّه وولیّ عهده عمر بن عبد العزیز الا ترى هذا الخلق الذی لا یحصی عددهم الا الله تعالیٰ ولا یسع رزقهم غیرُه، فقال: یا امیر المؤمنین! هولاء رعیّتك الیوم، و هم غدًا خصماؤك عند الله، فبکیٰ سلیمان بکاءً شدیدًا ثمّ قال بالله استعین،

حل لغات عمر بن عبد العزیز دیکھو ص۹۔ خصماء، جمع خصیم مقابل۔ **تشریح**:۔
جب سلیمان حج کیلئے گیا تو اپنے بھتیجے اور ولی عہد عمر بن عبد العزیز سے کہا: تم اس خلقت کو نہیں دیکھتے جس کے عدد کا احصاء، اور رزق کی طاقت خدا کے سوا کسی کو نہیں، حضرت عمر نے فرمایا امیر المؤمنین! آج یہ خلقت آپ کی رعیت ہے اور کل خدا کے سامنے تیری دشمن اور مقابل ہوگی (یہ سُن کر) سلیمان رو دیا اور کہنے لگا: اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں:۔

می کند اشک ندامت نامۂ دل راسفید ❊ صبح از اختر فشانی پاکدامان می شود

وقال یومًا لعمر ابن عبد العزیز رضی الله تعالیٰ عنه حین اعجبه ما صار الیه من الملك، یا عمر! کیف ترٰی ما نحن فیه؟ فقال، یا امیر المؤمنین! هٰذا سرورٌ لولا انّه غرورٌ ونعیمٌ لولا انه عدیمٌ، وملكٌ لولا انّه هُلكٌ، وفرحٌ لولم یعقبه ترحٌ ولذّاتٌ لولم تقترن بآفاتٍ، وکرامةٌ لو صحبتها سلامةٌ، فبکیٰ سلیمان رحمه الله حتی اخضلت دموعه لحیته ◆

حل لغات غرور، تکبر، گھمنڈ، عدیم بمعنی معدوم، ہُلک ہلاک میں ایک لغت ہے۔ ترح غم ترح (ف) ترحا غمگین ہونا۔ اخضلت تر ہونا، مں تخضل، عیش خضل، شاداب زندگی۔ **تشریح**
ایک روز سلیمان نے حضرت عمر سے کہا جب کہ وہ اپنے ملک کی ترقی کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا، عمر! ہماری یہ حالت کیسی ہے جس میں

ہم ہیں؟ آپنے فرمایا: امیر المؤمنین! یہ خوشی کا مقام ہے اگر اس میں گھمنڈ نہ ہو، اور نعمت ہے اگر یہ معدوم نہ ہو اور ملک ہے اگر یہ ہلاک نہ ہو اور خوشی ہے اگر اس کے بعد رنج نہ ہو اور لذتیں ہیں اگر اس کے ساتھ آفتیں نہ ہوں، اور بزرگی ہے اگر اس کے ساتھ سلامتی ہو، پس سلیمان رو پڑا اور اتنا رویا کہ آنسوؤں نے اس کی ڈاڑھی تر کر دی۔

؎ بریز اشکِ ندامت کہ نامہائے سیاہ ✲ بآبِ دیدہ تواں شست و دستِ استغفار

وقال عبد الله بن عباس: ما انتفعت بكلام احدٍ بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ما انتفعتُ بكلامٍ كتبه الىّ علىّ بن ابى طالب رضى الله تعالى عنه كتب الىّ اما بعد، فان المرء يسرّه ادراك ما لم يكن ليفوته ويسوءه فوتُ ما لم يكن ليدركه فليكن سرورك بما نلتَ من امر اٰخرتك وليكن اسفك على ما فاتك منها، وما نلتَ من امر دنياك فلا تكن به فرحًا، وما فاتك منها فلا تأس عليه جزعًا وليكن همّك ما بعد الموت، و

كتبت عائشة رضى الله تعالى عنها الى معاوية، اما بعد، فانه من يعمل بمساخط الله يصر حامده من الناس ذامًّا له، والسلام

حلّ لغات عبد اللہ بن عباس دیکھو ص۵۹ نِلت (ض س) نیلًا پانا، أسَف افسوس، لاتأسَ نہی حاضر ہے إسَی (س)، اسی غمگین ہونا جزعًا بے صبری کرنا، عائشہ دیکھو ص۱۲۹ معاویہ دیکھو ص۱۲۹ مساخط جمع مَسخط سبب ناراضی دیکھو ص۱۲۹

تشریح: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے کلام سے اتنا استفادہ نہیں کیا جتنا کہ اس کلام سے کیا جو حضرت علیؓ نے میرے پاس لکھا تھا۔ آپنے مجھے لکھا، اما بعد! بیشک آدمی کو اس چیز کا حاصل ہونا خوش کرتا ہے جس کو وہ کبھی فوت نہیں کر سکتا تھا۔ اور اس چیز کا فوت ہونا رنجیدہ کرتا ہے جس کو وہ کبھی حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ تیری خوشی آخرت کی کسی بات کے حاصل ہونے سے ہونی چاہیئے اور جو چیز امور آخرت میں سے فوت ہو جائے۔ اس پر افسوس ہونا چاہیئے، اور جو چیز تجھے دُنیا وی امور سے حاصل ہو جائے اس پر خوش نہ ہو اور جو اس سے فوت ہو جائے اس پر ناشکیبائی کیسا تھ غمگین نہ ہو، تجھے تو مابعد الموت کا فکر ہونا چاہیئے۔ حضرت عائشہؓ نے امیر معاویہؓ کے پاس لکھا۔

اما بعد، جو شخص اللہ کی ناراضگی کے عمل کرے گا تو اس کی تعریف کرنے والے بھی اس کو بُرا کہنے لگیں گے۔

وخرج الزهرى يومًا من عند هشامٍ بلربعٍ، قيل له: ما هُنّ؟ قال: دخل رجلٌ على هشامٍ، فقال: يا امير المؤمنين! احفظ عنى اربع كلماتٍ فيهنّ صلاحُ مُلكك واستقامة رعيّتك، فقال: هاتِهنّ. فقال لا تعِدَنّ عدةً لا تثقُ من نفسك بانجازها قال: هذه واحدةٌ فهاتِ الثانيةَ، قال: لا يغرّنك المرتقى وان كان سهلًا اذا كان المنحدرُ وعرًا. قال: هات الثالثةَ، قال: واعلم ان للاعمال جزاءً

فاتقِ العواقِبَ، قال: هاتِ الرابعةَ، قال: واعلم ان للامور بغتاتٍ، فكن على حَذَرٍ۔

حل لغات الزہری دیکھو ص۸۵ ہشام بن عبدالملک مولود ۷۲ھ اسکی والدہ عائشہ بنت ہشام بن اسمٰعیل مخزومی تھی۔ اپنے بھائی یزید کے انتقال کے وقت یہ حمص میں تھا وہیں بذریعہ برید کے عصا اور خاتم خلافت اس کو بھیجی گئی وہاں سے یہ دمشق آیا اور خلافت کی بیعت لی، ہشام حلیم الطبع عاقل و فرزانہ تھا اس نے ایک بار شرفاء میں سے کسی کو گالی دی اس نے کہا شرم نہیں آتی خلیفہ ہو کر بدزبانی کرتے ہو۔ ہشام نے ندامت سے سر جھکا لیا اور اس سے معافی مانگی، ۶ ربیع الثانی ۱۲۵ھ میں وفات پائی۔ اس کی خلافت اُنیس سال چھ ماہ گیارہ روز رہی، لاتعدن دفس، وعداً، عِدَةً وعدہ کرنا۔ لاتثق وثوقاً، ثقةً بھروسہ کرنا، انجاز وعدہ پورا کرنا۔ المرتقیٰ اسم ظرف ہے۔ چڑھنے کی جگہ، سہل، نرم، المنحدر اسم ظرف ہے ڈھلوان جگہ، وعر، دشوار، سخت، بغتات اچانک آجانے والی مصیبتیں، حذر چوکنا رہنا :۔

تشریح :۔
ایک مرتبہ امام زہری ہشام کے پاس سے چار باتیں لے کر نکلے کسی نے آپ سے پوچھا وہ کیا کیا ہیں؟ آپنے کہا: ہشام کے پاس ایک شخص نے آکر کہا: امیر المؤمنین! آپ مجھ سے چار باتیں محفوظ کرلیں جن میں آپکے ملک کی خیر و صلاح اور آپ کی رعیت کی درستگی ہے۔ ہشام نے کہا ضرور! اس نے کہا: ایسا وعدہ ہرگز نہ کر جس کے پورا کرنے کا تجھے اپنی ذات پر اعتماد نہ ہو، ہشام نے کہا: ایک بات ہوئی، دوسری لا، اس نے کہا: بلندی پر چڑھنا خواہ کتنا ہی آسان ہو مگر اس سے دھوکا مت کھا جب کہ اس سے اُترنا دشوار ہو۔ ہشام نے کہا تیسری بات لا، اس نے کہا: یاد رکھ! ہر کام کے لئے اس کا بدلہ ہے پس اس کے انجام سے ڈرتا رہ، ہشام نے کہا: چوتھی بات لا، اس نے کہا: یاد رکھ! امور کی آمد اچانک ہوتی ہے پس محتاط رہنا :۔

قَعَدَ مُعاويةُ بالكوفة يُبايع الناسَ على البراءة من علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه فقال له رجلٌ: يا امير المؤمنينَ! نطيعُ احياءَكم، ولا نتبرّأ من موتاكم، فالتفتَ الى المغيرة فقال له: هذا رجلٌ فاستوصِ به خيرا

حل لغات معاویہ دیکھو ص۱۲ احیاء جمع حی زندہ، لانتبرأ براءة بیزار ہونا۔ موتیٰ جمع میت مردہ المغیرہ بن شعبہ ثقفی مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ آپ عقلاء روزگار میں سے تھے، غزوہ خندق کے بعد ایمان لائے اور صلح حدیبیہ و بیعت رضوان میں اور اس کے بعد غزوات میں شریک رہے حضرت عمرؓ نے ان کو بحرین اور بصرہ و کوفہ کا والی مقرر کیا تھا۔ بصرہ میں سب سے پہلے دیوان آپ ہی نے قائم کیا تھا۔ تمام کتب صحاح میں آپ سے روایات مروی ہیں صحیحین میں ان سے بارہ احادیث مروی ہیں اور ان کی کل مرویات کی تعداد (۱۳۶) ہے ۵۰ھ میں آپنے وفات پائی ہے، فاستوص استیصاءً وصیت قبول کرنا۔

ترجمہ حضرت معاویہؓ کوفہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے حضرت علیؓ سے برات پر بیعت لے رہے تھے ایک شخص نے ان سے کہا: امیر المؤمنین! ہم آپ کے زندوں کی اطاعت کرتے ہیں اور مُردوں سے بیزار نہیں ہیں۔ پس وہ حضرت مغیرہؓ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ ہے مرد کامل سو اس کی نصیحت قبول کر :۔

ناصح از روئے درشتی سخن ار گفت چہ باک ❁ صبر تلخ ست ولیکن بر شیریں وارد

قِصّة سيّدنا عيسىٰ بن مريم عليه السّلام

واقعہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام !

من حِكَمِ الله تعالىٰ ان خلق اٰدم من غير اب و امّ و خلق حواء من غير امّ و خلق عيسٰى من غير اب و خلق بقية نوع الانسان من ابٍ و امٍ ولمّا اراد الله ان يخلق نبيه عيسٰى ارسل الى مريم جبريل فى صورة انسانٍ وكانت وقتئذٍ معتزلةً فى مكان شرقى الدار حيث كانت تغتسل من حيضها فلما رأت جبريل استعاذت منه ليبتعد عنها فاجاب بانه رسول من قبل الله جاء اليها ليهبها ولدًا يكون نبيًا قال " انما انا رسول ربكِ لِاَهَبَ لكِ غلامًا ذكيًا " فاجابته كيف يكون لى ولد وانا لم اتزوج ولست من اهل البغى قالت " انى يكون لى غلام ولم يمسسنى بشر ولم اكُ بغيا " فقال لها هذا امر هين على ربك اراد ذلك ليكون علامةً للناس على قدرته ورحمةً لمن اٰمن به " وقد حكم بايجاده ولا محالة فحملت به ولم تمض ساعة من حملة حتى احست بالم الولادة فجاءت تحت جذع النخلة ووضعته " ثم ذهبت الى قومها حاملة له فظنوا انها جاءت به من طريق الزنا فاتت به قومها تحمله قالوا يامريم لقد جئت شيئًا فريًا وهمّوا ليرجموها بالحجارة فاشارت لهم اليه ليسألوه فقالوا لها كيف نكلّم من كان فى المهد صبيًا فقال لهم عيسىٰ انى عبد الله اتانى الكتاب وجعلنى نبيًا وجعلنى مباركًا اينما كنتُ واوصانى بالصّلوٰة والزكوٰة ما دمت حيا وبرًا بوالدتى ولم يجعلنى جبارًا شقيًا والسّلام علىّ يوم ولدتُ ويوم اموت ويوم اُبعث حيًا " فعند ذلك تحققت لهم براءتها ولما بلغ عيسىٰ ثلاثين سنة بعثه الله رسولا وانزل عليه الانجيل واٰمن به خلق كثير ؛

حل لغات حِکَم جمع حکمت دانائی، حق کے موافق گفتگو، معتزلۃ اعتزل۔ الشئی دعنہ جدا ہونا۔ زکیا گناہوں سے پاک بغیا بدکار و زنا کار عورت ج بغایا البغی سے فعول کا وزن ہے واؤ کو یا کر کے غین کو کسرہ دیدیا گیا۔ فعول کا وزن جب فاعل کے لئے ہوتا ہے تو اس میں مذکر و مؤنث دونوں برابر ہیں، جذع درخت کا تنہ ج جذوع، نخلۃ کھجور کا درخت (اذ کانت یا لبستہ لا راس لہا" حضرۃ فیہا وکان الوقت شتاء) فریا ایسا کام جس پر حیرت و تعجب ہو، فلان لیفری الفری فلاں تعجب انگیز کام کرتا ہے۔ لیرجمو ہا (ن) رجما سنگسار کرنا، رجما بالغیب، انکل پچو بات، المھد گہوارہ ج مُہود۔ مہد (ف) مَہدا بچھانا، مہاد بچھونا۔ الاکمہ مادرزاد نابینا الابرص، برص کا بیمار (برص ایک بیماری ہے جس کی وجہ سے کھال سفید ہوجاتی ہے اور سخت تکلیف دہ خارش پیدا ہوتی ہے) غضب غصہ سے بھڑک ہوجانا، فجموا (ن) ہجوما غفلت کی حالت میں اچانک آنا :۔ **تشریح** :۔

خداوند عالم کی حکمت ہے کہ اس نے حضرت آدمؑ کو بلا ماں باپ اور حواء کو بلا ماں اور حضرت عیسیٰؑ کو بلا باپ اور بقیہ نوع انسانی

کو ماں اور باپ کے پیدا فرمایا، جب اللہ نے اپنے نبی حضرت عیسیٰ کو پیدا کرنا چاہا تو حضرت جبرئیل کو بصورت انسان حضرت مریمؑ کے پاس بھیجا اسوقت آپ بجانب مشرق ایک مکان میں یکسو تھیں جہاں حیض سے پاکی کیلئے غسل کر رہی تھیں، جب آپ نے حضرت جبرئیلؑ کو دیکھا تو خدا کی پناہ چاہی، تاکہ جبرئیلؑ ان سے دُور رہیں، حضرت جبرئیلؑ نے جواب دیا " میں تو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں تاکہ وہ تجھے ایک ایسا لڑکا دیدے جو نبی ہوگا (اسی کو قرآن میں ان الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے) جبرئیلؑ نے کہا میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں " حضرت مریمؑ نے جواب دیا، کہ میرے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے جب کہ میں نے نہ شادی کی اور نہ میں بدکار ہوں (قرآن میں ہے قالت انی یکون الخ) وہ کہنے لگیں کہ میرے لڑکا کس طرح ہو جائیگا حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں، حضرت جبرئیل نے کہا: یہ تو میرے رب پر بہت آسان ہے (اس طور پر پیدا کرنے سے) ارادہ یہ ہے کہ وہ (فرزند) لوگوں کیلئے نشانی ہو اور مؤمنوں کیلئے باعث رحمت ہو، اللہ نے اسکا حکم کردیا ہے لامحالہ ہو کر رہے گا۔ پس انکے پیٹ میں لڑکا رہ گیا اور حمل کی ایک گھڑی بھی نہ گذری تھی کہ دردِ زہ کا احساس کرنے لگیں تو ایک کھجور کے درخت کے نیچے آبیٹھیں اور وضع حمل ہو گیا پھر وہ انکو اپنی گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس لائیں تو قوم کو یہ گمان ہوا کہ مریم کے یہ بچہ بدکاری سے پیدا ہوا ہے، (قرآن نے اس کو بایں الفاظ تعبیر کیا ہے " فاتت بہ قومہا الخ ") پھر وہ ان کو اپنی قوم کے پاس لائیں لوگوں نے کہا: اے مریم! تم نے بڑے غضب کا کام کیا اور وہ آپکو سنگسار کرنے کا ارادہ کر بیٹھے تو آپ نے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اسی سے پوچھ لو، لوگوں نے کہا: بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے، حضرت عیسیٰ نے انکو جواب دیا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھ کو اس نے نبی بنایا اور مجھ کو برکت والا بنایا۔ میں جہاں کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ ہوں اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گذار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش، بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز مرونگا اور جس روز زندہ کرکے اٹھایا جاؤنگا پس اس وقت قوم کے نزدیک حضرت مریم کی براءت ثابت ہو گئی جب آپ ۳۰ سال کی عمر کو پہنچے تو اللہ نے آپ کو رسول بنایا، آپ پر انجیل نازل فرمائی اور خلق کثیر آپ پر ایمان لائی۔

ومن معجزاته انه كان يصور من الطين طيراً فينفخ فيه فيكون طيراً باذن الله ويبرئ الاكمه والابرص ويحيي الموتى باذن الله

تشریح: - آپکے معجزات میں یہ ہے کہ آپ مٹی سے پرند کی شکل بنا کر اس میں پھونک دیتے تو وہ بحکم خداوندی (جاندار) پرند بن جاتا تھا اور مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو (دست مبارک پھیر کر) اچھا کر دیتے تھے اور بحکم خداوندی مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔

فائدہ: قرآن پاک میں اس موقعہ پر حضرت مسیح کے محض شکل و صورت بنانے کو " خلق " سے تعبیر کرنا صرف ظاہری حیثیت سے ہے جیسے حدیث میں معمولی تصویر بنانے کو " خلق " سے تعبیر فرمایا " احیوا ما خلقتم " یہی وجہ ہے کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا " انی اخلق لکم من الطین طیرا " (میں مٹی سے پرندہ بنا دیتا ہوں، بلکہ یوں کہا کہ مٹی میں سے پرندہ کی شکل بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔ آپ کے یہ خرق عادت فعل ظاہر ہوا تاکہ تہمت لگانے والوں کو ایک چھوٹا سا نمونہ قدرت خداوندی کا دکھلا دیں کہ جب میرے نفخہ (پھونکنے) پر خدا تعالیٰ مٹی کی بیجان صورت کو جاندار بنا دیتا ہے اس طرح اگر اس نے بدوں مس بشر محض روح القدس کے نفخہ سے ایک برگزیدہ عورت کے باطن پر روح عیسوی فائض کر دی تو کیا تعجب ہے، حضرت مسیح کے زمانہ میں اطباء و حکماء کا زور تھا اس لئے آپکو ایسے معجزات مرحمت ہوئے جو گوں پر ان کے سب سے زیادہ مایۂ فن میں حضرت مسیح کا نمایاں تفوق ثابت کریں۔

ومن معجزاته ایضاً نزول المائدة من السماء واخبار قومه بما یاکلون وما یدخرون فی بیوتهم وقد اغتاظت منه الیهود فاتفقوا علی قتله فهجموا علیه فی بیته فدخل احد منهم اسمه (یهوذا) فلم یجده فدخلوا علیه فوجدوا فیه شبهاً من عیسیٰ فقتلوه وصلبوه واما عیسیٰ فرفعه الله الی السماء فذلك قوله تعالیٰ وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم وقوله تعالیٰ بل رفعه الله الیه وکان الله عزیزاً حکیماً وکساه الله اوصاف الملائکة وهو حی الی الآن •

تشریح اور آپکے معجزات میں سے ہے آسمان سے مائدہ کا نازل ہونا اور قوم کو اس چیز سے مطلع کر دینا کہ جو وہ لوگ کھاتے تھے اور جو اپنے گھروں میں جمع کرکے رکھتے تھے جب یہودیوں نے یہ دیکھا تو غیظ وغضب میں مرنے لگے اور آپ کو قتل کرنے پر متفق ہو گئے، یہاں تک کہ ایک روز اچانک آپکے مکان میں آ گئے اور ایک شخص یہودا نامی مکان میں گھس گیا مگر آپ کو مکان میں نہ پایا تو سب لوگ گھر میں داخل ہو گئے، گھر میں حضرت عیسیٰ کے مشابہ ایک شخص کو پایا تو انہوں نے اسی کو قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا (قال تعالیٰ وما قتلوہ الخ)، حالانکہ انہوں نے نہ آپ کو قتل کیا اور نہ سولی دی لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا بلکہ ان کو خدا نے اپنی طرف اٹھا لیا، اللہ بڑی زبردست حکمت والا ہے، اللہ نے آپ کو ملائکہ کے اوصاف سے آراستہ کیا تھا آج بھی آپ زندہ ہیں:۔

فائدہ: قصہ یہ ہوا کہ جب یہودیوں نے حضرت مسیح کے قتل کا عزم کیا تو پہلے ایک آدمی ان کے گھر میں داخل ہوا حق تعالیٰ نے انکو تو آسمان پر اٹھا لیا اور اس شخص کی صورت حضرت مسیح کی صورت کے مشابہ کر دی جب باقی لوگ گھر میں گھسے تو اس کو مسیح سمجھ کر قتل کر دیا پھر خیال آیا تو کہنے لگے کہ اس کا چہرہ تو مسیح کے چہرہ کے مشابہ اور باقی بدن ہمارے ساتھی کا معلوم ہوتا ہے کسی نے کہا کہ یہ مقتول مسیح ہے تو ہمارا آدمی کہاں ہے اور ہمارا آدمی ہے تو مسیح کہاں ہے اب صرف اٹکل سے کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا علم کسی کو بھی نہیں، حق یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ ہرگز مقتول نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر اللہ نے اٹھا لیا اور یہود کو شبہ میں ڈال دیا؛

وَاَمَّا مَرْیَمُ اُمُّهٗ فَتُوُفِّیَتْ بَعْدَ رَفْعِهٖ بِمُدَّةٍ قَلِیْلَةٍ، وَدُفِنَتْ بَیْتَ الْمَقْدِسِ ثُمَّ اِنَّهٗ یَنْزِلُ قَبْلَ قِیَامِ السَّاعَةِ یَحْکُمُ بِشَرِیْعَةِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَا یَدَعُ کَافِرًا، وَیَمْکُثُ مُدَّةَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً، ثُمَّ یَحُجُّ، وَیَزُوْرُ قَبْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ یَمُوْتُ وَیُدْفَنُ بِجِوَارِهٖ.

تشریح:۔ رہیں آپ کی والدہ حضرت مریم سو وہ آپکے اٹھا لینے کے کچھ ہی بعد وفات پا گئیں اور بیت المقدس میں دفن کی گئیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے آسمان سے اتریں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا حکم دیں گے اور کسی کافر کو نہ چھوڑیں گے آپ چالیس سال تک تشریف فرما رہیں گے پھر حج بیت اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کریں گے اس کے بعد آپ کی وفات ہو گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں مدفون ہوں گے۔

قصة سيدنا ابراهيم عليه السلام

واقعہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام!

كان سيدنا ابراهيم له أب اسمه آزر وكان كافرا وأمّا اسمها اليوثا وكانت مؤمنة سرًّا وقد ولد ابراهيم في مدة ملك اسمه النمرود كان ذا قوة وكان يعبد الاصنام ولما ملك جميع الدنيا ادعى الالوهية فعبدته الناس خوفا منه فلمّا صار ابراهيم مراهقا بكّت اباه بقوله اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّيْ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ حيث كان ابوه يعبد الاصنام وينجر فيها ثم صار ابراهيم يقول يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ فلما سمع النمرود بذلك احضر ابراهيم قال له انا الذي خلقتك ورزقتك فقال له ابراهيم كذبت رَبِّيَ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ. فعند ذلك بهت النمرود ومن معه معجبين من فصاحة لسانه ثم التفت النمرود لآزر وقال له خذ ولدك وحذره من باسي فاخذه ابوه وصار يحذره فقال له ابراهيم يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا فزجره ابوه ووبخه ثم بعد ذلك ترقب ابراهيم للاصنام ودخل عليها وكانت ثلاثة وسبعين صنما فكسرها بفاس ولم يمس الصنم الاكبر بسوء بل علق الفأس في رأسه وذهب فلما دخلوا عليها وجدوها على هذه الحالة فظنوا انه ما فعل ذلك الا ابراهيم فاخبروا النمرود وكان قبل ان يدعى الالوهية مشغوفا بعبادة الاصنام فامر باحضاره فلما حضر قال النمرود وقومه ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ فاجابهم بقوله بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ثم انه لما رأى الجهل محيطا بهم قال اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ فلما سمعوا ذلك تحققوا انه الفاعل فقالوا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ فجمعوا احطابا وخشبا مدة ثلاثة اشهر حتى صار كالجبل فاضرموا فيه النار فاشتعلت حتى ملأت الجو وعمّت جميع الجهات حرارتها وصنعوا منجنيقا ووضعوا فيه ابراهيم ورموه في النار فصارت بردا وسلاما على ابراهيم ونبعت عين ماء وبجانبها شجرة رمان وأتاه جبريل بسرير من الجنة وتاج وحلة فلبسهما ابراهيم وجلس على السرير في ارغد عيش ولم تؤثر فيه النار فآمن به خلق كثير ولما علم النمرود بذلك قال يا ابراهيم اخرج من ارضنا فخرج هو ومن آمن معه و

تزوج بواحدة اسمها سارة فجاء الى مصر واقام بها مدة فاعطاه ملك مصر جارية اسمها هاجر لما رأى من معجزاته ثم رجع الى الشام واقام بها وهو اول من قرى الضيفان واول من شابت لحيته :-

حل لغات ابراہیم اس میں چھ لغتیں ہیں ابراہیم، ابراہام (بہا قری فی السبع) ابراہوم، ابراہم دونوں میں ہا کی تثلیث کے ساتھ) علامہ سجاعی نے لفظ ابراہیم، یونس اور یوسف کی لغتوں کو اس قطعہ میں نظم کیا ہے۔

لقد جاء ابراہیم بالیاء والالف ❋ وبالواو والتثلیث فی الحذف قد وصف
ویونس ثلث ثالثا مثل یوسف ❋ مع الھمز والابدال فاحفظ کما عرف

آزر بعض حضرات نے اس لفظ کو عربی کہا ہے اور "ازر" یا "وزر" سے مشتق مانا ہے اور تعریف اور وزن فعل کے سبب غیر منصرف قرار دیا ہے مگر ظاہر یہی ہے کہ یہ لفظ عجمی ہے اور وزن فعل اور صفت کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ اصنام جمع صنم بُت، الوہیۃ مصدر ہے معبود ہونا، مراھقا راہق۔ الغلام جوانی کے قریب پہنچنا۔ بکت تبکیتا۔ وہ مجت میں غالب آنا اور خاموش کر دینا۔ بہت (س، ک) بہتا متحیر ہو کر خاموش ہونا (مجہول افصح اور مشہور ہے) باس عذاب، فاس کلہاڑی (مونث سماعی ہے) کبھی بغیر ہمزہ کے بولا جاتا ہے ج افؤس، فؤوس، اف اسم فعل بمعنی اتضجر واکرہ (میں ناپسند کرتا ہوں میں بے قرار ہوں) اصل میں اف ناخون کے میل کو کہتے ہیں قاضی عیاض وغیرہ نے اسمیں دس لغتیں ذکر کی ہیں اُفَّ اُفِّ اُفٌّ اِفہ، افَ اُفُ، اُفی علامہ سیوطی تنویر الحوالک میں کہتے ہیں کہ شیخ ابوحیان نے ارتشاف وغیرہ میں چالیس لغتیں ذکر کی ہیں قال وقد نظمتھا فی ابیات فقلت ؎

اف ربع اخیرہ ثم ثلث ❋ مبتداہ مشددا ومخفف
وبتنوینہ وبالترک افا ❋ لامالا وبالا مالۃ مضعف
وبکسر ابتدا وانی مثلث ❋ وزد الھاء فی اف اطلق لاف
ثم مدا بکسر اف واف ❋ ثم اوفا حفظ ودع ما یزیف

اضرموا۔ النار آگ روشن کرنا بھڑکانا، الجو ہو ما بین السماء والارض، منجنیق ایک مشین ہے جس کے ذریعہ سے قلعہ وغیرہ کی دیوار پر پتھر پھینکتے ہیں "من چہ نیک" کا معرب ہے ج مجانق، مجانیق، نبعت (ض، ن، ف) پانی کا چشمہ پھوٹ گیا، رتان، انار، رغد عیش آسودہ زندگی رغد (س، ک) رغدا خوشحال ہونا۔ ضیفان جمع ضیف مہمان۔ شابت لحیتہ اس کی داڑھی سفید ہو گئی۔

تشریح:۔ ہمارے سردار حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر تھا جو کافر تھا اور آپ کی والدہ کا نام "یوشا" تھا جو سرا مومنہ تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش نمرود بادشاہ کے زمانہ میں ہوئی جو بہت قوت ور اور بت پرست تھا جب وہ پوری دنیا کا مالک ہو گیا تو اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا۔ لوگوں نے اس کے ڈر سے اس کی پوجا شروع کر دی۔ جب حضرت ابراہیمؑ جوانی کے قریب پہنچ گئے تو باپ کو دلیل کے ساتھ اپنے اس قول سے خاموش کر دیا۔ کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے بیشک میں تجھ کو اور تیری ساری قوم کو صریح غلطی میں دیکھتا ہوں کیونکہ آپ کے والد بت پرستی کرتے تھے اور بتوں کی تجارت کرتے تھے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے (کھلم کھلا) کہنا شروع کیا "اے میری قوم اپنے پالنہار خدا کی عبادت کرو" نمرود نے جب یہ سنا تو حضرت ابراہیمؑ کو بلا کر کہا، میں نے ہی تجھے پیدا کیا ہے اور میں نے ہی تجھے رزق دیا ہے، حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا: تو جھوٹا ہے، میرا رب تو وہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی میری رہنمائی کرتا ہے وہی مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھ کو شفاء دیتا ہے اور جو موت

دے گا اور پھر مجھ کو زندہ کرے گا اور جس سے مجھ کو یہ امید ہے کہ میری غلط کاری کو قیامت کے روز معاف کر دے گا پس یہ سن کر نمرود بھی اور اس کے ساتھی بھی بکتے بکتے رہ گئے اور آپ کی شستہ زبان پر تعجب کرنے لگے پھر نمرود نے آزر کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اپنے لڑکے کو سنبھال لے اور اس کو میرے عذاب سے ڈرا، باپ نے آپ کو ڈرانا شروع کیا تو آپ نے فرمایا اے میرے باپ تم ایسی چیز کی عبادت کیوں کرتے ہو جو نہ کچھ سنے اور نہ کچھ دیکھے اور نہ کچھ تمہارے کام آ سکے، یہ سن کر باپ نے آپ کو جھڑک دیا آپ بتوں کے (معاملہ میں موقعہ کے) منتظر ہو گئے اور ایک روز (موقعہ پا کر) کلہاڑی سے سب کو توڑ ڈالا یہ ۲، بُت تھے

سے بشکن بتِ غرور کہ در دین عاشقاں ❊ یک بت کہ بشکنند بہ از صد عبادت ست (خجندی)

مگر ان میں جو سب سے بڑا بت تھا اس کو نہیں چھویا بلکہ کلہاڑی اس کی گردن میں لٹکا دی اور چلے آئے، جب بتوں کے پجاری ان کے پاس آئے اور انکو اس خراب و خستہ حالت میں پایا تو انہیں معاً یہ گمان ہوا کہ یہ حرکت (حضرت) ابراہیمؑ کے علاوہ کسی نے نہیں کی چنانچہ لوگوں نے نمرود کو اطلاع کی نمرود خود بھی خدائی دعوی سے پہلے بت پرستی کا دلدادہ تھا اس نے حضرت ابراہیمؑ کو بلایا جب آپ تشریف لائے تو نمرود اور اس کی قوم نے کہا: کیا ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت تو نے کی ہے؟ آپ نے جواب دیا نہیں بلکہ ان کے اس بڑے نے کی ہے سو ان سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہوں، اس کے بعد جب آپ نے ان کو سرتا پا جہالت میں ڈوبا ہوا پایا تو فرمایا: تف ہے تم پر اور ان پر جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔

جب قوم نے یہ سنا تو سب کو یقین ہو گیا کہ یہ حرکت اسی نے کی ہے پس وہ لوگ کہنے لگے کہ ان کو آگ میں جلا دو اور اپنے معبودوں کا بدلہ لو اگر تم کو کچھ کرنا ہے۔ پس سبھوں نے تین ماہ تک لکڑیں وغیرہ جمع کیں یہاں تک کہ لکڑیوں کا ڈھیر پہاڑ کی طرح ہو گیا پھر انہوں نے لکڑیوں میں آگ لگائی اور وہ شعلے دینے لگی یہاں تک کہ اس نے فضاء آسمانی کو بھر دیا اور چاروں طرف اس کی گرمی پھیل گئی اور انہوں نے ایک منجنیق تیار کی اور اس میں حضرت ابراہیمؑ کو رکھ کر آگ میں ڈالدیا پس آگ حضرت ابراہیم پر ٹھنڈی اور بے گزند ہو گئی پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا انار کا درخت اگ گیا، حضرت جبرئیل آپ کی خدمت میں تحف، تاج جوڑا لے کر حاضر ہوئے اور آپ کو پہنا دیا اور آپ آسودہ زندگی کے ساتھ تخت نشین ہو گئے اور آگ نے آپ میں کچھ بھی اثر نہ کیا

سے عاشقاں را گر در آتش می نشاند مہر دوست ❊ تنگ چشم گر نظر در چشمۂ کوثر کنم (حافظ)

آتش کہ شراب وصل تو نوشش کند ❊ از لطف تو سوختن فراموش کند

(یہ دیکھ کر) خلق کثیر آپ پر ایمان لائی جب نمرود نے یہ دیکھا تو اس نے کہا: اے ابراہیم! ہماری زمین سے نکل جا، پس آپ اور وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے وہاں سے نکل گئے۔ آپ نے ایک عورت کے ساتھ شادی کی جس کا نام سارہ ہے اور آپ مصر تشریف لے آئے اور ایک مدت تک وہیں قیام پذیر رہے۔ شاہ مصر نے جب آپ کے معجزات دیکھے تو اس نے آپ کو ایک کنیز عطا کی جن کا نام ھاجرہ ہے پھر آپ ملک شام آ گئے اور وہیں اقامت اختیار کی۔ حضرت ابراہیمؑ نے سب سے پہلے مہمان نوازی جاری کی اور آپ ہی کی سب سے پہلے ڈاڑھی سفید ہوئی۔

فائدہ :- حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا یا آزر - نیز یہ دونوں ایک شخصیت کے نام ہیں یا جُدا جُدا دو ہستیوں کے، تاریخ اور تورات نے آپ کے والد کا نام تارخ بتایا ہے اور قرآن عزیز نے آزر، اب بعض تو یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں نام ایک ہی شخصیت سے وابستہ ہیں اور تارخ علم اسمی ہے اور آزر علم وصفی، آزر عربی زبان میں محب صنم کو کہتے ہیں تارخ

میں چونکہ بُت تراشی و بت پرستاری دونوں وصف موجود تھے اس لئے آزر کے لقب سے مشہور ہوا، نیز آزر کے معنی اعوج (کم فہم) یا بیوقوف اور پیر فرتوت کے ہیں تارخ میں یہ باتیں بھی موجود تھیں اس لئے اس صفت سے موصوف کیا گیا قرآن عزیز نے اسی مشہور وصفی علم کو بیان کیا ہے۔ علامہ سہیلی نے "روض الانف" میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ آزر اس بُت کا نام ہے جس کا تارخ پجاری تھا۔ (والتفصیل فی المطولات)۔

الكَيِّسُ مَنْ تَهَيَّأَ لِلْمَوْتِ

دانا وُہی ہے جس نے موت کی تیاری کی

تو پیش از عقوبت در عفو کوب ۞ کہ سودے ندارد فغاں زیر چوب (سعدی)

حُكِيَ أَنَّ سليمان بن عبد الملك لَبِسَ في يومِ الجُمُعَةِ لباسًا شُهِرَ بِه، ودعا بتختٍ فيه عمائمُ وبيده مرآةٌ، فلم يزل يَعتَمُّ بواحدةٍ بعدَ أُخرى وأرخى سدولها وأخذ بيده مخصرةً، واعتلى منبرَه، ناظرًا في عِطفيه، وجمع حَشَمِه، وقال أنا الملكُ الشابُّ السيدُ الجحجابُ الكريمُ الوهّابُ، فتمثّلت له احدى جواريه، فقال: كيف ترين امير المؤمنين فقالت أُراهُ مُنَى النفس، وقُرّةَ العين لولا ما قال الشاعر

انتَ نِعمَ المتاعُ لو كنتَ تبقى	غيرَ أنْ لا بقاءَ للانسانِ
انتَ خِلْوٌ مِّنَ العيوبِ ومِمّا	يكرهُ الناسُ غيرَ أنّكَ فانِ

فدمعت عيناه، وخرج على الناس باكيًا فلمّا فرغ من صلوٰته رجع ودعا بالجارية وقال لها ما حملكِ على ما قلتِ؟ قالت والله ما رأيتك، ولا دخلتُ عليك، فاكبرَ ذٰلك ودعا ببقيةِ جواريه، فصدّقنها على ذٰلك، فراعه ذٰلك، ولم يبق الا مدةً من يسيرةً حتى مات۔

حل لغات الكيس زیرک، کاس (ض) کیسًا، کیاسۃً۔ الغلام زیرک و ذہین ہونا، کیس سمجھدار ج اکیاس کیسی تہیأ تیاری کی سلیمان دیکھو ص۱۸۰ التخت جامہ دان ج تخوت، عمائم جمع عمامہ پگڑی، مرآۃ آئینہ، یعتم اعتمامًا پگڑی باندھنا ارخی ارخاءً، الستر لٹکانا، سدول جمع سُدُل پردہ سدل (ن، ض) سَدلًا۔ الثوب لٹکانا، مخصرہ عصائے شاہی جس کو بادشاہ تقریر کے وقت اپنے ہاتھ میں لے ج مخاصر، اعتلی بلند ہوا، عطفیہ دونوں پہلو ج اعطاف، عطاف، حشم نوکر چاکر ج احشام، الشاب جوان، الجحجاب (کذا فی الشریشی) ومعناہ القصیر ردی الخلق ولعلہ بالجیمین یقال ما جحجاب ای کثیر او نعت من جحجب ساح فی الارض ۱۲ حاشیہ، المنی جمع منیۃ آرزو، قرۃ العین آنکھوں کی ٹھنڈک، خلو خالی، فراعہ۔ الامر (ن)، رَوعًا گھبرا دینا۔

ع اولیات کے موضوع پر ہم نے ایک کتاب "بغیۃ الظمان فی اول ما کان" لکھی ہے جو بحمد اللہ شائع ہو چکی ہے۔ ۱۲

تشریح: منقول ہے کہ ایک مرتبہ سلیمان بن عبدالملک نے جمعہ کے دن قابل شہرت لباس پہنا اور ایک صندوق منگوایا جس میں بہت سے عمامے تھے اور اس کے ہاتھ میں آئینہ تھا وہ یکے بعد دیگرے پگڑی باندھتا اور ان کے پھندوں کو لٹکاتا جاتا تھا۔ اس کے بعد عصائے شاہی لے کر اپنے جاہ وحشم کو دیکھتا ہوا منبر پر رونق افروز ہو کر بولا۔

"میں ہوں جواں مرد، سردار قوم، سیاح، شریف دنی بادشاہ" اس کے سامنے اس کی ایک کنیز متصور ہوئی سلیمان نے کہا، تجھے امیر المؤمنین کیسا معلوم ہوتا ہے؟ اس نے کہا، مجھے تو امیر المؤمنین دلی آرزو آنکھوں کی ٹھنڈک معلوم ہوتا ہے اگر وہ چیز نہ ہو جس کو شاعر نے ذکر کیا ہے ؎ انت نعم الخ تو بہت ہی عمدہ سامان ہے اگر تجھے بقا ہو مگر انسان کے لئے بقا نہیں ہے تو جملہ عیوب سے خالی اور ہر اس چیز سے پاک ہے جس کو لوگ برا سمجھتے ہیں بجز آنکہ تو فنا ہونیوالا ہے۔ یہ سنکر سلیمان کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور روتا ہوا لوگوں کے سامنے آیا ؎ درگنہ اشک ندامت زجگر می خیزد ❊ ایں سحابے ست کہ از دامن تری خیزد

جب نماز سے فارغ ہو کر واپس ہوا تو اس نے کنیز کو بلا کر کہا، تجھے اس بات کے کہنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ کنیز نے کہا، بخدا میں نے آپ کو دیکھا بھی نہیں اور نہ آپ کے پاس گئی۔ سلیمان کو یہ بات شاق گذری اور تعجب کرنے لگا، پھر اس نے باقی کنیزوں کو بلا کر دریافت کیا تو سب نے اس کی تصدیق کی پس! سلیمان کو اس واقعہ نے خوف زدہ کر دیا اور اس کے کچھ ہی بعد وہ مر گیا۔

حُكِيَ عن الفضل بن الربيع، قال: كنتُ مع المنصور في السفر الذي مات فيه فنزلنا بعضَ المنازل فدعاني وهو في قبّة إلى حائط، وقال: ألم أنهكم أن تدعوا العامّةَ تدخل هذه المنازلَ فيكتبون فيها ما لا خيرَ فيه، قلتُ وما هو؟ قال ألا ترى ما على الحائط مكتوبًا ؎

أبا جعفرٍ حانت وفاتُك وانقضت	سنوك، وأمرُ الله لا بُدّ نازلُ
أبا جعفرٍ هل كاهنٌ أو منجّمٌ	يردّ قضاءَ الله أم أنت جاهلُ

فقلتُ: والله، ما على الحائط شيءٌ، وإنّه لنقيٌّ أبيضُ، قال: الله، قلتُ: الله، قال إنّها والله نفسي نُعِيَتْ إلى الرحيل بادِرْ بي إلى حَرَمِ الله وأمنِه هاربًا من ذنوبي وإسرافي على نفسي فرحلنا، وثقل حتى بلغ بئرَ ميمونٍ فقلتُ له: قد دخلتَ الحَرَمَ، قال: الحمد لله، وقُبِضَ من يومه، ولمّا حضرته الوفاةُ قال: هذا السلطان، لا سلطانَ لمن يموت،

حل لغات: فضل بن الربیع ابو العباس متوفی ۲۰۸ھ منصور، مہدی، ہادی، رشید کا دربان تھا پھر ہارون الرشید نے اپنا وزیر بنالیا تھا، المنصور ابوجعفر دیکھو ص ۲۳۔ الم انہکم ہمزہ استفہامیہ ہے اور لم نافیہ اور کم ضمیر منصوب متصل الله اصل میں "اقسم بالله" تھا باء کو حذف کر دیا گیا اور فعل کو مضمر پس فعل مضمر اسم مقسم بہ کی طرف متعدی ہو گیا (التفصیل فی النحو) نعیت نعاہ نعیًا موت کی خبر دینا، بیر میمون مکہ کے ایک کنویں کا نام ہے جو میمون بن خالد حضرمی کی طرف منسوب ہے۔

تشریح: فضل بن ربیع سے منقول ہے اس نے کہا کہ میں اس سفر میں منصور کے ساتھ تھا جس میں اس کا انتقال ہوا۔ دوران سفر میں کسی منزل پر ہم اترے، منصور نے مجھے ایک دیوار کی طرف بلایا درآنحالیکہ وہ اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا تھا اور بلا کر کہا، کیا میں نے عام لوگوں کو اس طرح آزاد چھوڑ دینے سے تم کو منع نہیں کیا تھا کہ وہ ان منزلوں میں داخل ہوں اور لایعنی باتیں لکھ جائیں میں نے

کہا وہ کیا؟ اس نے کہا: دیوار پر جو لکھا ہوا ہے اس کو نہیں دیکھ رہا ہے؟ ؎ ابا جعفر الخ ابوجعفر! تیری وفات کا وقت قریب آگیا ہے اور تیری عمر کے سال ختم ہو چکے، خدا کا حکم ہے وہ لامحالہ ہونیوالا ہے، ابوجعفر! کیا کوئی کاہن یا نجومی ہے جو قضاء ایزدی کو رد کرسکے یا تو ناواقف ہے؟ میں نے کہا: دیوار پر تو کچھ بھی نہیں یہ تو بالکل صاف ہے، ابوجعفر نے کہا: بخدا؟ میں نے کہا: بخدا، ابوجعفر نے کہا، مجھ کو دنیا سے کوچ کرنے کی خبر دی گئی ہے سو مجھے حرم خداوندی اور امن کی طرف جلد لے چلو درانحالیکہ میں اپنے نفس پر زیادتی کرنے سے اور گناہوں سے بھاگ رہا ہوں

؎ طاعت کند سرشک ندامت گناہ را ❊ بارش سفید می کند ابر سیاہ را

پس ہم نے وہاں سے کوچ کیا اور وہ سخت بیمار ہوگیا جب وہ بیر میمون تک پہنچا تو میں نے کہا: آپ حرم میں داخل ہوگئے، اس نے کہا: الحمد للہ اور اسی دن اس کی روح قبض کرلی گئی

ہر کس کشید سر بگریبان نیستی ❊ تسخیر کرد مملکت بے زوال را ۔ (صائب)

جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے کہا: یہ بھی کوئی بادشاہ ہے (یعنی میری سلطنت بالکل حقیر ہے) فانی کیلئے حکومت نہیں حکومت تو صرف خدا کی ہے جس کو زوال نہیں: ؎ سرداری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے ؛ حکمراں ہے اک وہی باقی بتان آذری

وعن علی بن یقطین قال، لما کنا مع المهدی بماسبذان قال لی: اصبحت جائعًا فاتنی بارغفة ولحم بارد، فاکل ونام فی البهو، فما استیقظنا الا لبکائه، فبادرنا فقال: اما رأیتم ما رأیت، وقف علیّ رجل لو کان فی الف ما خفی علیّ فقال: ؎

کانی بهذا القصر قد باد اهله	واوحش منه ربعه ومنازله
وصار عمید الملک من بعد بهجة	الی قبره تحثی علیه جنادله
فلم یبق الا ذکره وحدیثه	ینادی علیه معولات حلائله

فما اتت علیه عشرة ایام حتی توفی، وقال رجل لابراهیم بن ادهم من این کسبك فقال ؎

نرقع دنیانا بتمزیق دیننا	فلا دیننا یبقی ولا ما نرقع

حل لغات

ماسبذان بلاد جبل میں ایک قدیم ترین شہر ہے، ارغفة جمع رغیف روٹی، البهو مکان یا خیمہ کے آگے کا کمرہ جو مہمان وغیرہ کی قیام گاہ کا کام دے ج ابهاء، بهاء ان، بهی (س) بهوا (ک) بهاءً خوبصورت ہونا (ض) بهی باد (ن)، بیداً، بیاداً، بیوداً، ہلاک ہونا، بَیداء بیابان ج بید، ربعه گھر ج رباع، اَرباع، بهجة حسن، تحثی (ن، ض)، حثواً، حثیاً، التراب مٹی ڈالنا، جنادل، جمع جندل پتھر، معولات اسم فاعل ہے، اعول الرجل چیخ کر رونا حلائله جمع حلیلہ زوجہ، ابراہیم بن ادھم بن منصور بن اسحٰق بلخی متوفی سنہ ۱۶۱ھ مشہور عابد و زاہد بزرگ تھے مکہ کے راستہ میں پیدا ہوئے ان کی والدہ نے انکو گود میں لے کر طواف کیا اور یہ دعا کی ادعو لابنی ان یجعله اللہ صالحاً، علامہ کردری نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ صاحب کی صحبت میں رہے اور ان سے روایت حدیث بھی کی، امام صاحب نے انکو نصیحت فرمائی تھی کہ تمہیں خدا نے عبادت کی تو بہت کچھ توفیق بخشی ہے اس لئے علم کا بھی اہتمام کرنا چاہیئے،

کیونکہ وہ عبادت کی اصل ہے اور اسی پر سارے کاموں کا مدار ہے، آپ کسی غزوہ کے لئے جارہے تھے راہ میں انتقال ہوگیا اور بلادِ روم کے کسی جزیرہ میں دفن کئے گئے، نرقع رقعتُ۔ الثوب پیوند لگانا۔ تمزیق پھاڑنا۔

تشریح: حضرت علی بن یقطین سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ .... میں "ماسیذان" میں مہدی کے ساتھ تھا اس نے مجھ سے کہا میں بھوکا ہوں کچھ چپاتی اور ٹھنڈا گوشت لاؤ (چپاتی اور گوشت لایا گیا اور) وہ کھاکر بیٹھک میں سوگیا پس ہم بیدار نہیں ہوئے مگر اس کے رونے سے ہم جلدی سے اس کے پاس آئے تو اس نے کہا کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ تم نے نہیں دیکھا، میرے پاس ایک شخص آیا جو ہزار آدمیوں میں مجھ پر نہیں چھپ سکتا اس نے آکر کہا ۔ کانی بہذا القصر اہ گویا کہ میں اس محل میں ہوں جس کے رہنے والے فنا، اور اس کے مکانات و منازل وحشت ناک ہوگئے اور عبد الملک خوشی کے بعد ایک قبر کی طرف منتقل ہوگیا ہے جس پر پتھر ڈالے جاتے ہیں۔ اس کے تذکرہ اور باتوں کے سوا کوئی چیز باقی نہ رہی اس کی بیویاں اس کو چیخ چیخ کر پکار رہی ہیں اس واقعہ کے بعد اس پر دس روز بھی نہ گذرے تھے کہ اس کا انتقال ہوگیا۔

ایک شخص نے حضرت ابراہیمؒ بن ادہم سے کہا، آپ کی کمائی کہاں سے ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا ۔ نرقع اہ ہم اپنے دین کو چاک کرکے دنیا میں پیوند لگاتے ہیں یعنی اپنا دین خراب کرکے دُنیا درست کرتے ہیں، پس نہ ہمارا دین ہی باقی رہتا ہے اور نہ دنیا ہی سنورتی ہے۔

یُؤثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنفُسِہِمْ وَلَوْ کَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃ

وہ دوسروں کو خود پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود حاجتمند ہوں

امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری صحابی کے پاس رات کو ایک مہمان آیا، انکے پاس بجز اپنے اور بچوں کی قوت لایموت کے اور کچھ نہ تھا پس (یہ سوچکر کہ اگر ہم اور بچے یہ کھانا کھالیں گے تو مہمان بھوکا رہجائے گا) اپنی بی بی سے فرمایا کہ بچوں کو تو (بہلاکر) سُلادینا اور چراغ گُل کردینا (تاکہ یہ ہمارے کھانے کو نہ دیکھے ورنہ خود بھی نہ کھائے گا) اور جو کچھ حاضر ہے مہمان کے سامنے رکھدینا (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور دونوں میاں بی بی منہ چلاتے رہے اور کھانا بالکل نہیں کھایا) اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔

کریم کامل آنرا می شناسم اندریں دوراں ۔۔ کہ گر نانے رسد از آسیائے چرخ گرداں
زاستغنائے ہمت باوجود فقر وبے برگی ۔۔ نخود و اگر دو ساز دنثار بےنوایانش

قال الربیع بن سلیمان: سمعتُ الشافعیَّ رضی اللّٰہ عنہ، یقول: انی علیَّ عیدٌ ولیس عندی نفقۃٌ فاستسلفتُ سبعین دینارًا النفقۃ اھلی، فبینا انا کذلک، اذ اتانی رجلٌ من قریش یشتکی الیَّ الحاجۃ، فاخبرتُہ خبری، وقلتُ لہ: خذ ما تحبُّ، فقال لی: ما یقنعُنی الا اکثرُ من ھذہ الدنانیر، فقلت لہ: فخذھا، وبتُّ ومامعی دینارٌ ولا درھمٌ فبینا انا فی منزلی اذ اتانی رسولُ جعفر بن یحیی البرمکیُّ، یقول: اَجِبِ الوزیرَ، فاجبتُہُ، فقال: ما شانک؟ فی ھذہ اللیلۃ؟ ھتفَ بی ھاتفٌ، کلما دخلتُ فی النوم، یقول: الشافعیَّ الشافعیَّ، فاخبرتُہ الخبرَ فاعطانی خمس مائۃ دینارٍ ثم قال

ازیدہ؟ فاعطانی خمس مائۃ اُخری، فلم یزل یزید نی حتے اعطانی الفی دینار۔

حل لغات یؤثرون ایثاراً اپنے پر دوسروں کو ترجیح دینا، خصاصۃ خصّ (س) خصاصاً محتاج ہونا ربیع بن سلیمان بن عبدالجبار ابومحمد مرادی مصری صاحب امام شافعیؒ متوفی سنہ ھ، الشافعی محمد بن ادریس بن العباس ائمہ اربعہ میں سے مشہور امام ہیں۔ آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں صرف تبرکاً کچھ لکھا جاتا ہے آپ بمقام عسقلان سنہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ڈیڑھ برس کے سن میں مکہ معظمہ لائے گئے وہیں پرورش پائی بچپن سے نشانہ بازی تیراندازی اور طلب علم کا شوق تھا۔ آپنے قاری مکہ اسمٰعیل بن قسطنطین سے قرآن تجوید آپڑھا اور علوم ادبیہ لغت وشعر اور ایام عرب جوانی تک حاصل کئے فقہ مسلم زنجی اور امام محمد شیبانی کی کتابوں سے حاصل کیا اور حدیث امام مالکؒ سے حاصل کی، پندرہ سال کی عمر میں مسلم بن خالد نے فتویٰ دینے کی اجازت دیدی احمد بن سیار کا قول ہے کہ اگر امام شافعی نہ ہوتے تو اسلام مٹ جاتا ابوداؤد کا قول ہے کہ شافعی نے کبھی حدیث میں غلطی نہیں کی، حمیدی ان کو سید الفقہاء کہتے تھے۔ آپ آخر عمر میں مصر تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار فرمائی اور آخر رجب سنہ ۲۰۴ھ میں پیوند خاک ہوگئے۔ فاستسلفت میں نے قرض لیا، جعفر بن یحیٰی دیکھو صفحہ ۱۰۱، یہتف (ض)، ہتفا۔ الحمامۃ کبوتری کا کوکو کرنا، ہتفا فی چلا کر بلانا۔ الشافعی فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے ای ادرک الشافعی۔

تشریح

ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ایک مرتبہ عید ایسے موقعہ پر آئی کہ خرچ کیلئے میرے پاس ایک کوڑی نہ تھی میں نے اہل وعیال کے لئے ستر اشرفیاں قرض لےلیں اور لے کر آیا ہی تھا کہ ایک قریشی نے آکر ضرورت کا اظہار کیا میں نے اس کو پورا قصہ سنا کر کہدیا "جتنی ضرورت ہو لے لو" اس نے کہا مجھے تو اس سے بھی زیادہ کی ضرورت ہے میں نے کہا بہت اچھا، سب لے لو (وہ اشرفیاں لے کر چلا گیا) اور میں نے اس حالت میں رات گذاری کہ نہ میرے پاس اشرفی تھی، نہ درہم پس میں ابھی گھر ہی میں تھا کہ جعفر بن یحیٰی برمکی کے قاصد نے آکر کہا کہ آپ کو وزیر نے یاد کیا ہے۔ میں جعفر کے پاس گیا تو اس نے کہا: آج کی شب آپ پر کیا گذری، کیونکہ میں جب بھی سونے کا ارادہ کرتا تھا تو ہاتف کہتا تھا کہ امام شافعی کے پاس جا اور ان کی خبر لے، میں نے اپنا پورا قصہ سنا دیا تو اس نے مجھے ۵۰۰ اشرفیاں دے کر کہا: اور دوں؟ پس پانچسو اور دیدیں اور زیادہ کرتا رہا یہاں تک کہ دو ہزار اشرفیاں دے دیں۔

خدا اگر بحکمت بہ بندد درے ❋ کشاید بفضل وکرم دیگرے

وکان (الشافعی) شاعراً مُجیداً قال ابوالقاسم بنُ الازرقِ: دخلتُ علیہ فقلت: یا اباعبداللہ اما تُنصِفنا؟ لک ھذا الفقہ تفوز بفوائدہ، ولنا ھذا الشِعرُ وقد جئتَ تُداخِلُنا فیہ، فإمّا اَفردتَنا واشرکتَنا فی الفقہِ، وقد اتیتُ بابیاتٍ ان اَجزتَہا بمثلہا تُبتُ من الشعر، وإن عَجزتَ تُبْ منہ، فقال لی: ایہ: یا ھٰذا! فانشدتُہ ھٰذا الکلامَ، ۔

ماہِمّتی الا مُقارَعۃُ العِدیٰ ۔ خُلِقَ الزمانُ، وہِمّتی لم تُخلَقِ ۔ والناسُ اعینُہم الی سلب الغِنیٰ
لا ینظرون الی الحجا والادبِ ۔ لکنّ مَن رُزِقَ الحجیٰ حُرِمَ الغِنیٰ ۔ ضِدّانِ مُفتَرِقانِ ایَّ تفرّقِ
لوکان بالحِیَلِ الغنیٰ لوجدتَنی ۔ بنجومِ اقطارِ السّماءِ تعلّقی

فقال الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الا قلت کما اقول ارتجالا ؎

إنّ الذی رُزق الیسار فلم ینل ... حمدًا ولا اجرًا لغیرُ موفّق

فالجدّ یدنی کلّ امر شاسعٍ ... والجدّ یفتح کلّ بابٍ مُغلقٍ

فاذا سمعت بانّ مجدودًا حوٰی ... عُودًا فاثمر فی یدیہ فحقّق

واذا سمعت بانّ محرومًا اتٰی ... ماءً لیشربہٗ، فغاض فصدّق

واحقُّ خلق اللہ بالھمّ امرؤٌ ... ذوھمّۃٍ یبلٰی بعیشٍ ضیّقٍ

ومن الدلیل علی القضاء وکونہ ... بؤسُ اللبیبِ وطیبُ عیشِ الاحمقِ

فقلتُ لہ: لا قلتُ شعرًا بعدھا۔

حل لغات مجیدا اجاد سے اسم فاعل ہے عمدہ اشعار کہنے والا، اجز تہا اجازۃً دوسرے کے مصرعہ کو نظم کرکے پورا کرنا ایہ اسم فعل ہے بمعنی ہات، مقارہ ایک کا دوسرے کو تلوار مارنا العدی جمع عدو، خلق (ن، س، ک) خلقا خلوقۃ۔ الثوب پرانا ہونا، الحجا عقل ج احجاء، حجا (ن) حجوا ٹھہرنا، ادلق ایلاقا پاگل ہونا، دلق (ض) دلقا فی السیر جلدی چلنا ای اس کے مواقع استعمال مختلف ہیں (۱) شرط جیسے ایا تضرب اضرب (۲) استفہام جیسے ایکم اتی، تم میں سے کون آیا (۳) موصول جیسے سلم علی ایہم افضل، انیں سے جو افضل ہے اس کو سلام کر (۴) دلالت بر کمال اس صورت میں نکرہ کی صفت واقع ہوتا ہے جیسے رجل ای رجل، ر بہت کامل آدمی ہے اور کبھی معرفہ سے حال واقع ہوتا ہے جیسے مررت بعبد اللہ ای رجل (۵) مفعول مطلق جیسے ضدان مفترقان ای تفرق ای ہما شیان متباینان تباینا کاملا (۶) برائے تنبیہ مخاطب اسوقت منادی موصوف باللام پر یا کے بعد داخل ہوتا ہے جیسے یا ایہا الرجل الحیل جمع حیلۃ، ارتجالا مصدر بمعنی فاعل ہے اور الشافعی سے حال ہے ای فقال الشافعی مرتجلا لہ یا اقول کی ضمیر مستتر سے حال ہے ای اقول حال کونی مرتجلا یا مصدر محذوف کی صفت ہے ای الا قلت قولا ارتجالا۔ فی البدیہہ کہنا، الجد بالفتح نصیب بالکسر کوشش شاسع شسع (ف) شسعا المنزل دور ہونا فہو شاسع، مجدود صاحب نصیب، حوی (ض) حوایۃ جمع کرنا، عود لکڑی، غاض، الماء پانی کا نیچے اترجانا، بؤس بئس (س) بؤسا سخت حاجت مند ہونا، یسفہ پاگل پن کی طرف منسوب کرنا، نز ہوا، الخنی بری بات۔ وعاء بر تن دیکھو صد ۶۸

تشریح:۔ امام شافعیؒ فقیہہ وقت ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے شاعر بھی تھے، ابو القاسم بن الازرق کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا: ابو عبد اللہ! کیا آپ ہمارے ساتھ انصاف نہیں کریں گے آپ کے پاس تو فقہہ ہے جس کے فوائد سے آپ کامیاب ہوتے ہیں اور ہمارے لئے یہ شعر و شاعری کا مشغلہ ہے مگر آپ اسمیں بھی مداخلت کرتے ہیں، یا تو آپ ہم کو شعر گوئی کیلئے تنہا کر دیجئے یا پھر فقہہ میں بھی شریک کرلیجئے میں کچھ اشعار لایا ہوں اگر آپ نے ان پر گرہ لگادی تو میں شعر گوئی سے توبہ کرلونگا اور اگر آپ عاجز رہ جاتے ہیں تو آپ کو توبہ کرلینی چاہیئے آپنے فرمایا سناؤ، پس میں نے یہ کلام سنایا ؎ ماہمتی الخ (۱) میرا عزم صرف دشمنوں سے ٹکرانا ہے، زمانہ پرانا ہوگیا لیکن میری ہمت پرانی نہیں ہوئی (۲) لوگوں کی نگاہیں مال چھیننے کی جانب ہیں عقل و جنوں کی طرف نظر نہیں اٹھاتے (۳) لیکن جنہیں عقل نصیب ہے وہ مال سے محروم ہیں دونوں بہت متضاد چیزیں ہیں (۴) اگر مالداری تدبیروں سے حاصل ہوتی تو تو میرا تعلق آسمان کے ہر چہار جانب کے ستاروں سے پاتا:

؎ فلک بمردم ناداں دہد زمام مراد ❁ تو اہل فضلی و دانش ہمیں گناہت بس

امام شافعیؒ نے فرمایا: تونے میری طرح فی البدیہہ کیوں نہیں کہا ؎ ان الذی الخ جسے مال داری نصیب ہوئی اور اس نے شکر و ثواب نہ پایا، وہ بدنصیب ہے۔ (۲) پس سعی ہر امر بعید کو قریب اور ہر بند دروازے کو کھول دیتی ہے (۳) جب تو سُنے کہ کسی خوش نصیب نے لکڑیں جمع کیں اور وہ اس کے ہاتھ میں پھل دار ہوگئیں تو اس کو مان لے (۴) اور جب تو سنے کہ بدنصیب پانی کے پاس آیا تاکہ وہ پانی پیئے اور پانی خشک ہوگیا تو اس کی بھی تصدیق کر (۵) اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ باہمت وہ ہے جس کی آزمائش تنگی عیش سے ہو (۶) قضا و قدر اور اس کے ہونے کی دلیل عقلمند کا سختیاں جھیلنا اور احمق کا خوش عیش ہونا ہے، ابوالقاسم کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ سے کہا کہ آئندہ شعر کبھی نہیں کہوں گا۔"

وسمع رجلاً يسفه على رجل من اهل العلم، فقال لاصحابه: نزهوا اسماعكم عن استماع الخنى كما تنزهون السنتكم عن النطق به فان المستمع شريك القائل فان السفيه ينظر الى اخبث شئ فى وعائه، فيحرص على ان يفرغه فى اوعيتكم،

ایک مرتبہ آپ نے ایک شخص کو ایک صاحب علم کی بُرائی کرتے ہوئے سنا تو آپ نے ہم نشینوں سے کہا: کانوں کو بُری باتیں سُننے سے بھی اسی طرح پاک رکھو جس طرح بُری باتیں کرنے سے تم اپنی زبانوں کو پاک رکھتے ہو کیونکہ سُننے والا کہنے والے کا شریک ہے، کمینہ آدمی اپنے ظرف کی خباثت کو دیکھتا ہے اور تمہارے ظرف میں انڈیلنا چاہتا ہے :

الاغتياب ونعظيمه

غیبت اور اس کی بُرائی !

؎	کسے کہ پاک نسازد دہن ز غیبت خلق ❁ ہماں کلید در دوزخ ست مسواکش	(ص)
؎	زباں آمد از بہر شکر و سپاس ❁ بغیبت نگرداندش حق شناس	(سعدی)

قال النبى صلى الله عليه وسلم اذا قلت فى الرجل ما فيه فقد اغتبته، واذا قلت ما ليس فيه فقد بهته، ومر محمد بن سيرين بقوم، فقام اليه رجل منهم، فقال: ابابكر! انا قد نلنا منك فحللنا، فقال: انى لا احل ما حرم الله.

وكان رقبة بن مصقلة جالسا مع اصحابه، فذكروا رجلا بشئ فاطلع ذلك الرجل، فقال بعض اصحابه: الا أخبره بما قلنا فيه لئلا يكون غيبة، قال: أخبره حتى يكون نميمة.

حل لغات الاغتیاب دیکھو ص۶۸ بہتہ دبابتہ بہتان لگانا، محمد بن سیرین دیکھو ص۹ ، زقبہ بن مصقلہ عبدی کوفی متوفی ۱۲۹ھ منوش مزاج، ثقہ اور مامون تھے، نمیمۃ چغل خوری ؛

تشریح :- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تو نے کسی شخص کے بارے میں اسکے پیٹھ پیچھے) ایسی بات کہی جو اس میں ہے تب تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر ایسی بات کہی جو اس میں نہیں ہے تو تو نے اس کو تہمت لگائی: ایک مرتبہ حضرت محمد بن سیرین ایک قوم کے پاس کو گذرے ان میں سے ایک شخص اٹھ کر بولا۔ ابوبکر! ہم نے آپکی برائی کی ہے اس کو حلال کر دیجئے آپنے فرمایا جس چیز کو خدا نے حرام کر دیا ہے میں اس کو حلال نہیں کر سکتا،

ے آنکس کہ لوا غیبت افراختہ است ※ از گوشت مردگاں غذا ساختہ است

حضرت رقبہ بن مصقلہ اپنے ساتھیوں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ لوگوں نے ایک شخص کی برائی کی اتفاق سے وہ شخص بھی آگیا تو ان میں سے ایک شخص نے کہا، ہم نے اس کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ اس کو بتلادیں تاکہ غیبت نہ ہو۔ آپنے فرمایا: بتلا دو تاکہ چغل خوری بھی ہو جائے۔

فائدہ :- امام سخاوی نے "المقاصد الحسنہ" میں ذکر کیا ہے کہ تین آدمی ہیں اگر انکی برائی ظاہر کیجائے تو یہ غیبت میں داخل نہیں اول ظالم بادشاہ دوم کھلم کھلا فسق ظاہر کرنے والا فاسق سوم وہ بدعتی جو لوگوں کو بدعت کی طرف بلاتا ہو، حدیث میں ہے "اذکروا الفاجر بما فیہ کی یحذرہ الناس":-

عِزَّةٌ دِينِيَّةٌ تَفُوقُ عِزَّةً دُنْيَوِيَّةً

دینی عزت دنیا دی عزت پر فائق ہے

اخرج ابن عساکر من طرق ان هشام بن عبد الملك حج فی خلافة ابیه فطاف بالبیت فجهد ان یصل الی الحجر لیستلمه فلم یقدر علیه فنصب له منبر وجلس علیه ینظر الی الناس ومعه اهل الشام اذ اقبل علی بن الحسین بن علی کرم الله وجوههم وکان من احسن الناس وجها واطیبهم ارجاً فطاف بالبیت فلما بلغ الی الحجر تنحی له الناس حتی یستلمه فقال رجل من اهل الشام من هذا الذی هابه الناس هذه الهیبة فقال هشام لا اعرفه مخافة ان یرغب الناس فیه اهل الشام وکان الفرزدق حاضراً فقال الفرزدق لکنی اعرفه فقال الناس من هو یا ابا فراس فقال الفرزدق ے

هٰذا الذی تعرف البطحاءُ وطأتَهُ ‏ والبیتُ یعرفه والحلُ والحرمُ ‏ هٰذا علیٌّ رسولُ الله والدُہ

امست بنورِ هداه تهتدى الامم | هذا ابنُ خيرِ عبادِ الله كلهم | هذا النقىُّ التقىُّ الطاهرُ العَلَم

اذا رأته قريش قال قائلها | الى مكارمِ هذا ينتهى الكرم | ينمى الى ذِروة العز التى قصرت

عن نيلها عربُ الاسلام والعجم | يكاد يُمسكه عرفانَ راحته | ركنُ الحطيمِ اذا ما جاء يستلم

فى كفه خيزرانٌ ريحه عبقٌ من كف اروع فى عرنينه شمم يُغضِى حياءً ويُغضى من مهابته

فما يُكلم الا حينَ يبتسم | مَن جدُّه دانَ فضلُ الانبياء له | وفضلُ امته دانت له الامم

يَنشقُّ نورُ الهدى عن نور غرّته | كالشمس ينجاب عن اشراقها الغَتَم | مشتقةٌ من رسول الله نبعتُه

طابت عناصرُه والخِيمُ والشِيَم | هذا ابنُ فاطمةٍ ان كنتَ جاهِلَه | بجدّه انبياءُ الله قد خُتِموا

الله شَرّفه قدمًا وفضّله | جرى بذلك فى لوحٍ له القلم | كلتا يديه غياثٌ عمّ نفعهما

يُستوكفان ولا يعروهما عدم | سهل الخليقة لا تخشى بوادرُه | يَزينه الخلتان الحلمُ والكرم

حمّال اَثقالِ اقوامٍ اذا افترضوا | حُلوُ الشمائل تحلو عندهُ نعمُ | ما قال لا قط الا فى تشهّده

لولا التشهد كانت لاؤه نعم | عمّ البريةَ بالاحسان فانقشعت | عنها الغياهِبُ والاِملاقُ والعدم

من معشرٍ حبُّهم دينٌ وبغضُهم | كفرٌ وقربُهم منجا ومُعتصَم | مقدم بعد ذكرِ الله ذكرهم

فى كل بدءٍ ومختومٌ به الكلم | يُستدفع السوءُ والبلوى بحبهم | ويستزاد به الاحسان والنعم

ان عُدّ اهلُ التقى كانوا ائمتهم | او قيل مَن خيرُ اهلِ الارضِ قيل هُم | لا يَستطيع جوادٌ شأو غايتهم

ولا يدانيهم قومٌ وان كرموا | هم الغيوث اذا ما ازمةٌ ازمت | والاُسدُ اُسدُ الشرى والباس محتدم

لا يقبضُ العُسرُ بسطًا من اكفهم | سِيّانِ ذلك اِن اَثروا وان عدِموا | يابى بهم ان يحُلَّ الذمُّ ساحتَهم

خلقٌ كريمٌ وايدٍ بالندى هضم | اى الخلائق ليست فى رقابهم | لاوّليّة هذا اوله نِعَم

مَن يعرفِ الله يعرف اَوّليّةَ ذا | فالدينُ من بيتِ هذا ناله الامم | ان كنتَ تنكره فالله يعرفه

والعرشُ يعرفه واللوحُ والقلم | وليس قولك مَن هذا؟ بِضائره | العربُ تعرف مَن انكرتَ والعجم

فغضب هشام وامر بحبس الفرزدق بعسفان بين مكة والمدينة وبلغ ذلك على بن الحسين فبعث الى الفرزدق باثنى

عشر الف درهم وقال عد ابا فراس فلو كان عندنا اكثر من هذا لوصلناك فقال يا ابن رسول الله ما قلت ما قلت الا غضبا لله عز و جل ولرسوله وما كنت لآخذ عليه شيئا قال شكر الله لك غير انا اهل بيت اذا انفذنا امرا لم نعد فيه فقبلها وجعل يهجو هشاما وهو في الحبس فبعث له واخرجه

حل لغات، ابن عساکر دیکھو ص۱۳۱: ہشام بن عبد الملک دیکھو ص۱۸۱ جہد (ف) جُہدا کوشش کرنا۔ الحجر، حجر اسود مراد ہے، یستلم استلاما چومنا، بوسہ دینا، علی بن الحسین بن علیؓ بن ابی طالب آپکی کنیت ابو الحسن ہے آپ سادات تابعین میں سے ہیں آپکی والدہ شاہ فارس یزدجرد کی صاحبزادی "سلامہ" تھیں آپکی ولادت ۳۸ھ میں ہے اور وفات ۹۴ھ میں ہے آپ عالی مرتبت، کثیر الحدیث ثقہ اور مامون تھے۔ اَرِجا خوشبودار ج (س)، اریجا خوشبو مہکنا (ض) اَرِج تحی علیحدہ ہوجانا الفرزدق دیکھو ص۸۵ البطحا، مکہ کی پتھریلی زمین، کشادہ نالہ جس میں ریت اور چھوٹی کنکریاں ہوں ج بطاح بطح (ف) بطحا۔ ہ بچھانا، منہ کے بل گرانا وطاتہ موضع قدم تنمی (ض)، نمیا، نماءً۔ الحدیث کسی کی جانب نسبت کرنا، ذروۃ دیکھو ص۶۷ قصرت (ن) قصورا۔ عن الامر عاجزی کیوجہ سے چھوڑ دینا، عرفان معرفت، راحتہ، ہتھیلی، حطیم وہ جگہ جو رکن اور زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان ہے، کف دیکھو ص۳۴ خیزران ہر نرم لکڑی ج خیازر، عصا شاہی، عبق بھڑکدار خوشبو، عبق (س) عبقا۔ المکان بالطیب جگہ کا خوشبو سے بھڑک اٹھنا، اروع حسن یا بہادری وغیرہ سے تعجب میں ڈالنے والا، عرنین ناک ج عرانین شمم ناک کے بانسہ کی بلندی حسن و ہمواری کیساتھ، یغضی اغضاءً۔ علیہ آنکھ بند کرنا۔ ذان دیکھو ص۶۵ غرۃ مراد پیشانی، ینجاب تاریکی کا چھٹ جانا۔ العتم رات کی تاریکی، نبعۃ نبع کا واحد ہے ایک درخت کا نام ہے جس سے تیر و کمان بنائے جاتے ہیں یقال ہو من نبعۃ کریمۃ وہ شریف خاندان سے ہے خیم خصلت طبیعت، یستوکفان استیکافا۔ الماءُ ٹپکانا، لایعروہا (ن) عروا پیش آنا، بوادر جمع بادرۃ غصہ کی تیزی، اثقال جمع ثقل بوجھ، القشعت بمعنی زالت، الغیاہب جمع غیہب تاریکی، الاملاق اپنا تمام مال خرچ کر کے محتاج ہوجانا؛ شأو غایت مرتبہ سماوات الغیوث جمع غیث بارش، ازمتہ سختی، قحط، ازمت (ض)، ازما، ازوما۔ الدهر علیہ سخت ہونا، الشریٰ فرات کی جانب شیروں کی رہنے کی جگہ ...... جس کو بطور مثال کے پیش کرتے ہیں ساحتہ صحن خانہ، ہضم ہضوم، ید ہضوم فیاض ہاتھ، ضائر، اسم فاعل ہے ضار (ض) ضیرا نقصان پہنچانا، عسفان مکہ سے دو مرحلہ دور ایک جگہ ہے۔ **تشریح**:۔

ابن عساکر نے بطرق مختلفہ تخریج کی ہے کہ ہشام بن مالک اپنے والد کے دور خلافت میں حج کے لئے گیا اور خانہ کعبہ کے طواف کے بعد اس نے ہر چند کوشش کی کہ حجر اسود کو بوسہ دے مگر قادر نہ ہو سکا پس اس کے لئے ایک منبر رکھا گیا اور وہ اس پر بلند ہو کر لوگوں کو دیکھنے لگا اس کے ساتھ ملک شام کے بہت سے آدمی تھے اتنے میں حضرت علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ تشریف لائے جو بڑے خوبصورت اور نہایت پاکیزہ تھے، جب طواف سے فارغ ہو کر حجر اسود کے پاس آئے تو مجمع آپکی خاطر ایک طرف کو ہو گیا اور آپنے (اطمینان و سکون کیساتھ) حجر اسود کو بوسہ دیا ایک شامی نے پوچھا: یہ کون ہے؟ جس کی لوگ اتنی عظمت کر رہے ہیں۔ ہشام نے کہا میں انکے واقف نہیں اس اندیشہ سے کہ مبادا اہل شام انکی طرف مائل ہو جائیں، وہاں فرزدق بھی موجود تھا۔ اس نے کہا میں پہچانتا ہوں، لوگوں نے کہا: کون ہے یہ؟ اے ابو فراس! فرزدق نے کہا ؎ ہذا الذی الخ (۱) یہ وہ شخص ہے جس کو ارض بطحاء، نرم زمین، بیت اللہ حل و حرم سب پہچانتے ہیں (۲) یہ علی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے والد ہیں۔ انہیں کے نور سے تو قومیں ہدایت پا رہی ہیں (۳) یہ اللہ کے بندوں میں سے بہتر شخص کا صاحبزادہ ہے، یہ صاف ستھرا، پرہیزگار،

پاکیزہ اور سردار ہے (۴) جب ان کو اہل قریش دیکھتے ہیں تو ان میں سے کہنے والا (بے ساختہ) کہہ اٹھتا ہے کہ اس کے افعال کریمانہ تک لوگوں کی بزرگی کی انتہا ہے (۵) یہ شخص عزت کے ایسے اعلیٰ مقام پر پہنچا ہوا ہے جس کے حاصل کرنے سے عربی و عجمی سب عاجز ہیں

(۶) قریب ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت رکن حطیم ان کو روک لے کیونکہ وہ ان کی ہتھیلی کو پہچانتا ہے (۷) انکے ہاتھ میں عصائے شاہی ہے جس کی خوشبو حسین ہتھیلی سے مہک رہی ہے اور ان کی ناک حسین و ہموار ہے (۸) یہ از روئے حیا نگاہیں نیچی رکھتا ہے اور انکی ہیبت سے نگاہیں نیچی رکھی جاتی ہیں جب وہ تبسم کرتا ہے تو حاضرین کو کلام کرنے کی ہمت ہوتی ہے (۹) یہ وہ شخص ہے جس کے نانا کی وجہ سے نبیوں کی بزرگی عزت پائے ہے اور ان کی امت کی بزرگی کیوجہ سے امم سابقہ و لاحقہ عزت پائے ہے" ان کی منور پیشانی کی تابانی سے ہدایت کا نور پھیل رہا ہے، جس طرح طلوع آفتاب سے رات کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے (۱۱) ان کا شریف خاندان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشتق ہے ان کی اصل، عادت، خصلت سب پاکیزہ ہے (۱۲) یہ حضرت فاطمہ کا صاحبزادہ ہے، اگر تو ان سے ناواقف ہے، ان کے جد امجد پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے (۱۳) اللہ ہی نے انکو شرافت و بزرگی عطا کی ہے جس کے متعلق لوح محفوظ میں قلم جاری ہو چکا ہے (۱۴) ان کے دونوں ہاتھ مستغاث ہیں جن کا فیض عام ہے، ان سے بخشش طلب کیجاتی ہے اور ان پر کبھی افلاس طاری نہیں ہوتا (۱۵) یہ نرم خو ہیں ان سے بیجا غیظ و غضب کا اندیشہ نہیں ہے ان کو بردباری اور بزرگی دو خصلتوں نے زینت بخشی ہے (۱۶) جب کوئی قوم قرض طلب کرتی ہے تو یہ ان کے بوجھ کو برداشت کرتے ہیں، ان کی تمام عادتیں میٹھی ہیں، ان کے نزدیک بوقت سوال کلمہ "نعم" ہی اچھا ہے (یعنی کبھی انکار نہیں کرتے) (۱۷) انہوں نے تشہد کے علاوہ کبھی کلمہ "لا" استعمال ہی نہیں کیا۔ اگر تشہد نہ ہوتا تو ان کے ہاں کلمہ "لا" بھی نعم ہی ہوتا۔
(۱۸) یہ احسان کے ذریعہ تمام مخلوق پر چھا گئے ہیں پس انکی وجہ سے مخلوق سے تاریکی، افلاس، فقر و فاقہ دور ہو گیا (۱۹) یہ ایسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جن سے محبت رکھنا عین دین ہے اور دشمنی رکھنا کفر ہے اور ان کی قربت باعث نجات و ذریعہ حفاظت ہے (۲۰) ہر چیز میں اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر مقدم ہے اور انہیں کے ذکر سے کلام ختم کیا جاتا ہے (۲۱) ان کی محبت کے ذریعہ بلائیں اور مصیبتیں دور کی جاتی ہیں اور انہیں کے ذریعہ بخشش و نعمت میں اضافہ کرایا جاتا ہے (۲۲) اگر پرہیزگاروں کو شمار کیا جائے تو یہ انکے پیشوا ہوتے ہیں اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ زمین پر سب سے بہتر کون ہے تو جواب یہ ہوتا ہے کہ یہی ہیں (۲۳) کوئی سخی ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی قوم انکے برابر ہو سکتی ہے خواہ کتنی شریف ہو (۲۴) جب کبھی قحط سالی زیادہ ہوتی ہے تو یہ برسنے والے بادل کی طرح ہوتے ہیں اور خوف و ہراس کیوقت یہ "شریٰ" مقام کے شیروں کی طرح ہوتے ہیں (۲۵) ان کی ہتھیلیوں کی کشادگی کو فقر و فاقہ تنگ نہیں کر سکتا۔ ان کے ہاں آسودگی و تنگی دونوں برابر ہیں۔ (۲۶) ان کی لائی کرنے سے ان کے اخلاق حمیدہ اور دیالو اور فیاض ہاتھ روکتے ہیں (۲۷) مخلوق میں کون ایسا ہے جس کی گردن میں ان کی اولیت اور ان کے فضل کا طوق نہ ہو (۲۸) جو شخص خدا کو پہچانتا ہے وہ ان کی اولیت کو بھی پہچانتا ہے کیونکہ تمام لوگوں نے انہیں کے گھرانے سے دین حاصل کیا ہے (۲۹) اگر تو ان کو نہیں جانتا تو خدا ان کو جانتا ہے اور عرش، لوح محفوظ اور قلم بھی ان کو جانتے ہیں (۳۰) تیرا یہ کہنا "یہ کون ہے!" ان کے لئے مضر نہیں۔ کیونکہ جس کا تو انکار کر رہا ہے اس کو عربی اور عجمی سب جانتے ہیں :

یہ اشعار سن کر ہشام کو غصہ آگیا اور مکہ و مدینہ کے درمیان مقام "عسفان" میں فرزدق کو قید کر لیا۔ جب حضرت علی بن حسینؑ کو اسکی اطلاع ہوئی تو آپنے فرزدق کے پاس بارہ ہزار درہم بھیجے اور معذرت کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتے تو ہم زائد پیش کرتے۔ فرزدق نے کہا: فرزند رسول! میں نے جو کچھ کہا ہے وہ صرف اللہ اور اللہ کے رسول کیلئے غصہ کیوجہ سے کہا ہے کچھ لینے کی غرض سے نہیں کہا، آپ نے فرمایا: آپکا بہت بہت شکریہ، بات یہ ہے کہ ہم اہل بیت ہیں جب کوئی کام کر گزرتے ہیں تو اسے لوٹتے نہیں۔ پس فرزدق نے آپکے ہدیہ کو قبول کر لیا اور قید خانہ میں بھی ہشام کی ہجو کرتا رہا یہانتک کہ ہشام نے اس کو رہا کر دیا

(تنبیہ) مذکورہ بالا اشعار فرزدق کے ہیں یا کسی اور کے ؟ نیز ممدوح حضرت زین العابدین علی بن حسین بن علی ہیں یا کوئی اور ؟ اس میں رواۃ کا اختلاف ہے صاحبِ کتاب نے بحوالہ ابن عساکر یہ اشعار حضرت علی بن حسین کی شان میں فرزدق شاعر کے قرار دیئے ہیں حماسی نے بھی اسی کی تصحیح کی ہے۔ علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری نے بھی ترتیب اشعار میں قدرے اختلاف کے ساتھ اپنی کتاب "حیوۃ الحیوان" میں اسی طرح نقل کئے ہیں، لیکن بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ اشعار قثم بن عباس کی شان میں داؤد بن سلم کے ہیں اور بعض کے نزدیک عبداللہ بن عبدالملک کی شان میں حزین لیثی شاعر کے ہیں ابوالفرج نے اسی کو صحیح مانا ہے بعض حضرات کے نزدیک صاحب اشعار خالد بن یزید ہے اور ممدوح قثم، ابوالفرج کے نزدیک اشعار کی روایت یوں ہے ؎

اللہ یعلم ان قد جبت ذا یمن × ثم العراقین لا یثنینی امام، ثم الجزیرۃ اعلاہا واسفلہا × کذاک تسری علی الاہوال بی القدم، ثم المواسم قد اوطأتہا زمنا × وحیث تحلق عند الجمرۃ اللمم، قالوا دمشق ینبئک الخبیر بہا × ثم ائت مصر فثم النائل العمم، لما وقفت علیہ فی الجموع ضحی × وقد تعرضت الحجاب والخدم، حییتہ بسلام وہو مرتفق × وضجۃ القوم عند الباب تزدحم، فی کفہ خیزران ریحہ عبق × ... تری رؤس بنی مروان خاضعۃ × یمشون حول رکابیہ وما ظلموا × ان ہش ہشوا له واستبشروا واذا دان بحو انسوا اعراضہ وجبوا، کلتا یدیہ ربیع عند ذی خلف × بحر یفیض وہذی عارض ہزم،

جو لوگ یہ اشعار داؤد بن سلم کے مانتے ہیں وہ قثم بن العباس کی شان میں یہ دو شعر بھی روایت کرتے ہیں ؎

یکاد یمسکہ عرفان راحتہ × رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم، کم صارخ بک من راج وراجیۃ × فی الناس یا قثم الخیرات یا قثم،

مناظرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما مع الخوارج خذلہم اللہ

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) کا مناظرہ خوارج کیساتھ (خدا ان کو خوار کرے)

اسند النسائی فی سننہ الکبریٰ فی خصائص علیؓ الیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہم قال لما خرجت الحروریۃ اعتزلوا فی دارٍ وکانوا ستۃ الاف فقلت لعلیؓ یا امیر المؤمنین ابرد بالصلوٰۃ لعلی کلّم ھؤلاء القوم قال انی اخافھم علیک قلت کلا فلبست ثیابی و مضیت الیھم حتی دخلت علیھم فی دارھم مجتمعون فیھا فقالوا مرحبا بک یا ابن عباس ما جاء بک قلت اتیتکم من عند اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم المھاجرین والانصار ومن عند ابن عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصھرہ وعلیھم نزل القرآن وھم اعرف بتاویلہ منکم ولیس فیکم منھم احد جئت لابلغکم ما یقولون وابلغھم ما تقولون فانتحی الیّ نفر منھم قلت ھاتوا ما نقمتم علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابن عمہ وختنہ واول من اٰمن بہ قالوا ثلاث قلت ما ھی قالوا احدھن انہ حکّم الرجال فی دین اللہ و قد قال اللہ تعالیٰ ان الحکم الا للہ قلت ھذہ واحدۃ قالوا واما الثانیۃ فانہ قاتل ولم یسب ولم یغنم فان کانوا کفارا فقد حلت لنا نساؤھم واموالھم وان کانوا مؤمنین فقد حرمت علینا دماؤھم قلت ھذہ اخری قالوا واما

الثالثة فانه محا نفسه من امير المؤمنين فان لم يكن امير المؤمنين فانه يكون امير الكافرين قلت هل عندكم شئ غير هذا قالوا حسبنا هذا قلت ارأيتم ان قرأت عليكم من كتاب الله وحدثتكم من سنة نبيه صلى الله عليه وسلم ما يرد قولكم هذا ترجعون قالوا اللهم نعم قلت اما قولكم انه حكم الرجال في دين الله فانا اقرأ عليكم ان قد صير الله حكمه الى الرجال في ارنب ثمنها ربع درهم قال تعالى لا تقتلوا الصيد وانتم حرم الى قوله يحكم به ذوا عدل منكم وقال في المرأة وزوجها وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها انشدكم الله أحكم الرجال في حقن دمائهم وانفسهم و اصلاح ذات بينهم احق ام في ارنب ثمنها ربع درهم قالوا اللهم بل في حقن دمائهم واصلاح ذات بينهم قلت أخرجت من هذه قالوا اللهم نعم قلت واما قولكم انه قاتل ولم يسب ولم يغنم اتسبون امكم عائشة فتستحلون منها ما تستحلون من غيرها وهي امكم لئن فعلتم لقد كفرتم فان قلتم ليست امنا فقد كفرتم قال الله تعالى النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهاتهم فانتم بين ضلالتين فأتوا منهما بمخرج اخرجت من هذه الاخرى قالوا اللهم نعم قلت واما قولكم انه محا نفسه من امير المؤمنين فان رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا قريشا يوم الحديبية على ان يكتب بينه وبينهم كتابا فقال اكتب هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله فقالوا والله لو كنا نعلم انك رسول الله ما صددناك عن البيت ولا قاتلناك ولكن اكتب محمد بن عبد الله فقال والله انى لرسول الله وان كذبتموني يا علي اكتب محمد بن عبد الله فرسول الله صلى الله عليه وسلم خير من علي وقد محا نفسه ولم يكن محوه ذلك محوا من النبوة اخرجت من هذه الاخرى قالوا اللهم نعم فرجع منهم الفان وبقي سائرهم فقتلوا على ضلالتهم قتلهم المهاجرون والانصار۔

حل لغات: ابن عباس دیکھو ص۵۹ الخوارج دیکھو ص۔۔ خذل (ن) خذلا مدد چھوڑ دینا، النسائی ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی خراسانی مولود ۲۱۵ھ متوفی ۳۰۳ھ مشاہیر محدثین میں سے تھے۔ طلب علم کی خاطر خراسان، حجاز، عراق، مصر، شام، جزیرہ کا سفر کیا اور وہاں کے شیوخ سے احادیث سنیں، آپ نے مختلف کتابیں تصنیف کیں جن میں زیادہ مشہور سنن المجتبیٰ ہے۔ صہر داماد ج اصہار۔ انحی انحاءً علیحدہ ہونا لقتم (ض۔س) لقما بہت مکروہ جاننا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لم یسب (ض) سبیا قید کرنا لم یغنم (س) غنما، غنیمۃ غنیمت حاصل کرنا، ارنب خرگوش ج ارانب حقن (ن) حقنا، دم بچانا، ما صددناک (ن) صدا روک دینا۔

تشریح:

امام نسائی نے سنن کبریٰ میں حضرت علیؓ کے فضائل کے سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عباس تک روایت کو مسند کرتے ہوئے ذکر کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جب جماعت حروریہ نے بغاوت کی تو وہ سب لوگ ایک علیحدہ مکان میں جمع ہوگئے جن کی تعداد چھ ہزار تھی، میں نے حضرت علیؓ سے کہا: امیر المؤمنین (ذرا) نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھئے ممکن ہے اس قوم سے گفتگو کا موقعہ مل جائے آپ نے فرمایا: مجھے تمہاری ان کی طرف سے اندیشہ ہے میں نے کہا: ہرگز نہیں (آپ بالکل خوف نہ کریں) پس میں کپڑے بدل کر ان کے

پاس گیا اور مکان میں داخل ہوگیا وہ سب لوگ مکان میں جمع تھے انہوں نے (مجھے دیکھ کر) مرحبا کے بعد کہا: کیسے تشریف لائے؟ میں نے کہا: اصحاب نبیؐ یعنی مہاجرین، انصار، حضورؐ کے چچازاد بھائی اور ان کے داماد کے پاس سے آیا ہوں جن پر قرآن پاک نازل ہؤا اور وہ تم سے زیادہ قرآن سمجھنے والے ہیں اور تم میں ان میں سے کوئی نہیں ہے اور اس لئے آیا ہوں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ تم تک پہنچا دوں اور جو کچھ تم کہو وہ اُن تک پہنچا دوں۔ پس ان میں سے ایک جماعت میرے ساتھ علیحدہ ہوگئی۔ میں نے کہا: تم لوگ کو اصحاب نبی اور ان کے چچازاد بھائی اور اس شخص سے جو سب سے پہلے ایمان لایا جو چیز ناگوار معلوم ہوتی ہے اس کو پیش کرو۔ انہوں نے کہا: تین باتیں ہیں، میں نے کہا کیا کیا؟ انہوں نے کہا: ایک تو یہ کہ اس نے (یعنی حضرت علیؓ نے) اللہ کے دین کے معاملہ میں لوگوں کو حکم مان لیا حالانکہ حکم صرف خدا کے لئے ہے۔ میں نے کہا: ایک بات تو یہ ہوئی (دوسری بات کیا ہے؟) انہوں نے کہا دوسری بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگ کی مگر کسی کو قید کیا نہ مال غنیمت حاصل کیا۔ اگر وہ لوگ (یعنی اصحاب معاویہ) کافر تھے تو ان کی عورتیں اور ان کے اموال حلال تھے اور اگر وہ مومن تھے تو پھر ان کا خون بھی حرام تھا (پھر جنگ کیوں لڑی) میں نے کہا: یہ دوسری بات ہوئی۔ انہوں نے کہا، تیسری بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے نام سے "امیرالمؤمنین" کو مٹا دیا۔ اگر وہ امیرالمؤمنین نہیں تو امیرالکافرین ہونگے۔ میں نے کہا: اس کے علاوہ کوئی اور بات قابل اعتراض ہے، انہوں نے کہا: بس یہی کافی ہے۔ میں نے کہا: اچھا بتاؤ اگر میں تمہارے سامنے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی حدیث پیش کردوں جو تمہاری ان باتوں کی تردید کردے تو تم رجوع کرلو گے انہوں نے کہا: جی ہاں اللہ شاہد ہے، میں نے کہا: تمہارا جو یہ کہنا ہے کہ حضرت علیؓ نے دین کے معاملہ میں لوگوں کو حکم بنا لیا سو میں تم کو قرآن کی آیت پڑھ کر بتاتا ہوں کہ خدا نے ایک خرگوش کے بارے میں جس کی قیمت صرف ربع درہم ہے لوگوں کو حکم بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "لاتقتلوا الصید وانتم حرم الیٰ قولہٖ یحکم بہ ذوا عدل منکم" اسی طرح شوہر اور بیوی کے بارے میں ارشاد ہے "وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا" اب میں تم کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ لوگوں کو ان کے خونوں اور جانوں اور اصلاح ذات البین کے سلسلہ میں حکم بنانا بہتر ہے یا ایک خرگوش کے بارے میں جس کی قیمت بھی صرف ربع درہم ہو۔ انہوں نے کہا (نہیں، بلکہ خونوں کی حفاظت اور آپس کی اصلاح کیلئے (حکم بنانا بہتر ہے) میں نے کہا: اس سے تو سبکدوشی ہوئی۔ انہوں نے کہا: جی ہاں! میں نے کہا: تمہارا یہ کہنا کہ حضرت علیؓ نے قتال کیا ہے اور قید نہیں کیا اور نہ غنیمت حاصل کی تو کیا تم اپنی ماں حضرت عائشہ کو قید کرنا چاہتے ہو اور ان کے ساتھ اسی معاملہ کو حلال سمجھتے ہو جو دوسرے قیدیوں کے ساتھ حلال سمجھتے ہو اور حال یہ ہے کہ وہ تمہاری ماں ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے اور اگر تم حضرت عائشہ کے ماں ہونے کا انکار کرتے ہو تب بھی کافر ہو۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے "اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ ... اُمَّهٰتُهُمْ" پس تم دو گمراہیوں کے درمیان ہو اس سے نکلنے کی صورت پیش کرو۔ اچھا اس سے بھی نجات ہوئی انہوں نے کہا، جی ہاں! میں نے کہا: رہا تمہارا یہ کہنا کہ حضرت علیؓ نے اپنے نام سے "امیرالمؤمنین" کو مٹا دیا۔ سو حضورؐ نے حدیبیہ کے دن قریش کو بلایا تاکہ اپنے درمیان اور ان کے درمیان ایک صلحنامہ لکھوا دیں۔ آپ نے فرمایا لکھو۔ "ہٰذَا مَا قَاضٰی عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" قریش نے کہا: بخدا اگر ہم کو اسکا یقین ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ سے نہ روکتے اور نہ آپ سے قتال کرتے لہذا آپ یہ لکھئے "محمد بن عبد اللہ" آپ نے فرمایا: بخدا میں اللہ کا رسول ہوں مگر جب تم میری تکذیب کر رہے ہو تو اے علی! محمد بن عبد اللہ ہی لکھ دو۔ پس حضورؐ حضرت علیؓ سے کہیں بہتر ہیں اور آپ نے بھی اپنے نام کو مٹایا مگر آپ کا نام مٹا دینا نبوت سے نام کا مٹا دینا نہ تھا۔ اچھا تیسری بات کا بھی جواب ہوگیا، انہوں نے کہا جی ہاں! پس انہیں کردو ہزار آدمیوں نے حق کیطرف رجوع کرلیا اور باقی سب کے سب اپنی گمراہیوں پر قتل کئے گئے جن کو مہاجرین اور انصار نے قتل کیا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین!

يوم احد

واقعۂ احد

روی ان المشرکین نزلوا باحد یوم الاربعاء ثانی عشر شوال سنة ثلاث من الهجرة فاستشار الرسول علیه السلام اصحابه وقد دعا عبد الله بن ابی بن سلول ولم یدعه من قبل فقال هو واکثر الانصار أقم یا رسول الله بالمدینة ولا تخرج الیهم فوالله ما خرجنا منها الی عدو الا اصاب منا ولا دخلها علینا الا اصبنا منه فکیف وانت فینا فدعهم فان اقاموا اقاموا بشر مجلس وان دخلوا قاتلهم الرجال ورماهم النساء والصبیان بالحجارة وان رجعوا رجعوا خائبین واشار بعضهم الی الخروج فقال علیه السلام انی رأیت فی منامی بقرة مذبوحة حولی فأولتها خیرا ورأیت فی ذباب سیفی ثلما فأولته هزیمة ورأیت کانی ادخلت یدی فی درع حصینة فأولتها المدینة فان رأیتم ان تقیموا بالمدینة وتدعوهم فقال رجال فاتتهم بدر و اکرمهم الله بالشهادة یوم احد اخرج بنا الی اعدائنا وبالغوا حتی دخل فلبس لامته فلما رأوا ذلک ندموا علی مبالغتهم وقالوا اصنع یا رسول الله ما رأیت فقال لا ینبغی لنبی ان یلبس لامته فیضعها حتی یقاتل فخرج بعد صلوة الجمعة واصبح بشعب احد یوم السبت ونزل فی عدوة الوادی وجعل ظهره وعسکره الی احد وسوی صفهم وامر عبد الله بن جبیر علی الرماة وقال انضحوا عنا بالنبل لا یأتونا من ورائنا وقال صلی الله علیه وسلم اثبتوا فی هذا المقام واذا عاینوکم وولوکم الادبار فلا تطلبوا المدبرین ولا تخرجوا من هذا المقام کیلا یتمکنوا من ان یأتونا من ورائنا ثم اختزل عبد الله وبقی المسلمون حتی هزموا المشرکین فطمعوا ان تکون هذه الواقعة کواقعة بدر وطلبوا الدنیا وترکوا الموضع الذی امرهم النبی صلی الله علیه وسلم بالثبات فیه ثم اشتغلوا بطلب الغنائم فلما خالفوا امره صلی الله علیه وسلم انهزموا لیعلموا ان ما وقع یوم بدر انما حصل ببرکة صبرهم وطاعتهم لله ولرسوله فلما لم یصبروا علی طاعة رسول الله صلی الله علیه وسلم فیما امرهم به ولم یتقوا عاقبة مخالفته ترکهم الله تعالی مع عدوهم فلم یقووا لهم حیث نزع الله الرعب من قلوب المشرکین فکر علیهم المشرکون وتفرق العسکر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی بقی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم سبعة من الانصار ورجلان من قریش وقصد الکفار النبی صلی الله علیه وسلم فشجوا راسه وکسروا رباعیته وثبت معه صلی الله علیه وسلم یومئذ طلحة ووقاه بیده فشلت اصبعاه وصار مجروحا فی اربعة وعشرین موضعا ولما اصیب صلی الله علیه وسلم بما اصابه من الشج وکسر الرباعیة وغلب علیه الغشی احتمله ورجع به القهقری وکلما ادرک واحد من المشرکین کان یضع رسول الله صلی الله علیه وسلم ویقاتله حتی اوصله الی مکان فیه جملة من

الصحابة فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اوجب طلحة فوقعت الصيحة في العسكر ان محمدا قد قتل وكان في جملة من معه من الصحابة رجل من الانصار يكنى باسفيان فنادى الانصار وقال هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجع اليه المهاجرون والانصار وكان قد قتل منهم سبعون وكثرت فيهم الجراح فقال صلى الله عليه وسلم رحم الله رجلا ذب عن اخوانه وشد على المشركين بمن معه حتى كفهم على القتلى والجرحى واعانهم الله تعالى حتى هزموا الكفار۔

حل لغات

احد مدینہ سے شمال کیجانب ایک میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی ہے اسی جگہ ہارونؑ کی قبر ہے عبداللہ بن ابی بن سلول مشہور منافق تھا جس نے ظاہراً اسلام کی صورت اختیار کرکے انواع و اقسام کی تکالیف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہؓ کو پہنچائیں۔ حضورؐ کی حیات ہی میں یہ مرگیا تھا آپنے انکے صاحبزادے عبداللہ کی خاطر جو سچے ایماندار تھے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اور اپنا پیرہن شریف اس کے کفن کیلئے عطا فرمایا جس پر آیت ولا تصل علی احد منہم نازل ہوئی۔ خائبین رسوا، ذلیل، منام خواب، ذباب تلوار کی دھار، ثلما دندانے، ہزیمۃ شکست، درع زرہ، حصینۃ مضبوط، لامۃ زرہ، شعب پہاڑی راستہ درہ کوہ ج شعاب، عدوہ بلند جگہ وادی کا کنارہ ج عدا، عبداللہ بن جبیر بن نعمان بن امیہ بن امرأ القیس انصاری اوسی، بیعت عقبہ اور غزوۂ بدر میں شریک تھے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے آپ خوات بن جبیر کے بھائی ہیں جو صاحب ذات النحیین کے لقب سے مشہور ہیں رماۃ جمع رامی تیرانداز، انصرافٌ، مڑ، نضحا۔ فلانا بالنبل تیراندازی کرنا، النبل تیر، اختزل اختزالاً، تنہا ہوجانا، کرّ کرّاً کرّوراً، تکراراً دوبارہ حملہ کرنا فتحوا زخمی کردیا۔ طلحۃ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب جلیل القدر قدیم الاسلام صحابی ہیں ان چند بزرگوں میں سے ہیں جو بعثت کے بعد ہی ایمان لائے تھے آپ عشرہ مبشرہ میں سے بھی ہیں اور اصحاب شوریٰ میں سے بھی ہیں سوائے بدر کے اور تمام معرکوں میں حضورؐ کیساتھ شریک رہے۔ غزوہ احد میں حضورؐ کی انہوں نے وہ خدمت گذاری کی جو کسی دوسرے کے حصہ میں نہ آسکی جس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ طلحہؓ پر جنت واجب ہوگئی اسی دن حضورؐ نے انکو طلحۃ الخیر اور غزوۂ حنین میں طلحۃ الجواد اور غزوۂ تبوک میں طلحۃ الفیاض لقب مرحمت فرمایا تھا، آپکے نکاح میں چار بیویاں تھیں اور چاروں حضورؐ کی چار ازواج مطہرات کی بہنیں تھیں، شلت (س) شلاً، شللاً۔ ید، خشک ہوجانا، القہقری پچھلے پاؤں لوٹنا، ذب (ن) ذباً، عنہ دفع کرنا، حمایت کرنا۔

تشریح

مروی ہے کہ بارہ شوال ۳ھ میں بدھ کے روز مشرکین احد پہاڑ پر اتر آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا اور اس موقعہ پر حضورؐ نے عبداللہ بن ابی، بن سلول کو بھی بلالیا تھا، عبداللہ بن ابی اور اکثر انصار نے کہا: یارسول اللہ! آپ مدینہ میں قیام فرمائیں اور ان سے قتال کے لئے تشریف نہ لے جائیں کیونکہ ہم جب کبھی مدینہ سے دشمن کی طرف نکلے ہیں دشمن کامیاب ہوا ہے اور جب کبھی دشمن نے مدینہ میں ہم پر چڑھائی کی ہے تو ہم کو فائدہ ہوا ہے پس کیسے نہیں کامیابی ہوگی جبکہ آپ ہم میں موجود ہوں اسلئے آپ ان کو چھوڑ دیجئے کہ اگر وہ وہیں پڑے رہیں تو ان کی مجلس بدتر ہوگی اور اگر مدینہ میں داخل ہونگے تو مرد ان سے قتال کریں گے عورتیں اور بچے ان پر پتھر برسائیں گے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: میں نے رات خواب میں ذبح شدہ گائے دیکھی ہے جس کی تعبیر نیک ہے اور میں نے اپنی تلوار کی دھار میں دندانے دیکھے ہیں جس کی تعبیر دشمن کی شکست ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ گویا میں نے ہاتھوں کو ایک مضبوط زرہ میں داخل کیا ہے جس کی تعبیر مدینہ ہے پس اگر تمہاری رائے مدینہ میں اقامت کی اور ان کو چھوڑنے کی ہو تو ایسا کرلو۔ پس جن لوگوں سے بدر کا موقعہ فوت ہوگیا تھا اور اللہ نے انکو احد کی لڑائی میں جام شہادت سے نوازا ہے انہوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ ہمارے ساتھ دشمن کی طرف نکلیں اور اس پر اصرار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرے میں تشریف لے گئے اور آپنے زرہ پہن لی جب لوگوں نے یہ دیکھا تو اپنے اصرار پر شرمندہ ہوکر کہنے لگے یارسول اللہ! آپ

جو رائے ہو وہی کیجئے۔ آپ نے فرمایا نبی کیلئے یہ زیبا نہیں کہ وہ زرہ پہن کر قتال کئے بغیر اتار دے، پس جمعہ کی نماز کے بعد آپ دشمن کی طرف نکلے اور شنبہ کے دن احد کی گھاٹی میں صبح کی اور وادی کے بلند حصہ پر نزول فرمایا اور اپنی پشت کو اور لشکر کو احد کی طرف کر دیا اور صفیں سیدھی کریں اور ان پر حضرت عبد اللہ بن جبیر کو افسر مقرر کر دیا اور فرمایا کہ یہاں سے تیر اندازی کرتے رہو تاکہ دشمن ہمارے پیچھے سے نہ آسکے اور آپنے یہ تاکید کر دی کہ فتح ہو یا شکست تم لوگ یہیں رہنا اور جب وہ لوگ تم کو دیکھیں اور پیٹھ دے کر بھاگنے لگیں تو شکست خوردہ لوگوں کا پیچھا نہ کرنا اور اس جگہ سے نہ ہٹنا تاکہ وہ لوگ ہمارے پیچھے سے آنے پر قادر نہ ہو جائیں اس کے بعد عبد اللہ ابن ابی تو علیحدہ ہو گیا صرف مسلمان رہ گئے (انہوں نے گھمسان کی لڑائی لڑی) یہاں تک کہ مشرکین کو شکست فاش ہو گئی" مسلمانوں نے یہ سوچ کر کہ یہ واقعہ بھی بدر کی طرح ہے شکست خوردہ لوگوں کا پیچھا کیا اور جس جگہ پر رہنے کا حضورؐ نے حکم فرمایا تھا اس سے ہٹ گئے اور مال غنیمت حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے۔ جب مسلمانوں نے حضورؐ کے حکم کے خلاف کیا تو مسلمانوں کو شکست ہو گئی (خالد بن ولید قریش کے بڑے جرنل تھے اور ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا فوراً ایک دستہ لے کر پہاڑی پر پہنچ گئے اور پشت کیطرف سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے سامنے کی طرف سے بھاگتے ہوئے کافر بھی ٹھہر گئے نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان بیچ میں آگئے اور دونوں طرف سے کافروں کا ایسا سخت حملہ ہوا کہ ایک دوسرے کی خبر نہ رہی (مسلمان مسلمان کے ہاتھ سے شہید ہو گئے) تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ بدر کے موقعہ پر جو کچھ ہوا وہ ان کے صبر و اطاعت خدا اور رسول کی برکت سے ہوا جب ان لوگوں نے اللہ کے رسول کی اطاعت پر صبر نہ کیا اور مخالفت کے انجام سے خوف نہ کیا تو اللہ نے پھر دشمنوں کیطرف چھوڑ دیا پس یہ لوگ ان کا مقابلہ نہ کر سکے کیونکہ اللہ نے انکے قلوب سے رعب نکالہ یا تھا پس مشرکین نے دوبارہ حملہ کر دیا اور حضورؐ کے پاس سے لشکر منتشر ہو گیا چنانچہ آپ کے ساتھ صرف سات انصاری اور دو قریشی تھے، کفار حضورؐ کی طرف بھی بڑھے اور (عبد اللہ بن شہاب زہری نے جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے) آپ کا سر مبارک زخمی کیا اور عتبہ بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن قمیہ نے آپ پر پتھر پھینکا جس سے آپ کا (نیچے کا) دندان مبارک بھی شہید ہو گیا (صحابہؓ نے اسکو لے لیا) اس دن آپکے ساتھ صرف طلحہ ڈٹے رہے اور ایسی جانبازی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے کہ آپ کی انگلیاں شل ہو گئیں اور چوبیس جگہ یا ستر جگہ اور بقول ملا علی قاریؒ اسی جگہ سے زخمی ہوئے جب حضورؐ کو زخمی ہونے اور دانتوں کے شہید ہونے کا صدمہ پہنچا آپ پر غشی طاری ہو گئی تو حضرت طلحہؓ آپ کو لے کر پچھلے پاؤں لوٹ گئے راستہ میں جب کوئی مشرک ملتا تو اس کو مقابلہ کرتے یہاں تک کہ آپ کو اس جگہ پر پہنچا دیا جہاں صحابہؓ تھے، اسی موقعہ پر آنحضرتؐ نے حضرت طلحہؓ کیلئے فرمایا: طلحہؓ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم لشکر سے جدا ہو کر صحابہؓ کے پاس تشریف لے گئے تو لشکر میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ (نصیب دشمناں) حضورؐ شہید ہو گئے (جس کہ اسلامی فوج میں اور بھی مایوسی چھا گئی مگر) صحابہؓ میں سے ایک انصاری شخص نے جس کی کنیت ابو سفیان ہے انصار کو پکار کر کہا: ہذا رسول اللہ، پس مہاجرین اور انصار آپکے پاس آگئے، اس لڑائی میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور کتنے ہی زخمی ہوئے اور کافر صرف تئیس یا تیئیس مرے) پس حضورؐ نے فرمایا: اللہ رحم کرے اس شخص پر جس نے اپنے بھائیوں کی مدافعت کی اور اپنے ساتھیوں کیساتھ مشرکین پر سختی سے حملہ کیا یہانتک کہ انکو مقتولین اور مجروحین پر تعدی کرنے سے روک دیا۔ اللہ نے ان کی مدد فرمائی اور کفار کو شکست ہو گئی۔

قصۃ سیدنا موسیٰ واخیہ ہارون علیہما السلام

موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کا واقعہ

أرسل الله موسى وأخاه هارون لفرعون وملإه حيث طغى وادعى الالوهية وعبدته الناس خوفا منه لوان فرعون سمع

بامرأة جميلة اسمها آسية فتزوجها وهي مؤمنة سرًّا فلما اراد ان يدخل بها تخشبت اعضاؤه ولم يستطع القرب منها فاكتفى بالنظر اليها ثم انه رأى منامًا فسأل السحرة عن تفسيره فقالوا له انه سيولد في ملكك ولد يكون سببًا في هلاكك و هلاك قومك فامر بذبح من يولد من الذكور وكان عمران من وزرائه فلما حملت امرأته بموسى لم يشعر بحملها احد الى ان وضعته فاوحى الله اليها ان القيه في البحر فصنعت تابوتا ووضعته في جوفه وهي باكية خصوصا وان اباه قد مات في ذلك الحين وقالت لاخته انظري اليه من بعيد ورمته في البحر فقذفته الامواج الى ان دخل منزل فرعون فرأته ابنته وكانت برصاء (اي مصابة بداء البرص) فبما مسته له شفيت فاخذته وذهبت به الى آسية واخبرتها بما حصل فقالت آسية لفرعون لا نقتله ونربيه عندنا فامتثل وامر باحضار المراضع فحضرن فلم يمس ثدي واحدة منهن فقالت لهم اخته هل ادلكم على اهل بيت يكفلونه لكم قالوا نعم فاحضرت امه فاعطته ثديها فرضعه الى ان تم مدة الرضاع فاعطوا امه ما يكفيها وتركته وذهبت فلما تم عمره اربعين سنة صار يأمر الناس بعبادة الله فبينما هو مار في شوارع مصر اذ رأى رجلين يقتتلان احدهما قبطي والثاني اسرائيلي من نسل يعقوب فاستغاث الاسرائيلي بموسى فجاء ووكز القبطي في صدره فوقع ميتا فتأسف موسى وطلب المغفرة من الله فغفر له وفي اليوم الثاني رأى الاسرائيلي يتشاجر مع قبطي آخر فاستغاث بموسى فلم يغثه ولما علم فرعون بما حصل من موسى قال من رآه فليقتله فخرج موسى من مصر خائفا الى ان وصل الى ارض مدين فوجد بئرا والناس عليها مزدحمون لسقي غنمهم ووجد من دونهم امرأتين تمنعان غنمهما من السقي حتى ينصرف الناس فقال لهما لا تمنعا واخذ الغنم وسقاها لهما ولما رجعتا الى شعيب اخبرتاه بموسى فقال ابوهما اذهبي وائتيني به فجاءته وكانت شديدة الحياء وقالت له ان ابي يدعوك ليجزيك اجر ما سقيت لنا فلما دخل على شعيب وقص عليه قصته قال له لا تخف ثم زوجه احدى ابنتيه على شرط ان يرعى له الغنم عشر سنين فقبل موسى وصار يرعى الغنم الى ان اتم مدته فاستأذن شعيبا في العودة الى مصر فاذن له فاخذ زوجته وولده وغنمه وسار الى ان وصل الى جبل الطور فكلمه ربه وقال له اني انا ربك ثم قال له اذهب الى فرعون انه طغى فسأل موسى ربه ان يرسل معه اخاه هارون فاجاب الله سؤاله ثم ان هارون كان وزيرا عند فرعون فاوحى الله اليه ان استقبل اخاك فانه قادم الى مصر فقام وقابله فبشره موسى بمشاركته له في الرسالة ثم ذهبا الى امهما وبعدها ذهبا الى فرعون وقالا له قل لا اله الا الله وارجع عما انت فيه فقال لموسى ان كنت رسولا فأت

بآيةٍ (اى علامة) فرمیٰ موسیٰ عصاه فصار ثعبانا واخرج يده من جيبه فصارت بيضاء كضياء الشمس وغير ذلك من الآيات كالطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم حتى صار وايرون هذه الاشياء فى ماكلهم ومشربهم فقال فرعون هو وقومه ان هذا لساحر فاحضر فرعون السحرة وقال لهم ابذلوا ما عندكم من السحر مع موسیٰ ففعلوا فرمیٰ موسیٰ عصاه فصارت حيّةً وابتلعت جميع ما فعلوه فعند ذلك امنت جميع السحرة وخرّوا لله سجدا فامر فرعون بقطع ايديهم وارجلهم من خلاف وصلبهم فى جذوع النخل فرضوا بذلك ولم يرجعوا عن ايمانهم وكانوا سبعين رجلا ثم اخذ موسیٰ من معه وسار فتبعه فرعون وجنوده ليهلكه ومن معه الى ان وصلوا الى البحر فضرب موسیٰ البحر بعصاه فانفلق وصار اثنى عشر طريقًا ويبس الماء فدخل موسیٰ وقومه فنزل فرعون وجنوده وراءهم فنجا موسیٰ ومن معه وانطبق البحر على فرعون وجنوده فغرقوا اجمعين ثم انزل الله التوراة على موسیٰ فصار يأمر الناس وينهاهم بما فيها الى ان توفاه الله وهو يقرأ فى التوراة صلى الله عليه وسلم۔

حل لغات طاغ ... طغی، (ن) طغیا، طغیانًا۔ الکافر کفر میں غلو کرنا۔ تخشبت۔ لکڑی کی طرح ہوجانا۔ السحرۃ، جمع ساحر، جادوگر تابوت، صندوق۔ برصاء، مرض برص والی عورت۔ مراضع، جمع مرضع، دودھ پلانے والی عورت، شوارع، جمع شارع، سڑک، عام راستہ۔ قبطی: قبط کی طرف منسوب ہے گروہ ہے از اہل مصر۔ وکز وکزا، مکا مارنا۔ یتشاجر۔ باہم تنازع کرنا۔ مدین ایک شہر کا نام ہے جو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے کسی کے نام سے موسوم ہے۔ قادم: آنے والا۔ ثعبان اژدہا ج ثعابین۔ الجراد ٹڈی، القمل، جوں، ضفادع، مینڈک، ابتلعت: نگل گیا، خرّوا: سجدہ میں گر پڑے۔ جذوع، جمع جذع، درخت کا تنہ۔

تشریح: اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی حضرت ہارون کو فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کے پاس بھیجا کیونکہ وہ کفر پر قائم ہوا تھا اور خدائی دعویٰ کر رہا تھا۔ لوگوں نے اس کے ڈر سے اس کی پرستش بھی شروع کردی تھی۔ فرعون نے ایک خوبصورت عورت کی خبر پاکر اس سے شادی کرلی اس کا نام آسیہ تھا جو سچی مؤمنہ تھیں جب فرعون نے اس سے ہم صحبت ہونا چاہا تو اس کے اعضاء بالکل لکڑی کی طرح (بے حس وحرکت) ہوگئے اور ان کے قریب بھی نہ آسکا۔ بس اس نے صرف دیکھنے پر اکتفاء کیا۔ اس کے بعد اس نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر جادوگروں سے دریافت کی انہوں نے کہا کہ عنقریب تیرے ملک میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری اور تیری قوم کی ہلاکت کا باعث ہوگا پس فرعون ملعون نے ہر پیدا ہونے والے لڑکے کو ذبح کرنے کا حکم کردیا حضرت عمران فرعون کے وزیر تھے جب ان کی بیوی کو حضرت موسیٰؑ کا حمل قرار پاگیا تو ان کے پیدا ہونے تک کسی کو بھی ان کے حمل کا علم نہ ہوا۔ اللہ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس کو دریا میں ڈال دو۔ ان کی والدہ نے ایک صندوق تیار کرکے حضرت موسیٰ کو اس میں رکھ دیا درآنحالیکہ وہ رو رہی تھیں (اول تو اس لئے کہ ماں کی محبت کا تقاضہ ہی یہ تھا اور زیادہ تر اس لئے کہ اسی زمانہ میں ان کے والد کا انتقال ہوگیا تھا۔ پس ان کی والدہ نے حضرت موسیٰ کی بہن سے کہا کہ اس کو دور سے دیکھتی رہنا اور ان کو دریا میں ڈال دیا دریائی موجوں نے ان کو فرعون کے گھر تک پہنچا دیا۔ فرعون کی لڑکی نے جو کوڑھ کی بیماری میں مبتلا تھی حضرت موسیٰ کو دیکھا اور ان کو چھوتے ہی اس کو شفا ہوگئی تو وہ حضرت موسیٰ کو لے کر حضرت آسیہ کے پاس گئی اور (بیماری سے شفایابی کا) قصہ سنایا

آسیہ کے کوئی اولاد نہ تھی اس نے فرعون سے کہا: اس کو قتل مت کرنا۔ ہم اس کی پرورش اپنے ہاں کریں گے۔ فرعون نے حضرت آسیہ کی بات مان لی اور دودھ پلانے والی عورتوں کو بلوایا، دودھ پلانے والی عورتیں حاضر ہوئیں مگر حضرت موسیٰ نے کسی کے پستان کو منہ نہ لگایا تو حضرت موسیٰ کی بہن نے ان سے کہا: کیا میں تم کو ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے اس بچہ کی پرورش کریں؟ ان لوگوں نے ایسی حالت میں کہ دودھ پلانے کی مشکل پڑ رہی تھی اس مشورہ کو غنیمت سمجھا اور ایسے گھرانے کا پتہ پوچھا۔ انہوں نے اپنی والدہ کا پتہ بتایا، چنانچہ وہ بلائی گئیں (اور موسیٰ ان کی گود میں دیئے گئے) آپ نے جاتے ہی دودھ پینا شروع کر دیا۔ آپ کی والدہ مدت رضاعت پوری ہونے تک دودھ پلاتی رہیں (جب مدت رضاعت پوری ہو گئی تو فرعون کے گھرانے نے آپ کی والدہ کو اتنی مقدار کچھ مال دے دیا جو آپ کے لئے کافی تھا حضرت موسیٰ کی والدہ ان کو چھوڑ کر واپس ہو گئیں (اور حضرت موسیٰ فرعون کے ہاں پرورش پاتے رہے) جب آپ کی عمر چالیس سال پورے ہو گئے تو آپ نے لوگوں کو ایک اللہ کی عبادت کا حکم کرنا شروع کیا۔ ایک روز مصر کے شارع عام سے گذر رہے تھے کہ دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا ان میں سے ایک قبطی تھا دوسرا اسرائیلی جو حضرت یعقوبؑ کی نسل سے۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰ کو استغاثہ کیا۔ آپ نے آکر (بغرض تنبیہ) قبطی کے ایک مکا مار دیا تو قبطی مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔ حضرت موسیٰ کو بہت افسوس ہوا اور اللہ سے مغفرت طلب کی اللہ نے معاف کر دیا۔ دوسرے روز اسی اسرائیلی کو ایک دوسرے قبطی سے لڑتے ہوئے پایا۔ اس نے پھر حضرت موسیٰ سے استغاثہ کیا۔ مگر آپ نے مدد نہیں کی۔ جب فرعون کو اس قصہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ جو شخص موسیٰ کو دیکھے اسے چاہئے کہ ان کو قتل کر دے حضرت موسیٰ بوجہ خوف مصر سے نکل گئے اور ارض مدین پہنچ گئے وہاں پہنچ کر آپ نے ایک کنواں دیکھا جس پر لوگ اپنی بکریوں کو سیراب کرنے کے لئے بھیڑ لگائے ہوئے تھے اور ایک طرف دو عورتوں کو دیکھا جو اپنی بکریوں کو پانی پینے سے روکے ہوئے تھیں (حضرت موسیٰ تھکے ماندے بھوکے پیاسے تھے مگر غیرت آئی کہ میری موجودگی میں یہ صنف ضعیف ہمدردی سے محروم رہے۔ آپ نے فرمایا: بکریوں کو مت روکو، اور کنویں سے پانی نکال کر بکریوں کو سیراب کر دیا ان دونوں عورتوں نے (اپنے باپ) حضرت شعیبؑ کے پاس جا کر حضرت موسیٰ کے (پورے قصہ) کی خبر کی۔ ان کے باپ نے کہا جاؤ ان کو میرے پاس لاؤ۔ سو حضرت موسیٰ کے پاس ایک لڑکی آئی جو بہت باحیا تھی۔ اس نے کہا تم کو میرے والد بلا رہے ہیں تاکہ تم کو اس کا صلہ دیں جو تم نے ہماری خاطر بکریوں کو پانی پلایا تھا۔ جب آپ حضرت شعیبؑ کے پاس پہنچے اور ان سے پورا قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا (تم کوئی اندیشہ نہ کرو کیونکہ یہاں فرعون کا کوئی عمل دخل نہیں ہے) اس کے بعد حضرت شعیبؑ نے اپنی ایک لڑکی کی آپ سے شادی کر دی اس شرط پر کہ وہ ان کی دس سال بکریاں چرائیں حضرت موسیٰ نے اس شرط کو قبول کر لیا اور بکریاں چراتے رہے یہاں تک کہ دس سال کی مدت پوری ہو گئی پس آپ نے مصر واپس ہونے کی اجازت چاہی حضرت شعیبؑ نے اجازت دیدی۔ حضرت موسیٰ اپنے بیوی بچوں اور بکریوں کو لے کر چل دیئے یہاں تک کہ آپ جبل طور پر پہنچ گئے۔ وہاں پروردگار سے ہمکلامی ہوئی اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا "بیشک میں ہی تیرا رب ہوں" پھر ارشاد ہوا کہ تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے بہت سر اٹھا رکھا ہے، حضرت موسیٰ نے پروردگار سے اپنے بھائی ہارونؑ کو بھی ساتھ بھیجنے کا سوال کیا۔ اللہ نے آپ کے سوال کو قبول فرما لیا۔ حضرت ہارونؑ فرعون کے ہاں وزیر تھے اللہ نے انکی طرف وحی کی کہ تمہارے بھائی مصر سے آ رہے ہیں ان کا استقبال کرو حضرت ہارون نے آپکا استقبال کیا، حضرت موسیٰ نے ان کو رسالت میں شریک ہونے کی خوشخبری سنائی۔ پھر دونوں اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس کے بعد فرعون کے پاس گئے اور کہا: کہہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور کفر سے باز آ فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا: اگر تو رسول ہے تو کوئی نشانی (معجزہ) پیش کریں آپ نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ اژدہا بن گیا اور جیب سے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ آفتاب کی کرن کی طرح روشن ہو گیا۔ اور اس کے علاوہ (وقتاً فوقتاً) طوفان، ٹڈیوں، گھن کیڑوں، مینڈکوں اور خون کے معجزات بھی دکھاتے رہے اور بنی اسرائیل نے ان چیزوں کو اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں بھی دیکھ لیا (یہاں تک کہ تمام آدمیوں کے بدن اور کپڑوں میں چیچڑیاں پڑ گئیں۔ ہر چیز میں

مینڈک پھیل گئے ہر پانی خون بن گیا اس کے باوجود نہ مانے) اور فرعون اور اس کی قوم کہنے لگی بیشک یہ تو جادوگر ہے۔ چنانچہ فرعون نے مقابلہ کیلئے) جادوگروں کو بلایا اور ان سے کہا تمہارے پاس جتنا بھی جادو ہو سب موسیٰ کے مقابلہ میں صرف کر ڈالو، انہوں نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے اپنی لاٹھی ڈالدی سو وہ سانپ بن گئی اور جو کچھ انہوں نے دھندا بنایا تھا سب کو نگل گئی۔

؎ سحر با معجزہ پہلو نزند ایمن باشد ؎ یہ دیکھ کر تمام جادوگر ایمان لے آئے

اور سجدے میں گر گئے؛ فرعون نے جادوگروں سے کہا کہ تم میری اجازت کے بغیر موسیٰ اور اس کے رب پر ایمان لے آئے ضرور یہ تم سب کا استاد معلوم ہوتا ہے پس فرعون نے ان کے ایک طرف کا ہاتھ اور ایک طرف کے پاؤں کاٹنے اور کھجوروں کے تنوں پر لٹکنے کا حکم کردیا تو سب جادوگر راضی ہو گئے (اور صاف کہہ دیا کہ ہم تجھ کو دین کے مقابلہ میں کبھی ترجیح نہ دیں گے) اور ایمان سے نہ ہٹے۔ یہ جادوگر ستر آدمی تھے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر چل دیئے جو ایمان لائے تھے۔ فرعون نے حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے ان کا پیچھا کیا اور دریائے نیل تک پہنچ گئے۔ حضرت موسیٰ نے دریا میں اپنی لاٹھی دے ماری پس دریا کا پانی پھٹ گیا اور اس میں بارہ راستے ہو گئے اور پانی خشک ہو گیا۔ حضرت موسیٰ اور آپ کی قوم دریا میں داخل ہو گئی۔ فرعون اور اس کا لشکر بھی یہ دیکھ کر ان کے پیچھے ہو لیا۔ حضرت موسیٰ اور آپ کے ساتھی نجات پا گئے

؎ مجالست چوں دوست دارد ترا ؎ کہ در دست دشمن گزارد ترا (سعدی)

اور اس کے لشکر پر دریا برابر ہو گیا۔ اور سب غرق ہو گئے۔ پھر اللہ نے حضرت موسیٰ پر توراۃ نازل فرمائی آپ لوگوں کو توراۃ کے احکام کا حکم کرتے رہے اور منہیات سے روکتے رہے یہاں تک کہ توراۃ پڑھنے کی حالت میں آپ کا وصال ہو گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

المناظرة بين عمر بن عبد العزيز رحمه الله وبين وفد الخوارج

حضرت عمر بن عبد العزیز اور وفد خوارج کے مابین مناظرہ

قال الهيثم بن عدى قال اخبرنى عوانة بن الحكم عن محمد بن الزبير قال بعثنى عمر بن عبد العزيز مع عون بن عبد الله بن مسعود الى شوذب الخارجى واصحابه اذا خرجوا بالجزيرة، وكتب معنا كتابا، فقدمنا عليهم ودفعنا كتابه اليهم فبعثوا معنا رجلا من بنى شيبان ورجلا فيه حبشية يقال لها شوذب فقدما معنا على عمر وهو بخناصرة فصعدنا اليه، وكان فى غرفة، ومعه ابنه عبد الملك وحاجبه مزاحم، فاخبرناه بمكان الخارجيين، قال عمر: فتشوهما لا يكن معهما حديد وادخلوهما، فلما دخلا، قالا السلام عليكم، ثم جلسا، فقال لهما عمر: اخبرانى ما الذى اخرجكم عن حكمى هذا، وما نقمتم؟ فتكلم الاسود منهما، فقال: انا والله ما نقمنا عليك فى سيرتك وتحريك العدل والاحسان الى من وليت، ولكن بيننا وبينك امر ان اعطيناه، فنحن منك وانت منا وان منعتناه، فلست منا ولسنا منك قال عمر: ما هو؟ قال: رايناك خالفت اهل بيتك، وسميتها مظالم، وسلكت غير طريقهم، فان زعمت انك على هدى وهم على ضلال

فالعنهم، وابرأ منهم فهذا الذي يجمع بيننا وبينك او يفرق، فتكلم عمر فحمد الله واثنى عليه، ثم قال اني قد علمت
او ظننت انكم لم تخرجوا مخرجكم هذا الطلب دنيا ومتاعها ولكنكم اردتم الآخرة، فاخطأتم سبيلها واني
سائلكما عن امر فبالله اصدقاني فيه مبلغ علمكما قالا نعم، قال: اخبراني عن ابي بكر وعمر اليسا من اسلافكما ومن
تتوليان وتشهدان لهما بالنجاة قالا اللهم نعم قال فهل علمتما ان ابا بكر حين قبض رسول الله صلى الله عليه
وسلم فارتدت العرب قاتلهم فسفك الدماء واخذ الاموال وسبى الذراري قالا نعم قال فهل علمتم ان عمر
قام بعده ابي بكر فرد تلك السبايا الى عشائرها قالا نعم قال فهل برئ عمر من ابي بكر او تبرؤن انتم من احد منهما
قالا لا قال فاخبراني عن اهل النهروان اليسوا من صالحي اسلافكما ومن تشهدون له بالنجاة قالا نعم قال:
فهل تعلمون ان اهل الكوفة حين خرجوا، كفوا ايديهم فلم يسفكوا دما، ولم يخيفوا امنا، ولم يأخذوا مالا؟ قالا نعم،
قال: فهل علمتم ان اهل البصرة حين خرجوا مع مسعر بن فديك استعرضوا يقتلونهم، ولقوا عبدالله بن خباب
بن الارت صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقتلوه وقتلوا جاريته ثم قتلوا النساء والاطفال حتى جعلوا يلقونهم في قدور الاقط
وهي تفور قالا قد كان ذلك قال: فهل برئ اهل الكوفة من اهل البصرة قالا: لا قال: فهل تبرؤن انتم من
احد الفريقين؟ قالا: لا قال: افرأيتم الدين اليس هو واحدا ام الدين اثنان؟ قالا بل واحد، قال: فهل يسعكم
منه شئ يعجزني؟ قالا لا قال: فكيف يسعكم ان توليتم ابا بكر وعمر، وتولى كل واحد منهما صاحبه وتوليتم
اهل الكوفة والبصرة، وتولى بعضهم بعضا وقد اختلفوا في اعظم الاشياء، والدماء، والفروج، والاموال، ولا يسعني
الا لعن اهل بيتي والتبرؤ منهم ورأيت لعن اهل الذنوب فريضة مفروضة لابد منها فان كان ذلك فمتى عهدك
بلعن فرعون وقد قال: انا ربكم الاعلى قال، ما اذكر اني لعنته، قال، ويحك ايسعك ان لا تلعن وهو اخبث الخلق ولا
يسعني ان لا العن اهل بيتي والبراءة منهم: ويحكم انكم قوم جهال اردتم امرا فاخطأتموه فانتم تردون على الناس
ما قبل منهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بعثه الله اليهم وهم عبدة اوثان فدعاهم الى ان يخلعوا الاوثان وان يشهدوا ان لا
اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله فمن قال ذلك حقن بذلك دمه واحرز ماله ووجبت حرمته، وامن به
عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان اسوة المسلمين وكان حسابه على الله، افلستم تلقون من خلع الاوثان ورفض الاديان
وشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله تستحلون دمه، وماله ويلعن عندكم، ومن ترك ذلك، وابا كم من اليهود

وَالنصارٰی، وَاَهلُ الاَدیانِ فتحرِّمُونَ دَمَهٗ وَمالَهٗ فقالَ الاَسودُ مَا سمعتُ کَالیومِ احدًا اَبیَنَ حُجَّةً وَلَا اَقربَ مأخذًا اَمَا اِنّی اَشهدُ انّكَ علی الحقِّ وَاِنّی بریٌٔ ممن بریٔ منك فقالَ عُمرُ لصاحبِه یا اخا بنی شیبانَ! ما تقولُ انتَ قال مَا احسنَ ما قُلتَ وَوَصفتَ غیرَ انّی لا اَفتاتُ علی الناسِ بامرٍ حتی اَلقاهم بما ذکرتَ وَاَنظرَ ما حُجّتهم قال: انتَ وذاكَ، فاقام الحبشیُّ مع عُمرَ وَاَمرَ لَه بالعطاءِ فلم یلبثْ اَن مات وَلحقَ الشیبانیُّ باصحابِه فقُتِلَ معهم بعدَ وفاةِ عُمرَ۔

حل لغات | عمر بن العزیز دیکھو ص۹۱ ہیثم بن عدی دیکھو مقدمہ ص۳۱ عون بن عبد اللہ بن مسعود ابو عبد اللہ الہذلی الکوفی الزاہد نبل ۱۲۰؁ھ ثقہ عابد من الرابعۃ شوذب خارجی دیکھو مقدمہ ص۲۶ حاضرۃ بستی، شہر۔ غرفۃ بالاخانہ ج غُرَف تحرّی مرکب لسانی ہے۔ تحرّی بمعنی غور و فکر اور کاف ضمیر خطاب ہے۔ اسلاف جمع سَلَف گذشتہ آبا و اجداد و رشتہ دار، سلف (ن) سَلَفًا گذرنا، آگے ہونا۔ الذراری جمع ذریّۃ، السبایا جمع سبیۃ قیدی عورت، النہروان واسط اور بغداد کے درمیان تین دیہات ہیں جہاں خارجیوں کی جماعت مقیم تھی۔ عبد اللہ بن خباب بن الارت مدنی، حلیف بنی زہرہ کبار تابعین میں سے ہیں اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے ۳۷؁ھ میں فرقہ حروریہ نے ان کو قتل کر دیا تھا۔ ان کے والد حضرت خباب بن الارت مشہور جلیل القدر صحابی ہیں۔ الاَقطَع پنیر۔ نفور دیکھو ص۹۲ عُبّد جمع عابد، اوثان جمع وثن بُت۔ احرز احرازًا جمع کرنا۔ اُسْوۃ اقتدا، نمونہ وہ چیز جس سے تسلی ہو ج اُسیٰ۔ خلع (ف) خلعًا۔ فلان ابنہ بری ہونا۔ افتات حکم لگانا۔

تشریح ۱۔ ہیثم بن عدی کہتے ہیں کہ مجھ سے عوانہ بن حکم نے بواسطہ محمد بن زبیر بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے بمعیت عون بن عبد اللہ بن مسعود شوذب خارجی اور اس کے اصحاب کے پاس اُس وقت بھیجا جب وہ جزیرہ سے نکل گئے تھے (یعنی حضرت عمر بن عبد العزیز سے بغاوت کر کے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تھے) اور ایک خط بھی لکھ دیا۔ میں نے وہ خط آکر ان کو دیدیا۔ انہوں نے ایک شیبانی کو اور ایک دوسرے شخص کو جس میں حبشیت کے آثار تھے اور شوذب کہلاتا تھا دونوں کو ہمارے ساتھ حضرت عمرؒ کے پاس بھیج دیا۔ آپ اپنی بستی میں تھے ہم ان کے پاس اوپر چلے گئے۔ کیونکہ آپ بالاخانے پر تشریف فرما تھے وہاں صاحبزادہ عبد الملک اور دربان مزاحم بھی تھا۔ ہم نے خارجیوں کی اطلاع کی۔ آپ نے فرمایا اچھی طرح دیکھ بھال لو کہ ان کے پاس لوہا (ہتھیار) تو نہیں۔ اور پھر اندر بلالو جب وہ لوگ داخل ہوئے تو سلام کے بعد دونوں بیٹھ گئے۔ حضرت عمر نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ بتاؤ! میرے حکم سے تم کو کس چیز نے باہر کیا اور کس وجہ سے تم عیب لگاتے ہو۔ حبشی بولا! بخدا ہم آپ کی سیرت کے بارے میں آپ پر عیب نہیں لگاتے۔ بلکہ ہمارے اور آپ کے درمیان ایک بات ہے اگر اس کا جواب مل جائے تو آپ ہمارے ہیں اور ہم آپ کے اور اگر آپ ہم سے اس کو روکتے ہیں تو نہ آپ ہمارے نہ ہم آپ کے۔ حضرت عمر نے کہا: وہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے اہل بیت کی مخالفت کی ہے اور (رعایا کے) ان (حقوق) کو جن کو امراء بنو امیہ نے بطور ٹیکس لیا تھا) آپ نے مظالم قرار دیا ہے سو اگر آپ اپنے متعلق یہ خیال کرتے ہیں کہ میں حق پر ہوں اور وہ باطل پر ہیں تو ان پر لعنت کیجئے اور ان سے بیزاری ظاہر کیجئے۔ بس یہی چیز ہے جو ہمارے اور آپ کے درمیان (یا اجتماع کی صورت) پیدا کرے گی یا جُدائی پیدا کرے گی۔ حضرت عمر نے حمد و ثنا کے بعد گفتگو شروع کی اور فرمایا: مجھے یقین ہے یا میرا خیال ہے کہ تم لوگ اس راستے میں دنیا اور اس کے ساز و سامان کو طلب کرنے کیلئے نہیں نکلے بلکہ آخرت ہی چاہتے ہو مگر تم نے اس کا راستہ غلط اختیار کیا ہے۔ میں تم سے ایک بات دریافت کرتا ہوں سو تم اپنے علم کے مطابق صحیح صحیح بتاؤ، انہوں نے کہا: جی ہاں (صحیح بتائیں گے) آپ نے فرمایا: کیا ابو بکر و عمر تمہارے اسلاف اور ان لوگوں میں سے نہیں ہیں

جن کو تم ولی مانتے ہو اور ان کی نجات کی شہادت دیتے ہو؟ انہوں نے کہا: بیشک وہ ہمارے اسلاف میں سے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پورا عرب مرتد ہو گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان سے قتال کیا، خونریزی کی، مال لیا، ان کی ذریت کو قید کیا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں معلوم ہے ایسا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ نے خلیفہ ہو کر ان قید شدہ عورتوں کو ان کے قبائل کی طرف واپس کر دیا تھا؟ انہوں نے کہا جی ہاں یہ بھی معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا: تو کیا حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ سے بیزار ہو گئے یا تم ان میں سے کسی ایک سے بری ہو گئے؟ انہوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا نہروان والوں کے متعلق بتاؤ کیا وہ تمہارے اسلاف اور ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کی نجات کے تم قائل ہو؟ انہوں نے کہا: بے شک ہمارے اسلاف ہیں۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو کہ جب اہلِ کوفہ نے خروج کیا تھا تو انہوں نے اپنے ہاتھوں کو روکے رکھا لہٰذا نہ انہوں نے خونریزی کی نہ کسی امن والے کو ڈرایا نہ مال لیا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو کہ جب اہلِ بصرہ مسعر بن فدیک کے ساتھ نکلے تو انہوں نے کس بیدردی کے ساتھ قتل کیا اور حضرت عبداللہ بن خباب بن الارت صاحب رسول اللہ کو پایا تو ان کو بھی اور ان کی کنیز کو بھی عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کر دیا۔ یہاں تک کہ ان بیدردوں نے ان کو چیر کر جلتی ہوئی ہانڈیوں کی نذر کر دیا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں یہ سب کچھ ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: تو کیا اہلِ کوفہ اہلِ بصرہ سے یا تم ان میں سے کسی ایک سے بری ہو گئے؟ انہوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا: بتاؤ دین ایک ہے یا دو؟ انہوں نے کہا: ایک۔ آپ نے فرمایا: کیا دین میں کوئی بات ایسی بھی ہے جو تمہارے لئے جائز ہو اور میرے لئے حرام؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر تمہارے لئے تو اس کی گنجائش ہو گئی کہ تم نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو ولی مان لیا، اور ان میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کو ولی مان لیا اور تم نے اہلِ کوفہ و اہلِ بصرہ کو اور ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو ولی مان لیا اور حالانکہ ان کا جان و مال اور شرمگاہ جیسے بڑے بڑے امور میں اختلاف رہا ہے اور میرے لئے اہلِ بیت پر لعنت اور ان سے براءت کے سوا گنجائش ہی نہیں۔ مزید براں آنکہ تو گنہگاروں پر لعنت کرنا ایک ضروری فریضہ خیال کرتا ہے۔ اگر یہی ہے تو تو نے فرعون پر کتنی دفعہ لعنت کی ہے جو انا ربکم الاعلیٰ تک کہہ چکا تھا؟ اس نے کہا: مجھے تو یاد نہیں کہ میں نے کبھی اس پر لعنت کی ہو۔ آپ نے فرمایا: بڑے افسوس کی بات ہے کہ تیرے لئے تو فرعون جیسے اخبث الخلائق پر لعنت نہ کرنے کی گنجائش ہو اور میرے لئے اہلِ بیت پر لعنت کرنے اور ان سے براءت کے بغیر چھٹکارا ہی نہ ہو، افسوس تم لوگ بڑے ہی جاہل اور ناواقف ہو۔ تم نے ایک کام کا ارادہ کیا مگر تم سے چوک ہو گئی تم لوگوں پر ایسی باتوں کا اعتراض کرتے ہو جن کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا ہے جن کی بعثت اس حالت میں ہوئی تھی کہ لوگ بتوں کے پجاری تھے ان کو بتوں سے براءت معبود برحق اور اپنے رسول اور بندہ ہونے کی شہادت کی دعوت دی۔ جس نے اس کو مان لیا اس نے جان و مال کو محفوظ کر لیا اور اس کا احترام لازم ہو گیا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اشیاء مذکورہ پر ایمان لایا اور مسلمانوں کا پیشوا ہو گیا اور اس کا حساب خدا کے حوالے رہا۔ کیا تم لوگ بتوں سے براءت کرنے والوں، جملہ مذاہب کو چھوڑنے والوں، ایک اللہ کو ماننے والوں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسولِ خدا ماننے والوں سے نہیں ملتے ان کی جان و مال کو حلال سمجھتے ہو وہ تمہارے نزدیک لعنت کے مستحق ہیں اور جو شخص ان تمام کو چھوڑ دے اور یہود و نصاریٰ یا کسی اور مذہب والا تمہارے پاس آئے تو اس کے خون اور مال کو حرام قرار دیتے ہو؟

حضرت عمر کی یہ تقریر سن کر شوذب حبشی بولا کہ میں نے آج جیسا مدلل اور واضح قریب الماخذ بیان کسی سے نہیں سنا، بہرحال میں تو گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں اور میں ہر اس شخص سے بیزار ہوں جو آپ سے بیزار ہو۔ حضرت عمر نے شیبانی سے کہا تو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: بات تو آپ کی بہت خوب ہے مگر میں دوسروں کے متعلق اس وقت

تک فیصلہ نہیں کر سکتا جب تک کہ میں آپ کی یہ باتیں ان تک نہ پہنچا دوں اور یہ نہ دیکھ لوں کہ ان کی دلیل کیا ہے، آپ نے فرمایا، تو جان تیرا کام جانے۔

پس حبشی تو حضرت عمرؓ کے ساتھ رہا اور آپ نے اس کے لئے عطاء کا حکم کیا، مگر اس کے کچھ ہی بعد اس کا انتقال ہو گیا اور شیبانی اپنے ساتھیوں سے جا ملا اور انہیں کے ساتھ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد قتل کیا گیا۔

مرزء الحسين رضي الله تعالى عنه

مصیبت حسین رضی اللہ عنہ

أيها القاتلون جهلا حسينا ۞ أبشروا بالعذاب والتذليل
قد لعنتم على لسان ابن داود ۞ وموسى وحامل الإنجيل

لما مات معاوية أرسل إليه (إلى سيدنا الحسين) أهل الكوفة، إن قد حبسنا أنفسنا على بيعتك، وطولب بالبيعة أن يبايع يزيد، فخرج إلى مكة وأرسل ابن عمه مسلم بن عقيل إلى الكوفة، وقال له: إن كان حقا ما كتبوا به لحقت بك، فخرج من مكة للنصف من رمضان، فقدم لخمس خلون من شوال، وأميرها النعمان بن بشير، فدخل مستترا، فبايعه من أهلها ثمانية عشر ألفا، فكاتبه بذلك، فلما همّ بالخروج، لقيه ابن عباس رضي الله تعالى عنهما فقال له يا ابن عم! أهل العراق أهل غدر، وإنما يدعونك للحرب، فقال له: يا ابن عم! كتب إلي مسلم باجتماع أهل الكوفة علي، فقال له: قد جربتهم، وهم أصحاب أبيك وأخيك وقتلتك غدا مع أميرهم، إذا بلغ ابن زياد خبرك استنفرهم، فكان الذين كتبوا إليك أشد عليك من عدوك، فإن أبيت إلا الخروج، فلا تخرجن بنسائك وولدك معك، فإني لخائف أن تقتل كما قتل عثمان ونساؤه وولده، ينظرون إليه، فرد عليه لأن أقتل بموضع كذا أحب إلي من أن أستحل بمكة، واتصل الخبر بيزيد فكتب إلى عبيد الله بن زياد، بتولية الكوفة، فخرج مسرعا فدخلها في حشمه، وهو ملثم، والناس يتوقعون قدوم الحسين، فجعل عبيد الله بن زياد يسلم على الناس، ويقولون، وعليك السلام يا ابن رسول الله، قدمت خير مقدم حتى انتهى إلى القصر فحسر اللثام ففتح له النعمان الباب ونادى الناس ابن مرجانة، فحصبوه بالحصباء، ففاتهم، ووضع الرصد في طلب مسلم، فصاح مسلم يا منصور وكان شعارهم، فاجتمع لهم في ساعة واحدة ثمانية عشر ألفا فأحاطوا بالقصر، فقاتلوا ابن زياد فلم يمس المساء ومعه مائة رجل، فلما رأى تفرقهم، سار نحو أبواب كندة، فبلغ الباب ومعه ثلاثة، فخرج وليس معه أحد، فبقي حائرا لا يدري أين يتوجه، فنزل عن فرسه، ودخل أزقة الكوفة، فانتهى إلى باب مولاة لمحمد بن الأشعث فاستسقاها

نسقته، واعلمها حالة فرقت، له فاوته، واعلمت محمد بن الاشعث بمكانه، فمشى الى ابن زياد فاعلمه، فوجه معه سبعين رجلاً فاقتحموا عليه، فقاتلهم مسلم، فامنه محمد بن الاشعث وحمله الى ابن زياد فضرب عنقه، وبعث برأسه الى يزيد بن معاوية فصلب جثته وانتهى الامر الى الحسين، وقد بلغ القادسية، فهم بالرجوع فقال اخوة مسلم لا نرجع او نقتل، او نأخذ بثارنا، فقال الحسين لا خير في العيش بعدكم، فسار حتى لقى خيلاً لابن زياد وعليها عمرو بن سعد بن ابي وقاص فعدل الى كربلاء وهو في نحو خمسمائة فارس، فلما كثرت العساكر ايقن انه لا محيص له، فقال: اللهم احكم بيننا وبين قوم دعونا لينصرونا، ثم هم يقاتلوننا ثم خطب قومه، فقال: يا عباد الله! اتقوا الله، وكونوا من الدنيا على حذر فان الدنيا لو بقيت على احد او بقي عليها احد لكان الانبياء احق بها وبالبقاء غير ان الله خلقها للفناء، فجديدها بال، ونعيمها مضمحل، وسرورها مكفهر، والدار قلعة والمنزل بلغة، فتزودوا، فان خير الزاد التقوى، واتقوا الله لعلكم تفلحون، ثم قاتل حتى قتل رضي الله تعالى عنه، وفيه ثلاث وثلاثون طعنة، واربع، وثلاثون ضربة، وتولى قتله سنان بن انس النخعي، واحتز راسه، وانطلق به مسرعاً الى ابن زياد وهو يقول ؎

اوقر ركابي فضة وذهبا	انى قتلت الملك المحجبا

قتلت خير الناس اماً وابا

وبعث معه الراس الى يزيد بن معاوية وعنده ابو برزة فجعل ينكت بالقضيب على فيه، وهو يقول ؎

نفلق هاما من رجال اعزة	علينا وهم كانوا اعق واظلما

فقال له ابو برزة: ارفع قضيبك، فلقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يلثمه، وقتل يوم عاشوراء سنة احدى وستين، وقتل معه سبعة وثمانون، منهم علي ابنه الاكبر، ومن ولد اخيه الحسن بن عبد الله والقاسم، وابوبكر، ومن اخوته العباس و عبد الله، وجعفر، ومحمد وعثمان بنو علي ومن بني عمه جعفر، ومحمد، وعون، ابناء عبد الله بن جعفر، ومن ولد عقيل عبد الله وعبد الرحمن وجعفر، ودفنهم اهل القادسية بعد قتلهم بيوم وقتلوا هم من اصحاب عمرو بن سعد ثمانية وثمانين،

حل لغات رزء ، ارزاء ، رزیتہ ج رزایا بڑی مصیبت۔ رزا (ف) رزا ۔ ارجل مالہ کچھ حاصل کرنا، کم کرنا۔ الحسین بن علی بن ابی طالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کی بہار، سیدہ فاطمہ کے جگر گوشہ، نہایت عابد و زاہد، بندہ نواز اور کثرت سے حج کرنے والے تھے، آپ کی ولادت شعبان سنہ ۴ھ میں ہوئی چھ برس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ پرورش

پاتے رہے اس کے بعد والدہ ماجدہ کے ہمراہ رہے۔ آپ کے فضائل میں بکثرت احادیث مروی ہیں، آپ کی شہادت بقول اصح جمعہ (یا ہفتہ) کے دن یوم عاشورا، (۱۰، محرم) کو ۶۱ھ میں واقع ہوئی، معاویہ دیکھو ص۱۲۹ یزید دیکھو ص۱۲۶ اُلحق لحوق سے مضارع متکلم ہے اور جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے، نعمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبہ انصاری خزرجی صغار صحابہ میں سے ہیں، صحابی زادہ ہیں ان کی والدہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ کی ہمشیرہ بھی صحابیہ تھیں، ہجرت کے چودہ ماہ بعد ۲ھ پیدا ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ احادیث سنیں اولاً دمشق کے قاضی مقرر ہوئے پھر معاویہ نے کوفہ کا پھر حمص کا والی مقرر کر دیا تھا۔ آپ مروان کے طرف داروں کے ہاتھ ۶۵ھ یا ۶۶ھ یا ۶۴ھ میں شہید کئے گئے۔ ابن عباس دیکھو ص۵۱ ابن زیاد دیکھو ص۸ استغز قتل کرنا گھر سے نکالدینا، ذلیل سمجھنا، ملثم نقاب ڈالے ہوئے، حسر (ن، ض) حسرا الشئ کھولنا، حسور ۱۱ البصر نگاہ کا تھک جانا، حصبوہ۔ حصبا کنکریاں مارنا، الرصد جمع راصد گھات میں بیٹھنے والا، حائر ۱۱ متحیر، ازقۃ جمع زقاق گلی محمد بن اشعث بن قیس کندی سبط ابی بکر دیکھئے از ثمر فارعرب مقتول ۶۷ھ، فاتحموا غفلت کی حالت میں اچانک آجانا، بتار بتارا تار رفت ہٹ جانا۔ نقتیل خون کا مطالبہ کرنا، قاتل کو قتل کرنا، تحیص مفرد حاص (ض) حیصا محیصا الگ ہونا، ہٹ جانا، بال پرانا بالی، الثوب بوسیدہ ہونا۔ مضمحل نیست و نابود ہونے والا، مکفہر اکفہر اللیل انتہائی تاریک ہونا، قلعۃ ہمیشہ نہ رہنے والا مال، منتقل ہونے کا مال قلعۃ میل الماء۔ طعنۃ نیزے کی ضرب، احتز احتزازا کاٹنا، اوقر ایقارا۔ الدابۃ چوپایہ پر بھاری بوجھ لادنا، المحجب چھپا ہوا، ینکت (ن) نکتا سوچ کی حالت میں چھڑی یا انگلی سے زمین کو کریدنا، علی فیہ ای علی فمہ یفلق تفلیقا فلق (ض) فلقا۔ الشئ پھاڑنا، ہام جمع ہامۃ کھوپڑی، ابو برزہ دیکھو مقدمہ ص۳ قضیب کٹی ہوئی شاخ جمع قضبان شمشیر براں، یلثمہ (ض، س) لثما۔ الوجہ بوسہ لینا، قادسیہ کوفہ کے قریب ایک شہر ہے جہاں حضرت ابراہیم گذرے تھے یہاں ایک بڑھیا تھی جس نے آپ کے سر کو دھویا تھا فقال قُدست من ارض فسمیت بالقادسیۃ

تشریح :- جب امیر معاویہؓ کا انتقال ہو گیا تو اہل کوفہ نے حضرت حسینؓ کے پاس (تقریباً ڈیڑھ سو خطوط کے ذریعہ) اطلاع بھیجی کہ ہم لوگ اپنے آپکو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے روکے ہوئے ہیں اور مدینہ میں یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس لئے آپ مکہ تشریف لے آئے آپ نے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو کوفہ کی طرف روانہ کر دیا اور ان سے کہہ دیا کہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے اگر وہ صحیح ہو تو مجھے اطلاع کر دینا میں تمہارے پاس آجاؤں گا۔ حضرت مسلم بن عقیل نصف رمضان کو مکہ سے نکلے اور پانچ شوال کو کوفہ میں داخل ہو گئے (اور مختار بن عبید کے ہاں قیام کیا) اس وقت یہاں کے گورنر حضرت نعمان بن بشیرؓ تھے آپ چھپ کر داخل ہوئے اور اٹھارہ ہزار کوفیوں سے بیعت لی اور حضرت حسینؓ سے اس سلسلہ میں خط و کتابت کی، جب حضرت حسینؓ نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا: بھائی اہل عراق بڑے غدار ہیں وہ تو آپ کو لڑائی کیلئے بلا رہے ہیں۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا: بھائی! میرے پاس تو مسلم نے لکھا ہے کہ میرے بارے میں اہل کوفہ سب متفق ہیں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا: میں نے ان کو بہت کچھ آزمایا ہے یہ وہی تو ہیں جو آپ کے والد ماجد حضرت علیؓ اور آپ کے بھائی (حضرت حسن) کے سبب بنے تھے۔ اور یہی لوگ کل آپکے بھی قاتل ہوں گے۔ جب ابن زیاد کو آپ کی خبر پہنچے گی تو وہ ان کو ابھارے گا پس جنہوں نے آپ کے پاس لکھا ہے وہی لوگ آپکے سخت ترین دشمن ہو جائیں گے اور اگر آپ کا ارادہ جانے ہی کا ہے تو عورتوں اور بچوں کو ہمراہ نہ لیجائیے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا وہ لوگ بھی اسی طرح قتل نہ کئے جائیں جس طرح حضرت عثمانؓ اور ان کے بیوی بچوں کو ان کی آنکھوں کے سامنے قتل کیا گیا تھا، حضرت حسینؓ نے جواب دیا کہ میرا ایسی جگہ قتل ہو جانا زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ میں مکہ میں قتل کیا جاؤں (کیونکہ اس میں حرم شریف کی اہانت ہے) یہ شدہ شدہ خبر یزید تک پہنچی اس نے عبید اللہ بن زیاد کو ولایت کوفہ کا پروانہ لکھ بھیجا تو وہ فوراً نکل کھڑا ہوا اور چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے اپنے خدام کے ساتھ کوفہ میں داخل ہو گیا، کوفہ

والے حضرت حسینؓ کی تشریف آوری کے منتظر تھے عبیداللہ کوفہ پہنچا اور لوگوں کو سلام کرنا شروع کردیا لوگوں کا یہی خیال تھا کہ یہ حضرت حسین ہیں اس لئے سب جواب دیتے رہے اور یا ابن رسول کہہ کر پکارتے رہے اور خوش آمدید کہتے رہے یہاں تک کہ وہ قصر خلافت تک پہنچ گیا اور چہرے سے نقاب اُٹھادی، حضرت نعمان نے اسکیلئے دروازہ کھولدیا جب لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ یہ ابن زیادہ ہے تو شور مچ گیا کہ یہ تو ابن مرجانہ ہے اور پتھر برسانے شروع کردیئے مگر کامیاب نہ ہوسکے، ادھر اس نے حضرت مسلم کی تلاش میں پہرہ داروں کو مقرر کردیا، حضرت مسلم نے ایک آواز بلند کی یا منصور! یہ ان کا ایک طریقہ تھا کہ سفر یا لڑائی کیوقت جب جمع کرنا ہوتا تھا تو اس لفظ سے ایک دوسرے کو پکارتے تھے جو لڑائی یا سفر کی علامت ہوتی تھی) آواز سنتے ہی اٹھارہ ہزار آدمی جمع ہوگئے اور قصر خلافت کا احاطہ کرلیا اور ابن زیاد کیساتھ جنگ کرتے رہے مگر شام نہ ہونے پائی تھی کہ آپکے ساتھ ایک سو آدمی رہگئے جب آپنے ان کے انتشار کو دیکھا تو آپ ابواب کندہ کیطرف چلے گئے باب کندہ پہنچنے تک آپ کے ساتھ صرف تین ہی آدمی رہ گئے اور جب آپ وہاں سے نکلے تو ایک بھی نہ رہا آپ حیران رہ گئے اور بدحواسی کا یہ عالم ہوگیا کہ یہ بھی پتہ نہ رہا کہ میں اب کہاں جاؤں۔ آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور کوفہ کی کسی گلی میں گھس گئے، شدہ شدہ محمد بن اشعث کی باندی کے دروازہ تک پہنچے (پیاس کی وجہ سے دم لوٹ چکا تھا) باندی سے پانی طلب کیا اس نے پانی پلایا آپنے اس کو اپنی حالت بیان کی اس کا دل بھر آیا اور جگہ دیدی نیز محمد بن اشعث کو بھی آپ کی آمد سے باخبر کردیا محمد بن اشعث نے ابن زیاد کے پاس جاکر اطلاع کردی۔ ابن زیاد نے فوراً ستر آدمیوں کو اس کے ساتھ کردیا اور وہ یکایک آپ پر ٹوٹ پڑے حضرت مسلم نے انکا مقابلہ کیا محمد بن اشعث نے اس وقت آپکی حفاظت کی اور پھر ابن زیاد کے پاس پہنچادیا اس بیدرد نے آپ کی گردن ماردی اور سر مبارک یزید بن معاویہ کے پاس پہنچادیا۔ یزید نے آپکے جسم کو سولی پر لٹکادیا، اب معاملہ حضرت حسین کا رہ گیا جو قادسیہ تک پہنچ چکے تھے آپنے واپسی کا ارادہ کیا تو مسلم بن عقیل کے بھائیوں نے کہا، یا تو ہم یہیں قتل ہوجائیں گے یا ہم اپنے خون کا بدلہ لیں گے، حضرت حسین نے فرمایا! تمہارے بعد زندگی کا کوئی لطف نہیں پس آپ بھی چل پڑے راستہ میں ابن زیاد کا گھوڑا ملا جس پر عمر و بن سعد بن ابی وقاص سوار تھا۔ آپ کربلا کی طرف مڑ گئے اس وقت آپ پانچسو شہسواروں کے درمیان تھے جب لشکر اور زیادہ ہوگیا تو آپ کو یقین ہوگیا کہ اب مفر نہیں۔ اس لئے آپنے دعا کی خدایا! ہمارے اور اس قوم کے درمیان تو ہی فیصلہ کر جنہوں نے ہم کو ہماری مدد کیلئے بلایا تھا اور اب وہی قوم ہم سے برسر پیکار ہے پھر آپ نے قوم کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا، خدا کے بندو! اللہ سے ڈرو اور دنیا سے بے خوف نہ رہو کیونکہ اگر دنیا کسی کے لئے باقی رہتی یا کوئی دنیا میں باقی رہتا تو انبیاء علیہم السلام دنیا کے اور دنیا میں رہنے کے زیادہ مستحق تھے مگر اللہ نے دنیا کو فانی اور دنیا والوں کو فنا ہونے کیلئے پیدا کیا ہے اور پس دنیا کی نئی چیز بھی پرانی ہے اور اس کی نعمتیں نیست و نابود ہونیوالی ہیں

؎ عیش دنیا را بقائے نیست دیدی غنچہ را ❊ یک تبسم کرد و عمرش در پریشانی گزشت

اور اس کی خوشی گہری تاریکی ہے اور دنیا کوچ کی جگہ ہے جو قابل اعتماد نہیں ہے پس آخرت کیلئے تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تقویٰ آخرت کا بہترین توشہ ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو تو تم کامیاب ہو گے۔

پھر آپنے مقابلہ کیا یہاں تک کہ آپ شہید ہوگئے درآنحالیکہ آپکے بدن میں نیزے کے ۳۳ گھاؤ تھے اور تلوار کے ۴۴ نشان۔ سنان بن انس نخعی نے آپکو قتل کیا اور آپکا سر مبارک اُتار کر بعجلت تمام ابن زیاد کے پاس یہ شعر پڑھتا ہوا لایا ؎ اوقر رکابی ام میری سواری کو چاندی اور سونے سے لاد دے کیونکہ میں نے ایسے بادشاہ کو قتل کیا جس کے پاس رعب کی وجہ سے خواص کے علاوہ اور کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا اور نسب پدری و مادری ہر دو اعتبار سے لوگوں میں افضل تھا۔ ابن زیاد نے آپکے سر کو یزید بن معاویہ کے پاس بھیج دیا اس

کے پاس حضرت ابو برزہ تشریف فرما تھے یزید حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لبوں پر چھڑی مارتا ہوا کہنے لگا ؎ نفلق الخ ہم قابل احترام لوگوں کی کھوپڑیاں چیرتے ہیں جب کہ وہ سخت ظالم اور نافرمان ہوں " حضرت ابو برزہ نے فرمایا، بدنصیب! چھڑی ہٹا لے کیونکہ میں نے حضور کو ان کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے

بجائے حق تعالیٰ اس یزید رند مشرب سے ❋ کہ خوں سید کا جس بے رحم کو خون کبوتر ہو (ذوق)

حضرت حسین کو ۶۱ھ میں عاشورہ کے دن (بعمر چھپن سال پانچ مہینے پانچ دن) شہید کیا اور آپ کے ساتھ ستاسی آدمی اور شہید ہوئے جن میں آپ کا بڑا صاحبزادہ علی بھی ہے اور آپ کے بھائی حضرت حسن کی اولاد میں عبداللہ، قاسم، ابو بکر اور آپ کے بھائیوں میں عباس، عبداللہ، جعفر، محمد، عثمان (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں) اور آپ کے چچازاد بھائیوں میں، جعفر، محمد، عون (عبداللہ بن جعفر کی اولاد میں) اور حضرت عقیل کی اولاد میں عبداللہ، عبدالرحمٰن، جعفر وغیرہ شہید ہوئے

ایں سُرخی شفق کہ بر ایں چرخ بیوفا ست ❋ ہر شام عکس خون شہیدان کربلاست

گر چرخ خوں بیارد ازیں غصہ درخورست ❋ ور خاک خوں بگرید ازیں ماجرا رواست

ان حضرات کے قتل ہونے کے ایک روز بعد اہل قادسیہ نے ان کو دفن کیا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور ان لوگوں نے عمرو بن سعد کے اٹھاسی آدمی قتل کئے

(فائدہ) شعر مذکور "نفلق ہاماً الخ" حضرت حصین بن حُمام مری صحابی کا ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تمثیل بدر میں پڑھا ہے، اس سے پہلے یہ شعر ہیں ؎ تأخرتُ أستبقي الحياة فلم أجد ـ لنفسي حيوةً مثلَ ان اتقدّما، فلسنا على الاعقاب تدمى كلومنا ـ ولكن على اقدامنا تقطر الدما، میں بامید بقاء حیات میدان جنگ سے پیچھے ہٹا مگر اپنے لئے کوئی عمدہ زندگی مثل پیش قدمی کے نہ پائی، اس لئے ہمارے زخموں کا خون ہماری ایڑیوں پر نہیں گرتا بلکہ ہمارے قدموں پر گرتا ہے

نُبذةٌ مِنْ ذكاوة العرب

ذکاوۃ عرب کا نمونہ

حكى ابو الفرج الاصفهاني بسنده الى مجالد بن سعيد عن عبد الملك بن عمير قال لما قدم علينا عمر بن هبيرة الكوفة ارسل الى عشرة، انا احدهم من وجوه اهل الكوفة، فسمرنا عنده، ثم قال ليحدثني كل رجل منكم احدوثة، وابدأ انت يا ابا عمرو! فقلت: اصلح الله الامير احديث الحق ام حديث الباطل؟ قال بل حديث الحق قلت: ان امرأ القيس آلى الية ان لا يتزوج امرأة حتى يسألها عن ثمانية واربعة واثنين، فجعل يخطب النساء فاذا سألهن عن هذا، قلن اربعة عشر، فبينا هو يسير في جوف، اذا هو برجل يحمل ابنة له صغيرة، كأنها البدر ليلة تمه، فاعجبته فسألها، يا جارية، ما ثمانية واربعة واثنان؟ فقالت: اما ثمانية فاطباء الكلبة، واما اربعة فاخلاف الناقة، واما اثنان فثديا المرأة، فخطبها الى ابيها، فزوجه اياها، وشرطت عليه ان تسأله ليلة بنائها عن ثلاث

خصال، فجعل لها ذلك، وعلى ان يسوق اليها مائة من الابل وعشرة أعبد وعشر وصائف، وثلاثة افراس
ففعل ذلك، ثم انه بعث عبداً له الى المرأة، واهدى لها نحياً من سمن، ونحياً من عسل، وحلة من قصب
فنزل العبد على بعض المياه، فنشر الحلة فلبسها فتعلقت بسمرة فانشقت وفتح النحيين فاطعم اهل الماء
منهما فنقصا ثم قدم على حي المرأة وهم خلوف فسألها عن ابيها، وامها، واخيها، ودفع اليها هديتها فقالت
له: أعلم مولاك أن ابي ذهب يقرب بعيداً، ويبعد قريباً، وان امي ذهبت تشق النفس نفسين، وان اخي ذهب
يراعي الشمس، وان سماءكم انشقت وان وعاءيكم نضبا، فقدم الغلام على مولاه فاخبره فقال: اما قولها: ان ابي
ذهب يقرب بعيداً ويبعد قريباً، فان اباها ذهب يحالف قوماً على قومه، واما قولها ذهبت امي تشق النفس نفسين
فان امها ذهبت تقبل امرأة نفساء، واما قولها، ذهب اخي يراعي الشمس: فان اخاها في سرح له يرعاه، فهو ينتظر
وجوب الشمس ليروح به، وقولها: ان سماءكم انشقت: فان البرد الذي بعثت به انشق، واما قولها: ان وعاءيكم نضبا،
فان النحيين نقصا، فاصدقني، فقال يامولاي اني نزلت بماء من مياه العرب، فسألوني عن نسبي، فاخبرتهم اني ابن عمك
ونشرت الحلة، فلبستها، وتجملت بها، فتعلقت بسمرة فانشقت، وفتحت النحيين فاطعمت منهما اهل الماء فقال: اولى لك
ثم ساق مائة من الابل، وخرج ومعه الغلام ليسقي الابل فعجز، فاعانه امرؤ القيس فرمى به الغلام في البئر وخرج حتى اتى المرأة
بالابل، فاخبرهم انه زوجها، فقيل لها، قد جاء زوجك: فقالت: والله ما ادري ازوجي هو ام لا؟ ولكن انحروا له جزوراً
واطعموه من كرشها وذنبها، ففعلوا، فاكل ما اطعموه، قالت: اسقوه لبناً حاذراً (وهو الحامض) فسقوه، فشرب، فقالت:
افرشوا له عند الفرث والدم ففرشوا له، فنام: فلما اصبحت ارسلت اليه: اريد ان اسألك عن ثلاث، قال: سلي عما بدا لك؟
فقالت: لم تختلج شفتاك؟ قال من تقبيلي اياك، قالت لم تختلج فخذاك؟ قال لتوركي اياك! قالت فلم يختلج كشحاك؟ قال:
لالتزامي اياك! قالت عليكم العبد: فشدوا ايديكم به ففعلوا، قال: ومر قوم فاستخرجوا امرأ القيس من البئر فرجع
الى حيه واستاق مائة من الابل، واقبل الى امرأته: فقيل لها: قد جاء زوجك! فقالت: والله ما ادري ازوجي
هو ام لا؟ ولكن انحروا له جزوراً، واطعموه من كرشها وذنبها، ففعلوا، فلما اتوه بذلك، قال: واين الكبد
والسنام والملحاء؟ فابى ان يأكل، فقالت اسقوه لبناً حاذراً، فاتي به، فابى ان يشربه وقال: اين الصريف
والرثيئة؟ فقالت افرشوا له عند الفرث والدم، ففرشوا له، فابى ان ينام وقال: افرشوا لي فوق التلعة الحمراء،
واضربوا عليها خباء، ثم ارسلت: هلم شريطتي عليك في المسائل الثلاث، فارسل اليها سليني عما شئت، فقالت

لِمَ تختلج شفتاك؟ قال: لشرب المشعشعات، قالت: فلم يختلج كشحاك؟ قال: للبس الحبرات، قالت: فلم يختلج فخذاك؟ قال: لركض المطهمات، قالت: هذا زوجي لعمري! فعليكم به، واقتلوا العبد فقتلوه ودخل امرؤ القيس بالجارية، قال ابن هبيرة: حسبكم فلا خير في الحديث في سائر الليلة بعد حديثك يا أبا عمرو ولن يأتينا أحد بأعجب منه، فقمنا فانصرفنا وأمر لي بجائزة۔

حل لغات: نبذۃ دیکھو ص۱۶، ذکاوۃ دیکھو ص۷، ابوالفرج اصفہانی دیکھو ص۶۸، مجالد بن سعید بن عمیر ابوعمرو الہمدانی المتوفی ۱۴۴ھ عمر بن ہبیرہ دیکھو ص۱۲۱، فسمر نا (ن) سمراً، سمور رات میں قصہ گوئی کرنا، احدوثۃ کہانی افسانہ ج احادیث، امرأ القیس بن حجر ابن الحارث کندی صاحب معلقہ مشہورہ شعراء جاہلیہ میں سے مشہور شاعر تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تقریباً چالیس سال قبل گذرا ہے، عاشق مزاج ہونیکی وجہ سے اس کا لقب "ملک ضلیل" ہوگیا تھا۔ اپنی چچازاد بہن "عنیزہ" کا عاشق تھا جسکا واقعہ اپنے مشہور معلقہ "قفا نبک" الخ میں کیا ہے، تمام ادباء کا اتفاق ہے کہ شعرائے عرب میں سے کوئی امرأ القیس سے نہ بڑھ سکا "نہجۃ البلاغۃ" میں حضرت علیؓ کا قول نقل کیا ہے جس میں آپنے امرأ القیس کو سب شعراء پر ترجیح دی ہے۔ آلیٰ إیلاءۃ قسم کھانا، ألیۃ قسم ج ألایا، جرف نرم پست زمین، لتختہ لام حرف جار ہے اور تم مصدر ہے بمعنی کامل ہونا، أطباء جمع طبی مادہ، درندوں اور گدھی گھوڑی وغیرہ کا تھن الکلبۃ کتیا، اخلاف جمع خلف اونٹنی کا تھن، لیلۃ بنائہا یعنی شب زفاف، وصائف جمع وصیفۃ نابالغ کنیز، أفراس جمع فرس گھوڑا، نجیا تحمی کا برتن، قصب کتان کا نرم اور باریک کپڑا، سمرۃ ببول کا درخت ج اسمر، ملوف جمع خلف غائب، نضب (ن، ض) نضوبا الماء پانی کا نیچے اتر جانا، تفعل فیل کی طرح کام کرنا قبیل دائی، سرح بڑھوتری کا مال، وجوب الشمس غروب ہونا، الیرح شام کے وقت آنا جانا، برد دھاری دار کپڑا ج أبراد، برود، اولی لک یہ کلمہ ویل لک کی جگہ استعمال ہوتا ہے، جزور اونٹ اونٹنی ج جزر، کرش کرش جگالی کرنیوالے جانوروں کی اوجھ ج کروش، حازر کھٹا دودھ حزر (ک، ض) حزرا، حزورا۔ اللبن کھٹا ہونا ص حازر الفرث گوبر جب تک اوجھ میں رہے، تختلج اختلاجا حرکت کرنا، کشحاک، کشح پہلو ج کشوح، کبد جگر، سنام کوہان، الحمار پشت کا گوشت کندھے سے سرین تک، صریف دودھ ہوا گرم دودھ، رثیثۃ دہی تلعۃ بلند زمین، خباء خیمہ، المشعشعات پانی ملی ہوئی شراب، الحبرات جمع حبرۃ ایک خاص قسم کی یمنی سیاہ چادر ہے جس کو مصری عورتیں باہر جاتے وقت اوڑھتی ہیں، رکض (ن) رکضا ایڑ لگانا، المطہمات جمع مطہم موٹا تازہ (گھوڑی کی صفات میں ذکر کیا جاتا ہے)۔

تشریح: ابوالفرج اصبہانی نے بسند متصل بواسطہ مجالد بن سعید عبدالملک بن عمیر سے حکایت کی ہے انہوں نے کہا کہ جب عمر بن ہبیرہ ہمارے پاس کوفہ آیا تو اس نے اہل کوفہ کے دس سرداروں کو جنمیں سے ایک میں بھی ہوں بلایا، ہم لوگ اس کے پاس آئے، اور قصہ گوئی میں مشغول ہوگئے ابن ہبیرہ نے کہا تم میں سے ہر ایک شخص کو ایک ایک کہانی سنانی چاہیئے اور ابوعمرو تم ہی شروع کرو، میں نے کہا، خدا امیر کا بھلا کرے، سچی کہانی (سناؤں) یا بے اصل؟ ابن ہبیرہ نے کہا نہیں، بلکہ سچی کہانی، میں نے کہا، امرؤ القیس نے قسم کھائی تھی کہ میں کسی عورت سے اسوقت تک شادی نہیں کروں گا جبتک کہ میں اس سے آٹھ، چار، دو کے بارے میں سوال نہ کرلوں، چنانچہ اس نے عورتوں کو پیغام نکاح دینا شروع کیا پس جس سے بھی سوال کرتا ہے وہی کہتی ہے کہ آٹھ چار، دو، چودہ ہوتے ہیں؛ ایک مرتبہ وہ نشیبی زمین میں کو جارہا تھا کہ ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو اپنی چھوٹی سی لڑکی کو لئے ہوئے تھا گویا وہ کمال حسن کیوجہ سے چودھویں کا چاند تھی امرأ القیس کو وہ لڑکی بھا گئی اور اس لڑکی سے آٹھ چار دو کے بارے میں سوال کیا، لڑکی نے کہا آٹھ کتیا کے تھن ہیں اور چار اونٹنی کے اور دو عورت کے پستان ہیں امرأ القیس نے اس کے باپ کو نکاح کا پیغام دیا جو اس نے قبول کرلیا اور نکاح کردیا اس لڑکی نے امرأ القیس پر یہ شرط لگائی کہ شب زفاف کو وہ اس سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کریگی اسے امرأ القیس نے منظور کرلیا اور یہ بھی شرط لگائی کہ ایک سو اونٹ، دس غلام، دس کنیزیں، تین گھوڑے دیتے ہوں گے امرأ القیس نے اس کو بھی منظور کرلیا اور اپنے غلام کو ایک مشک گھی ایک مشک شہد اور ایک کتان کا

جوڑا دیکر عورت کے پاس بطور ہدیہ بھیج دیا، غلام راستے میں کسی جگہ پانی پر اترا تو اس نے جوڑا کھول کر پہن لیا، وہ کہیں لیکر (کانٹے) میں اُلجھ کر پھٹ گیا، نیز غلام نے دو مشکیں کھول کر کچھ گھی اور شہد پانی والوں کو کھلا دیا جس کی وجہ سے وہ دونوں مشکیں کم ہوگئیں اس کے بعد عورت کے محلہ میں آیا تو اہل محلہ سب غائب تھے۔ غلام نے اس عورت کے ماں باپ بھائی کے متعلق دریافت کیا اور وہ ہدیہ عورت کو دے دیا۔ عورت نے کہا: اپنے آقا کو بتا دینا کہ میرا باپ قریب کے بعید اور بعید کو قریب کرنے گیا ہے اور میری ماں ایک کو دو کرنے گئی ہے اور میرا بھائی آفتاب کی نگہبانی کرنے گیا ہے اور تمہارا آسمان پھٹ گیا ہے اور تمہارے برتن خشک ہوگئے ہیں۔ غلام نے آقا کو اطلاع کی۔ آقا نے کہا: انی ابلی ذہب یقرب اہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کا باپ کسی قوم سے معاہدہ کرنے گیا ہے اور "ذہبت امی اہ" کا مقصد یہ ہے کہ اس کی ماں ایک لفاس والی عورت کے پاس دایا ہو کر گئی ہے اور "ذہب اخی اہ" کا منشا یہ ہے کہ اس کا بھائی اپنے مویشیوں کو چرا رہا ہے اور غروب آفتاب کا منتظر ہے تاکہ شام ہونے پر انکو گھیرے کے آئے اور "ان سمائکم انشقت" میں اس نے یہ بتایا ہے کہ جو چادر بھیجی تھی وہ پھٹی ہوئی ہے اور "ان دعائکم اہ" میں اس امر کا اظہار ہے کہ دونوں مشکیں کم دی گئی ہیں اب تو سچ بتا (کہ ایسا ہوا ہے یا نہیں) غلام نے کہا: بیشک میں عرب کے ایک چشمہ پر پہنچا تھا اس کے باشندوں نے میرا نسب پوچھا میں نے ان سے کہہ دیا کہ میں آپکا چچازاد بھائی ہوں اور جوڑا کھولکر پہن لیا جس سے میں نے زینت حاصل کی، جوڑا لکڑی میں اُلجھ کر پھٹ گیا اور میں نے مشکیں کھولکر شہد اور گھی لوگوں کو کھلا دیا، امرأ القیس نے کہا: تیرا ناس ہو، یہ تو نے کیا حرکت کی، اس کے بعد خود سو اونٹ لے کر چلا، اونٹوں کو پانی پلانے کیلئے غلام ساتھ تھا (ایک جگہ پہنچ کر پانی پلانے لگا) غلام (تنہا پانی پلانے سے) عاجز رہا تو امرأ القیس نے اس کی مدد کی (جب اس کے پاس آیا) تو غلام نے اس کو کنویں میں دھکا دیدیا اور خود اونٹ لیکر عورت کے پاس آیا اور لوگوں کو کہہ دیا کہ میں اسکا شوہر ہوں لوگوں نے عورت سے کہا: تیرا شوہر آگیا، عورت نے کہا: میں نہیں جانتی کہ وہ میرا شوہر ہے کہ نہیں؟ تم اسکو اونٹ ذبح کر کے اوجھ اور دم کھلاؤ، انہوں نے ایسا ہی کیا اور جو کچھ انہوں نے کھلایا غلام نے کھالیا۔ پھر عورت نے کہا: اسکو کھٹا دودھ پلاؤ، انہوں نے کھٹا دودھ پلایا غلام نے وہ بھی پی لیا، عورت نے کہا: اس کا بستر گوبر اور خون کے پاس بچھا۔ دو، انہوں نے بچھا دیا غلام وہیں سو گیا، جب صبح ہوئی تو عورت نے کہلا بھیجا کہ میں تین باتیں پوچھنا چاہتی ہوں غلام نے کہا جو چاہے سو پوچھ لے عورت نے کہا: تیرے ہونٹ کیوں حرکت کرتے ہیں؟ غلام: تیرے بوسہ کے اشتیاق میں عورت: تیری رانیں کیوں پھڑکتی ہیں؟ غلام: تیری سرین پر چڑھ بیٹھنے کیلئے، عورت: تیرے پہلو کیوں کانپتے ہیں؟ غلام: تجھے آغوش میں لینے کیلئے، عورت نے کہا: پکڑ کر اس کے ہاتھ باندھ لو، لوگوں نے اس کے ہاتھ باندھ لئے، راوی کہتا ہے کہ (کنویں پر) ایک قوم کا گذر ہوا تو اس نے امرأ القیس . . . .

کو کنویں سے نکالدیا، امرأ القیس اپنے محلہ میں پہنچا اور سو اونٹ لیکر عورت کے پاس آیا، لوگوں نے عورت سے کہا: تیرا شوہر آگیا عورت نے کہا: میں نہیں جانتی کہ وہ میرا شوہر ہے یا نہیں؟ تم اسکو بھی اونٹ ذبح کر کے اوجھ اور دم کھلاؤ، لوگوں نے ایسا ہی کیا جب اس کے پاس لیکر آئے تو امرأ القیس نے کہا: جگر، کوہان اور پشت کا گوشت کہاں ہے؟ اور اس کے کھانے سے انکار کیا، عورت نے کہا کھٹا دودھ پلاؤ سو کھٹا دودھ پیش کیا گیا، امرأ القیس نے

اسکے پی لینے سے انکار کر دیا اور کہا: تازہ تازہ دوہا ہوا گرم اور دہی کہاں ہے؟ عورت نے کہا: خون اور گوبر کے قریب بستر لگا دو لوگوں نے بستر لگا دیا۔ اس نے سونے سے انکار کر دیا اور کہا کہ بلند مقام پر بستر لگا کر خیمہ نصب کرو، عورت نے اسکے پاس اطلاع بھیجی کہ میری تین شرطیں پوری کر، امراء القیس نے جواب دیا کہ جو چاہے سو پوچھ لے۔ عورت نے کہا: لم تختلج شفتاک؟ امراء القیس پانی ملی ہوئی شراب پینے کیلئے، عورت نے کہا: فلم تختلج کشحاک؟ امراء القیس یمنی چادر اوڑھنے کیلئے، عورت نے کہا، فلم تختلج فخذاک امراء القیس: توانا اور فربہ گھوڑے کے ایڑ لگانے کیلئے۔ عورت نے کہا: مجھے اپنی زندگی کی قسم یہ ہے میرا شوہر اسکا احترام کرو اور غلام کو قتل کر ڈالو پس غلام کو قتل کر دیا اور امراء القیس لڑکی سے ہم صحبت ہوا، ابن ہبیرہ نے کہا: بس یہ قصہ کافی ہے ابو عمرو! تیرے افسانہ کے بعد پوری رات قصہ گوئی بیکار ہے اور تجھ جیسا افسانہ تو کوئی بھی نہیں سنا سکتا، پس ہم اٹھ کر واپس ہو گئے اور ابن ہبیرہ نے مجھے انعام دیا۔

العدالة الفاروقية

فاروق الصاف

جبلة بن الايهم اخر ملوك غسان، وكان طوله اثنی عشر شبرًا، فاذا رکب مسح الارض بقدمیه ولما
اراد ان یسلم کتب الی عمر لیستأذنه فی القدوم علیه، فسرّ بذلك، وکتب الیه ان اقدم، فلك مالنا وعلیك
ما علینا فخرج فی مائة فارس من عك وجفنة، فلمّا دنا الی المدینة ألبسهم ثیاب الوشی المنسوجة بالذهب
الاحمر والحریر الاصفر وجلّل الخیل بجلال الدیباج وطوّقها اطواق الذهب والفضة، ولبس تاجه، وفیه
قرط ماریة فلم یبق فی المدینة الّا من خرج الیه وفرح المسلمون بقدومه، واسلامه، ثم حضر الموسم مع عمر، فبینما هو یطوف
بالبیت، اذ وطئ علی ازاره رجل من فزارة فحلّه، فالتفت الیه جبلة مغضبًا، فلطمه، فهشم انفه فاستعدی علیه الفزاری
عمر، فقال، ما دعاك الی ان لطمت اخاك؟ فقال انه وطئ ازاری، ولولا حرمة هذا البیت، لاخذت الذی فیه عیناه فقال
له عمر اما انت فقد اقررت، فاما ان ترضیه واما ان اقیده منك، قال: أتقیده منی؟ وهو رجل سوقة، قال: قد شملك
وایاه الاسلام، فما تفضله، الا بالعافیة، قال قد رجوت ان اکون فی الاسلام اعز منی فی الجاهلیة فقال: هو ذاك، قال، اذا
اتنصّر، قال: ان تنصّرت ضربت عنقك، واجتمع وفد فزارة ووفد جبلة وکادت تکون فتنة، فقال جبلة انظرنی الی غد، یا امیر
المؤمنین! قال: ذلك الیك، فلمّا کان فی جنح اللیل خرج فی اصحابه الی القسطنطینیة، فتنصّر، واعظم هرقل قدومه
وسرّ به، واقطعه الاموال، والرباع، فلما بعث عمر رضی الله عنه رسوله الی هرقل، یدعوه الی الاسلام، فاجاب الی المصالحة ثم قال للرسول
أرأیت ابن عمك الذی اتانا راغبًا فی دیننا، یعنی جبلة، قال: لا، قال: القه، ثم ائتنی وخذ الجواب فذهب، فوجد علی باب
جبلة من الجمع، والحجّاب، والبهجة مثل ما علی باب قیصر، قال: فتلطّفت فی الاذن حتی دخلت علیه، فرأیت رجلا اصهب
اللحیة ذا اسبال وکان عهدی به اسود اللحیة، فانکرته، فاذا هو قد دعا بسحالة الذهب، فذرّها علی لحیته حتی عاد اصهب،
وهو قاعد علی سریر من قواریر، فلمّا عرفنی، رفعنی معه علی السریر، وجعلنی یسائلنی عن المسلمین، فقلت: قد اضعفوا اضعافًا
علی ما تعرف، وسال عن عمر رضی الله عنه، فقلت: بخیر حال، فاغتمّ بسلامة عمر، فانحدرت عن السریر، فقال: لم تأبی الکرامة
فقلت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن هذا، قال: نعم صلی الله علیه وسلم ولکن نق قلبك من الدنس، ولا
تبال علام قعدت، فطمعت فیه عند صلوته علی النبی صلی الله علیه وسلم، فقلت: ویحك، یا جبلة! الا تسلم؟

وقد عرفتَ الاسلامَ، وفضلَهُ، قال: أبعدَ ما كانَ منّي؟ قلتُ: نعم قد فعلَ رجلٌ من فزارة أكثرَ ممّا فعلتَ ارتدَّ، وضربَ اوجهَ المسلمين بالسيف، ثم اسلم، وقُبل منه، وخلّفتهُ بالمدينة مُسلمًا، قال زِدْني من هذا، ان كنتَ تضمن لى ان يزوّجني عُمرُ ابنتَهُ، ويُولّيني الامرَ من بعده، رجعتُ الى الاسلام، فضمنتُ له التزويجَ ولم اضمن الخلافةَ، فاومأ الى وصيفٍ بين يديه، فذهب مُسرعًا، فاذا موائد الذهب قد نُصبت بصحائف الفضة فقال لى: كُل، فقبضتُ يدَيَّ، وقلتُ: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الاكل فى آنية الذهب والفضة، فقال: نعم، صلى الله عليه ولكن نقِّ قلبك وكُل فيما احببتَ فاكلَ فى الذهب، والفضة واكلتُ فى الخلنج، ثم جئَ بطست من الذهب، فغسلَ فيها، وغسلتُ فى الصُفر، ثم اومأ الى خادم عن يمينه، فذهب مُسرعًا، فسمعتُ حسًّا، فاذا خدمٌ معهم كراسى مرصّعةٌ بالجواهر فوُضعتْ، عشرة عن يمينه، وعشرة عن يساره، واذا عشرُ جوارٍ فى الشعور عليهن ثيابُ الوشي مكسرات فى الحُلى، فقعدنَ عن يمينه وقعدَ مثلهن عن يساره، واذا بجاريةٍ قد خرجتْ كالشمس حُسنًا، وعلى راسها تاجٌ، عليه طائر وفى يدها اليمنى جامةٌ، وفيها مسكٌ وعنبرٌ فتيتٌ، وفى يدها اليسرى جامةٌ، فيها ماء الورد، فصفرتُ بالطائر، فوقعَ فى جامة ماء الورد فاضطربَ فيه، ثم وقع فى جامة المسك فتمرّغَ فيه، ثم طار، فوقعَ على صليبٍ فى تاج جبلةَ، فرفرفَ حتى نفضَ ما فى ريشه عليه، وضحكَ جبلةُ من شدّة السرور، ثم قال للجوارى اللاتى عن يمينه، بالله أضحكننا، فاندفعنَ يُغنّين، تخفقُ عيدانُهنّ، يقلنَ، ؎

لِلّهِ درُّ عِصابةٍ نادمتُهم ... يومًا بجِلّق فى الزمان الاوّل

يسقونَ من وردَ البريصَ عليهمُ ... بردَى يُصفّقُ بالرحيق السلسل

اولادُ جفنةَ حول قبر أبيهمُ ... قبر ابنِ ماريةَ الكريمِ المُفضل

يُغشَونَ حتّى ما تهرُّ كلابهم ... لا يسألون عن السواد المُقبِلِ

بيضُ الوجوه نقيّةٌ احسابهم ... شُمُّ الانوفِ من الطرازِ الاوّل

فضحكَ، ثم قال: أتدرى مَن قائلُ هذا؟ قلتُ لا، قال: حسانُ بن ثابتٍ شاعرُ رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم قال للاتى عن يساره، بالله، أبكيننا فاندفعن بعيدانهنّ يُغنّين ؎

لِمَنِ الدارُ أقفرتْ بمعانٍ ... بين اعلى اليرموكِ والصمّانِ

ذاك مغنى لآل جفنةَ فى الدهـ ... ـرِ مَحلًّا لحادثاتِ الزمانِ

قد اراني هناك دهرا مكينا	عند ذي التاج مجلسي ومكاني
ثكلت امهم وقد ثكلتهم	يوم حلوا بحادث الجولان
ودنا الفصح فالولائد ينظمن	سراعا اكلة المرجان

فبکی حتی سالت الدموع على لحيته، ثم قال لي بهذا لحسان ايضا ثم انشأ يقول ؎

تنصرت الاشراف من اجل لطمة	وما كان فيها لو صبرت لها ضرر
تكنفني فيها لجاج ونخوة	وبعت بها العين الصحيحة بالعور
فياليت امي لم تلدني وليتني	رجعت الى الامر الذي قال لي عمر
ويا ليتني ارعى المخاض بقفرة	وكنت اسيرا في ربيعة او مضر
ويا ليت لي بالشام ادنى معيشة	اجالس قومي ذاهب السمع والبصر

ثم سالني عن حسان: أحي هو؟ قلت نعم، ثم امر بمال وكسوة ونوق موقورة برا، وقال: اقرئه سلامي، وادفع له هذا، وان وجدته ميتا، فادفعه الى اهله، وانحر الجمال على قبره. فلما قدمت على عمر، اخبرته الخبر، قال: فهلا ضمنت له الامر، فاذا اسلم قضى الله علينا بحكمه، ثم بعث الى حسان فاقبل، وقد كف بصره، فلما دخل، قال: يا امير المؤمنين اني وجدت ريح آل جفنة قال: نعم، هذا رجل اقبل من عنده، قال: هات، يا ابن اخي! ما بعث به الي معك، قلت: وما علمك؟ قال: انه كريم من عصبة رجال كرام مدحتهم في الجاهلية، فحلف ان لا يلقى احدا يعرفني، الا اهدى الي معه شيئا فدفعته اليه، واخبرته بامره في الابل، فقال وددت اني كنت ميتا فنحرت على قبري

حل لغات غسان ایک چشمہ ہے جس پر قبیلہ ازد کا ایک گروہ وارد ہوا تھا جن میں بنو جفنہ بھی ہیں۔ شبر بالشت ج اشبار۔ عکّ قال فی الحاشیۃ: کذا فی المنقول عنہ ولم نطلع علی قبیلۃ تسمی بہا ولعل النسخ وقع من الناسخین والصحیح عندی عکل (باللام) وعکل بالضم ابو قبیلۃ فیہم غباوۃ اسمہ عوف بن عبد مناۃ حضنتہ امۃ تدعی عکل فلقب بہ، جفنۃ یمنی قبیلہ، ثیاب الوشی نقشین کپڑے، جلّل گھوڑے کو جھول پہنانا، جلال، جمع جُل جھول، قُرط بالی، کان کا زیور ج اقراط، قراط، ماریہ بنت ظالم بن وہب کندی جسکی بالیوں میں کبوتر کے انڈے کی برابر دو عجیب و غریب موتی یا چالیس ہزار اشرفیوں کی قیمت کا ایک جوہر تھا جو بطریق وراثت سلاطین میں منتقل ہوتا چلا آرہا تھا۔ وطی روندنا، لطم (ض) طمانچہ مارنا، ہشم (ض) ہشما توڑنا، فاستعدی استغاثہ کرنا، اقیدہ اقاد الامیر القاتل بالقتیل قصاص لینا، رجل سوقۃ بازاری، فرومایہ، اتنصر نصرانی ہوجاؤں، ہزیع رات کا کچھ حصہ، الرباع جمع ربع گھر، منزل، الحجاب جمع حاجب دربان، بہجۃ حسن، خوبی، اصہب سفیدی سرخی مائل، صہب (س) صہبا صہبۃ۔ الشعر بالوں کا سرخ یا سفید ہونا کالاصہب، سبال جمع سبلۃ مونچھ کے بال، نحاتۃ چاندی سونے کا برادہ، گیہوں جو کی بھوسی، ذرہ (ن) ذرا بکھیرنا۔ قواریر جمع قارورۃ شراب کا برتن، شیشہ، انحدرت انحدار نیچے اترنا، لق تعقبہ سے امر کا

ہے صاف ستھرا کرنا، الدَّنَس میل کچیل ج اَدْنَاس (س) دَنَسًا، دَنَاسَۃً میلا ہونا اللام حرف جار ہے اور ما استفہامیہ اس کا الف ساقط ہو گیا وَصِیف خدمت گار ج وُصَفَاء، موائد جمع مائدۃ دسترخوان، صحائف جمع صحیفۃ پیالہ، خَلَنْج خدنگ کا معرب ہے ایک درخت ہے جس کی لکڑی بہت سخت ہوتی ہے اس سے تیر نیزہ وغیرہ تیار کیا جاتا ہے ج خلانج، طَسْت ہاتھ دھونے کا تانبے کا برتن ج طُسُوت، صُفْر پیتل، سونا، خَدَم جمع خادم، کراسی جمع کرسی، مُرَصَّعۃ سونے چاندی سے جڑا ہوا۔ جوار جمع جاریۃ کنیز، شُعُور جمع شَعْر ای مستورات فی الشعور لکثرتہا، مکسرات اسم فاعل ہے کسرت المرأۃ ونحوہا النور علی کذا فلکسر آئینہ سے فلاں چیز پر روشنی پڑ گئی۔ جامتۃ چاندی کا برتن ج جوام، ثَلِیْت فعیل بمعنی مفعول چورہ کیا ہوا صفرت (ض) صَفْرًا صفورًا۔ بالفرس عند ورودہ گھوڑے کو پانی پلانے کیلئے بلانا، تمرغ لوٹ پوٹ ہونا، رفرف الطائر بجناحیہ بازو کا پھڑ پھڑانا، نفض جھڑ جانا۔ خفق خفقان سے ہے بمعنی اضطراب، عیدان عیدان جمع عود سارنگی۔

للہ دَرّہٗ اس کی خوبی اللہ ہی کیلئے ہے، لا دَرَّ دَرُّہٗ "خدا کرے کہ وہ خوش حال نہو، عُصْبَۃ مردوں، گھوڑوں پرندوں کی جماعت دس سے چالیس تک، نادمتہم علی الشراب ہم نشینی کرنا، جِلِّق دمشق یا اطراف دمشق کے مرغزار، البریص ملک شام میں ایک جگہ ہے۔ بَرَدیٰ دمشق کی ایک نہر ہے۔ یصفق صفق۔ الرجل الشراب صفائی کیلئے ایک برتن سے دوسرے برتن میں کرنا، یغشون مضارع مجہول ہے غشاران، وغشی (س) غشوًا، غشیانًا۔ فلانا کسی کے پاس آنا۔ تَهِرّ (ض) ہریرًا۔ الکلب کتے کا بھونکنا، سواد سے کم، السواد سیاہی۔ اشخاص۔ جمع کثیر مراد ہے۔ شُمّ الانوف ناک کے بانسہ کی بلندی والا، اشم (س، ن) شَمَمًا۔ الانف چوٹی بلند ہونا الطراز نگار جامہ، حسان بن ثابت بن المنذر، عبدالرحمٰن انصاری خزرجی مشہور صحابی ہیں۔ ایام جاہلیت و اسلام دونوں میں بڑے پایہ کے شاعر سمجھے جاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے واسطے مسجد میں منبر رکھوا دیتے تھے جس پر کھڑے ہو کر یہ حضور اکرم کے مدحیہ قصائد پڑھتے تھے، ایک بیماری کی وجہ سے ان میں شجاعت نہیں رہی تھی جس کی وجہ سے کسی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے، آخر میں آپ نابینا ہو گئے تھے ۴۰ھ سے قبل اور ۵۰ھ کے بعد آپ کی وفات ہوئی ان کی اور ان کے باپ اور دادا اور پردادا سب کی عمریں تقریباً ایک سو بیس برس کی ہوئیں لمن کلمہ مَنْ استفہامیہ ہے۔ اقفرت۔ الدار گھاس پانی اور آدمی سے خالی ہونا، عَمّان، کغراب یمن کا ایک شہر ہے۔ الیرموق قال فی الحاشیۃ ما وجدناہ فی کتب اللغۃ الموجودۃ عندنا وظنی انہا الیرموک الصمان عالج میں ایک جگہ ہے۔ مغنی اسم ظرف ہے۔ غنی یغنی سے بمعنی اقامت کرنا، مغنی منزل، یہ سوال سابق جواب کا ہے۔ ثکلت (س) ثکلًا گم کرنا۔ ثکل موت، ہلاکی، الفصیح عید، الولائد جمع ولیدۃ کنیز لجاج جھگڑا لج (س، ض) لججًا، لجاجًا سخت جھگڑا کرنا، نخوۃ تکبر۔ قفر بے آب و گیاہ بیابان ج قفار ربیعۃ، مضر دونوں قبیلہ ہیں، نوق جمع ناقۃ موقورہ بوجھ سے لدی ہوئی، عصبۃ جماعت:۔

تشریح:۔ جبلہ بن ایہم غسان کا آخری شہنشاہ ہے جس کا قد بارہ بالشت اونچا تھا۔ سواری پر ہوتا تھا تو اس کے پاؤں زمین پر لگتے تھے جب اس نے مسلمان ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی آپ بہت خوش ہوئے اور لکھ دیا کہ آجاؤ جو چیز ہمارے لئے نافع ہے وہی تیرے لئے سودمند ہے اور جو چیز ہمارے لئے نقصان دہ ہے وہی تیرے لئے ضرر رساں ہے پس جبلہ ابن ایہم قبیلہ عک (عکل) اور جفنہ کے ایک سو شہسواروں کے ساتھ نکلا اور جب مدینہ کے قریب پہنچا تو اس نے شہسواروں کو سونے کے تار اور ابریشم سے بنے ہوئے نقشین کپڑے اور گھوڑوں کو دیباج کی جھولیں اور سونے چاندی کے ہار پہنا دیئے اور خود بھی اس نے اپنا تاج پہن لیا جس میں ماریہ کی بالیں تھیں تمام اہل مدینہ اس کے استقبال کے لئے نکلے اور اس کی آمد سے اور اسلام قبول کرنے سے مسرور ہوئے پھر وہ اشہر حج میں ادائیگی حج کیلئے حضرت عمرؓ کے ساتھ حاضر ہوا پس وہ طواف کر رہا تھا کہ ایک فزاری کا پاؤں اس کے تہبند پر پڑ گیا جسکی وجہ سے اس کا تہبند کھل گیا جبلہ بن ایہم نے غیظ وغضب میں آکر اتنی زور سے طمانچہ مارا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی۔ اس نے حضرت عمرؓ سے دادرسی چاہی حضرت عمرؓ نے جبلہ سے کہا، تونے اپنے اسلامی بھائی کے طمانچہ کیوں مارا! جبلہ نے کہا، اس نے میرے تہبند پر پاؤں رکھا ہے اگر بیت اللہ کا احترام (پیش نظر) نہ ہوتا تو میں اس کی کھوپڑی پکڑ لیتا جس

میں اس کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں (یعنی اس کو قتل کر دیتا) حضرت عمرؓ نے فرمایا: تونے خود ہی اقرار کر لیا۔ سو یا تو اس کو خوش کر ورنہ میں تجھ سے اس کا قصاص (بدلہ) لوں گا۔ اس نے کہا: کیا آپ مجھ سے اس بازاری (ذلیل) آدمی کا بدلہ لیں گے؟ آپ نے فرمایا: تم دونوں کو اسلام شامل ہے (یعنی اسلام کی رو سے دونوں برابر ہو) فضیلت صرف عاقبت (خاتمہ بالخیر) کی وجہ سے ہے جبلہ نے کہا: میرا تو یہ خیال تھا کہ جتنی میری عزت زمانہ جاہلیت یعنی کفر کی حالت میں ہے مسلمان ہونے کے بعد اس سے بھی زیادہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا: وہ عزت یہی تو ہے۔ جبلہ نے کہا: تب تو میں نصرانی ہو جاؤں گا آپ نے فرمایا: اگر تو نصرانی ہو گیا تو میں تیری گردن مار دوں گا (ہوتے ہوتے بات بڑھ گئی) وفد فزارہ اور وفد جبلہ ہر دو جمع ہو گئے اور فتنہ برپا ہونے کے قریب ہو گیا جبلہ نے کہا: امیر المؤمنین! مجھے کل تک مہلت دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تجھے اختیار ہے۔ پس جبلہ رات کی تاریکی میں اپنے ساتھیوں کیساتھ قسطنطنیہ چلا گیا اور نصرانی ہو گیا

گوہر پاک باید کہ شود قابل فیض ❊ ورنہ ہر سنگ و گلے لؤلؤ و مرجان نشود

شمع حق سے جو منور ہو یہ وہ محفل نہ تھی ❊ بارشِ رحمت ہوئی لیکن زمیں قابل نہ تھی (اقبال)

شاہ ہرقل نے اس کی آمد کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا اور بہت خوش ہوا یہاں تک کہ ہر قسم کے اموال اور مکانات بطور جاگیر جبلہ کے نامزد کر دیئے
جب حضرت عمرؓ نے شاہ ہرقل کے پاس اسلام کی دعوت کیلئے اپنا قاصد بھیجا تو اس نے مصالحت کے لئے کہا تم نے جبلہ بن ایہم کو دیکھا ہے جو ہمارے دین کی طرف مائل ہو کر ہمارے پاس آگیا قاصد نے کہا: نہیں
ہرقل نے کہا: اس سے ملیئے پھر میرے پاس آیئے اور جواب لیجائیے (غالباً اس کا مقصد یہ تھا کہ جبلہ کا ٹھاٹ دیکھ کر یہ بھی نصرانیت اختیار کر لیگا) قاصد جبلہ کے پاس گیا اور جو قیصر کے دروازے پر لوگوں کا اژدہام، دربانوں کا ہجوم، غیر معمولی رونق دیکھی تھی وہی سب کر و فر جبلہ کے ہاں پایا۔ قاصد کہتا ہے کہ میں لطیف تدبیر کیساتھ اجازت طلب کر کے اس کے پاس اندر پہنچ گیا تو میں نے سرخ و سپید داڑھی والا بڑی بڑی مونچھوں والا ایک شخص دیکھا میرے زمانہ میں چونکہ جبلہ سیاہ داڑھی والا تھا اس لئے میں نے اس کو اجنبی جانا۔ اس نے سونے کا برادہ منگوا کر اپنی داڑھی پر چھڑک لیا جس سے وہ پھر سرخ چمکدار ہو گئی وہ شیشہ کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا مجھے دیکھتے ہی پہچان گیا اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لیا اور مسلمانوں کے متعلق پوچھ گچھ کرنے لگا (کہ ان کا کیا حال ہے) میں نے کہا بفضلہ تعالیٰ بڑھتے ہی جاتے ہیں تجھے تو معلوم ہی ہے پھر اس نے حضرت عمرؓ کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے کہا: بحمد اللہ بہت اچھے ہیں وہ حضرت عمرؓ کی عافیت سن کر غمگین ہوا میں تخت سے اُتر گیا اس نے کہا اس اعزاز سے کیوں انکار کرتا ہے۔ میں نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، اس نے کہا: ٹھیک ہے صلے اللہ علیہ وسلم لیکن اپنے قلب کو گندگی سے پاک رکھ اور کس چیز پر بیٹھ رہا ہے اس کی پرواہ مت کر جب جبلہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو مجھے کچھ امید ہوئی میں نے کہا: جبلہ! بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو اسلام اور اس کی خوبیاں جاننے کے بعد بھی اسلام قبول نہیں کرتا؟ اس نے کہا: کیا میں اپنی ان سب حرکتوں کے بعد بھی اسلام قبول کر سکتا ہوں؟ میں نے کہا ہاں ایک فزاری نے تو اس سے بھی زیادہ ناشائستہ حرکتیں کیں مرتد ہوا مسلمانوں کو قتل کیا پھر اسلام لایا تو اس کا اسلام قبول ہو گیا اور میں اس کو مدینہ میں مسلمان ہی چھوڑ کر آیا ہوں، اس نے کہا، اس سے زیادہ کا وعدہ کر، اگر تو اس کا ضامن ہو کر حضرت عمرؓ میرے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کر دیں گے اور مجھے اپنا ولیعہد بنا دیں گے تو میں دوبارہ اسلام لے آؤں گا پس میں شادی کا تو ضامن ہو گیا لیکن خلافت کا ضامن نہیں ہوا جبلہ نے اپنے ایک خادم کی طرف اشارہ کیا جو اس کے سامنے کھڑا تھا وہ فوراً (کھانے کا انتظام کرنے کے لئے گیا) دیکھا تو سونے کے دسترخوانوں پر چاندی کے پیالے سجے ہوئے ہیں جبلہ نے کہا، کھایئے، میں نے ہاتھ روک کر کہا، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی اور سونے کے برتنوں میں کھانے سے منع فرمایا ہے[۱] اس نے کہا ٹھیک

---

[۱] صحیح بخاری میں حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے "قال نہانا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان نشرب فی انیۃ الذہب والفضۃ وان ناکل فیہا وعن لبس الحریر والدیباج وان نجلس علیہ" کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے اور ریشم و دیباج کے پہننے اور اس (کے فرشوں) پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے، بخاری و مسلم میں حدیث ام سلمہؓ کے الفاظ ہیں "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الذی یشرب فی انیۃ الفضۃ والذہب انما یجرجر فی بطنہ نار جہنم" کہ آپ نے فرمایا جو شخص سونے چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ انڈیلتا ہے۔

ہے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکن اپنے دل کو صاف رکھو اور جس برتن میں طبیعت چاہے کھاؤ پس جبلہ نے چاندی سونے کے برتنوں میں کھایا اور میں نے (خونگ) کے برتن میں کھایا۔ پھر سونے کا طشت لایا گیا اس نے اس میں ہاتھ دھوئے اور میں نے پیتل (کے برتن) میں ہاتھ دھوئے پھر اس نے ایک خادم کی طرف اشارہ کیا جو اس کی دائیں جانب کھڑا تھا وہ فوراً چلا گیا۔ اتنے ہی میں میں نے ایک آہٹ سنی تو دفعۃً چند خادم آئے جن کے ساتھ جواہرات سے جڑی ہوئی کرسیاں تھیں پس دس کرسیاں اس کی دائیں جانب اور دس بائیں جانب بچھا دی گئیں۔ اس کے بعد دس کنیزیں آئیں جو (لمبے لمبے) بالوں میں چھپی ہوئی تھیں، نقشین کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ زیورات میں لدی ہوئی تھیں۔ پس ان میں سے پانچ اس کی دائیں جانب اور پانچ بائیں جانب بیٹھ گئیں اس کے بعد ایک کنیز آئی جو آفتاب کی طرح حسین و جمیل تھی اس کے سر پر ایک تاج تھا جس میں ایک پرندہ تھا اور اس کے دائیں ہاتھ میں چاندی کا جام تھا جس میں مشک و عنبر کا چورا تھا اور بائیں ہاتھ میں بھی چاندی کا ایک جام تھا جس میں عرق گلاب تھا۔ کنیز نے پرندہ کو چھوڑ دیا وہ گلاب کے پانی والے پیالہ میں آکر پھڑپھڑایا پھر مشک والے پیالہ میں آکر لوٹ پوٹ ہوا اور وہاں سے اڑ کر جبلہ کے تاج کی صلیب پر جا بیٹھا اور اس طرح پھڑپھڑایا کہ مشک و عنبر اور عرق گلاب جو اس کے پروں پر لگا ہوا تھا وہ سب جھڑ کر جبلہ کے تاج پر گر گیا۔ اور جبلہ فرط مسرت میں ہنسنے لگا اس کے بعد اس نے کنیزوں سے کہا جو اس کی دائیں جانب بیٹھی ہوئی تھیں کہ تم ہمیں ہنساؤ۔ کنیزوں نے سارنگی پر گانا شروع کیا۔

(۱) اللہ ہی کیلئے ہے اس جماعت کی بھلائی جسکے ساتھ میں نے گذشتہ زمانہ میں ایک روز مقام جلق میں شراب نوشی کیلئے ہم نشینی کی ہے۔
(۲) جو شخص بھی انکے پاس مقام بریص میں وارد ہوتا تھا اس کو وہ لوگ خوش گلو شراب کے ساتھ ملا ہوا بردی نہر کا پانی پلاتے تھے۔
(۳) وہ لوگ جفنہ خاندان سے ہیں جن کے باپ کی قبر کے قریب ماریہ جیسے کریم و صاحب فضل عمیم کی قبر ہے۔ (۴) انکے پاس مہمان آتے ہی رہتے ہیں یہاں تک کہ انکے کتے (مہمانوں کی کثرت آمد و رفت سے بیگانوں کے دیکھنے کے عادی ہوگئے اس لئے وہ) نہیں بھونکتے اور وہ لوگ آنے والے مہمانوں کے متعلق (ان کی کثرت کے بارے میں) کچھ نہیں پوچھتے (بلکہ ان سب کا اکرام کرتے ہیں)، (۵) وہ روشن چہرے والے، پاکیزہ نسب والے، بلند ناک اپنے اسلاف کے نقش قدم پر ہیں۔

یہ اشعار سن کر جبلہ ہنستا ہوا مجھ سے کہنے لگا، جانتے ہو ان اشعار کا قائل کون ہے؟ میں نے کہا نہیں، اس نے کہا، شاعر دربار نبیؐ حضرت حسانؓ، اس کے بعد جبلہ نے ان کنیزوں سے کہا جو اس کی بائیں جانب بیٹھی تھیں کہ ہم کو رلاؤ، پس انہوں نے سارنگی پر گانا شروع کیا۔ لمن الدار اقفرت (۱) شہر عمان میں یہ کس کا مکان ہے جو (باشندوں سے) خالی ہے اور یرموک اور صمان کے مابین ہے (۲) یہ مکان (جس کے بارے میں تو سوال کر رہا ہے) آل جفنہ کا مکان ہے جو گردش ایام کے نزول کا ٹھکانا ہو گیا ہے (۳) مدت ہوئی کہ میں اپنے آپ کو اس جگہ مکین دیکھتا تھا کہ میری نشستگاہ اور میرا مکان صاحب تاج شہنشاہ کے پاس تھا (۴) انکی مائیں ان کو روئیں اور وہ اس سے پہلے بھی رو چکی تھیں جن دن کہ وہ حوادث زمانہ میں مبتلا ہوئے تھے (۵) عید قریب آگئی پس نوخیز لڑکیاں مونگے والی غذا کے لگانے میں جلدی کر رہی ہیں
یہ اشعار سن کر جبلہ اتنا رویا کہ اس کے آنسو ڈاڑھی پر بہہ پڑے، پھر اس نے کہا کہ یہ اشعار بھی حضرت حسانؓ کے ہیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھنے شروع کئے ۔ تنصرت الاشراف (۱) شرفاء ایک طمانچہ کے سبب نصرانی ہو گئے حالانکہ اگر میں صبر کرتا تو اس میں کوئی نقصان نہ تھا

می کشید از حسرت و غم آہ سرد ❋ کانچہ من کردم دریں عالم کہ کرد

(۲) مجھے اس طمانچہ پر کبر و نخوت اور خصومت نے مجبور کیا ہے اور میں نے اسی کی وجہ سے اچھی خاصی آنکھ کو (دین اسلام کو) کانی آنکھ (نصرانیت) کے عوض فروخت کر ڈالا

عنانِ نفس بدستِ ہوا رہا کردم × خلافِ عقل و خرد کردم و خطا کردم

(۳) کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اور میں اس بات کی طرف لوٹ آتا جو حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہی تھی

تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل ٭ کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را ۔

(۴) کاش میں جنگل میں اونٹوں کو چراتا ہوتا اور ربیعہ یا مضر کا قیدی ہوتا۔ (۵) کاش میرے لئے شام میں ادنیٰ درجہ کی معیشت ہوتی اور میں اپنی قوم کے ساتھ اندھا بہرا ہو کر بیٹھا ہوتا

کنوں بدانم و دانستنم ندارد سود ٭ چہ سود گفتن بسیار کیں چرا کردم

——— اس کے بعد جبلہ نے حضرت حسانؓ کے متعلق دریافت کیا کہ وہ زندہ ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، تو انہی بہت سا مال، لباس اور عطیے لدی ہوئی اونٹنیوں کا حکم کیا اور کہا کہ حضرت حسان سے میرا سلام کہدینا اور یہ مال انکو دیدینا اور اگر تو انکو مردہ پائے تو یہ مال انکے احباب کو دیدینا اور انکی قبر پر اونٹ ذبح کر دینا جب میں حضرت عمرؓ کے پاس واپس آیا تو میں نے پورا قصہ سنایا آپنے فرمایا اگر تو اس کیلئے خلافت کا کیوں ضامن بنا جب کہ اسلام لے آتا تو اللہ رب العزت کوئی نہ کوئی صورت پیدا کر دیتا۔ پھر حضرت حسانؓ کو بلایا۔ آپ تشریف لائے اسوقت آپکی بینائی ختم ہو چکی تھی حضرت حسانؓ نے داخل ہوتے ہی فرمایا: امیر المؤمنین! مجھے آل جفنہ کی بو آرہی ہے آپنے فرمایا: ہاں یہ شخص انکی کے پاس سے آیا ہے حضرت حسان نے فرمایا: لاؤ بھائی! جو کچھ انہوں نے تیرے ساتھ میرے لئے بھیجا ہے میں نے کہا: آپکو کیا علم؟ آپنے فرمایا: وہ سخی آدمی ہے سخی لوگوں کی جماعت ہے، زمانہ جاہلیت میں میں نے انکی تعریف کی ہے پس اس نے قسم کھا رکھی ہے کہ آپکے جس جانکار سے بھی ملاقات ہو گی اسکے ساتھ کچھ نہ کچھ ہدیہ بھیجوں گا پس وہ میں نے کل مال آپکو دیدیا اور اونٹوں کے متعلق جو کچھ انہوں نے کہا تھا وہ بھی بتا دیا آپنے فرمایا مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ میں مر ہوتا اور تو میری قبر پر اونٹ ذبح کرتا۔

السيرة النبوية المحمدية

سیرت نبویہ

نسبه صلى الله عليه وسلم
آپ کا نسب مبارک!

اما من ابيه فهو ابن عبد الله، بن عبد المطلب، بن هاشم بن عبد مناف ابن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤي، بن غالب بن فهر، بن مالك بن النضر بن كنانة ابن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، واما من امه فهو ابن آمنة بنت وهب، بن عبد مناف، بن زهرة بن كلاب ففي كلاب يجتمع نسبه من الطرفين۔ ———

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نسب باپ کی طرف سے یوں ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ والدہ کی طرف سے آپکا نسب یوں ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب، پس آپ کا نسب طرفین سے کلاب بن مرہ پر جا ملا ہے۔ ———

وفاة ابيه صلى الله عليه وسلم
آپ کے والد کی وفات

تزوج ابوه عبد الله، امه آمنة، فحملت به صلى الله عليه وسلم فمات عنه وهو في بطن امه، ولم يورث مالا ولا عرضا الا خمس جمال وام ايمن وقطعة غنم.

تشریح :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد (ماجد خواجہ) عبد اللہ نے (جو نہایت حسین خوبصورت جوان عالی ہمت اور دلیر تھے) آپ کی والدہ (ماجدہ بی بی) آمنہ سے (جو اپنے زمانہ میں قریش کی تمام عورتوں پر شرافت پدری ونجابت مادری میں فوقیت رکھتی تھیں) شادی کی اور بی بی آمنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل قرار پا گیا آپ کے والد خواجہ عبد اللہ (پچیس برس اور کئی مہینے کی عین شباب خیز عمر میں) انتقال کر گئے درانحالیکہ آپ بطن مادر ہی میں تھے (اور اس احاطہ میں مدفون ہوئے جہاں آپ کی نہیال کے لوگ مدفون تھے) آپ نے پانچ اونٹ اور ام ایمن اور چند بکریوں کے سوا وراثت کا کوئی مال اور سامان نہیں چھوڑا۔

ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی ولادت باسعادت!

خوش وقت آں پدر کہ چنیں باشدش پسر × شاباش ازاں صدف کہ چنیں پرورد گہر
آباء از و مکرم و ابناء از و عزیز × صلوا علیہ ما طلع الشمس والقمر

وُلِدَ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ المکرمۃ عام الفیل یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ خلت من الربیع الاول علی الاصح من الاقوال وکانت مضت علی میلاد سیدنا المسیح خمس مائۃ واحدی وسبعون سنۃ، وبینہ وبین آدم اربعۃ الاف وستمائۃ سنۃ ترُوی انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان عند ولادتہ ناظرًا ببصرہ الی السماء، وما وجدت امہ ثقل حملہ صلی اللہ علیہ وسلم کما تجد الحوامل۔

تشریح :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہر مکہ میں ہاتھیوں والے سال پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو بقول صحیح صبح کے وقت پیدا ہوئے، حضرت عیسیٰ مسیح پر پانچ سو اکہتر ۵۷۱ سال گذر چکے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان چار ہزار چھ سو سال کا فصل ہے، مروی ہے کہ آپ بوقت پیدائش آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے آپ کی والدہ بی بی آمنہ کو آپ کے حمل کی مطلق تکلیف نہ ہوئی (اور چھ مہینے تک یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ آمنہ حاملہ ہے، جیسا کہ حاملہ عورتوں کو حمل کی وجہ سے تکلیف ہوا کرتی ہے)۔

رضاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلعم کی شیر خوارگی

کانت نساء قریش، لا یُرضعن اولادھن فارضعتہ امنۃ ایاما قلائل ثم ارضعتہ ثویبۃ جاریۃ ابی لہب ثم وقع بنا الشرف الاوفر، والحظ الاکبر لحلیمۃ بنت ابی کبشۃ السعدیۃ وبلغ صلی اللہ علیہ وسلم الفطام عندھا وکانت ارضھا ذات جدب تحط والسماء غیر ماطرۃ، والانعام ھزلی مثل اربابھا، فعادت الارض کانھا روضۃ خضراء، والصحاری القفر کانھا داماء، وطالت الزروع، وامتلأت الضروع۔

حل لغات: قلائل جمع قلیلۃ، اوفر کامل مکمل، الفطام دیکھو صفحہ۱، جدب بارش نہ ہونے کی وجہ سے خشک زمین ہزلی یہ غالباً ہزیب بمعنی ارب کی جمع ہے، ناکارہ، داما سمندر، ضروع جمع ضرع تھن۔

تشریح: قریش کی عورتیں اپنی اولاد کو دودھ نہیں پلاتی تھیں (بلکہ انکے ہاں صاحب ثروت لوگوں کے شیرخوار بچوں کو دوسری عورتیں اجرت پر دودھ پلاتی تھیں) اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکی والدہ محترمہ نے چند روز (یعنی صرف سات روز) دودھ پلایا پھر ابولہب کی (آزاد شدہ) کنیز ثویبہ نے آپ کو (آٹھ دن) دودھ پلایا۔ بعدازاں یہ عظیم ترین شرافت اور کامل ترین حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے پہلے سال (جب آپکی عمر شریف کم وبیش ایک ماہ کی تھی) دایہ حلیمہ بنت ابی کبشہ سعدیہ کو نصیب ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تامدت فطام آپ ہی کے پاس رہے اس وقت مکہ کی سرزمین قحط ناک اور خشکی والی تھی بارش بالکل بند تھی مویشی اور ان کے مالک بھاگ نکلے تھے پس (آپ کی برکت سے) زمین کی یہ حالت ہوگئی کہ گویا وہ سرسبز شاداب باغ ہے اور جنگل دبیابان گویا سمندر ہے کھیتیاں بڑھ گئیں اور مویشیوں کے تھن (دودھ سے) بھرپور ہوگئے۔

فائدہ) یہ ثویبہ وہی تھیں جنہوں نے آپکے چچا ابولہب کو آپکی پیدائش کی خوشخبری سنائی تھی اور ابولہب نے خوشی میں ان کو اسی وقت آزاد کر دیا تھا۔ ثویبہ ہی نے آپکے دوسرے چچا حضرت حمزہ کو دودھ پلایا تھا۔ اس کے بعد خولہ بنت منذر نے اور پھر ایک دوسری عورت نے جو قبیلہ بنی سعد میں سے تھیں اور اس کے بعد تین اور عورتوں نے آپ کو دودھ پلایا سب کا نام عاتکہ تھا۔

شق صدرہ صلی اللہ علیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شق صدر

۵ شق عن صدرہ وشق لہ البدر ٭ ومن شرط کل شرط جزاء

وفی السنۃ الرابعۃ أتاہ ملکان، فاضجعاہ فشقا صدرہ، د اخرجا منہ علقۃ سوداء ثم غسلاہ ثم ردّاہ کما کان فراٰہ الصبیان الذین کانوا معہ، فاسرعوا الی حلیمۃ السعدیۃ، واخبروھا بما جری علیہ صلی اللہ علیہ، فاسرعت الیھا صلی اللہ علیہ کان خطوۃ تقذفھا الی خطوۃ فوجدتہ صحیحا، فردّتہ الی عبد المطلب خشیۃ علیہ من أعدائہ، ثم قدمت بعد النبوۃ، واسلمت مع زوجھا

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے چوتھے سال (جبکہ اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے جنگل میں گئے ہوئے تھے) دو فرشتے آئے اور انہوں نے آپ کو زمین پر لٹا کر آپکے سینہ مبارک کو چاک کیا اور خون کے سیاہ لوتھڑے کو دل سے نکال کر صاف کیا (یعنی وہ سیاہ خون جو بنی آدم میں زمانۂ آدم سے پشت در پشت چلا آتا ہے اور درحقیقت گناہ کی وہی اصل و بنیاد ہے نکال پھینکا، پھر آپکے دل کو معرفت ونبوت کا نور بھر کر، اس کی جگہ رکھدیا اور سینہ برابر کر دیا اور ٹانکے لگا دیئے سیلون کی سیاہ دھاری آپ کی چنبر گردن سے ناف تک مدت العمر باقی رہی) جو بچے آپکے ساتھ تھے (جن میں سے حلیمہ کا لڑکا مسرود بھی ہے) وہ یہ کیفیت دیکھ کر لرزتے، کانپتے، دوڑتے، ہانپتے) حلیمہ سعدیہ کے پاس آئے اور سارا ماجرا سنایا پس حلیمہ سعدیہ (یہ دہشت اثر خبر سن کر اپنے شوہر حارث کو ہمراہ لے کر روتی ہوئی) آپ کی طرف روانہ ہوئیں (رنج وپریشانی کا یہ عالم تھا کہ پیر رکھتی کہیں تھیں اور پڑتا کہیں تھا (رنگ فق تھا اور زبان پر یہ الفاظ تھے" ہائے میں لٹ گئی لوگو! میری چار برس کی کمائی برباد ہوگئی، میں اب آمنہ کو کیا منہ دکھاؤں گی حلیمہ پریشان وسراسیمہ جنگل میں پہنچی) اور آپ کو (ایک ہرے بھرے درخت کے نیچے) صحیح سالم بیٹھے ہوئے پایا تو دوڑ کر آپکو چھاتی سے لگا لیا اور اپنی بیقراری بیان کی، آپنے تمام قصہ بیان کرکے تسلی دی۔ گو اسوقت حلیمہ کے بے چین دل کو تسکین ہوگئی

لیکن یہ خیال پیدا ہوگیا کہ اس خطرناک حالت میں اس نونہال کو اپنے پاس رکھنا نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق بنتا ہے اس لئے حلیمہ نے آپ کو آپکے دشمنوں کے خوف سے خواجہ عبد المطلب کے پاس (مکہ) میں پہنچا دیا (آپکے دادا عبد المطلب نے حلیمہ کو ایک ہزار اونٹنیاں اور بہت سا حلل سونا حق خدمت گذاری میں بطور انعام دیکر نہایت عزت کیساتھ رخصت کیا) حلیمہ سعدیہ نبوت کے بعد حاضر خدمت ہوکر اپنے شوہر کی معیت میں مشرف باسلام ہوئیں

وفاة امہ صلی اللہ علیہ وسلم

ولما بلغ صلی اللہ علیہ وسلم السادسة من عمره، زارت امه امنة اخوانها من بنی النجار فی المدینة فلما رجعت وهو معها وبلغت الابواء (قرية بين مكة والمدينة) توفيت رضی ذلك الى ام ايمن فخرجت اليه وقدمت به الى مكة وكانت مولاة له قد ورثها من ابيه) وضمه عبد المطلب، واحبه حبا شديدا وتتابعت على قريش سنون مجدبة، فهتفت امرأة من قومه ان يستشفعوا بهذا النبی فقام عبد المطلب واعتضد به صلی اللہ علیہ وسلم ورفعه على عاتقه، فاستسقى به، فلم يلبثوا اذ مطروا وصاروا فی خصب ورفاهية عيش +

حل لغات سنون جمع سنة سال، مجدبہ قحط ناک سال، ہتفت بمعنی صاحت، اعتضد شانہ پر لے لیا، خصب فراخ سالی، رفاہیۃ خوش عیشی وارزانی ۔

تشریح

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عمر کے چھٹے سال کو پہنچے تو آپکی والدہ محترمہ اپنے قبیلہ بنی نجار کے بھائیوں سے ملاقات کیلئے مدینہ تشریف لے گئیں (اور ایک ماہ ٹھہر کر) جب واپس ہوئیں تو (راستہ میں موضع ودان کے قریب) ابواء کے مقام میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے انتقال ہوگیا (اور وہیں مدفون ہوگئیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ام ایمن لیکر مکہ پہنچیں جو آپکی لونڈی تھیں اور آپ کو ترکہ پدری میں ملی تھیں، آپ کے دادا عبد المطلب نے آپکو محبت وشفقت کیساتھ سینہ سے لگایا۔ ادھر اہل قریش لگاتار قحط سالیوں میں مبتلا تھے (اور کوئی تدبیر نہ بن پڑتی تھی) آپکی قوم کی ایک عورت نے کہا اس نبی کے ذریعہ شفاعت چاہو؛ چنانچہ عبد المطلب نے آپ کو کندھوں پر اٹھا کر آپ کے واسطے سے پانی طلب کیا تو فوراً بارش ہوئی اور سرسبزی وشادابی فراخی عیش نصیب ہوگئی۔

وفاة عبد المطلب
عبد المطلب کا انتقال

ثم كفله ابو طالب بعد ما كفله عبد المطلب سنتين وتوفی حين مضت من عمره مائة واربعون سنة

تشریح:۔ خواجہ عبد المطلب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سالہ کفالت کے بعد (بی بی آمنہ سے دو سال دو ماہ دس یوم بعد جب کہ آپ کی عمر شریف آٹھ سال کی ہوئی) ایک سو چالیس سال کی عمر میں انتقال کیا اور عبد المطلب کے بعد خواجہ ابوطالب نے آپ کی کفالت کا حق ادا کیا۔

رحلته الاولى الى الشام
ملک شام کی طرف آپکا پہلا سفر

وفی الثالثة عشر تهيأ ابو طالب للخروج الى الشام فاخذ صلی اللہ علیہ وسلم زمام ناقته، وقال: يا عم! الى من تكلنی؟ لا اب لی ولا ام، فرق له فخرج به، وتفرس فيه ابو طالب من علائم النبوة ما لم يره من

قبلُ من اِظلال الغمامة، وخاتم النبوۃ، ولم یمض فی ھذا السفر الّا ایام قلائل حتی عاد سریعًا الی مکۃ بعد ما فرغ من تجارته وقد ربح فیھا ربحًا کثیرًا

حل لغات زمام مہار، نکیل۔ تکلنی وکل (ض)، وکلا و وکولاً۔ الیہ الامر سپرد کرنا۔ تفرّس فی کسی کے اندر علامت سے خیر پہچاننا۔ علائم جمع علامت، اظلال سایہ ڈالنا۔ غمامۃ بادل :۔ **تشریح** :۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی عمر کے تیرھویں سال ابوطالب نے ملک شام کے سفر کا قصد کیا اور مصائب سفر کے خیال سے آپکو اپنے لڑکوں کے ساتھ مکہ میں چھوڑنا چاہا جب ابوطالب اونٹ پر سوار ہونے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زانو سے لپٹ کر رونے لگے، اور آپ نے اونٹ کی مہار پکڑ کر فرمایا: چچا! مجھے یہاں کس پر چھوڑے جاتے ہو نہ میرا باپ ہے نہ ماں" یہ سن کر ابوطالب کا دل بھر آیا، اور آپ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں (اس سفر کے اندر) بہت سی وہ علامات نبوت معلوم کیں جو اس سے پہلے نہیں دیکھی تھیں مثلاً بادل کا سایہ افگن ہونا۔ مہر نبوت کا ظاہر ہونا، احجار و اشجار کا سلام کرنا اور سربسجود ہونا وغیر ذلک اس سفر میں چند ہی روز گذرے تھے کہ آپ تجارت سے فارغ ہو کر بہت جلد مکہ واپس ہو گئے اور تجارت میں غیر معمولی فائدہ ہوا۔

(**فائدہ**) اس سفر سے ابوطالب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت جلد واپس ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جب ابوطالب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملک شام کی طرف روانہ ہوئے تو سرحد شام پر شہر بصری کے قریب قافلہ ٹھہرا اور اسی جگہ بحیرا راہب سے ملاقات ہوئی جو ابوطالب کا دوست اور اپنے مذہب نصرانیت کا بڑا زبردست عالم تھا۔ بحیرا گرجا میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ آپ پر ابر سایہ کئے ہوئے ہے اور درختوں کی ٹہنیاں آپ پر جھکی پڑتی ہیں اس سے قبل یہ خلوت گزیں راہب کسی آئندہ و رفتہ مسافر سے بات بھی نہ کرتا تھا مگر اب کی بار بحیرا نے تمام قافلہ کی دعوت کی اور کہلا بھیجا کہ اے جماعت قریش مناسب ہے کہ بچے بوڑھے، حر اور غلام، تم سب ہی آؤ اور میری دعوت میں شریک ہوؤ۔ چنانچہ سب لوگ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچہ ہونے کے سبب قافلہ میں درخت کے نیچے بٹھا گئے جب بحیرا نے دیکھا کہ قریش کے لوگ آگئے مگر وہ نور برکت نہیں ہے جس کی توقع میں دعوت ہوئی تھی تو دریافت کیا کہ کس کو چھوڑ آئے چنانچہ حضرت بلائے گئے اور آپ کو بحیرا نے نہایت شوق و عظمت کے ساتھ اپنی گود میں لے لیا، آپ کی پشت پر مہر نبوت دیکھی اور ابوطالب سے آپکا نام اور بچپن وغیرہ کے کل حالات دریافت کئے اور انجیل کی بشارتوں کے بالکل موافق پاکر آپکے نبی آخر الزماں ہونیسے ابوطالب کو مطلع کیا اور بڑے زور سے نصیحت کی کہ خبردار ابوطالب! ان کو ملک شام میں نہ لیجانا، یہودی دیکھ پائیں گے تو بری طرح سے پیش آئینگے اور آئندہ ہر جگہ اور ہر وقت اس لڑکے کی حفاظت کرتے رہنا کیونکہ یہ اپنے ملک کا آزاد کرنیوالا اور اپنے زمانہ میں نبی ہوگا۔ چنانچہ ابوطالب نے اپنا سفر جلد ختم کیا اور سیدنا کو لے کر بعافیت مکہ واپس ہو گئے۔ (تاریخ اسلام بتغیر)

رحلتهُ الثانیةُ الی الشام
ملک شام کی طرف آپؐ کا دوسرا سفر

وفی السنة الخامسة والعشرین خرج صلی اللہ علیہ وسلم الی الشام للتجارۃ لما بعثته سیدتنا خدیجۃ الکبری بنت خویلد رضی اللہ تعالٰی عنہا وکانت من اھل ثروۃ من قریش، وکان معه صلی اللہ علیہ وسلم غلامھا میسرۃُ، فرأی منه خوارق وسمع من نسطورا الراھب شھادته بالنبوۃ وعاد صلی اللہ علیہ وسلم باربح تجارۃ۔

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی عمر کے) پچیسویں سال بغرض تجارت ملک شام کی طرف روانہ ہوئے جب کہ آپ کو سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ بنت خویلد بن عبد العزی بن قصی نے (اپنے مال بطریق مضاربت برائے تجارت) بھیجا تھا کیونکہ خدیجہ نے آپ کی

امانت و دین کے حالات خود بھی سن چکی تھیں اور اپنے بھتیجے فلیمہ کی زبانی آپکے ذاتی اوصاف حمیدہ پورے طور پر ان کے ذہن نشین ہوگئے تھے، سیدہ خدیجہ قوم قریش کی (ایک) مالدار (بیوہ عورت نہایت حسینہ اور عاقلہ تھیں آپ کے ساتھ اس سفر میں) خدیجہ کا خاص غلام میسرہ (اور ایک عزیز خزیمہ بن حکیم تھا) جس نے آپکے حالات سفر اور آپکی عجیب کرامتیں دیکھیں اور نسطوری راہب سے آپ کی نبوت کی شہادت سنی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مال تجارت میں) دوچند نفع کے ساتھ (دوپہر کے وقت مکہ) واپس ہوتے (اور خدیجہ کو ان کا مال دے کر اپنا حق جو معاملہ مقررہ میں آپ کو خدیجہ کی طرف سے دیا گیا لے کر اپنے چچا ابوطالب کے پاس آئے اور اپنی کمائی ان کے سامنے رکھ کر اس سعادت مندی کا ثبوت دیا جو ہر شریف النسل کو زیبا ہے)

التزوج بخدیجة
خدیجہ سے نکاح

ولما سرد میسرة علی خدیجة ما رأی من خوارق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورأت بعضها، رغبت فی التزوج به، فتزوجها فی هذه السنة علی ربعمائة دینار وهی بنت اربعین سنة (وقیل فی ذلك) فولدت اولاده كلها الا ابنه ابراهیم، ولم ینکح صلی اللہ علیہ وسلم امرأة قبلها، ولا تزوج علیها فی حیوتها حتی ماتت (وکانت وفاتها فی شوال بعد بعثته بثلاث سنین) وولدت له زینب ورقیة وام کلثوم وفاطمة والقاسم والطاهر والطیب وماتوا قبل دعواه صلی اللہ علیہ وسلم النبوة، وادرکت الاناث فاسلمن وهاجرن۔

تشریح: جب میسرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام کرامتیں خدیجہ سے بیان کی اور بعض کرامتیں خود خدیجہ نے بھی اپنی آنکھ سے دیکھ لیں تو آپ کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش پیدا ہوگئی (اور ایک عورت نفیسہ نام کی معرفت ابوطالب کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔ ابوطالب کو خود بھی خیال تھا کہ آپ کا کسی شریف زادی کیساتھ نکاح کر دیا جائے) چنانچہ چار سو اشرفیوں پر آپنے خدیجہ کے ساتھ نکاح کر لیا، خدیجہ کی عمر اسوقت (اگو) چالیس برس (یا اس سے بھی زیادہ) کی تھی (لیکن تناسب اعضاء اور قدرتی حسن کے سبب جوان معلوم ہوتی تھیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کے ماسوا (جو ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے تمام اولاد انہیں کے بطن سے تولد ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے پہلے اور آپکے بعد آپکی زندگی میں کسی عورت سے نکاح نہیں کیا۔ یہاں تک کہ بی بی خدیجہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے تین سال بعد ماہ شوال میں انتقال ہوگیا۔ آپ کے بطن سے چار صاحبزادیاں یعنی زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ اور تین صاحبزادے یعنی قاسم، طاہر، طیب تولد ہوئے، آپکے صاحبزادے تو آپکی دعوت نبوت سے قبل ہی انتقال کر گئے اور صاحبزادیاں مدت بلوغ کو پہنچیں تو سبھوں نے اسلام قبول کیا اور آپکے ساتھ ہجرت کی۔

(تنبیہ) عبارت مذکورہ "وکانت وفاتها فی شوال بعد بعثته بثلاث سنین" میں لفظ ثلث غلط ہے کیونکہ حضرت خدیجہؓ کا سنہ وفات سنہ ۱۰ نبوی ہے جیسا کہ خود صاحب کتاب نے عنوان "موت ابی طالب و خدیجہ" کے ذیل میں لکھا ہے، نیز یہاں ماہ وفات شوال ہے اور دیگر مورخین نے ماہ وفات رمضان ذکر کیا ہے:۔ (فائدہ اولی) حضرت خدیجہؓ کے بعد جو ازواج مطہرات آپ کے نکاح میں آئیں وہ حسب ذیل ہیں (۱) حضرت سودہؓ سنہ ۱۰ نبوی میں نکاح ہوا اور حضرت عمرؓ کے آخر ایام خلافت میں انتقال ہوا (۲) حضرت عائشہ صدیقہؓ۔ یہ حضرت صدیق اکبرؓ کی صاحبزادی تھیں سنہ ۲ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانۂ اقدس میں آئیں، اور رمضان المبارک ۵۷ھ میں انتقال فرمایا اور جنت

البقیع میں مدفون ہوئیں، ان کا حجرہ مبارکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے (۳) حضرت حفصہؓ یہ حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں ۳ھ میں آپ نے نکاح فرمایا اور ۴۵ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا

(۴) حضرت زینبؓ بنت خزیمہ ۴ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کا انتقال ہوا (۵) حضرت ام سلمہؓ ۶۲ھ میں انتقال ہوا اور جنت البقیع آرام گاہ ہے۔ (۶) حضرت زینب بنت جحش ۲۰ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا (۷) حضرت جویریہؓ۔ ماہ ربیع الاول ۵۰ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی (۸) حضرت ام حبیبہؓ حضرت ابوسفیان کی صاحبزادی ہیں ۶ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا اور ۴۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی (۹) حضرت میمونہؓ۔ ۵۱ھ میں مقام سرف میں انتقال ہوا اور وہیں آسودہ خواب ہیں (۱۰) حضرت صفیہؓ۔ ۵۰ھ میں انتقال ہوا (۱۱) حضرت ماریہ قبطیہؓ محرم ۱۶ھ میں وفات پائی:۔

(فائدہ ثانیہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد میں سب سے پہلے حضرت قاسم پیدا ہوئے جو چار سال کی عمر میں مکہ ہی میں فوت ہو گئے تھے، انھیں کے نام سے آپ کی کنیت "ابو القاسم" ہوئی، ان کے بعد حضرت زینبؓ تولد ہوئیں جنکے شوہر حضرت ابوالعاص بن ربیع تھے، ان کے بعد حضرت عبداللہ پیدا ہوئے جنکا لقب طیب و طاہر تھا، (کتابوں میں جو ان کو دو فرزند شمار کئے ہیں یہ صحیح روایت کے خلاف ہے) ان کے بعد حضرت رقیہؓ پھر ام کلثومؓ ان دونوں کے سرتاج حضرت عثمان غنیؓ تھے (حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد حضرت ام کلثومؓ سے نکاح ہوا) انکے بعد حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئیں یہ کل اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہے، تیسرے صاحبزادے حضرت ابراہیم ہیں جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے، صاحبزادے سب کم سنی ہی میں فوت ہو گئے تھے، ہاں لڑکیاں سب جوان ہوئیں اور ان کی شادیاں بھی ہوئیں لیکن ان سب میں سوائے حضرت فاطمہؓ کے جو سب سے چھوٹی تھیں اور کسی صاحبزادی سے نسل نہیں چلی، حضرت فاطمہؓ کے چار بچے ہوئے دو بیٹے یعنی حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ اور دو بیٹیاں یعنی حضرت زینبؓ اور ام کلثومؓ

بناءُ الكعبة

خانہ کعبہ کی تعمیر

رو بحرم نہ کہ دراں خوش حریم ❁ ہست سیہ پوش نگارے مقیم
قبلۂ خوبان عرب روئے او ❁ سجدۂ شوخان عجم سوئے او

وَفِي سَنَةِ سِتٍّ وَّثَلَاثِيْنَ مِنْ مَّوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَتْ قُرَيْشٌ اِلْكَعْبَةَ وَتَرَاضَتْ بِهٖ، فَوَضَعَ الْحَجَرَ

تشریح:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے چھتیسویں سال قریش نے خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کی اور سب نے آپ کو اس کام کیلئے بطیب خاطر پسند کیا چنانچہ آپ نے (بہ نفس نفیس) اس پتھر کو (اس جگہ) رکھدیا (جہاں پہلے رکھا ہوا تھا)

تعمیر کعبہ کی تفصیل | آپکی عمر ۳۶ سال کی تھی کہ اہل مکہ میں خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کرنیکا خیال پیدا ہوا کیونکہ موجودہ خانہ کعبہ بناء ابراہیم پر غیر مسقف

قائم تھا اور اس کی دیواریں چھوٹی تھیں اور بارش کا پانی اندر آجاتا تھا اس کے علاوہ کعبہ میں نذر و نیاز کی بیش قیمت اشیاء کا کچھ حصہ خاندان بنی ملیح بن عمر کے غلام دویک نامی شخص کے پاس پایا گیا جس سے پتہ چلا کر خزانہ بیت اللہ میں چوری ہوئی جس کی حفاظت بھی آئندہ کیلئے ضروری تھی اس لئے کم و بیش ہر شخص تعمیر بیت اللہ کا خواہاں تھا انہی دنوں جدہ کے کنارے کسی بڑے تجارتی جہاز کے ٹوٹ کر تباہ ہوجانے کے سبب لکڑی اور لوہے کا سامان مفت ہاتھ لگ گیا تھا اس لئے اس خیال میں پختگی پیدا ہوگئی لیکن اس کنویں میں جس کے اندر خانہ کعبہ کی نیاز اور نذریں قبولیت کی امید پر ڈالی جاتی تھیں ایک زہریلا خونخوار اژدہا رہتا تھا جس کا معمول تھا کہ ہر روز صبح کو کنویں سے باہر نکل کر کعبہ کی دیوار پر آبیٹھتا اور جو کوئی اس کے پاس جاتا وہ پھن اٹھاتا اور منہ پھاڑ کر اس پر حملہ آور ہوتا تھا اس لئے کسی نے خانہ کعبہ کے پاس جانے کا نام نہ لیا۔ اللہ کی شان ایک روز صبح کے وقت وہ اژدہا دیوار پر بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتہً ایک پرندہ آسمان سے اترا اور اژدہے کو اپنے سخت پنجوں میں داب کر اڑا لے گیا اس وقت مکہ کے ہر فرد بشر کا خوف زدہ دل مطمئن تو ہوا تاہم پر کسی کی ہمت نہ ہوتی تھی کہ محترم گھر کی دیوار پر کھڑا ہو۔ ایک بار ابو وہب بن عمر نامی ایک شخص جرأت کرکے آگے بڑھا اور بیت اللہ کا ایک پتھر اکھاڑ کر زمین پر ڈالنا چاہا مگر کامیاب نہ ہوا کیونکہ پتھر ہاتھ سے چھوٹ کر دوبارہ اپنی جگہ جا چپاں ہوا یہ دیکھ کر رہی سہی ہمت بھی جاتی رہی چند روز اسی حالت پر گذر گئے آخر ولید بن مغیرہ جوان پھاوڑا لے کر کعبہ کی دیوار پر چڑھا اور سب سے پہلے رکن یمانی کے متصل پھاوڑا چلایا اور خانہ کعبہ کو شہید کرنا شروع کردیا۔ رات بھر باشندگان مکہ اس کے منتظر رہے کہ دیکھو ولید پر کوئی آسمانی آفت نازل ہوتی ہے یا نہیں جب صبح ہوئی تو دیکھا کر ولید پھاوڑا لئے ہوئے ہنستا ہوا کعبہ کی طرف جارہا ہے تو سب کی ہمتیں بڑھ گئیں اور سب نے مل کر بنیادوں تک خانہ کعبہ کو شہید کردیا اس کے بعد بیت اللہ کی تعمیر شروع ہوئی اور جب وقت آیا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ رکھا جائے تو قبائل میں پھوٹ پڑگئی کیونکہ ہر شخص کی یہی خواہش تھی کہ یہ پاک پتھر میرے ہاتھوں اپنے مقام تک پہنچے یہاں تک کہ بنو عدی اور بنو عبد الدار نے خون سے بھرے پیالہ میں ہاتھ ڈبوئے اور قسم کھائی کہ خون بہادیں گے مگر حجر اسود کو دوسروں کے ہاتھوں رکھتے ہوئے نہ دیکھ سکیں گے پانچ دن کے بعد مسجد حرام میں کمیٹی ہوئی اور بہتیرے رد و بدل کے بعد چند بوڑھے سرداروں نے مشورہ دیا کہ صبح ہوتے سب سے پہلے جو شخص حرم شریف کے اس دروازے سے ہوکر گذرے اس کو منصف قرار دو جس کو وہ شخص کہے وہ حجر اسود رکھدے اس پر سب نے اتفاق کیا صبح کو کس جانب سے سب سے پہلے گذرنے والے شخص سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کا حکم ہونا سب نے بطیب خاطر پسند کرلیا چنانچہ آپ نے سر تیغ بن کر اس طرح فیصلہ کیا کہ ایک بڑی چادر میں حجر اسود کو رکھ لیا جائے اور ہر قبیلہ کا صاحب عزت سردار اس چادر کو تھامے تاکہ تمام قبائل مکہ کے ہاتھوں یہ پتھر اپنی جگہ پہنچے اس عجیب خوش تدبیری پر چاروں طرف سے صدائے آفرین بلند ہوئی اور قبائل کے سرداروں نے اس طرح حجر اسود کو اس کی جگہ پہنچادیا اس کے بعد سیدنا محمد آگے بڑھے اور بنفس نفیس اس پتھر کو چادر سے نکال کر اس جگہ رکھدیا جس جگہ وہ پہلے رکھا ہوا تھا (تاریخ اسلام مکمل)

ابتداءُ الوحی

آغاز وحی

ـــــه واتت علیه اربعون فاشرقت ☼ شمس النبوة منه فی رمضان

ولما تم له اربعون سنة، اُوحی الیه بحراء "باقرا باسم ربك" وعلّم الوضوء والصّلوة ركعتین فعاد الی خدیجة، واخبرها بما جری علیه فاٰمنت به، وتوضات، وصلت یوم الاثنین لثانی عشر من الربیع الاول واٰمن به ابو بكر ــــــــــــــــــــــ

تشریح: جب آپ کی عمر شریف چالیس سال کی ہو گئی تو غارِ حرا میں آپکے پاس وحی بھیجی گئی "اقرأ باسم ربک" اور وضو کی اور دو رکعت نماز کی تعلیم دی گئی۔ آپ خدیجہؓ کے پاس واپس آئے اور سارا ماجرا سنایا، سیدہ خدیجہ آپ پر ایمان لے آئیں اور بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن وضو کر کے نماز پڑھی اور حضرت ابو بکر صدیق بھی آپ پر ایمان لے آئے۔

خلعتِ نبوت کا تفصیلی بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء ہی رحم دل انصاف پسند غریب پرور اور قوم کے ہمدرد تھے آپ کو ہر وقت اپنی قوم کا فکر رہتا تھا ہمیشہ دریائے فکر میں غرق رہتے تھے اسی وجہ سے آپ کو تنہائی سے عشق تھا اور ہر سال ماہ رمضان میں مع اہل و عیال کوہ حرا پر جا کر رہتے اور شب و روز دعا مانگتے تھے، جب آپ کی عمر شریف کا چالیسواں سال شروع ہوا تو کفر کی تاریکی کے کافور ہونے صحف سابقہ کی پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا اور آپ کی قوتِ قدسیہ کے فیضان ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور سچے خواب اور اللہ کے نورانی فرشتے نظر آنے لگے۔ ایک مرتبہ آپ حسبِ عادت کوہ حرا کے غار میں سوچ اور فکر کا کمل اوڑھے کسی گہرے فکر میں مستغرق بیٹھے تھے رمضان المبارک کا مہینہ تھا کہ حضرت جبرئیلؑ نے بصورت بشر سامنے آکر ریشمین کپڑے پر لکھی ہوئی سب سے پہلی وحی "اقرأ باسم ربک الذی خلق" سامنے کی اور کہا: پڑھو۔ آپ چونکہ اُمّی تھے اس لئے آپنے فرمایا: میں پڑھنا نہیں جانتا۔ جبرئیل نے آپ کو چھاتی سے لگایا اور معانقہ میں خوب بھینچ کر چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھو آپنے پھر وہی جواب دیا اور پے در پے تین بار ایسا ہونے پر آپنے بسم اللہ کہہ کر وحی ربانی کو پڑھا روح القدس کے دبانے کے سبب آپکے جسم پر کپکپی پیدا ہو گئی گویا آپ کو جاڑا چڑھ آیا اس لئے خوف زدہ ہو کر گھر واپس آئے اور خدیجہ سے یہ کہہ کر کہ مجھے جلد کچھ اُڑھادو لیٹ رہے۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو آپنے سارا قصہ بی بی خدیجہ سے بیان کیا اور یہ بھی فرمایا کہ مجھ کو اپنی جان کا اندیشہ ہے بی بی خدیجہ خود سمجھدار تھیں نیز اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کی زبانی خرب کی تعبیر سن کر اس بابرکت زمانہ کی متوقع تھیں اس لئے صورت حال سمجھ گئیں اور آپ کو تسلی دیتے ہوئے عرض کیا: آپ یتیم بچوں پر ترس کھانے، بیوہ اور رانڈ عورتوں پر رحم کرنے اور ہمیشہ سچ بولنے والے ہیں، آپ کی نیک عادت آپکے پاکیزہ خصائل آپکی محمودہ صفات ہر شخص جانتا ہے، آپ کی مہمان داری، غرباء نوازی، برادر پروری ضرور اچھا اور بہتر نتیجہ دکھائے گی پس آپ ہرگز خوف نہ کریں خداوند تعالیٰ آپکا بال بھی بیکا نہ ہونے دے گا اس کے بعد بی بی خدیجہ آپکو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور سارا قصہ آپ سے بیان کیا چونکہ ورقہ بن نوفل مذہب یہودیت و نصرانیت کے بڑے زبردست عالم علامات نبوت کے ماہر اصول دین کے شناسے تھے اس لئے یہ مبارک قصہ سنتے ہی پکار اٹھے کہ یہ وہی ناموس جبرئیل فرشتہ ہے جو موسیٰ بن عمران کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ ورقہ کا یہ قول سن کر آپکو تسلی ہوئی پس آپ اُٹھے اور اور کعبہ کے طواف میں جا مشغول ہوئے۔ آپ طواف کر رہے تھے کہ ورقہ بھی حرم شریف میں داخل ہوئے اور آپ سے سارا قصہ آپکی زبانی سن کر سر مبارک پر جھک کر بوسہ دیا اور کہا کہ اے محمد! گھبراؤ نہیں تم کو پیغمبری کا خلعت مرحمت ہوا ہے تم کو مبارک ہو بیشک تم وہی نبی ہو جن کی بشارتیں آسمانی کتابوں میں دی گئیں ہیں اسی کے سو وہ وقت بھی آنے والا ہے کہ تمہاری قوم تم کو جھٹلائے گی اور مخالف و دشمن ہو کر تم کو جلاوطن کریگی اور تم کو مکہ چھوڑنا پڑے گا اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو دل و جان سے تمہاری مدد کی عزت حاصل کروں گا۔ ورقہ کی حسرت دل کی دل ہی میں رہی۔ اس لئے کہ چند روز بعد ہی ان کو دنیا چھوڑنی پڑی اور راہی دار البقاء ہوئے؛ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے باہر پہاڑی وادی میں کھڑے تھے کہ جبرئیل نازل ہوئے اور وادی کی ایک جانب پاؤں مارا جس سے چشمہ نمودار ہوا روح الامینؑ نے اس میں وضو کیا اور آپ دیکھتے رہے اس کے بعد آپنے بھی اسی طرح وضو کیا پھر جبرئیلؑ نے نماز پڑھائی اور آپنے اقتداء کی۔ آنحضرتؐ پر سب سے پہلے عورتوں میں حضرت خدیجہ اور بالغ مردوں میں ابو بکر صدیق (جنکی عمر کم و بیش اڑتیس سال کی تھی) اور نابالغ لڑکوں میں حضرت علی بن ابی طالب اور آزاد شدہ غلاموں میں زید بن حارث مشرف باسلام ہوئے۔ (تاریخ اسلام بحذف و تغیر)

الدّعوة

دعوة اسلام

لورِ او چوں اصل موجودات بود ۞ ذاتِ او چوں معطیٔ ہر ذات بود
واجب آمد دعوت ہر دو جہانش ۞ دعوت ذرات پیدا و نہانش (عطار)

وکان یدعو الناس سرًّا ثلاث سنین، الی ان نزلت "فاصدع بما تؤمر" فی السنۃ الرابعۃ من نبوتہ فاظہر الدعوۃ، ولبّی دعوتہ رجال عدیدۃ ولما سمع اہل مکۃ ما قال صلی اللہ علیہ وسلم فی من مات علی الکفر والشرک من آبائہم واجدادہم وفی اوثانہم اشتد غیظ الکفار علیہ، وقالوا لابی طالب انت کبیرنا وسیدنا فانصفہ من ابن اخیک، ومرہ ان یکفّ من شتم آلہتنا وذم آبائنا فکلمہ ابو طالب: فقال: یا عم: ادعوہم الی کلمۃ تدین لہم العرب ویملکون بہا العجم، قال ابوجہل: ما ہی؟ وابیک، لنعطینک وعشرۃ امثالہا، قال: لا الٰہ الا اللہ، فنفروا، وغضبوا، فقال ابو طالب: یا ابن اخی ان قومک قد جاؤنی، وقالوا لی کذا وکذا، فابق علیّ وعلی نفسک، فظن صلی اللہ علیہ وسلم انہ ضعف عن نصرتہ، فقال: واللہ لا اترک ہذا، ثم استعبر وبکی، وولّی، فناداہ وقال: یا ابن اخی افعل ما احببت، وقل ما شئت، فغضب العرب حینئذ، ووثب کل قبیلۃ علی من فیہا من المسلمین، وعذبوہم وفتنوہم ———

حل لغات فاصدع صدع (ف) صَدْعًا۔ الشیٔ اسطرح پھاڑنا کہ جدا نہو۔ الامر ظاہر کرنا، بالحق حق بات کو کھلم کھلا بیان کرنا۔ عدیدۃ گنے چنے۔ یکف دیکھو صـ، شتم دیکھو صـ، تدین دیکھو صـ ابق ابقاء سے امر حاضر ہے ابقی علیہ رحم کرنا، مہربانی کرنا۔ استعبر آنسو بہانا، غمگین ہونا۔

تشریح:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین سال تک خفیہ طریقے سے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ نبوت کے چوتھے سال یہ آیت نازل "فاصدع بما تؤمر" آپکو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اس کو صاف صاف سنا دیجئے، چنانچہ آپنے (حسب حکم خداوندی) کھلم کھلا اسلام کی دعوت دی جس پر گنے چنے لوگوں نے لبیک کہا۔ جب اہل مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آباء واجداد کی برائی (اور لیکن تا دہم جہنم کیساتھ) اور اپنے بتوں کی برائی (انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم کیساتھ) سُنی تو آپ پر ان کا غصہ بڑھ گیا اور (سرداران مکہ یعنی ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ، شیبہ اور ابو البختری ہشام، اسود بن مطلب، ولید بن مغیرہ، ابوجہل عاص بن وائل حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ وغیرہم) سبنے ابوطالب کے پاس آکر کہا! ابوطالب! آپ ہمارے بڑے ہیں، سردار ہیں لیکن ہم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ تمہارے بھتیجے سے اپنے معبودوں، باپ داداؤں کی گالیاں سُنتے رہیں) لہٰذا آپ انکو انصاف کیساتھ کہہ دیجئے، کہ (یا تو) ہمارے معبودوں کے سب وشتم اور ہمارے باپ داداؤں کی مذمت کرنے سے باز آجائیں (ورنہ ہم اپنا بدلہ لیکر دل کی سوزش رفع کرنے پر مجبور ہیں) ابوطالب نے آپ سے بات چیت کی۔ آپنے فرمایا! میں تو ان کو (صرف) ایک بات کی دعوت دے رہا ہوں (اگر یہ اسکو مان لیں تو) انکے سب پورا عرب تابع ہوجائیگا اور سارے عجم کے مالک ہوجائیں گے، ابوجہل نے کہا: وہ کیا؟ آپکے پدر بزرگوار کی قسم (ایک نہیں تمہاری دس باتیں ماننے کو تیار ہیں) آپنے فرمایا: "لا الٰہ الا اللہ" پس وہ سب ناراض ہوکر چلے گئے۔ ابوطالب نے کہا: برادر زادے! تیری قوم نے مجھے

پریشان کر دیا ہے اور وہ یہ کہہ کر گئے ہیں پس تم (اس سے باز آجاؤ اور) میرے اوپر اور اپنے اوپر رحم کرو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرمایا کہ چچا میری مدد کرنے سے عاجز ہو گئے (لیکن اس سے آپ کے مضبوط ارادے میں ذرا بھی جنبش نہیں آئی اور) آپ نے (نہایت استقلال سے) جواب دیا کہ میں اپنا کام نہیں چھوڑ سکتا (تاہم آپکو اپنے اس مہربان محافظ سے چھوٹنے کا افسوس ہوا جس کے کنار عاطفت میں آپ تیس برس سے کچھ اوپر گذار چکے تھے اس لئے) آپ آنسو بہانے لگے اور (پھوٹ پھوٹ کر) رونے لگے اور (چچا کے پاس سے اس طرح) اٹھ چلے (کہ گویا یہ محبت بھری نظریں پلٹ گئیں اور یہ دینی خیالات سرسری ملاقات کو آخری ملاقات بنا چکے) ابوطالب (کے قلب پر ایک چوٹ لگی اور آپ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زور سے پکارا اور (جب آپ واپس ہوئے تو) کہا، برادر زادے! جو کچھ تمہارا جی چاہے کہو اور جو دل میں آئے (بے کھٹکے) کرو، یہ سنکر اہل عرب کا غصہ اور بڑھ گیا اور ہر قبیلہ اپنے قبیلے کے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا اور طرح طرح کی مصیبتیں ڈھانی شروع کریں (چنانچہ حضرت بلال بن رباح کو امیہ بن خلف جمحی اپنے غلاموں کے ذریعے تپتے ہوئے بالو پر آپکے بدن پر ببول کے کانٹے چبھو کر کبھی منہ کے بل اور کبھی پیٹ کے بل لٹاتا سینہ پر بھاری جھلستا ہوا پتھر رکھدیتا چاروں طرف آگ رکھ دیتا تھا اور آپکی زبان سے بجز "احد احد" کے دوسرا کلمہ نہ نکلتا تھا عمار بن یاسر کی والدہ حضرت سمیہ مظلومہ کی پیشاب گاہ میں ابوجہل نے برچھی ماری اور حضرت سمیہ نے راہ اپنے مولیٰ کے حوالے کی خباب بن الارت صہیب بن سنان رومی، عامر بن فہیرہ عمار بن یاسر وغیرہ بھی اسی قسم کی مصیبتوں میں گرفتار تھے (رضی اللہ عنہم)

الهجرة الى الحبشة

ہجرت بسوئے حبشہ ..!

سفر کن چو جائے تو ناخوش بود ❋ کزیں جائے رفتن بداں ننگ نیست
وگر تنگ گردد ترا جائے گاہ ❋ خدائے جہاں را جہاں تنگ نیست

فلما اشتد اذاهم في من آمن به صلى الله عليه وسلم هاجر قوم الى الحبشة في السنة الخامسة، فوجدوها خير دار، فارسل قريش هدايا الى النجاشي، ووشوا اليه بانهم تركوا ما كان عليه اباؤهم ولم يدخلوا في دينك ولا دين اليهود، فارسل اليهم النجاشي واخبرهم بما قالوا، فقال جعفر: كنا على ما كانوا عليه، نقتل البنات، ونطوف عراة ونعبد حجارة، وذكر غيرها من الاوصاف الذميمة، فبعث الله الينا رسولا يامرنا بالمعروف وينهانا عن الرذائل، فاتبعناه، فاذونا، فخرجنا الى بلدك ملتجئين من ايذائهم فسمع النجاشي منه كهيعص، وبكى، وبكت اساقفته، وقال: هذا وما جاء به موسى يخرجان من مشكوة واحدة وآمن به صلى الله عليه وسلم فلما اسلم عمر حملهم على الظهور، فخرجوا، وامامهم عمر ينادي بكلمة التوحيد، وهم اربعون رجلا مع عمر واعلن صلى الله عليه وسلم يوما الدعوة على الصفا، فاجتمعوا يستمعون اليه، فشجه اللعين ابوجهل وتبعه المشركون بالحجارة، فهبط الملائكة يعرضون عليه ان يهلكوهم، فقال (روحي وروح ابي وامي فداه) ماسحا الدم عن وجهه اني بعثت رحمة لا عذابا لهم.

حل لغات اذًی تکلیف النجاشی اصحمہ بن الجبر بادشاہِ حبشہ مشہور مخضرمی تابعی ہیں ان کا عربی نام عطیہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ گرامی پہنچنے پر فوراً ایمان لائے اس سے پہلے بھی اسلام کیطرف مائل اور اسلام کے بڑے طرف داروں میں سے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو "عبد صالح" کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔ انہوں نے بی بی ام حبیبہؓ کا نکاح حضورؐ کیساتھ کیا تھا اور مہر اور دعوت ولیمہ اپنے پاس سے کی تھی انہی کی وجہ سے ہجرت مدینہ کے قبل حبشہ مسلمانوں کی جائے پناہ تھا ان کی وفات پر حضورؐ کا غائبانہ صحابہؓ کیساتھ نماز جنازہ پڑھنا صحیحین میں مروی ہے ان کی وفات ۸ھ یا ۹ھ میں ہوئی ہے۔ دشوا (مں) دشیا۔ وشایتہ۔ چغلوری کرنا جعفرؓ دیکھو مقدمہ ۲۶ عُراۃ جمع عاری برہنہ رذائل جمع رذیلۃ ضد فضیلۃ، اساقفہ جمع اسقف پیشوائے ترسیان مشکوۃ طاق چراغ داں، شجہ شجاً زخمی کرنا:۔

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کو جب کافروں کی ایذارسانی (دن بدن) زیادہ ہوتی رہی تو کچھ لوگ (یعنی حضرت عثمانؓ مع اپنی بیوی حضرت رقیہؓ کے اور ابو حذیفہ بن عتبہ مع اپنی بیوی سہلہ بنت سہیل کے اور زبیر بن عوام وغیرہ قریب پندرہ آدمی بحکم آنحضرتؐ ماہ رجب ۵ھ نبوی میں ملک حبشہ کیطرف چلے گئے اور حبشہ کو بہتر جگہ پایا (جب سنگدل کافروں نے دیکھا کہ مسلمانوں کو اچھی پناہ گاہ مل گئی تو قریش نے (عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ابی کے ذریعہ شاہ حبشہ کے پاس کچھ تحفے تحائف بھیجے اور چغلخوری کی یہ لوگ اپنے آباء واجداد کے دین کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور یہ لوگ نہ آپ ہی کے دین پر اور نہ دین یہود کے متبع ہیں (بلکہ ان کا من گھڑت مذہب ہے) شاہ حبشہ کو جب سفیران قریش کی یہ درخواست موصول ہوئی تو اس نے مسلمانوں کو بلا بھیجا (مسلمان حکم کے بموجب دربار میں آموجود ہوئے) اور شاہ حبشہ نے ان کو وہ سب کچھ کہہ سنایا جو قریش نے کہا تھا پس حضرت جعفرؓ نے (سب کیطرف سے وکیل ہوکر) اس طرح تقریر فرمائی کہ اے منصف بادشاہ ہم بھی اسی جہالت (کے دریا) میں (ڈوبے ہوئے تھے جس میں یہ لوگ ڈوبے ہوئے ہیں۔ ہم بھی لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے، برہنہ طواف کرتے اور بتوں کو پوجتے تھے، اسی طرح اور اوصاف قبیحہ کو ذکر کیا پس یکایک اللہ نے ہمارے پاس ایک رسول بھیجا جو ہم کو اچھے کاموں کا حکم کرتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے ہم نے انکی باتوں کو مان لیا تو یہ لوگ ہم کو تکلیف پہنچانے لگے پس ہم لوگ (اپنے عزیز وطن کو چھوڑ کر) آپکے ملک میں اذیتوں سے پناہ گزیں ہوکر آگئے ہیں۔ نجاشی نے یہ پُراثر تقریر سنی تو حیران رہ گیا اور متاثر ہوکر کلام الہٰی کے سُننے کی درخواست کی

نہ سنی یار نے اک بات سخن سازوں کی ؏ رہ گئے کھول کے منہ مفسدہ پرداز اپنا (آتش)

حضرت جعفرؓ نے کہٰیٰعص کی تلاوت کی تو نجاشی اور اس کے ارکین سلطنت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، نجاشی نے کہا کہ یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت موسیٰ لیکر آئے تھے دونوں ایک ہی منبع نور سے صادر ہیں اس کے بعد آپ پر ایمان لے آیا۔

پھر حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوئے تو آپنے کھلم کھلا کلمہ حق کی دعوت کیلئے مسلمانوں کی ہمت باندھی، چنانچہ مسلمان نکلے: آگے آگے حضرت عمرؓ تھے سب نے کلمہ توحید کی صدا بلند کی اسوقت مسلمانوں کی تعداد مع حضرت عمرؓ چالیس ۴۰ تھی۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر کلمہ توحید کا اعلان کیا قریش کے تمام آدمی آپ کی بات سننے کیلئے جمع ہوئے تو ابوجہل (لعین) نے آپکو زخمی کیا اور مشرکین نے بھی آپ پر پتھر برسائے تو آسمان سے فرشتے نازل ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! اگر آپ فرمائیں تو ان کو ہلاک کر دیا جائے آنحضرتؐ (فداہ ابی وامی) نے چہرہ مبارک سے خون پونچھتے ہوئے فرمایا کہ میں ان کیلئے باعث رحمت بناکر بھیجا گیا ہوں نہ کہ باعث عذاب:۔

التقاطعُ فیما بین کفارِ مکۃ والمؤمنین

کفار مکہ اور مومنوں کے درمیان قطع تعلق ...!

ف: سوشل بائیکاٹ

فلما عزّ الاسلام، وقوي أمره، وعرف قريش ان لا سبيل الى محمد واصحابه تعاهدوا بعد ما كتبوا صحيفة العهد ان لا ينكحوا بني هاشم، ولا يبايعوهم وعلقوا الصحيفة على الكعبة فدخل ابو طالب، وبنو ابيه، ومن معهم الشعب فآذوهم و قطعوا عنهم المارة من اسواق من الطعام وغيره فبقوا على هذه الحالة ثلاث سنين، فسلط الله على الصحيفة الأرضة فأكلت كل اسم الله، وبقي فيها الظلم واوحي اليه بذلك، فاخبر به ابا طالب، فاخبرهم ابو طالب، فوجدوها كذلك، فتبرأ بعضهم منه، وخرجوا من شعبهم،

حل لغات | تقاطع ایک دوسرے سے قطع تعلق کرنا۔ عزّ (ض) عِزّاً، عِزّۃً، عَزَازۃً عزیز ہونا۔ قوی ہونا۔ وبنی ابیہ واؤ بمعنی مع ہے الشعب درۂ کوہ، پہاڑی کا راستہ۔ المارۃ گذرگاہ، الارضۃ دیمک جو لکڑی کھالیتی ہے:۔ **تشریح**:۔

جب دین اسلام غالب اور اس کا ہر دلعزیز معاملہ قوی ہوگیا اور قریش پر یہ بات واضح ہوگئی کہ محمد اور اس کے اصحاب کو (ان کے مشن میں) ناکام کرنے کی کوئی صورت نہیں تو (یکم محرم سنہ کو ایک بڑا جلسہ کیا جس میں) تمام سرداران قریش نے عہد کیا اور لکھ دیا کہ (بنو ہاشم کے خاندان کو برادری سے گرادیں) نہ کوئی شخص بنو ہاشم سے بیاہ شادی کرے نہ خرید وفروخت اور دستاویز کو خانہ کعبہ (کی دیوار) پر آویزاں کردیا ابوطالب اپنے کنبہ اور اپنے ہم خیال لوگوں کے ساتھ ایک تنگ پہاڑی پر جابسے (جو مکہ کے مشرقی جانب میں واقع تھی جس کا نام شعب ابی طالب ہے)، کفار نے یہاں بھی تکلیفیں پہنچائیں اور ان لوگوں کا بیرونی تاجروں سے بھی غلہ خریدنا ختم کردیا۔ کامل تین سال اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس صحیفہ پر ایک دیمک کو مسلط کردیا جس نے اللہ کے تمام ناموں کو (جو اثنا تحریر میں کسی موقعہ پر لکھے ہوئے تھے) کھالیا اور صحیفہ میں صرف ظلم (شرک، قطع رحم وغیرہ) باقی رہ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی وحی کردی گئی تو آپ نے ابوطالب کو اسکی اطلاع کردی اور ابوطالب نے لوگوں کو بتادیا (صحیفہ منگایا گیا) تو حقیقت میں اس کو ویسا ہی پایا پس کچھ لوگ اس سے بری ہوگئے (اور آنحضرتؐ اور خاندان بنو ہاشم وبنو مطلب) سب لوگ گھاٹی سے نکل آئے اور مکہ میں باہمی خرید وفروخت جاری ہوگئی)

موتُ ابي طالب وخديجة

خدیجہ اور ابوطالب کا انتقال

وفي السنة العاشرة مات ابو طالب على الكفر، ولما مضى خمسة اشهر، توفيت خديجة رضي الله عنها وهي بنت خمس وستين سنة، فاجتمعت عليه مصيبتان، فلزم بيته ونال من قريش ما لم يكن ينال، فبلغ ابا لهب ذلك، فقال: يا محمد، امض لما اردت وما كنت صانعا، لا يصلون اليك حتى اموت، فمكث اياما، لا يتعرض له فقال: ابو جهل يزعم ابن اخيك ان عبد المطلب في النار فقال: والله لا برحت لك عدوا فاشتد عليه هو وسائر قريش.

تشریح:۔ نبوت کے دسویں سال (ماہ شوال میں) ابوطالب سخت بیمار ہوئے اور ستاسی سال کی عمر میں اپنے آبائی دین یعنی کفر پر دنیا سے رخصت ہوگئے (اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سن شریف انچاس برس آٹھ مہینے گیارہ روز کا تھا) اور جب پانچ مہینے گذرے

تو بی بی خدیجہ بھی ۶۵ برس کی عمر میں وفات پاگئیں پس آنحضرتؐ پر دو مصیبتیں آپڑیں۔ اور آپنے (غایت حزن کی وجہ سے چند روز کیلئے) گھر کو لازم کرلیا (اہلِ اسلام میں اس سال کا نام "عام الحزن" یعنی غم کا برس ہے۔ ان کے انتقال کے بعد آپنے قریش کی وہ مصیبتیں جھیلیں جو اس سے پہلے نہ جھیلی تھیں جب ابولہب کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے (قومی حمیت کا پاس رکھتے ہوئے) کہا: محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا جو ارادہ ہو اور جو کچھ آپ کرنا چاہیں کر گزریئے میری زندگی تک آپکے پاس کوئی نہیں پھٹک سکتا۔ چنانچہ چند روز تک اس نے کوئی تعارض نہیں کیا۔ ابوجہل نے (یہ دیکھ کر کہ ابولہب محمد کا حامی ہوگیا) کہا تیرے بھائی کا بیٹا تو عبدالمطلب کو دوزخی بتاتا ہے (یہ سن کر) ابولہب نے کہا کہ میں ہمیشہ کیلئے آپکا جانی دشمن ہوں چنانچہ ابولہب اور سارا قریش آپ سے بیزار (اور کنارہ کش ہی نہیں بلکہ ہر وقت نئی ایذارسانی کے درپے) ہوگیا۔ (تنبیہ) مؤرخین کا اس میں اختلاف ہے کہ ابوطالب نے حضرت خدیجہؓ سے پہلے انتقال کیا یا بعد کیا بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ کا ابوطالب کے ۳۵ روز بعد انتقال ہوا لیکن کثرت رائے اس جانب ہے کہ اوّل ابوطالب نے قضا کی اور تین روز بعد بی بی خدیجہ کا وصال ہوا حافظ عماد الدین بن کثیر نے یہی قول مشہور قرار دیا ہے:۔

الاسراءُ والبیعۃ

شرف معراج و واقعہ بیعت،

سیمرغ فہم ہیچکس از انبیا نہ رفت ❊ آنجا کہ تو ببال کرامت پریدۂ

ہر یک بقدر خویش بجائے رسیدہ اند ❊ آنجا کہ جائے نیست بجائے رسیدۂ

وفی الثانیۃ عشر تشرف صلی اللہ علیہ بالاسراء الی السموات العلیٰ، وفیہا کانت بیعۃ العقبۃ الاولیٰ حیث قدم من الانصار اثنا عشر، وفی الثالثۃ عشرۃ کانت بیعۃ العقبۃ الثانیۃ فی الموسم، وکان سبعون رجلا وامرأتان۔

تشریح:۔ نبوت کے بارہویں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو افلاک عالیہ پر تشریف لے جانیکا شرف حاصل ہوا اور اسی سال بیعت عقبہ اولیٰ عمل میں آئی جب آپ کی خدمت میں بارہ انصاری حاضر ہوئے تھے اور ۱۳ نبوی میں بیعت عقبہ ثانیہ حج کے زمانے میں عمل میں آئی اس بیعت میں ستر مرد اور دو عورتیں تھیں:۔

واقعہ بیعت عقبہ اولیٰ ۱۱ نبوی میں عقبہ پہاڑ کے قریب مدینہ کے رہنے والے چھ خزرجی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ سے متاثر ہو کر آپس میں چپکے چپکے کہنے لگے کہ یہود کا قول پورا ہوتا نظر آتا ہے اور یہ نبی آخر الزماں معلوم ہوتے ہیں کیا اچھا ہو کہ ہم ان سے پہلے ان کا اتباع کرلیں چنانچہ وہ چھ کے چھ آپ پر ایمان لے آئے، یہ واقعہ ۶۲۰ء میں ہوا جب یہ چھ مسلمان اپنے وطن کو واپس گئے تو انہوں نے اس خبر کو "کہ ملک عرب میں ایک نبی پیدا ہوئے ہیں جو بت پرستی چھڑا کر اللہ کی طرف بلاتے ہیں" اسطرح مشہور کردیا کہ چند ہی روز میں مدینہ کی گلی گلی میں مذہب اسلام کا چرچا اور آنحضرتؐ کا ذکر ہونے لگا۔ دوسرے سال یہ لوگ یثرب کی چھ مشہور قوموں کی طرف سے چھ آدمی اپنے ساتھ لے کر پھر مکہ میں آئے اور جس جگہ وہ پہلے چھ آدمی ایمان لائے تھے یہ چھ بھی داخل اسلام اور آپکے

دست مبارک پر بیعت ہوگئے اس بیعت کا نام بیعت عقبہ اولیٰ ہے ان لوگوں نے اس بیعت میں جو اقرار کیا تھا وہ یہ ہے کہ ہم لوگ کسی کو خدا کا شریک نہ بنائیں گے، چوری، زناکاری، اولاد کے قتل سے باز آئیں گے کسی کی چغلی اور شکایت نہ کریں گے اور آپ کی ہر بات کو مانیں گے اور خوشی وغم میں آپکے شریک حال رہیں گے۔ ان بارہ جاں نثار ان اسلام مدنی صحابہ کے نام یہ ہیں۔ اسعدؓ بن زرارہ، حارث بن رفاعہ کے دونوں بیٹے عوفؓ ومعاذؓ، رافع بنؓ مالک (قبیلہ بنی زریق میں سے)، ذکوانؓ بن عبدقیس (بنی عوف بن خزرج میں سے) عبادہؓ بن الصامت، ابوعبدالرحمٰن یزید بن ثعلبہ (بنی سالم میں سے) عباسؓ بن عبادہ، عقبہ بنؓ عامر، قطبہ بن عامرؓ اور قبیلہ بنی اوس میں ابوالہیثم یعنی مالکؓ بن تیہان اور عویم بنؓ ساعدہ۔

بیعت عقبہ ثانیہ کا واقعہ چونکہ حضرت مصعب بن عمیر قبیلہ بنو عبدالاشہل کو مذہب کی تعلیم دینے اور اسلام کی مدح سرائی میں شب و روز مصروف تھے اس لئے مسلمانان مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غائبانہ عاشق اور شرف زیارت کے مشتاق تھے چنانچہ ۱۳ نبوی مطابق ۶۲۲ء نبوی کے شروع ماہ ذی الحجہ میں ستر (یا بہتر) مرد اور دو عورتیں کل بہتر یا پچھتر مسلمان یثرب بت پرست قوموں کیساتھ جو قدیم رسم کے مطابق حج کیلئے آرہی تھیں مکہ میں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خفیہ پیغام بھیجا کہ ہم جاں نثار خدام کو شب کے آخری حصہ میں قدم بوسی کی عزت بخشئے اور جہاں ہمارے سابق الاسلام بھائی قول وقرار کر چکے ہیں ہمکو بھی بیعت کر لیجئے، آنحضرتؐ اپنے چچا عباسؓ کیساتھ جو اسوقت مسلمان نہیں ہوئے تھے وسط ایام تشریق میں تہائی رات گذرنے کے بعد عقبہ پہاڑی پر تشریف لائے وہ لوگ بھی اپنی بت پرست قوم سے چھپ کر اسی جگہ پہنچ گئے۔ آنحضرتؐ نے اوّل ان کو محاسن اسلام سمجھائے کلام مجید کی چند آیتیں سنائیں اسکے بعد فرمایا: اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور جو میں کہوں اس کو سنو اور مانو۔ رنج، خوشی، افلاس، تونگری ہر حال میں میری اطاعت کرو اللہ واسطے خرچ کرو۔ آپکے یہ نصیحت آمیز کلمات سن کر سب سے پہلے سید الانصار حضرت براء بن معرور خزرجی نے ہاتھ بڑھایا اور کہا یا رسول اللہ ہم کو سب منظور ہے دست مبارک بڑھایئے اور بیعت کر لیجئے۔ اس کے بعد ہر ایک نے نہایت خوشی سے آپکا ہاتھ مانگا اور بڑی بے تکلفی سے اس پر بیعت کی اور عقبہ کا دوسرا معاہدہ اس طور پر ختم ہو گیا (تاریخ اسلام ہمغیر)

الھجرۃ
ہجرت

ع زشوق وصل می نالم وگر دستم دہد روزے ❋ زبیم ہجر می گریم کہ ناگہ درکمیں باشد
ہجرتُ الکلّ فیک حتیٰ صح لی الاتصال ❋ ہجر ماسوی باید طلب کردن وصال

وفی الرابعة عشر اراد ابو بکر الخروج نحو الحبشة لشدة ایذائهم حتی اذا بلغ برك الغماد لقی ابن الدغنة سید القارة فقال این ترید! قال اخرجنی قومی، قال: مثلك لا یخرج، انك تكسب المعدوم، فانا لك ارجع، فاعبد ربك ببلدك

فرجع فطاف ابن الدغنة فی اشراف قریش طلبا للامان له، فاشترطوا ان لا یستعلن بالقران، فانا نخاف فتنة نسائنا وابنائنا فابتنی ابو بکر مسجدا بفناء داره

وكان يقرأ، فيجتمع عليه نساؤهم وصبيانهم يعجبون منه، وكان بكاءً اذا قرأ، فافزع اشراف قريش، فقالوا لابن الدغنة: ان ابا بكر خالف شرطه فمره ان يمضي عليه او يردّ اليك ذمتك، فبلغه ابن الدغنة قولهم، فقال ارد اليك جوارك، وارضى بجوار الله فتجهز قبل المدينة فقال صلى الله عليه وسلم على رسلك فاني ارجو الاذن فحبس نفسه وعلف راحلتين اربعة اشهر، فلما رأت قريش انه صارت له شيعة واصحاب بغير بلدهم واصابوا منعةً، حذروا خروجه، وعرفوا عزمه اللحوق بهم، فاجتمعوا في دار الندوة يتشاورون في امره، واجتمع ابليس في صورة شيخ نجدي معهم، فقال بعض منهم قد صار من امره ما صار وانا لا نأمنه الا ان يثب علينا بمن قد تبعه، فاحبسوه في الحديد وتربصوا موته فقال الشيخ النجدي: ما هذا برأي فانكم ان حبستموه يثب اصحابه وينتزعون من ايديكم، فقيل: نخرجه من بلدنا، وننفيه منه، فقال النجدي: الم تروا حسن حديثه وغلبته به على القلوب فان نفيتم يحل على حي من احياء العرب، ثم يسير به عليكم حتى يطأكم، فقال ابو جهل: نأخذ من كل قبيلة رجلا فيقتلونه ضربة رجلٍ واحدٍ فيتفرق دمه في القبائل كلها فلم يقدر بنو عبد مناف على حرب قومهم جميعًا. فقال النجدي: القول ما قال هذا. فأوحى الله ان لا يبيت الليلة على فراشه، فقال لعلي نم على فراشي، واتشح ببردتي، فاجتمعوا على بابه بالعتمة، فخرج صلى الله عليه وسلم واخذ بحفنة من تراب ونثر على رؤسهم وهو يقرأ يٰس (الى) وجعلنا من بين ايديهم، وانصرف حتى لحق بالغار ولم يشعروا حتى اتاهم آتٍ وقال: ما تنتظرون، فان محمدًا قد خرج، وانطلق، فاطلعوا فرأوا عليًا على فراشه فقالوا: هذا محمد نائم، فلم يبرحوا كذلك حتى اصبحوا، فقام علي عن الفراش، فضربوه، وحبسوه ساعةً ثم تركوه، واقتصّوا اثره، وكان ذلك الخروج ليلة الاثنين لاربع خلون من الربيع الاول ولحقا النبي صلى الله عليه وسلم وابو بكر بالغار، فلحقهما الكفار، ورأوا نسج العنكبوت وبيض الحمامة على فم الغار، فانصرفوا فكانا فيه ثلاثة ايام حتى سكن الناس ثم قدما الى المدينة، فتلقاه الناس وتنازعوا فيمن ينزل عليه، فقال انزل الليلة على بني النجار اخوال بني عبد المطلب لاكرمهم به

فلما اصبح رکب ناقته، وارخی لها الزمام فجعلت لا تمر بدار من دور الانصار
الا قالوا: هلم یا رسول الله! الی العدد، والعدد فیقول خلوا زمامها فانها مامورة
حتی انتهی الی موضع مسجد الیوم، فبرکت علی بابه، وهو یومئذ مربد لغلامین
فلم ینزل عنها النبی صلی الله علیه وسلم، فوثبت، فسارت، غیر بعید، ثم التفتت
خلفها، ثم رجعت الی مبرکها الاول، فبرکت فیه، ووضعت جرانها، فنزل صلی الله
علیه وسلم فاحتمل ابو ایوب رحله، فوضعه فی بیته، فاقام عند ابی ایوب حتی
ابتاع المربد فبنی مسجدا ومساکنه فاقام فی المدینة احدی عشر شهرا متهیأ للحرب

حل لغات برک الغماد یمن میں ایک جگہ ہے۔ القارۃ ایک قبیلہ تھا جس کے تمام لوگ تیر انداز تھے۔ تکسب المعدوم، کسبت (ض) مالا واکسبته مالا مال حاصل کرنا۔ کمائی کرنے میں اعانت کرنا۔ انا لک اے انا کفیل لحفظک، بکار کثیر البکاء علی رسلک آہستہ وباوقار رہ، علفت (ض) علفا۔ الدابة جانور کو چارہ دینا۔ شیعة پیرو، مددگار ج شیع، منعة عزت، قوت، شوکت، دار الندوہ مکہ میں قصی بن کلاب کا مشہور مکان تھا جہاں کفار مشورے کیا کرتے تھے۔ ترقبوا ترقب انتظار کرنا۔ نفیه نفیا جلا وطن کرنا۔ حی قبیلہ ج احیاء یطأ۔ کم وطأ روندنا۔ التشح وشاح ہر وہ چیز جس سے زینت حاصل کیجائے، بردۃ چادر، العتمة رات کی پہلی تہائی۔ خفقنة لب ہم اقتفوا اثرہ نشان قدم پر چلنا۔ نسج بمعنی نسیج بنا ہوا۔ عنکبوت مکڑی، بیض جمع بیضة انڈا، ارخی اونٹنی کی مہار کو ڈھیلا چھوڑنا، دور جمع دار گھر، برکت (ن) بروکا۔ البعیر بیٹھنا۔ مربد اونٹ وغیرہ کا باڑہ، جران اونٹ کی گردن کا اگلا حصہ ج جرن، اجرنة۔

تشریح: ۔ سنہ نبوی میں حضرت ابوبکرؓ نے کافروں کی سختیوں کیوجہ سے حبشہ کیجانب (بغرض ہجرت) رخ کیا یہاں تک کہ جب (مکہ سے پانچ میل کی مسافت طے کرکے) مقام برک الغماد پہنچے تو قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنہ (حارث بن زید) سے ملاقات ہوئی (جو آپ کا پرانا دوست تھا) اس نے کہا دوست! کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ نے فرمایا: میری بے رحم برادری نے مجھے نکال دیا۔ ابن الدغنہ نے کہا: آپ جیسا آدمی تو کبھی بھی نہیں نکالا جاسکتا کیونکہ آپ ناداروں کی خبر گیری کرتے ہیں اور ان کو ہر ضرورت کی چیز دیتے ہیں آپ واپس چلئے میں آپکی حفاظت کا ضامن ہوں آپ اپنے رب کی عبادت اپنے شہر میں کیجئے حضرت ابوبکرؓ مکہ واپس آگئے پس ابن الدغنہ نے اشراف قریش میں حضرت ابوبکرؓ کیلئے امان حاصل کرنے کی غرض سے گشت کی (اور اعلان کردیا کہ ابوبکرؓ میری پناہ میں ہیں) کفار قریش نے ابن الدغنہ کے امن کا انکار تو نہ کیا مگر یہ شرط لگائی کہ ابوبکر بلند آواز سے قرآن نہ پڑھیں کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارے بچے اور عورتیں قرآن پر مائل نہ ہو جائیں حضرت ابوبکرؓ نے اپنے صحن خانہ میں ایک مختصر سی مسجد بنالی (جس میں آپ) نماز پڑھتے اور خوش الحانی اور دلولہ وجوش کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے، جس کی وجہ سے قریش کی عورتیں اور بچے آپکے پاس جمع ہوجاتے اور آپکی تلاوت پر فریفتہ ہوجاتے تھے، حضرت ابوبکرؓ تلاوت کرتے وقت (بعض آیات پر پہنچتے تو اللہ کے عذاب کے خوف سے لرز اٹھتے اور) زور زور سے رو پڑتے تھے کفار قریش اس سے گھبرا گئے اور ابن الدغنہ سے شکایت کی کہ ابوبکر شرط کے خلاف کر رہے ہیں آپ کہہ دیں یا تو وہ اپنی شرط پر رہیں یا آپکا ذمہ واپس کردیں، ابن الدغنہ نے قریش کی یہ گفتگو آپ تک پہنچائی آپ نے فرمایا: میں تمہارا ذمہ تم کو واپس کرتا ہوں اور اللہ کا جوار پسند کرتا ہوں، پھر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کا قصد کیا، حضورؐ نے فرمایا، توقف کرو کیا عجب ہے کہ اللہ مجھے بھی اجازت دیدے۔

مشتاب ساربان کہ مرا پائے در گلست ❋ در گردنم ز حلقۂ زلفش سلاسلست
تعجیل می کنی تو و یا بیم نمی رود ❋ بیروں شدن ز منزل اصحاب مشکلست

چنانچہ ابوبکرؓ رک گئے اور دو اونٹوں کو (خرید کر اس نیت سے کہ یہ سفر ہجرت میں میرے اور رسولؐ اللہ کے کام آئیں گے) کھلانا پلانا اور تیار کرنا شروع کر دیا۔ جب کفارِ قریش نے دیکھا کہ

دوسرے شہر میں ان کا اچھا خاصا گروہ ہو گیا اور کچھ لوگ ان کے ہمنوا اور ہمدرد ہو گئے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یثرب چلے جانے کے ارادہ کا بھی ان کو علم ہو گیا تو اندیشہ کرنے لگے اور دار الندوہ میں (قوم کے کل سردار عتبہؓ، شیبہؓ، ابوسفیان، ابوجہلؓ، حبیبؓ ابن مطعم، طعیمہؓ بن عدی، حارثؓ بن عامر، نضرؓ بن حارث، ربیعہؓ بن اسود، حکیم بن حزامؓ، امیہؓ بن خلف، ہشامؓ بن عمرو، ابوالبختریؓ ابن ہشام، نبیہؓ منبہؓ وغیرہم) جمع ہو کر مشورے کرنے لگے اور ابلیس ملعون بھی شیخ نجدی کی صورت میں ان کی مجلس میں آ شریک ہوا۔ (گفتگو شروع ہوئی تو قوم میں سے ایک شخص نے کہا (جس کا نام ابوالبختری ہے) کہ محمدؐ کا پادر تو حد سے بڑھ گیا اور ہم اس سے بے خوف نہیں کہ وہ کسی وقت اپنے ہم خیالوں کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہو جائے اس لئے اس کو لوہے میں جکڑ کر قید خانہ میں ڈال دو اور اس کی موت کے منتظر رہو، نجدی بوڑھا بولا کہ یہ رائے ٹھیک نہیں کیونکہ اگر تم اس کو قید خانہ میں ڈالو گے تو اس کے ساتھی تمہارے ہاتھوں سے چھڑا لیں گے ہشام بن عمرو نے کہا، اس کو جلاوطن کر دیں۔ نجدی بوڑھے نے کہا، کیا تم اس کی شیریں زبانی اور اس کے ذریعہ لوگوں کے قلوب پر غلبہ پانا نہیں دیکھتے؟ اگر تم اس کو جلاوطن کر دو گے تو وہ یقیناً عرب کے کسی نہ کسی قبیلہ کے پاس جا کر رہے گا اور پھر وہ انکے ساتھ تم پر ایسی چڑھائی کرے گا کہ تم کو پیس کر رکھ دے گا، ابوجہل بولا: ہم ایسا کریں کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک نوجوان منتخب کریں اور وہ سب مل کر قتل کر دیں اس صورت میں اسکا خون سب قبیلوں میں متفرق ہو جائیگا اور بنو عبدمناف سب قبیلوں کے مقابلہ نہ کر سکیں گے، نجدی بوڑھا بولا کہ بات تو یہ ہے پس یہ منصوبہ پختہ ہو گیا، آپکو وحی کر دی گئی کہ آپؐ کا اپنے بستر پر رات گذارنا مناسب نہیں، آپنے حضرت علیؓ سے کہا کہ تم میری سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو جاؤ، کافر شام ہی سے دروازے پر آ جمع ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورہ یٰسین کی شروع کی آیتیں وجعلنا من بین ایدیھم سے تک پڑھتے ہوئے ایک مٹھی خاک انکے سروں پر پھینک کر دشمنوں کے بیچ سے نکل گئے اور راتوں رات ثور پہاڑ کے غار پر جا پہنچے اور کسی نے آپکو نہ پہچانا یہاں تک کہ ایک آنے والے نے انکے پاس آ کر کہا کس کا انتظار کر رہے ہو؟ محمدؐ تو نکل کر جا بھی چکے! (یہ کہنے والا بھی ابلیس بصورت انسان تھا) کفارِ قریش بستر کی جانب متوجہ ہوئے حضرت علیؓ کو بستر پر پایا تو سمجھے کہ یہ محمدؐ ہی ہیں اس لئے صبح تک وہیں کھڑے رہے۔ صبح ہونے پر حضرت علیؓ بستر سے اٹھے تو کافروں نے تھوڑی دیر آپکو نظر بند رکھا اور کچھ مار پیٹائی بھی کی اس کے بعد چھوڑ دیا اور آنحضرتؐ کے پیر کی کھوج لیتے ہوئے غار پر آ پہنچے مگر (آنحضرتؐ اور ابوبکرؓ پر کسی کی نگاہ نہ پڑ سکی کیونکہ) وہ غار کے منہ پر مکڑی کے جالے کا تانا اور کبوتروں کے انڈے دیکھ کر واپس ہو گئے،

ے شد دو سہ تارے کہ عنکبوت تنید ❋ بر در آں غار پردہ دار محمد

آنحضرتؐ اور ابوبکر صدیقؓ تین دن تک اسی غار میں رہے یہاں تک کہ لوگ ٹھنڈے پڑ گئے پس آپ مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ نے آپ کا استقبال کیا اور اس سلسلے میں کہ آپ کس کے ہاں نزول فرمائیں باہمی اختلاف کرنے لگے،

آپنے فرمایا کہ میں آج رات بنی نجار کے ہاں رہونگا (کیونکہ بنی نجار سے آپکو ننھیال کا تعلق تھا اس لئے کہ ہاشم بن عبدمناف کی بیوی یعنی حضرتؐ کے دادا عبدالمطلب کی ماں سلمٰی بنت عمرو اسی قبیلہ سے تھیں) صبح ہونے پر آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور اس کی باگ ڈھیلی کر دی، اونٹنی انصار کے گھر کے سامنے ہو کر گذرتی تو سبھی آواز دیتے کہ یا رسولؐ اللہ! ہر قسم کے ساز و سامان سے بھرپور اور کثیر الافراد غریب خانہ

کو اپنے قدم میمنت لزوم سے عزت بخشئے آپ یہی فرماتے کہ اسکی باگ چھوڑ دو کیونکہ یہ مامور ہے پس چلتے چلتے عین اسی جگہ جہاں اب مسجد نبوی کا دروازہ ہے اونٹنی بیٹھ گئی، یہ قطعہ ارض (در حقیقت اسعد بن زرارہ کے) دو یتیم غلاموں (رافع بن عمرو کے بیٹوں سہل و سہیل) کا مربد تھا آنحضرت باختیار خود اونٹنی سے نہ اترے اونٹنی اس جگہ سے اٹھی اور چند قدم چل کر پھر اسی جگہ واپس آگئی اور گردن ڈال گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اتر گئے تو حضرت ابو ایوب انصاری کجاوہ اتار اپنے گھر لے گئے اور حضرت ابو ایوبؓ کے ہاں اقامت فرمائی اور مربد کو دس دینار کے عوض میں خرید کر مسجد نبوی کی بنیاد ڈالی اور گیارہ مہینے مدینہ کے قیام کے دوران لڑائی کی تیاری کرتے رہے

الغزوات والسرایا

غزوات اور سریئے

ایسی کوئی دنیا نہیں افلاک کے نیچے ❁ بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تخت جم و کے (اقبال)

وفی اقامته فی المدینة وقعت غزوات و سرایا عدیدة منها غزوة بدر الکبریٰ صبیحة سبعة عشر من رمضان وذلك انه سمع بابی سفیان مقبلاً من الشام بعیرفیها اموالهم، فندب المسلمین الیها، فخف بعض، وثقل اخرون ظنوا انه لایلقی حربًا، ولما سمع ابوسفیان بخروجه ارسل الی مکة لیستنفرهم الیٰ اموالهم فخرجوا مسرعین، ونزل واذیعدکم الله احدی الطائفتین انها لکم فخرج یوم السبت لاثنی عشر من رمضان واستخلف علی المدینة عمروبن ام مکتوم وکان الابل معه سبعین، والخیل فرسین، والدروع ستة، والسیف ثمانیة والمسلمون ثلثمائة وثلث عشرة (من المهاجرین سبعة وسبعون، ومن الانصار مائتان وستة وثلثون)، والمشرکون تسعمائة وخمسون مقاتلاً وکان خیلهم مائة فدخل صلی الله علیه وسلم مع الصدیق العریش، واستنصر ربّه، فبشّر ربّه بالوحی فخرج وحرّض علی القتال، واخذ حفنة من الحصباء فاستقبل بها قریشًا وقال شاهت الوجوه، وقال شدّوا فانهزموا، فقُتل منهم سبعون، واُسر سبعون واستشهد من الانصار ثمانیة ومن غیرهم خمسة

حل لغات غزوات جمع غزوۃ وہ لڑائی جسمیں حضورؐ نے شرکت فرمائی ہو، سرایا جمع سریہ دستہ فوج، بعیر بار حرف مجار ہے اور عیر قبیلہ کا قافلہ، پھر سارے قافلوں پر بولا جانے لگا۔ ندب (ن) ندبا۔ الی الامر بلانا۔ عمرو بن ام مکتوم قریشی جلیل القدر صحابی ہیں بی بی خدیجہؓ کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے بعض عبداللہ کہتے ہیں اور بعض عمرو باپ کے نام میں بھی اختلاف ہے حافظ ابن حجر نے زیادہ صحیح عمرو بن قیس کہا ہے، ام مکتوم انکی ماں کی کنیت ہے حضورؐ نے تیرہ غزوات میں ان کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے، انہیں کی وجہ سے سورہ عبس نازل ہوئی تھی، قادسیہ کی لڑائی میں عمرؓ کے زمانہ میں شہید ہوئے یا اس کے بعد مدینہ میں وفات پائی، دروع جمع درع بمعنی زرہ۔ عریش چھپر بری، انگور کی ٹٹی۔ حصباء سنگریزہ، کنکری، شاہت، الوجوہ چہرہ کا بدشکل ہونا۔ شدوا امر کا جمع حاضر ہے شد۔ علیہ حملہ کرنا۔

تشریح:۔ آپ کے مدنی قیام کے دوران میں غزوات و سرایا کا وقوع ہوا جن میں سے ایک جنگ بدر ہی جو، اہ رمضان میں جمعہ کی

صبح کو ہوئی جسکا واقعہ یہ ہے کہ جب آنحضرتؐ نے سُنا کہ ابو سفیان (بن حرب) ایک ہزار اونٹوں کا مال سے لدا ہُوا کارواں لیکر ملک شام سے مکہ کو واپس آرہا ہے تو آپنے مسلمانوں کو جمع کرکے قافلہ سے بھڑ جانیکا مشورہ کیا کچھ لوگ تو اس سلسلے میں پست پڑگئے (کیونکہ عجلت کی ضرورت تھی اور وقت تنگ تھا اس لئے فوری انتظام مشکل تھا) اور کچھ لوگ تیار ہوگئے۔ ابو سفیان (ایک جہاندیدہ اور زیرک شخص تھا جب اس) کو معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ (اپنے ساتھیوں کے ساتھ قافلہ لوٹنے کی غرض سے مدینہ سے نکل چکے ہیں تو اس نے ضمضم بن عمر وغفاری شخص کے ذریعہ اس کو معقول اُجرت دے کر مکہ میں اطلاع بھیج دی تاکہ اہلِ مکہ مال کی حفاظت اور ان کی مدد کریں پس سرداران قریش (ساڑھے نو سو سواروں کی جمیعت کے ساتھ) فوراً نکل پڑے اور یہ آیت نازل ہوئی "واذ یعدکم اللہ الخ" جب اللہ تم سے دو گروہوں میں سے ایک گروہ کے متعلق وعدہ فرمارہا تھا کہ وہ تمہارے لئے ہے آنحضرتؐ بارہ رمضان کو سنیچر کے روز مقابلہ کیلئے نکلے اور مدینہ پر عمرو (عبداللہ) بن ام مکتوم کو خلیفہ بنا دیا آپکے ساتھ (سارے لشکر میں) ستر اونٹ تھے (جن پر دو دو اور تین تین مسلمان باری باری سوار ہوتے جاتے تھے) اور صرف زبیر بن عوام اور مقداد بن اسود کے پاس دو گھوڑے اور چھ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ ❋ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی (اقبال)

اور اسلامی لشکر کی تعداد تین سو تیرہ تھی جن میں ستتر مہاجرین اور دو سو چھتیس[۲۳۶] انصار تھے اور مشرکین کی تعداد ساڑھے نو سو نبرد آزما تھی (جو ہتھیار بند، زرہ بکتر، تیر و کمان نیزہ و تلوار غرض جملہ سامان سے آراستہ تھی گویا غنیم کی فوج سہ چند سے بھی زیادہ تھی) ان کے پاس ایک سو گھوڑے اور سات سو اونٹ تھے آنحضرتؐ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ عریش میں داخل ہوگئے (جو حضرت سعد بن معاذ نے کھجور کے پٹھوں کا ٹانڈ نما ایک سایہ دار تخت بنایا تھا) اور اللہ سے مدد طلب کی اللہ نے بذریعہ وحی خوشخبری بھیجی تو آپ مقابلہ کیلئے نکلے اور لوگوں کو قتال پر اُبھارا اور ایک مُٹھی کنکریں لیکر لشکر کفار کیطرف رُخ کیا اور شاہت الوجوہ کہہ کر انہیں پھونک ماردی (معجزہ نما مٹھی کی خاک بحکم خداوندی تیر کیطرح دشمنوں تک پہنچی اور کوئی کافر نہ بچا جس کی آنکھ میں اس کے ذرہ داخل نہیں ہوئے) اس کے بعد آپنے فرمایا: سختی سے حملہ کرو، مسلمان شیر کیطرح ٹوٹ پڑے یہانتک کہ کفار کو شکست فاش ہوگئی چنانچہ ستر مارے گئے اور ستر قید کئے گئے اور مسلمانوں میں آٹھ انصاری اور چھ غیر انصاری شہید ہوئے

منها غزوة احد لسابع شوال سنة ثلث من الهجرة خرج صلى الله عليه وسلم فى ثلاثة الاف فيهم سبعمائة دارع ومائتا فرس، وثلثة الاف بعير ونزلوا ذا الحليفة فاقاموا يوم الاربعاء والخميس فصلى النبى صلى الله عليه وسلم العصر يوم الجمعة، فعمّم، ولبس لامته وظهر الدرع وحزم بمنطقة من ادم، وتقلد السيف، والقى الترس، فى ظهره، وركب فرسه، وتقلد القوس، واخذ قناة بيده وبات بالشيخين فصلى الصبح، وجعل على جبل قناة خمسين رماة، فشدّ المسلمون، فانهزم المشركون ونساؤهم يدعون بالويل وتبعهم المسلمون فلما رأى الرماة النصرة والانتهاب، تجاوزوا، وعصوا ما أمروا به، فانقلب الامر، وانهزموا، وبقى معه صلى الله عليه وسلم اربعة عشر فاصيب باعيته وطعن صلى الله عليه وسلم بحربة أبى بن خلف، فخرّ صريعًا، وقتل سبعون من المهاجرين والانصار

حل لغات — احد دیکھو ضمیمہ[۲] دارع زرہ بند، ذا الحلیفۃ مدینہ سے چھ میل پر بنو جشم کا ایک چشمہ تھا۔ لامۃ زرہ، ظہر الدرع قال فى الحاشية عندى ہو نسخ من ظاہر، ظاہر بین الدرعین اوپر نیچے پہننا، حزم (ض) احزما باندھنا، منطقۃ پٹکا جو کمر پر باندھا جائے۔

اُدُم پکایا ہوا چمڑا۔ التُرس ڈھال۔ القوس کمان، قناۃ تیر، شیخین ایک جگہ ہے جہاں حضورؐ نے احد جاتے وقت شب کو لشکر ٹھیرایا تھا۔ رُماۃ جمع رام تیرانداز، انتہاب لوٹ مار، رباعیۃ سامنے کے چار دانت اور کچلیوں کے درمیان والا دانت، حَزبہ چھوٹا نیزہ ج حِراب۔

تشریح:۔ انہیں میں سے غزوۂ احد ہے جو سات شوال ۳ھ میں واقع ہوا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار[1] اسلامی لشکرے کر جن کے ساتھ سات سو زرہیں دو سو گھوڑے، تین ہزار اونٹ مدینہ سے باہر نکلے اور ذوالحلیفہ میں نزول کیا، بدھ اور جمعرات کے روز وہیں قیام کیا۔ جمعہ کے روز عصر کی نماز پڑھ کے ارادہ کیا اور دو زرہیں اوپر نیچے پہنیں، چمڑے کی پیٹی سے کمر کسی، تلوار لٹکائی ڈھال کمر پر ڈالی گھوڑے پر سوار ہوئے، قوس گلے میں ڈالی، نیزہ ہاتھ میں لیا۔ رات شیخین میں گذاری اور صبح کی نماز کے بعد میدان میں اتر آئے اور پچاس تیراندازوں کو جبل قناۃ پر بٹھا دیا، جہاں اندیشہ تھا کہ دشمن کی فوج ادھر سے نکل کر پشت کی جانب حملہ کرسکتی ہے، مسلمانوں نے پورے زور کیساتھ حملہ کیا تو مشرکین کو شکست فاش (اور مسلمانوں کو زوال سے پہلے پہلے فتح) ہوگئی، مشرکین کی عورتیں ہلاکت کو پکار رہی تھیں، مسلمانوں نے بھاگتے کافروں کا پیچھا کیا جب تیراندازوں نے دیکھا کہ فتح حاصل ہوچکی اور کافر بھی مال میں لوٹ پڑ چکی تو وہ بھی اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور جس چیز کا ان کو حکم دیا گیا تھا اس کے خلاف کر بیٹھے تو جنگ کا نقشہ بدل گیا اور مسلمانوں کو شکست ہوگئی اور آنحضرؐ کے ساتھ صرف چودہ آدمی رہ گئے آپ کا دندان مبارک شہید کیا گیا، ابی بن خلف کا ایک تیر آپ کے لگا جس کی وجہ سے آپ نیچے گر گئے اور ستر مہاجرین و انصار شہید کئے گئے

غزوۃ الحدیبیۃ وارسال الرسل
غزوہ حدیبیہ اور قاصدوں کی روانگی

وفی السادستہ الہجریۃ وقعت غزوۃ الحدیبیۃ وبُعث الرسلُ الی الآفاق، وفیہا ماتت اُمُّ رُومان اُمُّ عائشۃَ وعبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعنہم واسلم ابوہریرۃ قَدِمَ مع الدوسیین المدینۃ وھو صلی اللہ علیہ وسلم بخیبر فشھدھا واسمُہٗ عبد شمس او غیرہ، مات سنۃ سبع وخمسین ۔

تشریح:۔ ۶ھ ہجری میں غزوہ حدیبیہ واقع ہوا اور اطراف عالم میں قاصد بھیجے گئے اور اسی سال حضرت عائشہؓ اور عبدالرحمٰن کی والدہ ام رومان کا انتقال ہوا اور اسی سال حضرت ابوہریرہؓ اسلام لائے۔ آپ دوسی لوگوں کے ساتھ مدینہ آئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خیبر میں تھے اس لئے آپ وہیں حاضر ہوئے آپ کا نام عبدشمس یا کچھ اور (حضورؐ نے بدل کر عبدالرحمٰن رکھ دیا تھا) ۵۷ھ میں آپ کا انتقال ہوا ہے۔

(فائدہ) جن غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی ان کی تعداد بالترتیب ستائیس ہے۔
(۱) غزوہ ودان یا ابواء (۲) غزوہ بواط (۳) غزوہ سفوان (۴) غزوہ ذوالعشیرہ (۵) غزوہ بدر الکبریٰ (۶) غزوہ قینقاع (۷) غزوہ السویق (۸) غزوہ قرقرۃ الکدر (۹) غزوہ غطفان یا انمار (۱۰) غزوہ احد (۱۱) غزوہ حمرۃ الاسد (۱۲) غزوہ بنو نضیر (۱۳) غزوہ بدر الاخریٰ (۱۴) غزوہ دومۃ الجندل (۱۵) غزوہ بنو مصطلق (۱۶) غزوہ احزاب یا خندق (۱۷) غزوہ بنو قریظہ (۱۸) غزوہ بنو لحیان (۱۹) غزوہ قردہ یا غابہ (۲۰) غزوہ حدیبیہ (۲۱) غزوہ خیبر (۲۲) غزوہ وادی القریٰ (۲۳) غزوہ ذات الرقاع (۲۴) غزوہ مکہ (۲۵) غزوہ حنین (۲۶) غزوہ طائف (۲۷) غزوہ تبوک ۔

[1] صحیح روایات میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد ایکہزار آتی ہے انہیں میں سے ابن ابی اپنی ڈھائی سو کی جمعیت کیساتھ الگ ہو گیا۔ کفار کی تعداد تین ہزار تھی

وفاته صلى الله عليه

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات

مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو ببلدٍ بتصداع الراس واشتدَّ مرضُہٗ حیناً فحیناً، فلما اصبح یومَ الاثنین خرج الی الناس فراٰہم یصلون الصبح، فتبسم صلی اللہ علیہ وسلم سروراً بما رأی من اقامتہم الصلوٰۃ ثم رجع الی بیتہٖ فانصرف الناس وھم یرون انہ افاق من وجعہ ورجع ابوبکر الی اھلہ بالسنح فتوفی فی نصف نہارہ، وقیل ضحاہ اثنی عشر من ربیع الاول سنۃ احدی عشر من ھجرتہ وکان مدۃ مرضہ اثنی عشر او اربعۃ عشر یوماً، فتشاوروا فی امر الخلافۃ کل الیوم وغسلوہ یوم الثلاثاء وصلوا علیہ فرادیٰ الی اللیل فدفنوہ لیلۃ الاربعاء وکان عمرہ ثلاث وستون۔ ـــــــ

حل لغات صداع دردِ سر، سنح عوالی مدینہ میں ایک جگہ ہے جس میں بنو حارث بن خزرج کے مکانات ہیں۔ ضحیٰ چاشت کا وقت، فرادیٰ تنہا تنہا، تشش بحر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تھے (اور جنت البقیع سے واپس ہو کر حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچ رہے تھے) کہ آپ کے سر مبارک درد ہو گیا اور ساعت بہ ساعت بڑھتا ہی چلا گیا۔ پیر کے دن صبح کو لوگوں کی طرف نکلے اور ان کو صبح کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ان کے نماز قائم کرنے کی وجہ سے مسرور ہوئی اور آپ نے تبسم فرمایا اور گھر واپس ہو گئے، لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ آپ کو درد سے افاقہ ہو گیا، چنانچہ سب لوگ واپس ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق بھی مقام سنح میں اپنے اہل وعیال کے پاس چلے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ یا چودہ روز بیمار رہ کر بارہ ربیع الاول سلہ بروز دوشنبہ چاشت کے وقت یا نصف النہار کے وقت (حضرت عائشہ کے حجرے میں) وفات پائی (انا للہ وانا الیہ راجعون) انتقال والے دن تو صحابہ خلافت کے معاملہ میں مشورے کرتے رہے (کیونکہ مسئلہ خلافت بھی نہایت عظیم تھا) اور منگل کے روز تجہیز وتکفین کی اور غسل دیا اس کے بعد اول مردوں نے پھر عورتوں نے پھر بچوں نے فرادیٰ فرادیٰ نماز جنازہ ادا کی پھر (حضرت علی وعباس اور حضرت عباس کے دو صاحبزادے قثم اور فضل یعنی ایک چچا اور تین چچازاد بھائی کل ان چار حضرات نے) شب چہار شنبہ میں (جب کہ نصف شب گذر چکی تھی) آپ کو قبر شریف میں اتارا اور زیر خاک دفن کر دیا آپ کی عمر شریف ترسٹھ ۶۳ سال کی تھی۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

جہاں اے برادر نماند بکس ❁ دل اندر جہاں آفریں بند وبس (سعدی)

حلیتہ المبارکۃ — حلیۂ مبارک

کان صلی اللہ علیہ وسلم یتلألأ وجھہ تلألؤ القمر لیلۃ البدر، وفیہ دیز عظیم الھامۃ رجل الشعر لیس بجعدٍ ولا سبط، واسع الجبین، ادعج العینین، اقنی العرنین لہ نور یعلوہ، سہل الخدین، ازھر اللون، کث اللحیۃ، کان عنقہ جید دمیۃ، طویل الزندین، رحب الراحۃ شثن الکفین، والقدمین، ذو مسربۃ، سواء البطن والصدر، بین کتفیہ خاتم النبوۃ، اجرد، اذا مشی کانما ینحط من صبب اجود الناس صدراً واصدق الناس، والینہم عریکۃ، واکرمہم عشرۃ من راٰہ بدیہۃ ھابہ، ومن خالطہ معرفۃ احبہ، یبدأ من لقی بالسلام۔

أخلاي ان شط الحبيب وداره ❊ وعز تلاقيه وناءت منازله
وفاتكم ان تبصروه بعينكم ❊ فما فاتكم منه فهذي شمائله

حل لغات

یتلألأ، دمکنا، وجہ، چہرہ کا دمک اٹھنا، تدویر گولائی، ہامہ سر، ہر چیز کا سر ج ہام، رجل کم گھنگھریالے بال ج ارجال، رجالی، جعد نہایت گھنگھریالے بال، سبط سیدھے بال، ادعج بڑی اور بہت سیاہ آنکھ والا، دعجت (س) دعجا العین ؤ آنکھ کا بہت زیادہ سیاہ اور بڑا ہونا۔ اقنی نتھنے تنگ اور درمیان سے بلند ناک والا، العرنین ناک، ہر چیز کا پہلا حصہ ج عرانین، کث اللحیہ گھنی ڈاڑھی والا ج کثاث، کث (ض) کثاثۃ (س) کثا گاڑھا ہونا، دمیہ تپلی جو ہرن کی طرح سرخ اور منقوش ہو، بت ج دمی، الزندین زند کا تثنیہ ہے ہاتھ کا گٹ ج زناد، ازند، رحب کشادہ رحب (ک) رحبا (س) رحبا المکان کشادہ ہونا۔ راحۃ ہتھیلی، شثن موٹا اور سخت، مسربۃ سینہ کے درمیان میں پیٹ تک کے بال، اجرد بے بال، چھوٹے بالوں والا، یتحط نیچے اترنا۔ صبب نشیب ج اصباب عریکۃ طبیعت، عادت، عشیرۃ قبیلہ ج عشائر، ہاب ہیبۃ خوف کرنا، اخلای مرکب اضافی ہے تقدیرہ یا اخلائی۔ اخلا خلیل کی جمع ہے جیسے اطبا طبیب کی جمع ہے ضرورت شعریہ کی وجہ سے مقصور کر دیا شط (ض ن) شطا، شطوطا دور ہونا، عز (ض) عزا۔ الشئ کمیاب ہونا۔ دشوار ہونا۔ تلاقی ملاقات،

تشریح:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ مبارک چودھویں کے چاندکی طرح چمکتا تھا جس میں (قدرے) گولائی تھی

؎ کہ دارد از ہمہ خوباں رخ چنیں کہ تو داری ✕ تبارک اللہ ازیں روئے نازنیں کہ تو داری،

آپ بڑے سر والے (خوش نما) پیچیدہ کم گھونگھریالے (نرم سیاہ) بال والے، کشادہ (اور آئینہ جیسی شفاف) پیشانی والے، سخت سیاہ (اور سخت سفید) بڑی اور سرمگین آنکھوں والے تھے ؎

ماہ زیباست ولے روئے تو زیباتر از وست ❊ چشم نرگس چو کنم چشم تو رعناتر از وست

(نہایت خوبصورت باریک طویل) درمیان سے بلند ناک والے، نرم و نازک (اور پُر گوشت) رخسارے والے، سرخ و سپید نکھرے ہوئے رنگ والے، گنجان ڈاڑھی والے، آپ کی گردن گویا خوشنما گردن کی تصویر تھی آپ طویل گٹوں والے، فراخ ہتھیلی والے، سڈول اور بھرے ہوئے ہاتھ اور قدم والے سینہ گردن سے ناف تک (شق صدر کی علامت) ایک پتلی سی دھاری والے تھے، آپ کا سینہ فراخ اور شکم کے ہموار تھا، شانہ کی غضروف کے قریب مہر نبوت تھی (جس پر کچھ بال مجتمع تھے اور وصال کے وقت غائب ہو گئی تھی) آپکے پورے بدن پر بال نہ تھے جب آپ چلتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ بلندی سے نشیب میں اتر رہے ہیں،

آپ لطیف خاطر فراخ دل کیساتھ عطا کرنے والے سب سے بہتر لب و لہجہ والے اور خاندانی شرافت والے تھے، جو شخص آپکو اول وہلے دیکھتا تو (خداداد) ہیبت کیوجہ سے ڈر جاتا اور جو شخص آپکے ساتھ رہتا سہتا اور آپکے پاکیزہ اخلاق دیکھتا جاتا تو آپ پر فریفتہ ہو جاتا تھا، آپ جس سے بھی ملاقات کرتے تو پہلے سلام کرتے تھے ؎ اخلای اے دوستو! اگر حبیب اور اس کا مکان دور ہو گیا، اسکی ملاقات دشوار اور اس کی منزلیں بعید ہو گئیں اور بچشم خود اسکو دیکھنا فوت ہو گیا تو اس کی سیرت تو فوت نہیں ہوئی، پس یہ ہیں اسکی پاک عادتیں! ؎ لکل نبی فی الانام فضیلۃ ✕ وجملتہا مجموعۃ لمحمد

جانا تو یگانہ ولے ذات تو ہست ✕ مجموعہ آثار کمالات ہمہ

العَشَرَةُ المُبَشَّرَةُ

قرآن وحدیث سے جہاں یہ امر ثابت ہے کہ صحابہ کرام پوری امت سے افضل ہیں وہیں یہ بات بھی ثابت ہے کہ آپس میں ان حضرات کے درجات متفاوت ہیں چنانچہ مہاجرین وانصار کا مرتبہ باقی صحابہ سے اور مہاجرین وانصار میں اہل حدیبیہ یعنی اصحاب بیعت رضوان کا مرتبہ باقی حضرات سے اور اہل حدیبیہ میں شرکاء غزوۂ بدر کا رتبہ باقی صحابہ سے اور اہل بدر میں ان دس حضرات کا رتبہ سب سے افضل ہے جن کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دیدی گئی تھی جو عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں، ان حضرات کے اسماء مبارکہ حافظ ابن حجر کے اس قطعہ میں منظوم ہیں، ے

لقد بشر الهادی فی الصحب زمرة ۞ بجنات عدن کلهم فضل اشتهر
سعید، زبیر، سعد، طلحة، عامر ۞ ابوبکر، عثمان، ابن عوف، علی، عمر

السيرةُ الصّدّيقيةُ

ابوبکرٍ هو عبد الله بن عثمان ابی قحافة بن عامر، وکان اسمه عبد رب الکعبة فسماه صلی الله علیه وسلم عبد الله، وامُّه ام الخیر بنت صخر بن عامر، وماتت هی وابوه مسلمین، ولابویه وولده وولد ولده صحبة ولم یجتمع لاحدٍ من الصحابة، خُلِفَ یومَ الثلاثاء ثانی یوم موته صلی الله علیه وسلم، مات لثمان بقین من جمادی الاخرة بین المغرب والعشاء وله ثلاث وستون، غسلته امرأته بوصیته۔

تشریح:۔ آپ کا نام عبد اللہ اور کنیت ابوبکر اور لقب صدیق، آپ کا نسب یوں ہے، ابوبکر عبد اللہ بن عثمان بن ابی قحافہ بن عامر اسلام سے قبل آپ کا نام عبد رب الکعبہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر عبد اللہ رکھا تھا۔ آپ کی والدہ ام الخیر بنت صخر بن عامر ہیں آپ کے والدین نے اسلام کی حالت میں انتقال کیا، آپ کے والدین، اولاد، پوتے سب کو حضورؐ کی صحبت حاصل تھی صحابہ میں یہ شرف کسی کو حاصل نہ تھا، حضورؐ کی وفات کے دوسرے روز یعنی منگل کے دن آپ خلیفہ قرار پائے اور ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ میں عشاء ومغرب کے درمیان ۶۳ سال کی عمر میں انتقال کیا اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی اہلیہ نے آپ کو غسل دیا

اَلسِّيرَةُ الْفَارُوقِيَّةُ

سیرۃ فاروقی

اَلْفَارُوقُ هُوَ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَيْلٍ اَسْلَمَ سَنَةَ سِتٍّ اَوْ خَمْسٍ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بَعْدَ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا، مَاتَ لِطَعْنِ اَبِیْ لُؤْلُؤَةَ غُلَامِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ لِاَرْبَعٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِی الْحِجَّةِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ وَدُفِنَ غُرَّةَ الْمُحَرَّمِ وَلَهٗ ثَلَاثٌ وَّسِتُّوْنَ وَمُدَّةُ خِلَافَتِهٖ عَشْرُ سِنِيْنَ وَنِصْفٌ،

تشریح:۔ آپ کا لقب فاروق اور کنیت ابوحفص اور نام عمرؓ، پورا نسب یوں ہے عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن

قرط بن رباح بن عبد اللہ بن رباح بن عدی بن کعب، ہجرت سے پانچ یا چھ سال قبل چالیس آدمیوں کے مسلمان ہونے کے بعد اسلام قبول کیا اور مغیرہ بن شعبہ کے غلام فیروز نامی شخص ابو لؤلؤۃ کے نیزہ مارنے کے سبب ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو آپنے انتقال کیا اور محرم کی چاندرات کو بعمر ۶۳ سال آپکو دفن کیا گیا آپ کی خلافت کا زمانہ ساڑھے دس سال کے قریب ہے :۔

السیرۃ العثمانیۃ | عثمان ہو ابو عبد اللہ بن عفان بن عبد اللہ بن العاص[عہ] بن امیۃ، اسلم قدیما قبل دخوله دار الارقم، وهاجر الی الحبشة الهجرتین سُمّی ذا النورین لجمعه بین بنتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقیۃ وام کلثوم استخلف غرۃ المحرم سنۃ اربع وعشرین، وقتل لثانی عشر من ذی الحجۃ سنۃ خمس وثلاثین وله اثنان وثمانون سنۃ، وصلی علیه حکیم بن حزام ومدۃ خلافته اثنا عشر سنۃ ۔

تشریح :۔ آپ کا نام عثمان کنیت ابو عبد اللہ اور لقب ذی النورین ہے آپ کا نسب اس طرح ہے عثمان بن عفان بن عبد اللہ بن العاص بن امیہ (بن عبد شمس بن عبد مناف) آپ دار الارقم میں داخل ہونے سے قبل ابتداء ہی میں اسلام لے آئے تھے۔ آپنے حبشہ کیطرف دو مرتبہ ہجرت کی ہے آپکو ذی النورین کہا جاتا ہے کیونکہ آپکے نکاح میں حضورؐ کی دو صاحبزادیاں تھیں حضرت رقیہؓ ام کلثومؓ ۲۴ھ میں محرم کی چاندرات کو خلیفہ بنائے گئے اور بارہ ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری میں بعمر ۸۲ سال آپکو شہید کر دیا گیا۔ حکیم بن حزام نے آپکے جنازہ کی نماز پڑھائی آپ کی خلافت کا زمانہ بارہ سال ہے :۔

السیرۃ العلویۃ | علیّ ہو ابن ابی طالب ابو الحسن وابو تراب، وامّه فاطمۃ بنت اسد اسلم وله خمس عشر، ضربه عبد الرحمٰن بن ملجم لسبع عشر من رمضان سنۃ اربعین، ومات بعد ثلاث، وله ثلاث وستون سنۃ او غیره، ومدۃ خلافته اربع سنین وشهور ۔

تشریح آپکا نام علی کنیت ابو الحسنؓ ابو تراب ہے سلسلہ نسب یوں ہے علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے۔ اسلام لانے کے وقت آپ کی عمر پندرہ[عہ] سال کی تھی۔ عبد الرحمٰن بن ملجم نے سترہ رمضان ۴۰ھ میں آپکے نیزہ مارا اور تین روز بعد بعمر ۶۳ سال آپکا انتقال ہو گیا۔ آپ کی خلافت کا زمانہ چار سال اور چند مہینے ہے

طَلحَۃُ | هُوَ اَبُو مُحَمَّدِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، اَسْلَمَ قَدِيْمًا قُتِلَ فِيْ وَقْعَةِ الْجَمَلِ لِعِشْرِيْنَ مِنْ جُمَادَى الْاُخْرٰى سَنَةَ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِيْنَ، وَلَهٗ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ سَنَةً ۔

تشریح :۔ ابو محمد طلحہ بن عبد اللہ بن عمروؓ آپ پہلے ہی اسلام لے آئے تھے۔ بیس جمادی الاخری ۳۶ھ میں جنگ جمل میں بعمر چونسٹھ سال شہید کر دیا گیا

[عہ] کذا فی مجمع البحار وفی مروج الذہب "ابی العاص" حاشیہ ۱۲ [عہ] چودہ، تیرہ، دس، اور آٹھ کا قول بھی ہے لیکن دس کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے اس حساب سے آپ کی عمر ترسٹھ سال ہوگی جس کو خود کتاب میں نقل کیا ہے ۱۲ منہ

الزبير | هو ابو عبد الله بن العوّام، واُمّه صفيّة عمّة النبي صلى الله عليه وسلم اسلم قديمًا، قُتِل سنة ست وثلاثين، وله اربع وستون او غير ذلك۔

تشریح:۔ آپ کا نام زبیر اور کنیت ابوعبد اللہ اور والد کا نام عوام ہے۔ آپ کی والدہ حضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہ ہیں۔ آپ ابتداء ہی میں اسلام لے آئے تھے۔ آپ کو ۳۶ھ میں بعمر ۶۴ سال شہید کر دیا گیا۔

سعد | هو ابو اسحٰق بن ابی وقاص، اسلم قديمًا، مات سنة خمس وخمسين۔

تشریح: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے اور والد ابووقاص ہیں ابتداء ہی میں اسلام لے آئے تھے آپ نے ۵۵ھ میں وفات پائی ہے۔

سعيد | هو ابو الاعور بن عبد الرحمٰن، اسلم قديمًا، مات سنة احدى وخمسين۔

کنیت ابوالاعور ہے عبد الرحمٰن کے صاحبزادے ہیں شروع ہی میں اسلام لے آئے تھے ۵۱ھ میں انتقال ہوا ہے۔

عبد الرحمٰن | هو ابو محمد بن عوف، مات سنة اثنين وثلاثين۔

عبد الرحمٰن نام ابومحمد کنیت عوف کے بیٹے ہیں ۳۲ھ میں وفات پائی ہے:۔

ابو عُبيدة | هو عامر بن عبد الله بن الجرّاح، مات سنة ثمان عشر۔

ابوعبیدۃ کنیت عامر نام عبد اللہ بن الجراح کے بیٹے ہیں ۱۸ھ (کے طاعون عمواس) میں انتقال ہوا ہے۔

ثمرة العلم

(علم کا پھل)

لقى هارون الرشيد الكسائي في بعض طُرُقه، فوقف عليه، وتحفّى بسؤاله عن حاله، فقال: انا بخير يا امير المؤمنين! ولو لم اجد من ثمرة الادب الّا ما وهب الله تعالى لي من وقوف امير المؤمنين عليّ، لكان ذلك كافيًا۔

حل لغات | ثمرۃ پھل ج ثمار۔ ہارون الرشید دیکھو ۱۸۔ الکسائی ابوالحسن علی بن حمزہ اسدی کوفی استاد مامون الرشید جسطرح آپنے کوفیین میں قرارت کا ڈنکا بجایا اسی طرح کوفہ میں نحو کی امامت کا جھنڈا نصب کیا، امام شافعیؒ کا قول ہے کہ جو شخص نحو میں تبحر حاصل کرنا چاہے وہ کسائی کی اولاد ہے۔ آپ فن قرارت میں حمزہ زیات کے شاگرد ہیں۔ کسائی، سیبویہ، یزیدی ابویوسف محمد میں اکثر مناظرات ہوتے رہتے تھے ایک مرتبہ امام محمدؒ نے کہا: جو شخص سجدہ سہو میں سہو کرے اسکے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ آیا اس کو پھر سجدہ کرنا چاہئے یا نہیں، کسائی: نہیں، محمد: کیا وجہ؟ کسائی: نحاۃ کا مذہب ہے "المصغر لا یصغر۔

یعنی جس صیغہ کی تصغیر کرلی جائے پھر اس کی تصغیر نہیں ہوتی (خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ یہ قصہ امام محمد و زفر کا ہے) جب ہارون نے خراسان کا قصد کیا تو امام محمد اور کسائی ان کے ساتھ تھے موضع رنبویہ میں جو علاقہ رَی سے ہے ان دونوں کی حیات کا جام لبریز ہوگیا اور ۱۸۲ھ اور بقول ابن انباری ۱۸۹ھ میں وہیں انتقال ہوگیا۔ ہارون نے حسرت سے کہا، آج میں نے فقہ اور لغت کو رَی میں دفن کیا، تحقی فی الشیٔ کوشش کرنا۔

تشریح:۔

ہارون نے کسائی سے کہیں راستے میں ملاقات کی تو (امام کسائی کے احترام کی وجہ سے) ٹھہر گیا اور بڑے تپاک سے مزاج پرسی کی کسائی نے کہا، امیر المؤمنین! الحمد للہ بخیر ہوں، اگر میری خاطر امیر المؤمنین کے ٹھہر جانے کے علاوہ علم و ادب کا اور کوئی پھل مجھے حاصل نہ ہوتا تو یہ بھی کافی تھا۔

وَدَخَلَ اَبُو يُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَهُمَا فِي مُذَاكَرَةٍ وَمُمَازَحَةٍ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اِنَّ هٰذَا الْكُوْفِيَّ قَدْ غَلَبَ عَلَيْكَ، فَقَالَ: يَا اَبَا يُوسُفَ! اِنَّهُ لَيَأْتِيْنِيْ بِاَشْيَاءَ يَشْتَمِلُ عَلَيْهَا قَلْبِيْ وَتَأْخُذُ بِمَجَامِعِهٖ، فَقَالَ الْكِسَائِيُّ: يَا اَبَا يُوسُفَ! هَلْ لَكَ فِيْ مَسْئَلَةٍ؟ فَقَالَ: فِيْ نَحْوٍ اَوْ فِيْ فِقْهٍ؟ فَقَالَ: بَلْ فِيْ فِقْهٍ، فَضَحِكَ هَارُوْنُ حَتّٰى فَحَصَ بِرِجْلَيْهِ، فَقَالَ: تُلْقِيْ عَلٰى اَبِيْ يُوسُفَ الْفِقْهَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ: يَا اَبَا يُوسُفَ! فَمَا تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ قَالَ لِزَوْجَتِهٖ: اَنْتِ طَالِقٌ اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ، قَالَ: اِنْ دَخَلَتِ الدَّارَ طَلُقَتْ، قَالَ: اَخْطَأْتَ يَا اَبَا يُوسُفَ! فَضَحِكَ الرَّشِيْدُ، ثُمَّ قَالَ: فَكَيْفَ الصَّوَابُ، قَالَ: اِذَا قَالَ: اَنْ، وَجَبَ الْفِعْلُ دَخَلَتْ بَعْدُ اَوْ لَمْ تَدْخُلْ، وَاِذَا قَالَ: اِنْ بِالْكَسْرِ لَمْ يَجِبْ وَلَمْ يَقَعِ الطَّلَاقُ۔

تشریح:۔ ایک مرتبہ امام ابو یوسف تشریف لائے اس وقت ہارون الرشید اور کسائی دونوں خوش گوئی اور باہم گفتگو میں مشغول تھے، ابو یوسف نے کہا: امیر المؤمنین! یہ کوفی تو آپ پر چھا گیا، ہارون نے کہا: ابو یوسف! کسائی کچھ ایسی باتیں کرتا ہے جو دل کو لگتی ہیں کسائی نے کہا: ابو یوسف! تمہارے پاس ایک مسئلہ کا جواب ہے؟ ابو یوسف نحو میں یا فقہ میں؟ کسائی: (نحو میں نہیں) بلکہ فقہ میں (یہ سن کر) ہارون اتنا ہنسا کہ دونوں پاؤں زمین پر دے مارے اور کہنے لگا کہ ابو یوسف (جیسے شخص) پر (جو فقہ کا امام ہے) فقہ کا مسئلہ پیش کرتے ہو؟ کسائی: ہاں، اس کے بعد کہا: آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے اپنی بیوی سے کہا: انت طالق ان دخلت الدار، ابو یوسف: اگر وہ عورت گھر میں داخل ہوگئی تو طلاق پڑ جائیگی، کسائی: غلط ہے: ہارون پھر ہنس دیا اور کہنے لگا، صحیح کیسے ہے؟ کسائی اگر وہ شخص اَن دخلت الدار کہے تو وقوع فعل ضروری ہے بعد میں داخل ہو یا نہ ہو اور اگر اِن دخلت کہے تو وقوع فعل ضروری نہیں اور طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (تنبیہ) امام کسائی کا تخطیہ بے محل ہے کیونکہ امام کسائی نے جو تفصیل ذکر کی ہے وہ تو اِن (بالکسر) اور اَن (بالفتح) کے سلسلے میں ہے حالانکہ امام کسائی کا سوال اِن شرطیہ پر مبنی تھا اگر امام کسائی اُن سے سوال کرتا تو امام ابو یوسف کبھی یہ جواب نہ دیتے فالقول ما قال امام الفقہ وقول امام النحو لیس الا من لطائف النحو۔

اِکْرَامُ الشَّيْبِ

بڑھاپے کی قدر

حدثنا محمد بن مسلم الخواص الرجلُ الصالح، قال: رأيتُ يحيى بن اكثم القاضي في المنام، فقلتُ له: ما فعل اللهُ بكَ؟ قال: أوقفني بين يديه، وقال: يا شيخَ السوءِ! لولا شيبتُك لأحرقتُكَ بالنار. فأخذني ما يأخذُ العبدَ بين يدي مولاه، فلما أفقتُ، قالها ثانيةً وثالثةً، فلما أفقتُ، قلتُ: يا ربّ! ما هكذا حُدِّثتُ عنك، فقال تعالى: ما حُدِّثتَ عني؟ قلتُ حدّثني عبدُ الرزاق قال حدّثني معمرُ بنُ راشدٍ عن ابن شهاب الزهري عن انس بن مالك عن نبيك محمد صلى الله عليه وسلم عن جبريل عنك يا عظيم انك قلت: ما شابَ لي عبدٌ في الاسلام شيبةً الّا استحييتُ منه ان أعذّبَهُ بالنار، فقال اللهُ عزّ وجلّ: صدقَ عبدُ الرزاق، وصدقَ معمرٌ، وصدقَ الزهري، وصدقَ انس، وصدقَ نبيّي وصدقَ جبريلُ، انا قلتُ: ذلك انطلقوا به الى الجنة +

حل لغات شیب بڑھاپا۔ شاب (ض) شیبًا بوڑھا ہونا۔ محمد بن مسلم الخواص مشہور عابد وزاہد صوفی اواخر قرن ثالث کے مجذوب صفت صاحب حکایات عزیزیہ شخص ہیں۔ یحییٰ بن اکثم دیکھو ص١٦٩ افقت افاقۃ۔ بیمار صحت یاب ہونا۔ عبدالرزاق ابن ہمام بن نافع الحمیری مولود ١٢٦ھ متوفی ٢١١ھ صاحب مصنف مشہور۔ حافظ ذہبی نے ان کی کتاب "مصنف" کو علم کا خزانہ لکھا ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر روایت حدیث میں کسی کو نہیں دیکھا، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن معین، علی بن المدینی وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔ معمر بن راشد الاسدی نزیل الیمن متوفی ١٥٣ھ، ابن شہاب زہری دیکھو ص٨٥ انس بن مالک دیکھو ص١٣٢ ؛

تشریح:۔ محمد بن مسلم خواص نے بیان کیا ہے کہ میں نے یحییٰ بن اکثم کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ آپ نے کہا کہ مجھے اللہ رب العزت نے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا: نالائق بوڑھے! اگر تیرا بڑھاپا نہ ہوتا تو تجھے آگ میں جلا دیتا، پس میری وہ گت بنی جو غلام کی آقا کے سامنے بن جاتی ہے جب مجھے کچھ ہوش آیا تو دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ بھی یہی فرمایا۔ جب مجھے پھر ہوش آیا تو میں نے عرض کیا: پروردگارا اس طرح تو مجھ سے آپ کی حدیث بیان نہیں کی گئی (یعنی میرے ساتھ حدیث کے خلاف معاملہ کیا جا رہا ہے) حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: اور کس طرح بیان کی گئی ہے؟ میں نے کہا: مجھ سے عبدالرزاق نے اور ان سے معمر بن راشد نے حدیث بیان کی ہے اور معمر بن راشدؒ نے ابن شہاب زہریؒ سے اور انہوں نے انس بن مالکؓ سے اور انہوں نے آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ نے حضرت جبرئیلؑ سے اور حضرت جبرئیلؑ نے آپ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ میرا کوئی بندہ بحالت اسلام بوڑھا نہیں ہوتا مگر یہ کہ میں اس کو آگ کے ذریعہ عذاب دینے سے شرماتا ہوں پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبدالرزاق، معمر، زہری، انس اور میرے نبی اور جبرئیل سب نے سچ کہا بیشک یہ میرا ارشاد ہے اس کے بعد فرشتوں سے کہا کہ اس کو جنت میں لے جاؤ۔

اِعتوارُ الاعراب

(دست بدست تبدیلیٔ اعراب)

تعذّر على رجلٍ لقاءُ المامون لي ظلامةٍ، فصاح على بابه: انا احمدُ النبيُّ المبعوثُ، فادخلَ اليه، وأعلموه تنبّأ، فقال له: ما تقول؟ فذكر ظلامتَه، فقال له: ما تقول فيما حُكي عنك؟ فقال ما هو؟ قال اذكروا انك تقول: انك نبيٌّ، فقال: معاذ الله، انما قلتُ: انا احمدُ النبيَّ المبعوثَ، أفانتَ يا اميرَ المؤمنين! ممن لا يحمدُه فاستظرفه، وامر بانصافه +

حلِ لغات: اِعْتَوار دست بدست لینا، آلمامون دیکھو ص۵۹ ظلامۃ ظلم جو تم اُٹھاؤ، تَنَبّأ نبوت کا دعویٰ کرنا۔

تشریح: ایک شخص کو اپنے حق کی دادرسی کیلئے مامون سے ملاقات کرنا دشوار ہوگیا تو اس نے مامون کے دروازہ پر باآواز بلند کہا، انا احمد النبی المبعوث النبی، اور المبعوث کے رفع کے ساتھ جس کے معنی یہ ہوگئے کہ میں اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا احمد نبی ہوں) پس اس کو مامون کے پاس لایا گیا اور مامون کو بتایا گیا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے مامون نے اس سے کہا: کیا کہتا ہے، اس نے اپنے ظلم کا تذکرہ کیا۔ مامون نے کہا تیرے بارے میں جو خبر دی گئی ہے اس کی بابت کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: وہ کیا؟ مامون نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ تو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس نے کہا، خدا کی پناہ، میں نے تو صرف یہ کہا تھا۔ احمد النبی المبعوث (النبی اور المبعوث کے فتحہ کیساتھ جس کے معنی یہ ہوگئے کہ میں نبی مبعوث کی تعریف کرتا ہوں)، تو کیا اے امیر المومنین آپ ان کی تعریف کرنے والوں میں سے نہیں ہیں! بس مامون نے اس کو مرد ظریف (فصیح و بلیغ) شمار کیا اور ظالم سے اس کا حق دلانے کا حکم کیا۔

صَوْنُ اللِّسَانِ عَمَّا يَؤُوْلُ اِلَيْه

اپنی ذات پر آنے والی بات سے زبان کا بچاؤ

خرج شُرَيْحٌ القاضي من عند زياد، وتركَهُ يجود بنفسه، فسألَ الناسُ عن حالِه، فقال تركتُه يأمر وينهى، فجزعوا السلامته فما راعهم الاصياحُ النائحاتِ عليه فسُئِلَ شريحٌ عن قوله فقال: تركتُه يأمر بالوصية وينهى عن البكاء عليه •

حلِ لغات: صون (ن)، بچانا، حفاظت کرنا۔ شریح بن الحارث بن قیس کندی البرامیہ کبار تابعین میں سے ہیں اور مشہور قاضی ہیں، حضرت عمرؓ نے ان کو کوفہ کا قاضی بنایا تھا۔ چنانچہ آپ پچھتر سال تک امور قضا کو انجام دیتے رہے۔ آپ نے بعمر ایک سو سال یا ایک سو آٹھ یا ایک سو بیس سال ۷۶ھ یا ۷۸ھ یا ۸۰ھ یا ۸۲ھ میں وفات پائی۔ یجود (ن) جُودا۔ بنفسہ جان دینا۔ راعہم رَوْعاً گھبرا دینا۔ صیاح صاح (ض) صَیْحاً۔ صیاحاً چیخنا چلانا، النائحات جمع نائحۃ نوحہ اور واویلا کرنے والی عورت۔

تشریح: قاضی شریح زیاد کے پاس اس حالت میں باہر آئے کہ وہ جان دینے کے قریب تھا۔ لوگوں نے آپ سے اس کا حال دریافت کیا آپ نے کہا کہ میں اسکو امر و نہی کرتا ہوا چھوڑ کر آیا ہوں لوگ اسکی سلامتی سے گھبرا گئے، پس نہیں ڈرایا ان کو مگر اس پر نوحہ کرنیوالی عورتوں کی گریہ وزاری نے (یعنی کچھ ہی بعد اسکا انتقال ہوگیا) لوگوں نے شریح سے ان کے قول کے متعلق دریافت کیا کہ آپ تو یہ کہہ رہے تھے کہ میں اسکو امر و نہی کرتا ہوا چھوڑ کر آیا ہوں، قاضی شریح نے کہا کہ میں نے اسکو وصیت کا حکم اور اپنے اوپر رونے سے منع کرتا ہوا چھوڑا تھا

مَا الْحِيْلَةُ لِمَنْ خُلِقَ قَبِيْحَ الْوَجْهِ؟

کیا تدبیر ہو اس کی جو بدشکل پیدا ہوا

قال الاصمعي رحمه الله: دخلتُ يوماً على جعفر بن يحيى، فقال لي: هل لك يا اصمعي من زوجةٍ؟ قلتُ: لا، قال: فجاريةٌ؟ قلتُ للمهنة، قال: فهل لك أن أهبَ لك جاريةً نظيفةً؟ قلتُ: إني لمحتاجٌ إلى ذلك، فأمر بجاريةٍ، فأخرجت وهي في غاية الحسن و

الجمال، والهيئة، والظرف، فقال لها: قد وهبتك لهذا، وقال لي: خذ هذه فشكرته، وبكت الجارية وقالت: يا سيدي! أتدفعني لهذا الشيخ مع ما أرى من سماجته وقبح منظره، وجزعت جزعًا شديدًا، فقال لي: يا أصمعي! هل لك أن أعوّضك منها ألف دينار؟ فقلت: ما أكره ذلك، فأمر لي بها، ودخلت الجارية، فقال لي يا أصمعي! أنكرت عليها شيئًا، فأردت عقوبتها بك، ثم رحمتها منك، فقلت: أيها الأمير أفلا أعلمتني قبل ذلك، فإني لو أتيتك حتى سرّحت لحيتي، وأصلحت وجهي، وعمّتي، فلو عرفت الخبر لسرّت على هيئتي، وخلقتي، فوالله لو رأتني كذلك لما عاودت شيئًا تنكره أبدًا۔

حل لغات الحيلة تدبیر ج حیل ۔ الاصمعی ابوسعید عبد الملک ، جاحظ کی طرح یہ بھی بدصورتی میں ضرب المثل تھے لیکن ادب و لغت اور حفظ دواوین عرب میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے خود اصمعی کا قول ہے کہ مجھے سولہ ہزار اشعار حفظ ہیں ۔ ہارون الرشید ان کو سلطان الشعراء کہتا تھا ۔ اخفش کہتے ہیں کہ اصمعی وخلف سے بڑھ کر کسی کو اشعار یاد نہ تھے چونکہ اصمعی نحوی بھی تھا اس لئے اس کا علم خلف سے بڑھا ہوا تھا ۔ ابوعبیدہ حاتم سجستانی ، ضعانی ، عبدالرحمن بن عبداللہ ، ابوالفضل ریاشی ۔ احمد ترمذی وغیرہ ان کے شاگرد ہیں ۔ آپنے لگ بھگ اسّی سال کی عمر پائی ہے ۲۱۵ھ یا ۲۱۶ھ میں وفات پائی ہے ایک روز ایک شخص نے ان کی مجلس میں کہا کہ زمانہ خراب ہوگیا ہے تو اصمعی نے برجستہ یہ شعر کہا ؎

ان الجدیدین فی طول اختلافهما ❊ لا یفسدان ولکن یفسد الناس

جعفر بن یحیٰی دیکھو ص ۱ ، المهنة کام کی مہارت ، خدمت ج مهن ، سماحة کرم و بخشش ۔ سرحت تسریحًا کنگھا کرنا ۔ عمتی عمة عمامہ باندھنے کی

تشریح :- اصمعی کہتے ہیں کہ میں ایک روز جعفر بن یحیٰی کے پاس گیا اس نے مجھ سے کہا : آپکی بیوی ہے ؟ میں نے کہا : نہیں ، اس نے کہا ، باندی ؟ میں نے کہا : میرے پاس چست وچالاک باندی ہے جس سے خدمت لیتا ہوں ۔ اس نے کہا : اچھا میں آپ کو پاکیزہ کنیز بخشش کردوں ؟ میں نے کہا اس کی تو مجھے بہت ضرورت ہے پس جعفر نے ایک کنیز کا حکم کیا چنانچہ ایک نہایت حسین وجمیل خوش حال وخوش وضع کنیز نکل کر سامنے آئی جعفر نے اس سے کہا : میں نے تجھے ان کیلئے ہبہ کر دیا ہے اور مجھ سے کہا ۔ اس کو لے جاؤ ۔ میں نے شکریہ ادا کیا ۔ کنیز روتی ہوئی کہنے لگی کہ اے آقا میں آپ کی انتہائی بخشش اور اس کی انتہائی بدصورتی دیکھ رہی ہوں اس کے باوجود آپ مجھے اس بوڑھے کیلئے ہبہ کر رہے ہیں کنیز سخت پریشان ہوگئی جعفر نے مجھ سے کہا ، اصمعی ! کیا اس کے بدلے میں تم کو ایک ہزار اشرفیاں دے دوں ؟ میں نے کہا : مجھے کوئی دریغ نہیں ۔ پس جعفر نے میرے لئے ایک ہزار اشرفیوں کا حکم کر دیا اور کنیز اندر چلی گئی اس کے بعد جعفر نے مجھ سے کہا اصمعی ! مجھے اس کی ایک حرکت بری معلوم ہوئی تھی اور میں آپ کے ذریعہ اس کو سزا دینا چاہتا تھا مگر مجھے اس پر رحم آگیا ۔ اصمعی کہتے ہیں میں نے کہا : امیر المؤمنین ! مجھے پہلے ہی کیوں نہ بتا دیا میں تو آپ کے پاس اپنی داڑھی میں اچھی طرح کنگھا کر کے شکل وصورت کو ، پگڑی کی بندش کو سنوار کر بڑے اہتمام کے ساتھ آیا ہوں اگر مجھے یہ بات پہلے ہی معلوم ہو جاتی تو میں اپنی اصلی شکل وصورت وعادت پر چلا آتا پس اگر وہ مجھے اس حالت میں دیکھتی تو بخدا کبھی بھی کوئی ایسی حرکت نہ کرتی جو آپ کو ناگوار ہو ۔

اعلم رحمك الله، ما ذكرته من قبح وجهه مع علمه الذي زيّنه الله به، واشتهر شرقًا وغربًا، ولكن اينبغي لمن خلق قبيح الصورة أن يتخذ لها الأخلاق الحسان والأفعال المستحسنة عليها لئلا يكون جامعًا بين قبيحين، ومن ههنا ما روي، كان

الاوقص المخزومی اقبح الناس خلقۃً ومارُءِیَ مثلہ فی العفاف والزھد، وکان قاضی مکۃ، فقال یومًا لجلسائہ: قالت لی امی: یابُنَیَّ انک خُلِقتَ خلقۃً لاتصلح معہا لمجالسۃ الفتیان فی بیوت القیان فعلیک بالدین، فان اللہ تعالٰی یرفع بہ الخسیسۃ ویتم بہ النقیصۃ، فنفعنی اللہ بکلامہا، فوُلِّیتُ القضاءَ، ورُوِیَ ان ام مالک ابن انس اوصتہ بمثل ھٰذہ الوصیۃ حین ارادان یتعلم الغناءَ فی حداثتہ فترکہ، وتعلم العلم فذھب بہ حیث بلغ، وکان عطاء بن ابی رباح اعورَ اسودَ افطسَ اشلَّ، اعرجَ، ثم عمِیَ وامُّہ سوداء، تسمّٰی برکۃ وقیل لاھل مکۃ بعد موتہ: کیف کان عطاء بن ابی رباح فیکم؟ قالوا: کان مثل العافیۃ التی لایُعرَف فضلُھا حتّٰی تفقد ——————

حل لغات یذخر، اذخر بمعنی ذخرہ کرنا، التی وقت ضرورت کیلئے چھپا رکھنا، حسان جمع حسن، العفاف پاک دامنی از حرام الفتیان جمع فتی جوان، القیان جمع قین: غلام، الخسیسہ فرومائگی، النقیصہ معیوب بات، بری عادت، مالک بن انس دیکھو ص۱۴۶ حداثتہ اوّل جوانی، عطاء بن ابی رباح اسلم القرشی، انکی کنیت ابو محمد تھی، یمن کے ایک مقام جند میں ۲۷ھ میں پیدا ہوئے حضرت عثمان کی خلافت کا عہد تھا، ابتدائی تربیت مکہ معظمہ میں ہوئی۔ آل میسرہ بن ابی خیثم فہری کے غلام تھے فضل وکمال اور زہد و اتقاء کے لحاظ سے بڑے بلند مرتبت تابعی تھے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ وہ بڑے معتبر فقیہ عالم اور کثیر الحدیث تھے علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ وہ مکہ کے مفتی اور مشہور امام تھے بڑے بڑے ائمہ ان کے علمی کمالات کے معترف تھے۔ آپنے بعمر اٹھاسی سال ۱۱۵ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ اعور کانا اسود کالا، افطس چپٹی ناک والا، اشل جس کے بدن میں رعشہ ہو، اعرج لنگڑا۔

تشریح: واضح ہو کہ ہم نے اصمعی کی جو بدصورتی ذکر کی ہے وہ ان کے اس علم کے ہوتے ہوئے ہے جس کے ساتھ اللہ نے انکو مزین کیا ہے، اور وہ مشرق ومغرب میں مشہور ہیں پس ہر بدصورت کو چاہیئے کہ وہ پاکیزہ اخلاق وستودہ افعال کو ذخیرہ بنائے تاکہ وہ دوہری قباحتوں کا جامع نہ بن جائے

زینت دو کی نہ حسن صورت شرط ❊ آدمی کو ہے آدمیت شرط (شاد)

چنانچہ مروی ہے کہ اوقص مخزومی خلقۃً نہایت بدصورت تھے مگر زہد وتقوٰی اور پاکدامنی میں آپکی نظیر نہیں تھی آپ مکہ کے قاضی تھے، ایک روز آپنے اپنے ہمنشینوں سے کہا: میری ماں نے مجھے نصیحت کی تھی کہ بیٹا تو ایسی خلقت پر پیدا کیا گیا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے نوجوان چھوکروں کی مجلس کے قابل نہیں اس لئے دین کو مضبوطی کیساتھ تھامے رکھنا کیونکہ خداوند تعالیٰ دین کی برکت سے رذالت وفرومائگی کو دور اور ہر کمی کو پورا کردے گا۔ پس ماں کی نصیحت نے مجھے نفع پہنچایا یہاں تک کہ میں عہدۂ قضا سے نوازا گیا، مروی ہے کہ امام مالک بن انس کو جب آغاز جوانی میں گانا بجانا حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا تو آپکی والدہ نے بھی اسی قسم کی نصیحت کی تھی جس سے آپنے اس خیال کو چھوڑ کر علم حاصل کیا اور مراتب عالیہ کو پہنچے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح بھی آنکھ کے کانے، کوے کی طرح سیاہ فام، ناک کے چپٹے، ہاتھ کے لنجے، پاؤں کے لنگڑے تھے، آپ کی والدہ بھی سیاہ فام تھی جس کا نام برکہ تھا جب آپکا انتقال ہوا تو اہل مکہ سے دریافت کیا گیا کہ تم لوگوں میں عطاء بن ابی رباح کس درجہ کے آدمی تھے، لوگوں نے کہا آپکا وجود ایسا تھا جیسے عافیت وسلامتی کہ اس کی قدر معدوم ہونے کے بعد ہی ہوتی ہے

؎ چہ غم از منقصت صورت اہل معنیٰ را ❊ چوں جاں زردم بود گو تن از حبش می باش (حافظ)

التفكر فی القضاء

فیصلہ میں غور و فکر

۵   چو قاضی بفکرت نویسد سجل ❊ نگردد ز دستار بنداں خجل

من عجائب حکم سلیمان علیہ السلام ما رواہ مسلم من حدیث ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم، بینا امرأتان معهما ابناهما اذ جاء الذئب فذهب بابن احدهما، فقالت هذه: انما ذهب بابنك، وقالت الاخری: انما ذهب بابنك، فاختصما الی داؤد علیه السلام، فقضی به للکبری، فمرتا علی سلیمان، فاخبرتاه، فقال علیه السلام: ائتیانی بسکین اشقه بینکما، فقالت الصغری: لا، یرحمك الله، هو ابنها، فقضی به للصغری، قال ابو هریرة رضی الله تعالیٰ عنه: ان کنت سمعت بالسکین قبل ذٰلك ما کنت اقول الا المدیة

حل لغات عجائب جمع عجیبۃ، حکم جمع حکمۃ، ابو ہریرۃ دیکھو صلہ، سکین چھری، مدیہ بڑی چھری۔ **تشریح:۔**

حضرت سلیمانؑ کے عجیب حکمت آمیز فیصلوں میں سے ایک فیصلہ امام مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ دو عورتوں کیساتھ ان کے دو بچے تھے دفعتہً ایک بھیڑیا آیا اور ایک بچے کو لے بھاگا انہیں سے ایک عورت بولی کہ بھیڑیا تیرے بچے کو لے گیا ہے دوسری نے کہا نہیں بلکہ تیرے بچے کو لے گیا ہے (جب آپس میں کوئی فیصلہ نہ ہوا تو) انہوں نے حضرت داؤدؑ کی کچہری میں جھگڑا پیش کیا، آپ نے بچہ کا فیصلہ بڑی عورت کے حق میں کر دیا (واپس ہوتے وقت) یہ دونوں حضرت سلیمانؑ کے پاس کو گذریں اور واقعہ ان کے بھی گوش گذار کیا آپ نے فرمایا: ایک چھری لاؤ تاکہ بچے کے دو ٹکڑے کر کے تم دونوں کے درمیان تقسیم کر دوں یہ سن کر چھوٹی عورت نے کہا: نہیں آپ دو ٹکڑے نہ کریں، یہ بچہ اسی کا ہے۔ پس آپ نے چھوٹی عورت کے حق میں بچے کا فیصلہ کر دیا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں اس سے پیشتر چھری کیلئے سکین کا لفظ نہ سنا تھا میں تو ہمیشہ اس کو مدیہ ہی کہتا تھا (تا آنکہ حضورؐ سے اس حدیث میں لفظ سکین سنا)

(فائدہ) علماء نے بیان کیا ہے کہ ممکن ہے حضرت داؤدؑ نے سن رسیدہ عورت کے حق میں فیصلہ اس لئے کیا ہو کہ بچہ اس کے ہم شکل معلوم ہوتا تھا یا اس لئے کہ آپ کی شریعت میں کبر سنی کو ترجیح تھی یا اس لئے کہ بچہ اسی کی گود میں تھا اور آپ کی شریعت میں صاحب ید کا قبضہ باعث ترجیح تھا حضرت سلیمانؑ نے بالغ نظری اور لطیف حکمت سے کام لیا اور واقعہ کی تہ تک پہنچنے کی تدبیر اختیار کرتے ہوئے کہا کہ بچے کے دو ٹکڑے کئے جائیں جس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ شفقتِ مادری معلوم کر کے اس سے استدلال کریں چنانچہ جب صغیر عورت یہ سنکر بے چین ہوئی اور کبیر السن عورت اس پر آمادہ ہو گئی تو اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ بچہ صغیر السن کا ہے ؎

بحکمت حل ہر مشکل تواں کرد ❊ بحکمت کام دل حاصل تواں کرد

لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قضیہ واحدہ میں حضرت داؤد کے فیصلہ کے بعد حضرت سلیمان نے کیسے فیصلہ کیا جب کہ ایک مجتہد کیلئے نقض حکم کی گنجائش نہیں ہے۔ علماء نے اس اشکال کا جواب چند وجوہ سے دیا ہے اول یہ ہے کہ حضرت داؤد کا فیصلہ بطریق جزم نہ تھا دوم یہ کہ آپ کا فیصلہ بطریق فتویٰ تھا نہ کہ بطریق حکم سوم

یہ کہ ممکن ہے ان کی شریعت میں حاکم ثانی کے حکم سے حاکم اول کا حکم منسوخ ہو جاتا ہو چہارم یہ کہ حضرت سلیمان کا یہ فعل اظہار حق و صواب کی ایک تدبیر تھی پس جب کبیر السن عورت نے اس کا اقرار کر لیا تو آپ نے اس کے اقرار پر عمل کیا۔ وان کان بعد الحکم کما اذا اعترف المحکوم له بعد الحکم ان الحق ههنا لخصمه۔

زیر عنوان حدیث مذکور کے ذریعہ سیاست شرعیہ سے متعلق امور ذیل پر روشنی پڑتی ہے (۱) حق کا اقرار کرانے کے لئے گنجائش ہے کہ وہ جس کام کو نہ کرنا چاہتا ہو اس کے بارے میں کہے "ایسا کروں گا" یعنی غلط بات کہکر حق کا اقرار کرانا جائز ہے (۲) جب حاکم پر حق بات ظاہر ہو جائے تو محکوم علیہ کے اقرار کے خلاف بھی فیصلہ کرنا درست ہے، یہ فیصلہ اگرچہ صاحب معاملہ کے اقرار کے خلاف ہوگا لیکن حکام کے لئے اس کی گنجائش ہے (۳) ایک حاکم کو اپنے برابر یا اپنے سے بڑے حاکم کے فیصلہ کو توڑ کر اس کے خلاف فیصلہ دینا درست ہے (۴) حاکم کو قرائن اور شواہد حال کے مطابق فیصلہ کرنا درست ہے (۵) حاکم کو اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنا درست ہے:۔

كيف النجاة من الألسنة الطامعة

لالچی زبانوں سے کیسے نجات ملے

وكان لأبى دلامة برذون اعجف محطم هرم، فدخل على المهدى يوماً وبين يديه مسلمة الوصيف، فقال: يا امير المؤمنين: انى جلبت ببابك مهرا ليس لاحد مثله، واحببتُ ان اهديه لك، فان احببتَ ان تشرّفنى بقبوله، فأمر بادخاله، فخرجَ وادخل برذونه فقال له المهدى: اىُّ شئ هذا؟ ويلك، الم تزعم انه مُهر؟ فقال له ابو دلامة: او ليس هذا مسلمة الوصيف قائما بين يديك؛ تسميه الوصيف وله ثمانون سنة، فان كان مسلمة وصيفا فهذا مُهر، فجعل المهدى يضحك، ومسلمة يشتمه، فقال له المهدى: ويلك ان لهذه اخوات والله ليضحكن بك فى المحافل، فقال: والله يا امير المؤمنين الا فضحته، فليس فى مواليك احدٌ الا وقد وصلنى غيره، فما شربت الماء له قط، فحكم عليه المهدى ان يشترى نفسه بثلاثة آلاف درهم، فقال له مسلمة: على ان لا تعاود، فقال ابو دلامة: افعل، فحملها اليه:۔

حل لغات | السنة دیکھو ص۳ ابو دلامہ دیکھو ص۱۴۵ برذون تاتاری گھوڑا، اعجف کمزور، دبل، محطم ٹوٹے ہوئے بدن والا، هرم بوڑھا۔ المہدی دیکھو ص۵۶ وصیف نابالغ غلام؛ مهر گھوڑے کا بچہ:۔ **تشریح**:۔

ابو دلامہ کے پاس ایک تاتاری گھوڑا تھا بہت بوڑھا اور نہایت دبل و شکستہ حال، ایک روز ابو دلامہ مہدی کے پاس آیا اس وقت اس کے سامنے مسلمہ غلام کھڑا ہوا تھا ابو دلامہ نے کہا: امیر المؤمنین! میں آپ کے در دولت پر ایک بچھیرا لایا ہوں جس کی نظیر نہیں مل سکتی اور میرا جی چاہتا ہے کہ میں اسے ہدیۃً آپ کی خدمت میں پیش کروں اگر آپ اس کے قبول کرنے کی مجھے عزت دینا پسند فرماتے ہیں تو حکم فرمائیے تاکہ حاضر کیا جائے (مہدی نے اجازت دے دی۔ ابو دلامہ باہر گیا اور اپنا وہی دبل گھوڑا لا کھڑا کیا، مہدی نے کہا: کم بخت

یہ کیا ہے تو تو یہ کہتا تھا کہ وہ مہر ہے (یعنی نوعمر ہے) ابودلامہ نے کہا: کیا آپ کے سامنے یہ مسلم غلام نہیں کھڑا ہے جس کو آپ وصیف سے موسوم کرتے ہیں (جس کا اطلاق نابالغ غلام پر ہوتا ہے) حالانکہ اس کی عمر اسی سال کی ہو چکی ہے سو اگر مسلمہ وصیف ہو سکتا ہے تو میرا گھوڑا ابھی بچھیرا ہو سکتا ہے مہدی (ابودلامہ کا یہ لطیفہ سن کر) ہنس دیا اور مسلمہ ابودلامہ کو گالیاں دینے لگا۔ مہدی نے ابودلامہ سے کہا: کم بخت: اس کی چند بنیں ہیں بخدا وہ ضرور تجھ پر محلوں میں ہنسوائیں گی۔ ابودلامہ نے کہا: امیرالمؤمنین! میں ضرور اس کو رسوا کروں گا۔ آپ کے غلاموں میں اسکے سوا کوئی نہیں جس نے مجھے کچھ دیا نہو اور اس کے ہاں تو میں نے کبھی پانی بھی نہیں پیا۔ مہدی نے مسلمہ کے خلاف یہ فیصلہ کر دیا کہ وہ تین ہزار درہم دے کر اپنے کو خرید لے، مسلمہ نے کہا (منظور ہے) اس شرط پر کہ پھر یہ کبھی مجھے کچھ نہ کہے، ابودلامہ نے کہا: ٹھیک ہے ایسا ہی کروں گا پس تین ہزار درہم مسلمہ نے ابودلامہ کو نذر کر دیئے۔

الفرجُ علی العلم

علم پر شادمانی

رأیتُ فی بعض الفوائد ان الحجاجَ قال لابی عمرو، ما وجهُ قراءتك الّا مَنِ اغْتَرَفَ غَرْفَةً بفتح الغین فقال ابلِعنی ریقی، فقال، قد ابلعتك الفرات، وقال: قاتل اللّٰه ابنَ امّ الحجاج لئن لو تاتنی بالجواب الی خمسةَ عشرَ یومًا لاقتلنّكَ شرَّ قِتلة، ووكل به موكلین فخرج ابو عمرو یطوفُ فی احیاءِ العرب فلو یجد لحجةً الی یوم وعدٍ فخرجه الموكلون به لیرجعوه الی الحجاج، فسمع راعیًا یُنشد

ربما تجزع النفوسُ عن الامر له فرجة كحل العقال

فقال له ابو عمرو كیف تُنشد هذا البیتَ له فَرجة او فُرجة؟ فقال فُرجة وفَرجة، وكذلك كل ماجاء علٰی فعلة، قلنا، فیه ثلاثُ لغاتٍ، فقال له ابو عمرو فما سببُ انشادك هذا البیت فی هذا الوقت؟ فقال انا كنا خائفین من الحجاج وقد بلغنا نعیُه قال واللّٰه لا ادری، بأیهما كنتُ اشدّ فرحًا بوجدانی الجواب والحجةَ لقولی واختیاری ام بموت الحجاج

حل لغات الفرائد جمع فریدة، اتی بالفرائد یعنی ایسے الفاظ جو فصاحت وبلاغت اور عربی الاصل ہونے پر دال ہوں، الحجاج دیکھو صفحہ ۱۶۰ ابوعمرو ابن العلاء مولود ۶۸ھ متوفی ۱۵۴ھ قراء سبعہ میں سے مشہور قاری ہیں اور قراءت کیساتھ ساتھ لغت وعربیت میں بھی ان کا بہت اونچا مقام ہے، غرفة چلو ج غراف، ابلعنی ریقی مجھے تھوک نگلنے کی مدت کی مہلت دے، یہ ایک محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فوری جواب کا مطالبہ نہ کیجئے بلکہ سوچ کر جواب دینے کا موقعہ دیجئے، راعیا چرواہا، فرجة سختی اور غم سے نجات کشادگی، عقال رسی، نعی موت کی اطلاع:۔ **تشریح**:۔ میں نے بعض نوادرات میں دیکھا ہے کہ حجاج نے ابوعمرو سے کہا: الّا مَنِ اغْتَرَفَ غَرْفَةً میں آپ کی قراءت بفتح الغین ہونے کی وجہ؟ آپ نے فرمایا: مجھے تھوک نگلنے کی مقدار کی مہلت دیجئے۔ حجاج نے کہا نہر فرات پی جانے کی مقدار کی مہلت دیتا ہوں لیکن حجاج کی ماں کے بیٹے کو (یعنی حجاج کو) خدا غارت کرے اگر تو نے پندرہ روز تک جواب نہ دیا تو میں تجھے بری طرح قتل کر دوں گا، چنانچہ حجاج نے کچھ لوگوں کو نگرانی کیلئے آپ پر مقرر کر دیا۔ پس ابوعمرو (مختلف) قبائل

عرب میں چکر لگاتے پھرتے رہے مگر وعدہ کے دن تک کوئی دلیل نہ پا سکے پس برگشتہ لوگ آپکو حجاج کے پاس گھسیٹتے ہوئے لارہے تھے کہ راستہ میں ایک چرواہے کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا ؎ ربما تجزع النفوس من الامر — ربما تجزع اہ بسا اوقات گھبرا جاتے ہیں نفوس اس چیز سے کہ اس کیلئے کشادگی ہوتی ہے اونٹ کے گھٹنے کی رسی کھول دینے کی طرح۔ ابو عمرو نے چرواہے سے دریافت کیا کہ تو یہ شعر کس طرح پڑھتا ہے فَرجہ یا فُرجہ؟ چرواہے نے کہا: دونوں طرح کیونکہ ہر فعلۃ کے وزن پر آنیوالے لفظ میں ہمارے ہاں تین لغتیں ہیں، ابو عمرو نے اسے کہا، اس وقت اس شعر کے پڑھنے کا کیا مقصد؟ اس نے کہا، ہم حجاج سے خائف تھے اور ابھی ابھی ہم کو اس کے مرنے کی خبر ملی ہے۔ ابو عمرو کہتے ہیں کہ میں امتیاز نہ کر سکا کہ میں ان میں سے کس سے زیادہ خوش ہوا آیا جواب پالینے اور قول کی دلیل ملجانے سے یا جانی دشمن، حجاج کی خبر وفات سننے سے:۔

جزاءُ الطمع

طمع کی پاداش

كان ابن المغازل رجلاً يتكلم ببغداد على الطرق باخبارٍ ونوادر متنوعة، وكان نهايةً في الحذق لا يستطيع من سمعه ان لا يضحك، قال: وقفتُ يوماً على باب الخاصة، أُضحِك الناس وأتادّ بحضر خلفي بعض خُدّام المعتضد، فأخذتُ في نوادر الخدم فاعجب بذلك، فانصرف، ثم عاد فاخذ بيدي، وقال: دخلتُ، فوقفتُ بين يدي سيدي، فتذكّرتُ حكاياتك، فضحكتُ، فانكر عليّ، وقال، مالك؟ ويلك، فقلتُ: على الباب رجلٌ يعرف بابن المغازل، يتكلم بحكاياتٍ ونوادرَ تضحك الثكولَ، فامر باحضارك، ولي نصفُ جائزتك فطمعتُ في الجائزة، وقلتُ: يا سيدي انا ضعيف وعلى عيلة، فلو اخذتَ سدسها او ربعها، فأبى وادخلني، فسلمتُ، فردّ السلام وهو ينظر في كتاب، فنظرَ في اكثره وانا واقف، ثم اطبقه ورفع رأسه اليّ، وقال: انتَ ابن المغازل؟ قلتُ نعم، يا مولاي! قال بلغني انك تحكي وتُضحك بنوادرِ عجيبة، فقلتُ: يا امير المؤمنين الحاجة تفتق الحيلةَ، اجمع للناس حكاياتٍ اتقرب بها الى قلوبهم، فالتمسُ برّهم، فقال هات ما عندك، فان اضحكتني اجزتك بخمسمائة درهم، وان انا لم اَضحك فمالي عليك؟ فقلتُ للحين ما معي الا قفاي، فاسأل ما احببتَ، قال انصفتَ ان لم تُضحكني اصفعك بذلك الجراب عشر صفعات، فقلتُ: ما اخطأني عسى فيه ريح ان اَضحكته ربحتُ واخذتُ الجائزةَ والا فعشر صفعاتٍ بجراب منفوخ شئٌ هيّن، ثم اَخذتُ في النوادر والحكايات والنعاسة والعبارة، فلم اَدَع حكايةَ أعرابيّ ولا نحويّ ولا مخنث ولا قاضٍ ولا نبطي ولا سندي ولا زنجي ولا خادم ولا تركي ولا شاطر ولا عيار ولا نادرة ولا حكاية الا واحضرتُها حتى نَفِدَ كل ما عندي، وتصدّع رأسي، وفترتُ وبردتُ، ولم يَبق ورائي خادم ولا غلام الا وقد مات من الضحك وهو مقطب لا يبتسم، فقلتُ قد نَفِدَ ما عندي، ووالله ما رأيتُ مثلك قط، فقال لي: هيه ما عندك، فقلتُ: ما بقي لي سوى نادرةٍ واحدةٍ قال هاتها: قلتُ: وعدتني ان تجعل جائزتي عشر صفعات واسألك ان تُضعفها لي، وتضيف اليها عشر صفعات اُخرى

فاراد ان يضحك، ثم تماسك، وقال: تفعل يا غلام خذ بيده ثم مد دت قفاى، فصُفِعت بالجراب صفعة، فكأنها سقطت على قفاى قطعة من جبل، واذا هو مملوّ حصا مدورا، فصُفِعت عشرا، فكادت ان تنفصل رقبتي، وطنّت اذناى وانقدح الشعاع من عيني فصحت يا سيدى! نصيحة، فرفع الصفع بعد ان عزم على العشرين، فقال: قل نصيحتك، فقلت يا سيدى! انه ليس فى الديانة احسن من الامانة، واقبح من الخيانة، وقد ضمنت للخادم الذى ادخلني نصف الجائزة على قلّها او كثرها، وامير المؤمنين بفضله وكرمه قد اضعفها، وقد استوفيت نصفي، وبقي نصفه، فضحك حتى استلقى واستفزه ما كان سمع فتحامل له، فما زال يضرب بيديه الارض، ويفحص برجليه، ويمسك بمراق بطنه حتى اذا سكن، قال: عليّ به، فاتى به، وامر بصفعه، وكان طويلا، فقال: وايش جنايتي؟ فقلت له: هذه جائزتي وانت شريكي فيها، وقد استوفيت نصيبي منها، وبقي نصيبك، فلما اخذه الصفع وطرق قفاه الوقع اقبلت ألومه، واقول له: قلت لك: اني ضعيف معيل، وشكوت اليك الحاجة والمسكنة، واقول لك: خذ ربعها او سدسها، وانت تقول: لا آخذ الا نصفها، ولو علمت ان امير المؤمنين اطال الله بقاءه، جائزته الصفع وهبتها لك كلّها، فعاد الى الضحك من عتابي للخادم، فلما استوفى نصيبه اخرج صرة، فيها خمسمائة درهم، وقال، هذه كنت اعددتها لك فلم يدعك فضولك حتى احضرت شريكك، فقلت: واين الامانة؟ فقسمها بيننا، وانصرفت

حل لغات | ابن المغازل علامہ مسعودی نے ذکر کیا ہے کہ یہ بغداد میں ایک پرمزاح وظریف الطبع شخص تھا جس کو بہت سے چٹکلے اور کہانیاں یاد تھیں اور طرح طرح کے افسانے سنا سنا کر لوگوں کو ہنساتا رہتا تھا یہ معتضد کے دور خلافت میں ہوا ہے۔ اواخر قرن ثالث یعنی تقریباً ۲۹۰ھ میں وفات پائی ہے۔ نوادر جمع نادرة عجیب کلام، متنوعة تنوع سے اسم فاعل ہے طرح طرح کی باتیں، الحذق (ض س) حَذقاً، حِذاقاً، حَذاقة ماہر ودانا ہونا۔ باب الخاصة بغداد میں ایک مشہور گیٹ ہے، اتنادر تنادرا نوادر بیان کرنا، الخدم جمع خادم، الثکول کصبور ثکل بالضم سے مشتق ہے بمعنی موت وہلاکت ثکل (س) ثکلا۔ ابنہ گم کرنا۔ عَیلۃ عال (ض) عَیلا، عَیلۃ، عُیولاً محتاج ہونا ص عائل مؤنث عائلۃ اسم عَیلۃ، لفتق (ن ض) فتقاً۔ الشئ پھاڑنا۔ الثوب سیون ادھیڑنا۔ ہات اسم فاعل بمعنی بیار یعنی لا، اجز تک متکلم کا صیغہ ہے بمعنی عطاء کرنا۔ للحین لام بمعنی فی ہے یعنی فوراً، اصفعک صفعه (ف) صَفعاً تھپڑ مارنا۔ الجراب تھیلا، ما اخطاء کلمہ ما نافیہ ہے، الجائزة عطیہ، النعاشۃ قال فی الحاشیۃ کذا فی المنقول عنہ ولعلہ النقاشۃ بالنون والقاف بالکسر حرفۃ النقاش، نبطی نبط کی طرف منسوب ہے نبط ایک پہاڑ ہے جس کی طرف ایک عجمی قوم منسوب ہے جو عراقین کے درمیان آباد ہوئی تھی، شاطر چالاک ج شطار عیار آوارہ گرد، نفد (س) نفاداً نیست ونابود ہونا، فترت (ن) فتوراً سست ہونا، بردت (ن) بَرداً (ک) برودة ٹھنڈا ہونا، مقطب قطب (ض) قطباً، قطوباً ترش روئی کرنا، قفا گدی طنت (ض) طنّاً۔ الاذن جھنجھنانا۔ الناقوس او الذباب بھنبھنانا، القدح آگ نکلنا، استفزه استفزازاً مضطرب کردینا۔ باوجود مشقت کے برداشت کرنا یفحص (ف) فحصاً۔ برجلہ پاؤں سے کھودنا۔ مراق پیٹ کا نرم اور پتلا حصہ، ایش ای شئ کا مخفف ہے، الوقع (س) وقعاً۔ الرجل پاؤں کا دردمند ہونا یہاں مطلق درد مراد ہے معیل بکثرت عیال والا، صرة تھیلی"

تشریح:۔ ابن المغازل ایک شخص تھا جو بغداد میں راستوں میں قصے کہانیاں اور طرح طرح کی انوکھی باتیں بیان کیا کرتا تھا۔ نہایت ہوشیار اور صاحب عقل تھا جو بھی اس سے کوئی بات سنتا تو وہ ہنسے بغیر نہ رہتا۔ اس نے اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں ایک روز "باب الخاصہ" پر بیٹھا ہوا لوگوں کو ہنسا رہا تھا انوکھی باتیں سنا رہا تھا کہ میرے پیچھے معتضد باللہ کا ایک خادم آکھڑا ہوا، میں نے خادموں کے

لطیفے شروع کر دیئے اس کو بہت پسند آئے اور (سن سنا کر) چلا گیا (کچھ دیر بعد) پھر واپس آیا اور (آ کر) میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا کہ جب میں اپنا سے جا کر گھر میں، داخل ہوا اور اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوا تو مجھے تیرا قصہ یاد آ گیا اور میں ہنس دیا۔ آقا کو یہ بات بری معلوم ہوئی اس نے کہا، تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا: حضور دروازہ پر ایک آدمی ہے جو ابن المغازل کے نام سے مشہور ہے ایسے عجیب و غریب قصے اور انوکھی باتیں بیان کرتا ہے کہ مردوں کو بھی ہنسا دیتا ہے پس اس نے تیرے حاضر کرنیکا حکم کیا ہے اور تیرے عطیہ میں سے آدھا میرا ہے میں نے عطیہ میں طمع کی اور کہا: حضور! میں ضعیف اور فاقہ مست آدمی ہوں اگر آپ اس کا چھٹا یا چوتھائی حصہ لے لیں تو بہتر ہوگا وہ نہ مانا اور مجھے آقا کے پاس لے آیا میں نے آ کر سلام کیا تو اس نے جواب دیا، اس وقت وہ کتاب دیکھ رہا تھا میں کھڑا رہا اور وہ کتاب دیکھتا رہا اور جب اکثر کتاب دیکھ ڈالی تو کتاب بند کر کے میری طرف سر اٹھا کر بولا: تو ہی ہے ابن المغازل؟ میں نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: تو ہی حکایتیں بیان کرتا ہے اور لوگوں کو عجیب و غریب قصوں سے ہنساتا ہے؟ میں نے کہا: امیر المومنین! ضرورت حیلہ کا دروازہ کھول دیتی ہے میں نے لوگوں کے لئے کچھ حکایتیں جمع کر لی ہیں جن کے ذریعہ سے میں ان کے قریب جاتا ہوں اور کچھ حاصل کر لیتا ہوں، اس نے کہا جو تیرے پاس ہو سنا اگر تو نے مجھے ہنسا دیا تو میں تجھے پانچ سو درہم دوں گا اور اگر میں نہ ہنسا تو پھر میرے لئے تیرے اوپر کیا ہوگا؟ (یعنی میں نہ ہنسا تو بتا کہ میں تجھے کیا سزا دوں) میں نے فوراً کہا: میری گدی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ پس جو آپ کی طبیعت چاہے سو پوچھئے۔ معتضد نے کہا: بات تو انصاف کی کہی ہے۔ اگر تو نے مجھ کو نہ ہنسایا تو اس تھیلے سے تیرے دس چپت لگاؤں گا۔ میں نے کہا، میرا خیال غلط نہیں ہے ہو سکتا ہے اس تھیلے میں ہوا ہو سو اگر میں نے اسے ہنسا دیا تو مجھے فائدہ ہوگا اور عطیہ حاصل کر لوں گا ورنہ ہوا سے بھرے ہوئے تھیلے کے دس چپت کھا لینا آسان ہے۔ اس کے بعد میں نے چٹکلے اور قصے بیان کرنے شروع کئے تو دیہاتی، نحوی، مخنث، قاضی، نبطی، سندی، حبشی، خادم، ترکی، عیار۔ و بدمعاش بے باک و چالاک کسی کا کوئی قصہ بیان کئے بغیر نہ چھوڑا یہاں تک کہ جتنے قصے میرے پاس تھے سب ختم ہو گئے، سر میں درد ہو گیا اور میں بالکل سست اور ٹھنڈا پڑ گیا میرے پاس جتنے نوکر چاکر تھے سب ہنستے ہنستے مر گئے مگر معتضد ہے کہ منہ چڑھائے بیٹھا رہا اور ذرا بھی ہنس کے نہ دیا۔ میں نے کہا: میرے پاس جو کچھ تھا سب ختم ہو گیا بخدا میں نے تجھ سا آدمی نہیں دیکھا۔ اس نے کہا: اور جو کچھ ہو وہ بھی سنا ڈال: میں نے کہا: ایک لطیفہ کے علاوہ اور کوئی چیز باقی نہیں، اس نے کہا: وہ بھی سنا دے، میں نے کہا: آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میرا عطیہ دس چپت ہیں سو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ دس چپت بڑھا کر دو چند کر دیجئے (یہ سن کر) اس نے ہنسنا چاہا مگر پھر رک گیا اور کہنے لگا (ایسا ہی کروں گا، غلام سے کہا: اس کا ہاتھ پکڑ لے میں نے گدی سامنے کر دی تو اس نے اتنے زور سے تھیلے کا چپت لگایا کہ گویا میری گدی پر پہاڑ ٹوٹ پڑا (معلوم ہوا کہ) وہ تھیلا چھوٹی چھوٹی گول گول پتھریوں سے بھرا ہوا تھا، پس میری گدی جدا ہونے کے قریب ہو گئی، کان جھنجھنانے لگے آنکھوں سے آگ نکلنے لگی تب میں نے چلا کر کہا: حضور! صرف ایک نصیحت ہے، پس اس نے چپت بازی ختم کر دی جب کہ وہ بیس چپت ہی مارنے کا ارادہ کر چکا تھا اس نے کہا: نصیحت بھی کہہ لے میں نے کہا: حضور! امانت سے بہتر خیانت سے بدتر دنیا میں کوئی چیز نہیں اور میں اس خادم کیلئے جو مجھے آپ کے پاس لایا ہے نصف عطیہ کا ضامن ہو چکا ہوں زائد ہو یا کم اور امیر المؤمنین نے اپنے فضل و کرم سے عطیہ دو چند کر دیا ہے اور میں نصف پورا ابھی کر چکا ہوں اب خادم کا نصف باقی رہ گیا ہے (یہ سن کر تو) معتضد ہنستا ہنستا چت لیٹ گیا اور اچھل اچھل گیا اور جب بمشکل تمام سنبھالا لیا تب بھی زمین پر ہاتھ پاؤں مارتا رہا اور پیٹ تھامے رہا یہاں تک کہ جب اس کو سکون ہو گیا تو اس نے کہا: خادم کو میرے پاس لاؤ، خادم کو لایا گیا تو اس نے چپت لگانے کا حکم کیا، خادم تھا بہت لمبا اس نے کہا: میرا کیا قصور؟ میں نے کہا: میرا عطیہ یہی تو ہے جس میں تو بھی شریک ہے میں تو اپنا حصہ پورا لے چکا ہوں اب تیرا حصہ باقی ہے، پس جب اس کے چپت لگا اور دو دنے اس کی گدی جھکا دی تو میں نے اس کو ملامت شروع کی کہ میں نے تو تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ میں کمزور ہوں کثیر العیال ہوں اور میں نے اپنی ضرورت و غربت کی شکایت کرتے ہوئے کہا تھا کہ تو اس کا چھٹا یا چوتھا حصہ لے لے، مگر تو یہی کہتا رہا کہ نہیں آدھا ہی لوں گا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ امیر المؤمنین کا عطیہ اللہ اس کی عمر دراز کرے، چپت ہے تو میں سارا عطیہ تجھ ہی کو ہبہ کر دیتا۔ خادم کو میرے عتاب کرنیکی وجہ سے معتضد پھر ہنسنے لگا اور جب خادم بھی اپنا حصہ پورا لے چکا تو معتضد نے پانچسو درہم کی ایک تھیلی نکال کر کہا کہ میں نے تیرے لئے یہی تیار کی تھی پس تجھ کو تیری عبث گوئی نے نہیں چھوڑا تا آنکہ تو نے اپنا شریک بلا لیا۔ میں نے کہا: امانت کہاں ہے؟ پس اس نے ہمارے درمیان تقسیم کر دیا اور میں واپس ہو گیا۔

سترالعیوب والمجاملۃ مع من یؤذیہ

عیب پوشی اور اذیت رساں کے ساتھ اچھا سلوک

مسند امام احمد میں حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من ستر علی مؤمن فی الدنیا سترہ اللہ یوم القیامۃ" کہ جو شخص دنیا میں مؤمن کی پردہ پوشی کرے گا حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے ؂ قدم از راہ عیب غمازی بدرنہ × کہ باشد پردہ پوشی لذیر دہ در بہ

اراد مولیٰ لقمان بیعہ، فقال، یامولای: ان لی علیک حقا، فلا تبعنی الا ممن احب قال: لک ذلک، فکان الرجل اذا جاء یستامہ، قال لای شیئ تریدنی؟ فقال احدھم تحفظ علیّ بابی قال اشترنی، فلما جنہ اللیل اغلق الباب وقام یصلی فی الدھلیز وکان لبنات الرجل اخلاء فجاء وافضربوا الباب، فقلن: یالقمان! افتح الباب فقال: بابی انتن وامی، لیس لھذا اشترانی ابوکن، فضربنہ ضربا کدن ان یاتین منہ علی نفسہ، فلما اصبح لم یخبر اباھن، فلما کانت اللیلۃ الثانیۃ، عاودنہ بمثل ذلک فلما اصبح لم یخبر اباھن، فلما کانت اللیلۃ الثالثۃ، عاودنہ بمثل ذلک، فلما اصبح لم یخبر اباھن، فاقبل بعضھن علی بعض، فقلن: ماجعل اللہ ھذا العبد الاسود اولی بھذا الخیر منا، قال (الراوی) فنسکن نسکا لم یکن فی بنی اسرائیل افضل منھن

حل لغات: المجاملۃ اچھا معاملہ کرنا، لقمان دیکھو ص ۱۴۷، لیسامہ استیام بھاؤ لگانا۔ قیمت کی تعیین کرنا، جنہ (ن) جنا پوشیدہ ہونا۔ اخلاء جمع خلیل، نسکن (ن، ک) نسکا عابد و زاہد ہونا۔

تشریح :-

حضرت لقمان کو ان کے آقا نے فروخت کرنا چاہا آپ نے فرمایا: آقا! آپ پر میرا ایک حق ہے پس آپ مجھے اسکے ہاتھ فروخت کریں جسکو میں پسند کروں، آقا نے کہا: اسکا تجھے اختیار ہے پس جو شخص بھی آکر بھاؤ لگاتا اس سے آپ دریافت کرتے کس کام کیلئے لینا چاہتا ہے؟ آنے والوں میں سے ایک نے کہا: اپنے گیٹ کی حفاظت کیلئے، آپ نے فرمایا خرید لے، پس جب اس کو رات کی تاریکی نے چھپا لیا (یعنی رات ہوگئی) تو آپ نے دروازہ بند کرکے دہلیز میں نماز پڑھنی شروع کردی، اس شخص کی لڑکیوں کے کچھ یار لگے ہوئے تھے انہوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ لڑکیوں نے کہا: لقمان! دروازہ کھول دے۔ آپ نے فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان، تمہارے والد نے مجھے اس لئے نہیں خریدا۔ پس لڑکیوں نے آپ کو اتنا مارا کہ قریب تھا کہ وہ آپ کو ختم کردیں۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے ان کے والد کو اطلاع نہیں کی دوسری رات انہوں نے پھر ایسا ہی کیا آپ نے پھر بھی ان کے باپ کو خبر نہیں کی۔ تیسری رات پھر ایسا ہی کیا آپ نے پھر بھی خبر نہیں کی تو لڑکیاں آپس میں کہنے لگیں، اللہ نے اس حبشی غلام کو اس خیر کے متعلق ہم سے بہتر نہیں بنایا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ لڑکیاں ایسی پارسا ہوئیں کہ بنی اسرائیل میں ان سے بہتر کوئی نہیں تھی"

٭ ٭ ٭ ٭

اَلدَّنَاءَةُ
کمینگی

مَرَّ بِالْحُطَيْئَةِ ابْنُ حَمَامَةَ، وَهُوَ جَالِسٌ بِفِنَاءِ بَيْتِهِ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ: قَدْ قُلْتَ مَا لَا يُنْكَرُ، قَالَ: خَرَجْتُ مِنْ أَهْلِي بِغَيْرِ زَادٍ، قَالَ: مَا ضَمِنْتُ لِأَهْلِكَ قِرَاكَ، قَالَ: أَفَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ ظِلَّ بَيْتِكَ؟ قَالَ: دُونَكَ الْجَبَلَ يَفِيءُ عَلَيْكَ، قَالَ: أَنَا ابْنُ حَمَامَةَ، قَالَ: انْصَرِفْ، وَكُنِ ابْنَ أَيِّ طَائِرٍ شِئْتَ۔

حل لغات: الدناءۃ کمینگی دیکھو صفحہ۔ الحطیئۃ (بالتصغیر، بصورت الہمزۃ) یہاں ابو ملیکہ جرول بن اوس بن مالک شاعر کا لقب ہے جو بڑا فصیح و بلیغ شاعر تھا مگر بڑا شریر اور نہایت بد خلق تھا اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گیا تھا ایک مرتبہ اس کے دل میں آیا کہ کسی کی ہجو کرے مگر کوئی نہ ملا تو دل ہی دل میں کہنے لگا ؎ ابت شفتای الیوم الا تکلما ؛ بشر فما ادری لمن انا قائلہ ؛ کچھ دیر کے بعد پانی کے حوض پر پہنچا اور اس میں اپنا چہرہ نظر آیا تو اس نے اپنی ہجو میں یہ شعر کہا ؎ اری لی وجہا قبح اللہ خلقہ ؛ فقبح من وجہ وقبح حاملہ ؛ وفات کے وقت اس سے کہا گیا کہ کچھ وصیت کر جا اس نے کہا کہ میرا کل مال میرے لڑکوں کے لئے ہے لوگوں نے کہا کہ اللہ نے اس کا حکم نہیں کیا اس نے جواب دیا کہ میں تو حکم کر رہا ہوں، ابن حمامہ ایک اعرابی تھا جس کو نظم سے الفت تھی اور شعر و شاعری پر گذر کرتا تھا اور آخر قرن ثانی میں وفات پائی، دونک اسم فعل بمعنی امر ہے لے خذہ، یفیٔ (ض) فیئاً۔ الظل سایہ کا ہٹ جانا۔

تشریح: ایک مرتبہ ابن حمام حطیئہ شاعر کے پاس کو گذرا وہ اپنے صحن خانہ میں بیٹھا ہوا تھا ابن حمام نے سلام کیا حطیئہ نے جواب میں کہا، تو نے ایسی بات کہی ہے جس کا انکار ہی نہیں کیا جا سکتا۔ ابن حمامہ نے کہا: میں اپنے گھر والوں کے پاس کر بلا توشہ نکل آیا (کچھ کھانے کیلئے دیدے) حطیئہ نے کہا: میں تیرے گھر والوں کیلئے تیری مہمانداری کا ٹھیکہ دار نہیں ہوں، ابن حمامہ نے کہا: اتنی اجازت ہے کہ میں تیرے گھر کے سایہ میں آجاؤں! حطیئہ نے کہا: پہاڑ کو اختیار کر وہ تیرے اوپر سایہ کرے گا۔ ابن حمامہ نے کہا: میں ابن حمامہ ہوں، حطیئہ نے کہا: تو یہاں سے چلا جا اور جس پرند کا چاہے بیٹا ہو جا۔ **توضیح:** حمامہ اس کے باپ کا نام ہے۔ اس لئے اس نے "انا ابن حمامہ" کہا تا کہ وہ کچھ نرم پڑ جائے مگر حطیئہ نے اس کے معنی کو بدل کر کبوتر مراد لیا جس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ کبوتر تو بہت کمزور جانور ہے اگر تو کسی قوی سے قوی پرند کا بھی بیٹا ہو تب بھی تجھے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا کیونکہ میں تو پتھر ہوں جس کو جونک نہیں لگتی:-

اَلْعِلْمُ لَا يُعْطِيكَ بَعْضَهُ حَتّٰى تُعْطِيَهُ كُلَّكَ
علم تجھ کو اپنا تھوڑا حصہ بھی نہیں دیگا تا آنکہ تو اپنا سب کچھ اس کے حوالے نہ کر دے

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، حَدَّثَنِي أَبُو يُوسُفَ قَالَ تُوُفِّيَ أَبِي إِبْرَاهِيمُ، وَخَلَّفَنِي صَغِيرًا فِي حِجْرِ أُمِّي فَأَسْلَمَتْنِي إِلَى قَصَّارٍ أَخْدِمُهُ، فَكُنْتُ أَدَعُ الْقَصَّارَ، وَأَمُرُّ عَلَى حَلْقَةِ أَبِي حَنِيفَةَ، فَأَجْلِسُ وَأَسْتَمِعُ، فَتَجِيءُ أُمِّي فَتَأْخُذُ بِيَدِي، وَتَذْهَبُ بِي إِلَى الْقَصَّارِ، وَكَانَ أَبُو حَنِيفَةَ يُعْنَى بِي لِمَا كَانَ يَرَى مِنْ حِرْصِي عَلَى التَّعَلُّمِ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى أُمِّي، وَكَثُرَ عَلَيْهَا هَرَبِي قَالَتْ لِأَبِي حَنِيفَةَ مَا

لِهٰذَا الصَّبِيِّ فَسَادُ غَيْرِكَ. هٰذَا صَبِيٌّ يَتِيْمٌ لَا شَيْئَ لَهٗ، وَاِنَّمَا اُطْعِمُهٗ مِنْ مِغْزَلِيْ، وَاٰمُلُ اَنْ يَكْتَسِبَ دَانِقًا يَعُوْدُ بِهٖ عَلٰى نَفْسِهٖ، فَقَالَ لَهَا اَبُوْحَنِيْفَةَ: مُرِّيْ، يَا رَعْنَاءُ! هَا هُوَ ذَا يَتَعَلَّمُ اَكْلَ الْفَالُوْذَجِ بِدُهْنِ الْفُسْتُقِ، فَانْصَرَفَتْ عَنْهُ وَهِيَ تَقُوْلُ: اَنْتَ شَيْخٌ قَدْ خَرِفْتَ وَذَهَبَ عَقْلُكَ. قَالَ، ثُمَّ لَزِمْتُهٗ، وَنَفَعَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْعِلْمِ، وَرَفَعَنِيْ حَتّٰى تَقَلَّدْتُ الْقَضَاءَ فَكُنْتُ اُجَالِسُ الرَّشِيْدَ، وَاٰكُلُ مَعَهٗ عَلٰى مَائِدَتِهٖ فَلَمَّا كَانَ فِيْ بَعْضِ الْاَيَّامِ، قُدِّمَ اِلَيْهِ فَالُوْذَجَةٌ، فَقَالَ لِيْ، كُلْ يَا يَعْقُوْبُ! فَلَيْسَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ يُعْمَلُ لَنَا مِثْلُهَا، فَقُلْتُ: وَمَا هٰذِهٖ؟ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! فَقَالَ! هٰذِهٖ فَالُوْذَجَةٌ بِدُهْنِ الْفُسْتُقِ فَضَحِكْتُ، فَقَالَ لِيْ، مِمَّ تَضْحَكُ؟ فَقُلْتُ خَيْرًا، اَبْقَى اللّٰهُ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَقَالَ، لَتُخْبِرَنِّيْ وَاَلَحَّ عَلَيَّ، فَحَدَّثْتُهٗ بِالْقِصَّةِ مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰى اٰخِرِهَا، فَعَجِبَ مِنْ ذٰلِكَ۔

حلِ لغات علی بن الجعد بن عبید ابوالحسن جوہری بغدادی مولود ۱۳۳ھ متوفی ۲۳۰ھ بخاری و ابوداؤد کے رواۃ میں سے مشہور محدث و فقیہ ہیں، عبدوس اور موسیٰ بن داؤد کا قول ہے کہ ہم نے ان سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا۔ امام ابو یوسفؒ کے خاص اصحاب میں سے ہیں، امام ابو حنیفہؒ کو بھی دیکھا ہے اور آپ کے جنازہ پر حاضر ہوئے ہیں حجر گود ج حجور، قصار دھوبی، ابو حنیفہؒ دیکھو ص۔ مغزل تکلہ ج مغازل، آمل، املا آرزو کرنا، دانق درہم کے چھٹے حصہ کا ایک سکہ ج دوانق (یہ لفظ فارسی ہے) مری مرور سے امر حاضر ہے، رعناء احمق، رعن (ک، س، ف) رعونۃ احمق بیوقوف ہونا، فالوذج فالودہ ذہن، دہن، الفستق پستہ، خرفت (س ک) خرفا بڑھاپے کیوجہ سے فاسد العقل ہونا۔ الرشید دیکھو ص۵۵ مائدۃ دسترخوان، الح. فی السوال اصرار کرنا۔

تشریح:۔ علی بن جعد کہتے ہیں کہ مجھ سے امام ابو یوسف نے بیان کیا ہے کہ مجھ کو میرے والد ابراہیم صغر سنی میں ماں کی گود میں چھوڑ کر انتقال کر گئے تھے، میری والدہ نے مجھ کو ایک دھوبی کے سپرد کر دیا تاکہ میں اسکی خدمت کرتا رہوں (مگر مجھے یہ چیز ناپسند تھی اسلئے) میں دھوبی کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہ کے حلقۂ درس میں آبیٹھتا اور آپ سے حدیثیں سنتا رہتا۔ والدہ آتیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر دھوبی کے پاس لیجاتیں امام ابو حنیفہ میرے علمی شوق کو دیکھ کر بہت زیادہ خیال فرماتے تھے جب میری والدہ پر یہ (قصہ) گراں ہو گیا اور والدہ کا مجھ کو واپس کرنا، اور میرا بھاگنا حد سے زائد ہو گیا تو ایک روز، والدہ نے امام ابو حنیفہ سے کہا: اس بچہ کی بیکاری کا سبب آپ ہی ہیں، یہ بچہ تو یتیم ہے جس کے پاس کچھ نہیں ہے میں اسکو اپنے تکلے کی کمائی سے کھلاتی ہوں اور یہ آرزو رکھتی ہوں کہ یہ ایک آدھ درہم کمائے جس سے اپنی ذات کو فائدہ پہنچائے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا: اری جا پاگل، یہ تو روغن پستہ کے ساتھ فالودہ کھانا سیکھ رہا ہے، والدہ ان کے پاس سے (بڑبڑاتی ہوتی اور) یہ کہتی ہوئی واپس ہو گئی، بڈھے تیرا تو دماغ خراب ہو گیا، تیری تو عقل جاتی رہی، امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اسکے بعد میں نے امام ابو حنیفہؒ کے حلقۂ درس میں حاضر ہونے) کو لازم کر لیا اور اللہ نے مجھے علم سے بہت کچھ نفع بخشا یہاں تک کہ میں قاضی القضاۃ ہو گیا اور ہارون الرشید کیساتھ اُٹھنے بیٹھنے ایک دسترخوان پر کھانے پینے لگا۔ ایک روز ہارون الرشید کیلئے فالودہ مذکورہ پیش کیا گیا۔ خلیفہ نے کہا یعقوب! کھاؤ، کیونکہ یہ ہر روز تیار نہیں ہوتا۔ میں نے پوچھا: امیر المؤمنین! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: روغن پستہ کے ساتھ فالودہ ہے اس پر میں مسکرا دیا خلیفہ نے کہا: آپ کس لئے مسکرائے؟ میں نے کہا: امیر المؤمنین! کوئی بات نہیں، خلیفہ نے اصرار کیا تب میں نے (امام صاحب کا)

قصہ اوّل سے آخر تک بیان کیا خلیفہ نے سن کر تعجب کیا اور کہا: بیشک علم دین و دنیا میں عزت دیتا ہے اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ پر رحم فرمائے وہ عقل کی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھتے تھے جو ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا)

اَلْعَفْوُ عَنِ الْمُذْنِبِيْنَ

(قصور وارسے درگذر)

وَكَانَ رَجُلٌ شِرِّيْبٌ، جَمَعَ قَوْمًا مِنْ نُدَمَائِهِ، وَدَفَعَ إِلَى غُلَامٍ لَهُ أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ أَنْ يَشْتَرِيَ بِهَا مِنَ الْفَوَاكِهِ لِلْمَجْلِسِ، فَمَرَّ الْغُلَامُ بِبَابِ مَجْلِسِ

منصور بن عمّار وهو يسأل لفقيرٍ شيئاً. ويقول: مَنْ دفع له أربعة دراهم، دعوتُ له أربع دعواتٍ، فدفع له الغلام الدراهم، فقال له منصور: ما الذي تريد أن أدعو لك؟ قال: أن يعتقني الله من رقّ العبوديّة، فدعا منصور وأمّن الناسُ، قال: والثانية؟ قال: أن يخلف الله عليّ الدراهم، فدعا له وأمّن الناس، قال: والثالثة؟ يا غلام! قال: أن يتوب الله على مولاي، فدعا له وأمّن الناسُ، قال: والرابعة؟ يا غلام! قال: أن يغفر الله لي ولمولاي ولك يا منصور وللحاضرين، فدعا منصور وأمّن الناسُ، فرجع الغلام فقال له مولاه: لِمَ أبطأت؟ فقصّ عليه القصّة قال: وبِمَ دعا؟ قال: سألتُ لنفسي العتق، قال: اذهب فأنت حرّ، قال: والثانية؟ قال: أن يخلف الله عليّ الدراهم، قال: لك أربعة آلاف درهم، قال: والثالثة؟ قال: أن يتوب الله عليك، قال: تبتُ إلى الله عزّ وجلّ، قال: والرابعة؟ قال: أن يغفر لي ولك وللواعظ وللحاضرين، قال: هذه الواحدة ليست إليّ، فلما بات رأى في المنام كأن قائلاً يقول: أنت فعلت ما كان إليك أتراني لا أفعل ما كان إليّ، قد غفرتُ لك وللغلام وللمنصور وللحاضرين

حلّ لغات: المذنبين جمع مذنب گناہگار، شرّیب، بہت زیادہ شراب پینے والا۔ ندماء جمع ندیم مجلس شراب کا ساتھی۔ الفواکہ جمع فاکہۃ میوہ، منصور بن عمار شیخ ابو السری، واقف طریقت، کاشف حقیقت اور ایسے بے مثل واعظ تھے کہ اس زمانہ میں آپکا مثل نہ تھا، آپ خراسان کے رہنے والے تھے اور بعض لوگ مرو اور بعض بصرہ کو آپ کا مسکن بتاتے ہیں بعد میں آپ عراق چلے گئے تھے، آپ صاحب علم و حکمت اور فصیح و بلیغ شخص تھے آپنے ۲۲۵ھ میں وفات پائی ہے۔ وفات کے بعد حضرت ابو الحسن شعرانی نے آپکو خواب میں دیکھا، پوچھا اللہ نے آپکے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا: بخش دیا اور مجھے حکم کیا کہ جس طرح تو دنیا میں ہماری تعریف انسانوں کے سامنے بیان کرتا تھا اسی طرح ملائکہ کے سامنے ہماری حمد و ثنا کر۔ رق غلامی، پتلی چیز، ابطارت بطور تاخیر کرنا۔

تشریح:۔ ایک شرابی نے اپنے مجلس شراب کے ساتھیوں کو جمع کیا اور غلام کو چار درہم دیئے تاکہ وہ مجلس شراب کیلئے میوہ جات خرید لائے۔ غلام شیخ منصور بن عمار کی مجلس کے قریب ہو کر گزرا آپ کسی فقیر کیلئے سوال کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اس فقیر کو چار درہم دیگا میں اس کیلئے چار دعائیں کروں گا۔ غلام نے وہ چار درہم فقیر کو دے دیئے۔ شیخ نے کہا: کیا دعا چاہتا ہے؟ غلام نے کہا: یہ کہ خدا مجھے غلامی سے آزاد کردے، شیخ نے دعا کی لوگوں نے آمین کہی، پھر شیخ نے کہا: دوسری؟ غلام نے کہا: یہ کہ اللہ مجھے میرے چار درہم

دیدے۔ شیخ نے دعاء کی لوگوں نے آمین کہی، پھر شیخ نے کہا: تیسری؟ غلام نے کہا: یہ کہ اللہ رب العزت میرے آقا کو توبہ کی توفیق دے
شیخ نے دُعاء کی لوگوں نے آمین کہی، پھر شیخ نے کہا: چوتھی؟ غلام نے کہا: یہ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ میری اور میرے آقا کی اور آپ کی
اور تمام حاضرین کی مغفرت فرمائے۔ شیخ نے دعاء کی لوگوں نے آمین کہی، پس غلام واپس ہوا تو آقا نے کہا: اتنی دیر کیوں کی؟ غلام نے پورا
قصہ بیان کردیا؛ آقا نے کہا: کیا کیا دُعاء کرائی ہے؟ غلام نے کہا اپنے لئے غلامی سے آزادی کی آقا نے کہا: جا تو آزاد ہے، اچھا دُوسری،
غلام نے کہا؛ یہ کہ اللہ مجھے چار درہم دیدے، آقا نے کہا: تیرے لیے چار ہزار درہم ہیں، اچھا تیسری؟ غلام نے کہا: یہ کہ خدا آپکو توبہ کی توفیق
مرحمت فرمائے، آقا نے کہا: میں توبہ کرتا ہوں۔ اچھا چوتھی؟ غلام نے کہا: یہ کہ اللہ میری اور آپکی اور شیخ کی اور جملہ حاضرین کی مغفرت فرمائے
آقا نے کہا: یہ میرے اختیار میں نہیں ہے، پس جب اس نے شب خوابی کی تو خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ جو تیرے اختیار میں
تھا تو نے کرلیا تو کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ جو میرے اختیار میں ہے وہ میں نہ کروں گا میں نے تیری اور غلام کی اور منصور کی اور جملہ حاضرین کی مغفرت کی دی

أَحْسِنْ إِلَىٰ مَنْ أَسَاءَ إِلَيْكَ

جو تیرے ساتھ برائی سے پیش آئے تو اس کیساتھ بھی احسان کر۔

وَيُحْكَىٰ أَنَّ زُبَيْدَةَ الْعَبَّاسِيَّةَ، كَانَتْ جَالِسَةً ذَاتَ يَوْمٍ فِي قَصْرِهَا وَقَدْ دَخَلَتْ عَلَيْهَا حَاجِبَتُهَا تَقُولُ لَهَا، إِنَّ امْرَأَةً جَمِيلَةً عَلَيْهَا أَطْمَارٌ رَثَّةٌ تُرِيدُ الدُّخُولَ عَلَيْكِ وَتَذْكُرُ أَنَّ لَهَا مَعْرِفَةً قَدِيمَةً تَامَّةً بِهَا، فَأَنْكَرَتْ زُبَيْدَةُ ذٰلِكَ، وَتَوَقَّفَتْ فِيهِ، ثُمَّ سَأَلَهَا مَنْ حَضَرَهَا مِنْ نِسَائِهَا وَجَوَارِيهَا فِي الْإِذْنِ لَهَا، فَأَذِنَتْ، فَدَخَلَتِ امْرَأَةٌ تَامَّةُ الْقَامَةِ مُعْتَدِلَةُ الْخِلْقَةِ جَمِيلَةُ الصُّورَةِ، عَلَيْهَا أَطْمَارٌ بَالِيَةٌ وَرِدَاءٌ مُرَقَّعٌ، فَجَعَلَتْ تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ تُلَاصِقُ حِيطَانَ الْأَرْوِقَةِ حَتَّى انْتَهَتْ إِلَى بَابِ الْمَجْلِسِ، فَسَلَّمَتْ، فَقَالَتْ زُبَيْدَةُ حُيِّيتِ فَمَنْ أَنْتِ؟ قَالَتْ: أَنَا جَرِيحَةُ الزَّمَانِ وَطَرِيحَةُ الْحَدَثَانِ، ذَهَبَتِ الرِّجَالُ، وَاخْتَلَّتِ الْأَحْوَالُ، وَجَفَانَا الصَّدِيقُ وَكِدْنَا أَنْ نُلْقَىٰ عَلَى الطَّرِيقِ فَقَالَتْ لَهَا: إِنْتَسِبِي، فَقَالَتْ، أَنَا رَبِيبَةُ ابْنَةِ مَرْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَتْ، لَا حَيَّاكِ اللّٰهُ وَلَا سَلَّمَ عَلَيْكِ وَيْلَكِ أَتَذْكُرِينَ؟ وَقَدْ دَخَلَ عَجَائِزُنَا وَأَنْتِ فِي مُلْكِكِ وَجَبَرُوتِكِ، يَسْأَلْنَكِ، وَيَرْغَبْنَ أَنْ تَسْأَلِي صَاحِبَكِ أَنْ يَأْذَنَ فِي إِنْزَالِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ خَشَبَتِهِ، فَمَا فَعَلْتِ، فَتَغَرْغَرَتْ عَيْنَاهَا بِالدُّمُوعِ، وَقَالَتْ، يَا ابْنَةَ الْعَمِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَعْجَبَكِ مِنْ ثَمَرَةِ الْعُقُوقِ وَقَطْعِ الرَّحِمِ وَكُفْرِ النِّعْمَةِ حَتَّىٰ تَتَأَسَّيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، ثُمَّ وَلَّتْ مُنْصَرِفَةً، فَنَدِمَتْ زُبَيْدَةُ عَلَىٰ بَادِرَتِهَا، وَأَدْرَكَتْهَا رِقَّةٌ، وَبَعَثَتْ جَوَارِيَهَا إِلَيْهَا، فَلَمْ تَرْجِعْ، فَقَامَتْ تَعْدُو خَلْفَهَا حَتَّىٰ أَدْرَكَتْهَا فِي الدِّهْلِيزِ، وَرَدَّتْهَا وَاعْتَذَرَتْ إِلَيْهَا، فَرَجَعَتْ فَأَمَرَتْ جَوَارِيَهَا أَنْ يُدْخِلْنَهَا الْحَمَّامَ، وَأَحْضَرَتْ لَهَا أَصْنَافًا مِنَ الثِّيَابِ وَالْجُبَابِ، فَاخْتَارَتْ مِنْهَا

مَا لَبِسَتْ، وَتَطَيَّبَتْ وَاَقْبَلَتْ كَاَنَّهَا فِلْقَةُ قَمَرٍ، فَقَامَتْ اِلَيْهَا، وَاعْتَنَقَتْهَا، وَنَعَتْ مَجْلِسَهَا وَاَكَلَتْهَا، فَلَمَّا دَخَلَ الْخَلِيْفَةُ، قَصَّتْ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فَشَكَرَهَا عَلٰى تَدَارُكِ فَارِطِهَا، وَاَمَرَهَا اَنْ تَفْرِضَ لَهَا مَقْصُوْرَةً وَجَوَارِيَ يَخْدِمْنَهَا وَتَسْاَلُهَا، هَلْ يَكْفِيْ لَهَا مَنْ تَعْنِيْ بِاَمْرِهِ. فَفَعَلَتْ مَعَهَا ذٰلِكَ۔

حل لغات

زبیدہ زوجہ امیر المؤمنین ہارون الرشید و بنت جعفر بن منصور مشہور پارسا و نیک خصلت بی بی تھی، قصر محل، اطمار جمع طمر پرانی چادر، رثۃ بوسیدہ کپڑے، بالیہ پرانے ازدار، چادر امرقع پیوند لگی، حیطان جمع حائط (قیاس الحیطان) دیوار، اروقۃ جمع رواق سائبان، برآمدہ، جریحۃ بمعنی مجروحہ، طریحۃ بمعنی مطروحہ انداختہ شدہ، الحدثان مصائب زمانہ، اختلت، اختلالاً خراب ہونا، جنانا ان جفانا ظلم کرنا، ربیبہ دایہ، پرورش کرنے والی، وقد دخل جملہ حالیہ مفعول کے قائم مقام ہے، عجائز جمع عجوز بوڑھی عورت، تجبرت تکبر و سرکشی، المرّۃ دھاری دار چادر، اُون کی چادر جس میں سیاہ و سفید دھاریاں ہوں جو بمار العقوق نافرمانی۔ ترک شفقت، رقّۃ مہربانی، نرم دلی، جباب جمع جبۃ نوعے از پیراہن، فلقۃ ٹکڑا، اعتنقتہا اعتناقاً ایک دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈالنا، فارط پچھلا مقصورۃ چھوٹا حجرہ دلہن کیلئے آراستہ کیا ہوا مکان۔

تشریح:

منقول ہے کہ ایک روز زبیدہ عباسیہ اپنے محل میں بیٹھی ہوئی تھی کہ یکایک اس کی حاجبہ یہ کہتی ہوئی آئی کہ ایک خوبصورت عورت جس پر پھٹے پرانے کپڑے ہیں آپکے پاس آنا چاہتی ہے اور یہ بھی بتاتی ہے کہ وہ آپکو خوب اچھی طرح جانتی ہے زبیدہ نے اس کا انکار کیا اور اس کو داخلہ کی اجازت دینے میں بھی توقف کیا تاہم اپنے پاس والی عورتوں اور کنیزوں سے مشورہ کیا انہوں نے کہا: کوئی حرج نہیں، پس زبیدہ نے داخلہ کی اجازت دیدی، سو ایک عورت داخل ہوئی پورے قد والی، مناسب اعضا والی، حسین شکل و صورت والی جس پر پھٹے پرانے کپڑے اور پیوند در پیوند چادر تھی وہ برآمدوں کی دیواروں سے لگی لگی شرماتی ہوئی مجلس کے دروازہ تک پہنچی اور سلام کیا، زبیدہ نے کہا، زندہ باش تو کون ہے؟ اس نے کہا، میں زخم رسیدہ روزگار اور انداختہ حوادثات زمانہ ہوں اپنے تمام آدمی ختم اور حالات دگرگوں ہو گئے۔ دوستوں نے ہمارے ساتھ ستم ظریفی کی یہاں تک قریب تھے کہ ہم برسر راہ ڈالدیئے جائیں:

کیوں سنگ حوادث سے نہ ٹوٹے دل نازک ✺ آئینہ ہے کچھ سد سکندر ہی تو نہیں ہے (رشاد)

زبیدہ نے کہا، ذرا اپنا نسب تو بیان کر اس نے کہا: میں مروان بن محمد کی صاحبزادی کی دایہ ہوں،

زبیدہ نے کہا: خدا کرے تیری موت آجائے اور تجھے چین نصیب نہ ہو تجھے یاد ہے کہ جب کچھ بوڑھی عورتیں تیرے ہاں گئی تھیں اور تو اس وقت اپنے ملک و سلطنت (کبر) و نخوت کے نشہ میں سرشار تھی وہ تجھ سے بخواہش تمام یہ درخواست کر رہی تھیں کہ تو اپنے صاحب الیعنی مروان سے اتنی سفارش کر دے کہ وہ ابراہیم کو سولی سے اتار دے مگر تو نے اتنا بھی نہیں کیا، یہ سن کر اس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں اور کہا: اے بھتیجی! تجھ کو نافرمانی قطع رحمی اور ناشکری کے مقابلہ میں کون سی چیز بھائی کہ تو اس کو اختیار کر رہی ہے، اور السلام علیکم کہہ کر واپس ہو گئی، زبیدہ اپنی جلدبازی اور تیزی خشم پر شرمندہ ہوئی اور اس پر رقت طاری ہو گئی

مسکن دوست زجاں می طلبیدم گفتا ✺ مسکن دوست اگر ہست دل مسکین ست (مغربی)

چنانچہ اس نے اپنی کنیزوں کو اس کے پاس بھیجا مگر وہ واپس نہ ہوئی زبیدہ اٹھ کر خود اس کے پیچھے دوڑی یہاں تک کہ اس کو دہلیز میں پا لیا اور عذر و معذرت

کرکے لوٹنے کی درخواست کی وہ واپس ہوگئی، زبیدہ نے کنیزوں کو حکم دیا کہ وہ اس کو گرمابہ میں لیجائیں اور قسم قسم کے کپڑے بجتے پیش کردیئے۔ جو کپڑا اس کو پسند آیا وہ اس نے پہن لیا اور خوشبو لگا کر جو باہر آئی تو معلوم ہوتا تھا کہ گویا چاند کا ٹکڑا ہے پس زبیدہ نے اُٹھ کر (غایت محبت سے) اس کے گلے میں ہاتھ ڈالے اور اس کے مقام کو بلند کیا اس کے ساتھ کھایا پیا۔

بروزگار سلامت شکستگان دریاب ❊ کہ جبر خاطر مسکیں بلا بگرداند

جب خلیفہ ہارون الرشید آیا تو زبیدہ نے پورا قصہ بیان کیا۔ ہارون نے زبیدہ کی پیش دستی کے تدارک پر شکر ادا کیا اور حکم کیا کہ اس کیلئے ایک کمرہ اور خدمت کیلئے کچھ لونڈیں مقرر کردی جائیں اور اس سے دریافت کیا جائے کہ اس کا کوئی آدمی باقی ہے جس کے بارے میں وہ کچھ چاہتی ہو؟ زبیدہ نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ باحسانے آسودہ کردن دلے ✕ بہ از الف رکعت بہر منزلے

مدح الجبن

بزدلی کی تعریف

وقال سلم بن زرعة: وكان وَجَّهه عُبيد الله بن زياد لحرب ابى بلال الخارجى فى الفين، وابو بلال فى اربعين رجلا، فشد واعليه شدّة رجل واحد، فانهزم هو واصحابهُ، فلما دخل على ابن زياد عنّفه فى ذلك، وقال: أتمضى فى الفين، وتنهزم عن اربعين؟ فخرج عنه وهو يقول: لأن يذمّنى ابن زياد حيًّا خيرٌ من ان يمدحنى وانا ميت، (و) فى رواية أخرى ان يشتمنى الامير وانا حىّ احبُّ الىّ من ان يُعولى وانا ميت، فقال شاعر الخوارج: ؎

االفا مؤمن لستم كذا كم	ولكن الخوارج مؤمنونا
هم الفئة القليلةُ قد علمتم	على الفئة الكثيرة يُنصرونا

حل لغات الجبن (ن، ک) جُبْنًا بزدل ہونا۔ عبیداللہ بن زیاد دیکھو صہ ابو بلال دیکھو مقدمہ صہ عنفہ جھڑکنا، عتاب کرنا، الفئۃ جماعت، گروہ۔

تشریح:۔ اسلم بن زرعہ نے بیان کیا ہے جس کو عبیداللہ بن زیاد نے ابو بلال خارجی کیساتھ لڑائی کیلئے دو ہزار آدمیوں کے لشکر کے ساتھ بھیجا تھا اور ابو بلال صرف چالیس آدمیوں کیساتھ تھا ابو بلال اور اس کے ساتھیوں نے شخص واحد کی طرح ایسا زوردار حملہ کیا کہ اسلم اور اس کے ساتھی شکست کھاگئے، جب اسلم ابن زیاد کے پاس آیا تو اس نے اسلم کو ملامت کی اور غیرت دلاتے ہوئے کہا کہ تو دو ہزار آدمیوں کے لشکر کے ساتھ گیا پھر بھی صرف چالیس آدمیوں سے شکست کھاگیا۔ اسلم ابن زیاد کے پاس سے یہ کہتا ہوا چلا آیا کہ ابن زیاد کا میری زندگی میں مجھ کو ملامت کرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ میرے مرنے کے بعد میری تعریف کرے اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو میری زندگی میں امیرالمؤمنین کا گالی دینا زیادہ پسند ہے اس سے کہ وہ میرے مرنے کے بعد میرے لئے دعا کرے۔ پس ایک خارجی شاعر نے کہا ؎ الفا مؤمن الخ کیا دو ہزار آدمیوں کا مؤمن ہونا مستبعد ہے؟ تم تو ایسے ہو بھی نہیں، لیکن خوارج ہی ایمان والے ہیں۔ وہ چھوٹی جماعت ہے تمہیں معلوم ہے لیکن بڑی جماعت پر کامیاب ہوگئے۔

الحذاقة فی الرمی

تیر اندازی میں مہارت

حدّث العتبی عن بعض اشیاخہ، قال: کنتُ عند المهاجر بن عبد الله والی الیمامة، فأُتی باعرابی کان معروفا بالسرف، فقال له: اخبرنی عن بعض عجائبك، قال: عجائبی کثیرة، ومن اعجبها انه کان لی بعیر لا یُسبق، وکانت لی خیل لا تلحق، فکنتُ اخرج فلا ارجع خائبا، فخرجتُ فاحترشت ضبا، فعلّقته علی قتبی، ثم مررتُ بخباء لیس فیه الا عجوز، فقلتُ: یحبان یکون لهذه العجوزة غنم وابل، فلما امسیتُ اذا بابل، واذا شیخ عظیم البطن شثن الکفین، ومعه عبد اسود فلما رأنی رحّب بی ثم قام الی ناقة فاحتلبها، وناولنی العلبة، فشربتُ ما یشرب الرجل فتناول الباقی، فضرب بها جبهته، ثم احتلب تسع اینق فشرب البانهن، ثم نحر حوارا، فطبخه، فاکلتُ شیئا واکل الجمیع حتی القی عظامه بیضا، وجثی علی کومة، ولتوسّدها، ثم غطّ غطیط البکر، فقلتُ هذه والله الغنیمة، ثم قمتُ الی فحل ابله، فخطمتُه، ثم قرنته ببعیری، وصحتُ به، فاتبعنی واتبعت الابل اربابا اربابا فی قطار، فصارت خلفی کأنها حبل ممدود، فمضیتُ ابادر ثنیّة، بینی وبینها مسیرة لیلة للمسرع، ولم ازل اضرب بعیری مرة بیدی، ومرة برجلی حتی طلع الفجر، فابصرتُ الثنیّة، و اذا علیها سواد، فلما دنوتُ منه، اذا الشیخ قاعد وقوسه فی حجره فقال: أضیفنا؟ قلتُ: نعم، قال: اسخ نفسك عن هذه الابل، قلتُ لا، فاخرج سهما، کأنه لسانُ کلب، ثم قال: انظر بین اذنی الضب المعلق فی القتب، ثم رماه، فصدع عظمه عن دماغه، فقال لی: ما تقول؟ قلتُ: انا علی رای الاول، قال: انظر هذا السهم الثانی فی فقرة ظهره الوسطی، ثم رمی به، فکانما قدّه بیده، ثم قال: رأیك؟ فقلتُ: انی احب ان استثبت، قال: انظر هذا السهم فی عکوة ذنبه والرابع والله فی بطنك، ثم رماه، فلم یخط العکوة، قلتُ: أنزل آمنا، قال: فدفعت الیه خطام فحله، وقلتُ: هذه ابلك، لم تذهب منها وبرة، وانا انظر متی یرمینی بسهم یقصد به قلبی، فلما تباعدتُ قال: أقبل، فاقبلتُ والله فرقا من شره، لا طمعا فی خیره، فقال: ما احسبك تجشمت اللیلة ما تجشمت الا من حاجة، قلتُ: نعم، قال: فاقرن من هذه الابل بعیرین، و امض لطیتك، قال: قلتُ: اما والله لا امضی حتی اخبرك عن نفسك فلا والله ما رأیتُ اعرابیا اشدّ ضرسا، ولا اعدی رجلا، ولا ارمی یدا، ولا اکرم عفوا، ولا اسخی نفسا منك، فصرف وجهه عنی حیاءً، وقال: خذ الابل برمتها، مبارکا لك فیها

حل لغات | الحذاقة دیکھو صـ ۲۶۸، العتبی دیکھو صـ ۱۲، اشیاخ جمع شیخ، سرف تنعیم کے قریب ایک جگہ ہے، فاحترشتُ، حرش (ض) حرشا واحترش، الضب شکار کرنا، ضبا گوہ ج اضُب، ضُبّان، ضباب، ضبّ (ض) ضبا چپ ہونا، قتب پالان ج

آتا ہے۔ قتب (ن) قتبا۔ وقتبنی آنت کھلانا، اقتب، البعیر اونٹ پر پالان باندھنا، رائحہ یقال مالہ سارحۃ ولا رائحۃ یعنی اس کے پاس مویشی میں سے کچھ بھی نہیں، شثن سخت رحّب مرحبا کہنا۔ العلبۃ چمڑے یا لکڑی کا برتن ج علاب، علب (ن، س) علبا سخت ہونا، اینق جمع ناقہ، حُوار اونٹنی کا بچہ جس کا دودھ ابھی نہ چھڑایا گیا ہو ج احوزہ، جثی (ن) جثوا، جثی (ض)، جثیا زانو پر بیٹھنا ص جاث ج جُثیّ مونث جاثیۃ کو مٹی کا ڈھیر ج اکوام، توسّد الوسادۃ سر کے نیچے تکیہ رکھنا۔ غطّ (ض) غطیطا۔ النائم سونے والے کا خراٹے لینا۔ البکر جوان اونٹ۔ فحل سانڈ، ہر حیوان کا نر ج فحول خطمۃ (ض) خطما نکیل لگانا، ازبا عضو یہاں جماعت مراد ہے، ارب (س) اربا باہر آنا۔ قطار لگنا ب یک رشتہ شتر ج قطر، ثنیۃ گھاٹی، سواد وجود یقال رأیت سوادا میں نے وجود کو دیکھا ج اسودہ، صدع (ف) صدعا اس طرح پھاڑنا کہ جدا نہ ہو، فقرہ ریڑھ کی ہڈی ج فقر، عکوہ دم کی جڑ عکا (ن) عکوا جانور کی دم کو اس کی جڑ کی طرف موڑنا، ذبرۃ اونٹ کی اون، فرقا (س) منہ کھولنا تجشمت مصیبت جھیلنا، طلبۃ ارادہ، خواہش، ضرس ڈاڑھ ج اضراس، زمتہ اعطاء الشئ برمتہ اس نے اس کو کچھ دے دیا۔ تشریح

—— فاضل عتبی نے اپنے بعض شیوخ سے بیان کیا ہے اس نے کہا کہ میں مہاجر بن عبد اللہ حاکم یمامہ کے پاس تھا کہ ایک دیہاتی کو لایا گیا جو مقام شر میں مشہور و معروف تھا، مہاجر نے اس سے کہا اپنا کوئی عجیب قصہ سنا۔ اس نے کہا: واقعات عجیبہ تو بہت ہیں مگر سب سے عجیب واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس ایک اونٹ تھا جس سے آگے کوئی (اونٹ) نہیں بڑھ سکتا تھا اور ایک گھوڑا تھا جس کیساتھ کوئی (گھوڑا) نہیں لگ سکتا تھا میں جب بھی (شکار کیلئے) باہر گیا کبھی ناکام نہیں لوٹا۔ ایک مرتبہ میں باہر گیا اور گوہ کا شکار کرکے پالان کی لکڑی میں لٹکا کر ایک خیمہ کے قریب کر گذرا جس میں ایک بڑھیا کے سوا کوئی نہ تھا میں نے اپنے دل میں کہا: ضرور اس کے ہاں مویشی یعنی اونٹ بکری وغیرہ ہوں گے، جب میں نے شام کی تو دیکھا کچھ اونٹ اور ایک بوڑھا آیا بڑی توند والا، سخت اور بھری ہوئی ہتھیلیوں والا جس کے ساتھ ایک حبشی غلام تھا اس نے مجھے دیکھ کر مرحبا کہا اور فوراً اپنی اونٹنی کا دودھ دوھ کر دودھ سے بھرا ہوا ایک برتن میری طرف بڑھایا سو جتنا ایک آدمی پی سکتا ہے اتنا میں نے پیا اور باقی رہنے دیا پھر اس نے کر پی لیا اس کے بعد اس نے نو اونٹنیوں کا دودھ دوہا اور سب پی گیا اور بعدہ ایک اونٹنی کا بچہ ذبح کرکے پکایا جس میں سے کچھ میں نے کھایا اور باقی سب وہ کھا گیا اور ہڈیاں تک صفا کر پھینکیں پھر مٹی کے تودہ کا تکیہ بنا کر زانو پر بیٹھ گیا اور اونٹ کی طرح طرح خرخر کرنے لگا یعنی خراٹے لیتا ہوا سو گیا، میں نے اپنے دل میں کہا: موقعہ تو بہت غنیمت ہے چنانچہ میں نے اٹھ کر اس کے اونٹ کی ناک میں نکیل ڈالی اور اپنے اونٹ کیساتھ باندھ دیا اور اس کو ٹہوکی دی پس وہ میرے پیچھے ہو لیا اور باقی اونٹ بھی ایک ایک کرکے سب قطار میں لگ گئے جیسے گویا ایک رسی بھیلا دی گئی، پس میں گھاٹی پار ہونیکے قصد سے چل پڑا جس کے درمیان ایک رات کی مسافت تھی اور میں اپنے اونٹ کو کبھی ہاتھ سے کبھی پاؤں سے مارتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور گھاٹی بھی نظر آنے لگی، دور سے ایک وجود سا معلوم ہو رہا تھا جب میں قریب آیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہی بوڑھا گود میں تیر کمان لئے ہوئے بیٹھا ہے اس نے مجھے دیکھ کر کہا: کیا ہمارا مہمان ہے؟ میں نے کہا: ہاں اس نے کہا: ان میں سے کوئی ایک اونٹ لے لے اور باقی واپس کردے، میں نے کہا: ہرگز نہیں، پس اس نے کتے کی زبان کی مانند ایک تیر نکال کر کہا: پالان میں لٹکی ہوئی گوہ کے دونوں کانوں کے درمیان دیکھ یہ کہہ کر تیر چلایا اور اس کے بھیجے کی ہڈی کو چپکا دیا اور کہنے لگا: کہہ کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا: میری تو وہی رائے ہے، اس نے کہا: یہ دوسرا تیر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں دیکھ، یہ کہہ کر پھر تیر چلایا تیر ٹھیک نشانہ پر ایسا لگا جیسے گویا اس نے اپنے ہاتھ سے رکھ دیا اس کے بعد اس نے پھر پوچھا: کہہ کیا خیال ہے؟ میں نے کہا: سوچ لوں: اس نے کہا: یہ تیر اس کی دم کی جڑ میں دیکھ اور بعد والا چوتھا تیرے پیٹ میں ہوگا یہ کہہ کر پھر تیر چلایا پس تیرنے بال برابر بھی تو خطا نہیں کی میں نے کہا: اس کیساتھ اترتا ہوں پس میں نے اونٹ کی نکیل اس کی طرف کردی اور کہہ دیا کہ یہ رہا تیرا اونٹ جس کا ایک بال بھی ضائع نہیں ہوا اب میں اس کا منتظر تھا کہ دیکھئے کب تیر دل میں ترازو ہوتا ہے، جب میں کچھ دور پہنچ گیا تو اس نے کہا: ذرا ادھر تو آ، میں صرف اس کے خوف کی وجہ سے پھر آیا۔ اس نے کہا: تو نے یہ ساری مصیبت کس

مرد تو کیوجہ سے بی جھیلی ہے ؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: اچھا ان میں سے دو اونٹ لے لے اور جہاں جانا ہو جا۔ میں نے کہا: بخدا میں جاؤں گا یہاں تک کہ تجھے یہ بتا دوں کہ میں نے تجھ سے زیادہ کوئی مضبوط، اڑنے والا تیرانداز، درگذر کرنے والا اور سخی تر نہیں دیکھا۔ پس اس نے ازراہ حیلہ اپنا چہرہ مجھ سے ہٹا کر کہا: اچھا یہ سب اونٹ لے لے، تجھے مبارک ہوں:۔

الباحث عن حتفه بظلفه

خود اپنی ہلاکت کا سامان پیدا کرنے والا

یہ ایک کہاوت ہے جس کا قصہ یہ ہے کہ ایک شخص کو بکری ملی اس نے اس کو ذبح کرنا چاہا مگر اسکے پاس چھری وغیرہ نہیں تھی، بکری نے زمین پر کھر مارنا شروع کیا تو زمین سے ایک چھری نمودار ہوئی اور اس نے چھری نکال کر بکری کو ذبح کر دیا پس یہ ہر اس شخص کے لئے کہاوت ہو گئی جو اپنی ہلاکت اور بربادی کا سامان خود پیدا کرے قال حسان بن ثابت رضی

دلاتک کالشاۃ التی کان حتفہا ※ بحفر ذراعیہا فلم ترض محفرا

کان رجل من اهل الكوفة، قد بلغه عن رجل من اهل السلطان انه يعرض له ضيعة بواسط فی مغرم، لزمه للخليفة، فحمل وكيلاً له على بغل، واترع له خرجا بدنانير، وقال له: اذهب الى واسط فاشتر لى هذه الضيعة المعروضة، فان كفاك ما فی هذا الخرج، والا فاكتب الى امدك بالمال فخرج فلما اصحر من البيوت لحق به اعرابی راكب على حمار، معه قوس، وكنانة، فقال له: الى اين تتوجه؟ فقال: الى واسط، قال فهل لك فی الصحبة؟ قال نعم، فسارا حتى فوزا، نعنت لهما ظباء، فقال له الاعرابی: ای هذه الظباء احب اليك؟ المتقدم منها ام المتاخر، فاذكيه لك، قال له: المتقدم فرماه، فخرمه بالسهم، فاشتويا وأكلا. فاغتبط الرجل بصحبة الاعرابی، ثم عن لهم زفة قطا، فقال ايها ترين؟ فاصرعها لك، فاشار الى واحدة منها، فرماها فاقصدها، ثم اشتويا واكلا، فلما انقضى طعامهما، فوق له الاعرابی سهما، ثم قال: اين تريد ان اصيبك؟ فقال له: اتق الله واحفظ ذمام الصحبة، قال: لابد منه، قال، اتق الله ربك واستبقنی، ودونك البغل والخرج، فانه مترع مالا، قال: فاخلع ثيابك، فانسلخ من ثيابه ثوبا ثوبا، حتى بقى مجردا، قال له: اخلع امواقك وكان لابسا خفين، فقال له: اتق الله فی ودع لی الخفين، اتبلغ بهما من الحر، فان الرمضاء تحرق قدمی، قال: لابد منه، قال: فدونك الخف، فاخلعه، فلما تناول الخف، ذكر الرجل خنجرا كان معه فی الخف، فاستخرجه، ثم ضرب به صدره، فشقه الى عانته، وقال له: الاستقصاء خرقة، فذهبت مثلا، وكان هذا الاعرابی من رماة الحدق،

حل لغات الباحث بحث (ف) بحثاً۔ فی الارض کھودنا: مٹی کے نیچے کسی چیز کو تلاش کرنا، حتف موت یقال مات حتف انفه، اپنی موت مرا، قال السموئل بن عادیا ۔ وما مات منا سید حتف انفه × ولا طل منا حیث کان قتیل

ہمارا کوئی سردار بچھونے پر پڑ کر نہیں مرا بلکہ جو مرا سو لڑائی میں مرا اور ہمارا کوئی ایسا مقتول نہیں ہے جس کا قصاص نہ لیا گیا ہو علامہ سبکی نے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے کہ شعر کی نسبت سموأل کی طرف صحیح نہیں کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ "مات حتف انفہ" کے متلفظ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سموأل دورِ جاہلیت کا شاعر ہے جس کا انتقال بعثت قبل ہی ہو چکا تھا ظِلف ناخون، پھٹے ہوئے کھر "الباحث عن حتفہ بظلفہ" ایک مثل ہے جس کا قصہ یہ ہے کہ ایک شخص کو ایک بکری ملی اس نے بکری کو ذبح کرنا چاہا اس کے پاس چھری وغیرہ نہ تھی بکری نے زمین پر کھر مارنا شروع کیا تو زمین سے ایک چھری برآمد ہوئی اس نے چھری اٹھا کر بکری کو ذبح کر دیا پس یہ ہر اس شخص کیلئے کہاوت ہوگئی جو اپنی ہلاکت و بربادی کا سامان خود پیدا کرے ضیعۃ زمین، المغرم تاوان، اترع الاناء برتن بھرنا، خرجا خرجی خرجین جر خرجۃ، اصحر جنگل میں چلا جانا۔ کنانۃ، ترکش ج کنائن فوزا تثنیہ کا صیغہ ہے فوز۔ الطریق بیابان طے کرنا۔ عنت عنا ظاہر ہونا۔ خرم خرما (ن) سوراخ کرنا، ناک کی درمیان والی ہڈی پھاڑنا۔ اغتبط اغتباطا خوش ہونا۔ زُفۃ گروہ، قطا ایک پرندہ ہے جس کو سنگخوارش کہتے ہیں۔ فوّق۔ لہ سہما سوفار لگانا۔ ذمام حق، واجب، حرمت، مترع بھرا ہوا، امواق جمع موق موزہ جو بار یک موزہ پر پہنا جائے، رمضاء دھوپ کی تیزی کی وجہ سے گرم زمین رمض (س) رمضا۔ النہار سخت گرم ہونا۔ عانۃ موئے زیرناف، الاستقصاء

پوری کوشش کرنا، خرقۃ نادانی، بیوقوفی، الحدق جمع حدقۃ پتلی یہاں ماہر تیر انداز مراد ہے ؛

تشریح :- ایک کوئی بادشاہ کے ایک قریبی آدمی کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ وہ شخص اپنی زمین کو جو واسط میں تھی طلبنہ کے قرض کے سلسلہ میں جو اس پر لازم ہو گیا تھا اس کو فی شخص پر (برائے فروخت) پیش کر رہا ہے کوفی نے اپنے ایک وکیل کو خچر پر سوار کر کے اور ایک خرجین اشرفیوں سے بھر کے کہا: تو واسط جا کر پیش کردہ زمین کو میرے لئے خرید لے اگر اس خرجین میں بھری ہوئی اشرفیں کافی ہو گئیں تو بہتر ورنہ میرے پاس خط لکھ دینا اور مال بھیج دوں گا جب وکیل شہر سے نکل کر جنگل میں پہنچا تو ایک دیہاتی گدھے پر سوار تیر و ترکش لئے ہوئے اس کے پاس آیا اور کہنے لگا، کہاں جا رہا ہے؟ وکیل نے کہا، واسط، دیہاتی نے کہا، ایک ساتھ چلنے کا ارادہ ہے؟ وکیل نے کہا، ہاں اچھا چنانچہ وہ دونوں چل دیئے۔ اور جب مسافت طے کرتے ہوئے ایک بیابان میں پہنچے تو کچھ ہرنیں سامنے آئیں دیہاتی نے کہا ان میں سے کونسی پسند ہے اگلی یا پچھلی تاکہ میں اس کو تیرے لئے ذبح کر دوں، وکیل نے کہا۔ اگلی، دیہاتی نے اس کے ایسا تیر مارا کہ اس کی ناک کی ہڈی کو پھاڑ ڈالا اور دونوں نے بھون کر کھا لیا، وکیل اس دیہاتی کے ساتھ ہو جانے سے بہت خوش ہوا کچھ دیر بعد قطا کی ایک ڈار ظاہر ہوئی دیہاتی نے کہا، انمیں سے کس کو چاہتا ہے؟ تاکہ تیرے لئے اس کو بھی پچھاڑ ڈالوں، وکیل نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کر دیا پس دیہاتی نے اس کے ایسا تیر مارا کہ اس کو وہیں ختم کر دیا اور اس کو بھی بھون کر کھا گئے اور جب کھانا ختم ہو گیا تو دیہاتی نے وکیل پر تیر تان کر کہا: بتا کس جگہ لگاؤں؟ وکیل نے کہا، خدا سے ڈر اور صحبت کی حرمت کا پاس کر دیہاتی نے کہا، یہ تو ضروری ہے۔ وکیل نے کہا: خدا سے ڈر مجھے زندہ چھوڑ اور یہ خچر و خرجین جو مال سے بھرا ہوا ہے سب لے لے۔ دیہاتی نے کہا: کپڑے بھی نکال دے۔ وکیل نے ایک ایک کر کے کپڑے بھی اتار دیئے اور بالکل ننگا رہ گیا دیہاتی نے کہا، موزے بھی اتار وہ موزے پہنے ہوئے تھا اس نے کہا، خدا سے ڈر کم از کم موزے تو رہنے دے تاکہ میں ان کے ذریعہ گرمی سے کفایت کر سکوں کیونکہ دھوپ سے تپتی ہوئی زمین میرے پاؤں جھلس دیگی دیہاتی نے کہا: یہ بھی ضروری ہے وکیل نے کہا اچھا تو موزے بھی لے لے جب اس نے موزے اتارنے شروع کئے تو وکیل کو اپنا خنجر یاد آیا جو موزے میں تھا پس اس نے خنجر نکال کر دیہاتی کے سینہ پر مارا اور ناف تک پھاڑ ڈالا اور کہنے لگا کہ یہ تمام کوشش حماقت تھی پس الباحث آہ ایک کہاوت ہو گئی۔ یہ دیہاتی بڑا ہی ماہر تیر انداز تھا۔

ع :- ہر کہ او بد می کند بے شبہ با خود می کند :-

اخلاف الوعد

وعدہ خلافی

قالوا: الخلفُ الأمُ من البخل، لانه مَن لم يفعل المعروف، لزمه ذمُ اللوم وحده، ومن وعد، واَخلف، لزمه ثلاثُ مذمّات ذم اللوم، وذم الخلف، وذم الكذب +-

تشریح :- اہل علم نے کہا ہے کہ وعدہ خلافی بخل سے بھی بدتر ہے کیونکہ جو شخص احسان نہ کرے اس کیلئے تو صرف ایک برائی ہے یعنی بخل، اور جو شخص وعدہ خلافی کرے اس کیلئے تین برائیاں ہیں ملامت کی برائی، وعدہ خلافی کی برائی، جھوٹ بولنے کی برائی :-

حسن الجوار

بھلا پڑوس

وذكروا ان جاراً لابی دلف ببغداد لزمه كبيرُ دَين فادحٍ، حتی احتاج الی بیع داره فساوموه بها فسألهم الفی دینار، فقالوا: له ان دارك تساوی خمسمائة، قال: و جواری من ابی دلف بالف وخمسمائة، فبلغ ابا دلف، فامر بقضاء دَینه، وقال له: لا تبع دارك ولا تنتقل من جوارنا

حل لغات: الجوار پڑوس، فادح گرانبار فدح (ف) فدحاً۔ گرانبار بنا دینا۔ ساوموه مساومة بھاؤ تاؤ کرنا۔

تشریح:- لوگوں نے بیان کیا ہے کہ بغداد میں ابودلف شاعر کے ایک پڑوسی پر گراں بار قرض آپڑا اس کی وجہ وہ اپنے گھر کو بیچنے پر مجبور ہو گیا لوگوں نے اس سے مکان کا بھاؤ کیا تو اس نے دو ہزار اشرفیاں مانگی لوگوں اس سے کہا کہ تیرا مکان صرف پانچسو کی قیمت کا ہے اس نے کہا، ابودلف کا پڑوس ایک ہزار پانچسو اشرفیوں کے برابر ہے، ابودلف کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے اس کے قرض چکا دینے کا حکم دیا اور کہا کہ نہ تو اپنا گھر فروخت کر اور نہ ہمارے پڑوس سے منتقل ہو۔-

حلم الحجّاج

حجاج کی بُردباری

قال الهیثم بن عدی: اُتی الحجاج بحروریة، فقال لاصحابه: ما تقولون فی هذه؟ قالوا: اقتلها اصلح الله الامیر ونكّل بها غیرها، فتبسمت الحروریة، فقال لها: لِمَ تبسّمت؟ فقالت: لقد كان وزراءُ اخیك فرعون خیراً من وزرائك یا حجاج! استشارهم فی قتلِ موسی، فقالوا: اَرجِه واَخاه، وهؤلاء یامرونك بتعجیل قتلی، فضحك الحجاجُ وامرَ باطلاقِها

تشریح :- ہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حجاج کے پاس خارجیوں کی ایک جماعت لائی گئی حجاج نے اپنے اصحاب سے کہا، اس جماعت کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ان سب کو قتل کر دیجئے اور ان کے قتل کے ذریعے سے دوسروں کو عبرت دیجئے، یہ سن کر سب خارجی ہنسنے لگے، حجاج نے ان سے پوچھا، تم ہنسے کیوں؟ انہوں نے کہا، حجاج! ان وزیروں سے بہتر تو تیرے بھائی فرعون ہی کے وزیر تھے، جب فرعون نے حضرت موسیٰ کے بارے میں ان سے مشورہ لیا تو انہوں نے کہا "ارجه واخاه" اس کو یعنی حضرت موسیٰ کو، اور اس کے

بھائی (اُن) کو مہلت دے، اور یہ لوگ آپکو ہمارے فوری قتل کیلئے کہہ رہے ہیں،

چو خشم آیدت بر گناہ کسے ٭ تامل کنش در عقوبت بسے ٭ کہ سہلست لعل بدخشاں شکست ٭ شکستہ نشاید دگر بارہ بست

حجاج یہ سن کر ہنسنے لگا اور سب کو رہا کر دینے کا حکم کر دیا۔

(فائدہ) حدیث میں ہے کہ "المؤمن وثاب" مومن سمجھ بوجھ کر اقدام کرنے والا ہے، اور منافق جلد باز ہے، حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کہ جو کام کرنا چاہو اس میں تھوڑے توقف کرو کیونکہ اگر میں توقف سے کام لیتا تو ندامت نہ اٹھانی پڑتی۔ ایک اعرابی کہتا ہے کہ عجلت سے احتراز کرو کیونکہ اہل عرب کے یہاں عجلت کی کنیت ام الندامت ہے ۔

پیش سگ چوں لقمۂ ناں افگنی ٭ بو کند آنگہ خورد ای معتنی

علماء نے لکھا ہے کہ جلد بازی شیطانی اثر ہے مگر چھ مواقع میں عجلت بہتر ہے (۱) دخول وقت کے بعد ادائگی نماز میں (۲) حضور میت کے بعد تدفین میں (۳) لڑکی بالغ ہوجائے تو اس کی شادی میں (۴) قرض کی ادائگی میں (۵) مہمان آجائے تو اس کی ضیافت میں (۶) گناہ ہو جائے تو توبہ کرنے میں:۔

البارُّ بأمِّه[عہ]

ماں کا تابعدار

وکان حیوة بن شریح[عہ]، یقعد للناس، فتقول له امه: قم یا حیوة! ألقِ الشعیر للدجاج[عہ] فیقوم

حیوۃ بن شریح ابن صفوان بن مالک البزروہ متوفی ۱۵۸ھ یا ۱۵۹ھ مشہور عابد و زاہد، فقیہہ اور مستجاب الدعوات تھے، امام احمد، ابن معین، ابن یونس وغیرہ نے آپکی توثیق کی ہے ابن وضاح نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص طواف کرتے ہوئے دعا کر رہا تھا کہ خدایا مجھے قرضہ کے بارے سبکدوش کر دے، اس نے خواب میں ایک شخص سے سنا کہ اگر تو قرضہ سے سبکدوش چاہتا ہے تو حیوۃ بن شریح کے پاس جا وہ تیرے لئے دعا کریگا یہ شخص جمعہ کے روز عصر کے بعد اسکندریہ آیا اور آپکے پاس اقامت کی دیکھتا کیا ہے کہ آپکے ارد گرد جو کنکریں وغیرہ پڑی تھیں سب اشرفیاں بن گئیں اور آپنے فرمایا خدا سے ڈر اور جتنا تیرا قرضہ ہے اتنی اشرفیاں لے لے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے تین سو اشرفیاں لے لیں اور قرض چکا دیا۔ **تشریح** حیوۃ بن شریح لوگوں کے فیصلوں کیلئے بیٹھے ہوتے تھے آپکی والدہ آکر کہتیں حیوۃ! مرغی کو جو ڈال دے، آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔

(فائدہ) امام احمد، امام نسائی اور حافظ بیہقی نے معاویہ بن جاہمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جاہمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا ارادہ جہاد میں شرکت کا ہے آپ سے مشورہ لینے کے لئے آیا ہوں، آپ نے ارشاد فرمایا: تیری ماں زندہ ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا ماں کی خدمت کر کیونکہ جنت ماں کے قدموں میں ہے۔

جنت کہ سرائے مادر انست ٭ زیر قدمات مادر انست:۔

عہ البارّ - فرمانبردار، نیک شعار ۱۲ عہ شرجو، دجاج مرغی ۱۲

تعظيمُ الصّحبةِ النبويّة

صحبت نبوی کی عظمت

قال: خرج عمر بن الخطاب رضی الله عنه، ويده على المعلّى بن الجارود العبدی فلقيته امرأة من قريش، فقالت له: يا عمر! فوقف لها فقالت: كنا نعرفك مدة عُميرا، ثم صرت من بعد عميرٍ عمر، ثم صرت من بعد عمر امير المؤمنين فاتق الله يا ابن الخطاب! وانظر فی امور الناس فانه من خاف الوعيد، قرب عليه البعيد، ومن خاف الموت خشی الفوت، فقال المعلى: ايهًا يا امة الله فقد ابكيتِ امير المؤمنين، فقال له عمر: اسكت أتدری من هذه؟ هذه خولة بنت حكيم التی سمع الله قولها من سمائه، فعمر احرىٰ ان يسمع قولها ويقتدی به

حل لغات | عُمیر تصغیر عمر، خولہ بنت حکیم بن امیہ، ام شریک مشہور صحابیہ ہیں حضرت عثمان بن مظعون کے نکاح میں تھیں عابدہ زاہدہ بی بی تھیں اور ان صحابیات میں سے تھیں جنہوں نے اپنی ذات کے متعلق تمام اختیارات حضور انور کو ہبہ کر دیئے تھے۔ **تشریح:** راوی نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ تشریف لیجا رہے تھے اور آپ کا ہاتھ معلی بن جارود کے کندھے پر تھا، راستہ میں ایک قریشی عورت ملی اور اس نے آواز دی، عمر! آپ فوراً ٹھہر گئے، عورت نے کہا: ہم تجھے ایک مدت تک عمیر جانتے رہے پھر تو عمیر سے عمر ہو گیا اس کے بعد اب عمر سے امیر المومنین ہو گیا سو اے خطاب کے بیٹے اللہ سے ڈرتا رہ اور لوگوں کے معاملات میں غور کرتا رہ کیونکہ جو شخص وعیدسے خائف ہوتا ہے اس پر بعید قریب ہو جاتا ہے اور جو موت سے خائف ہوتا ہے اسکو ہمیشہ ہلاکت کا اندیشہ ہے، معلی نے کہا: اللہ کی بندی! بس کر تو نے امیر المومنین کو رلا ڈالا۔ حضرت عمرؓ نے معلی سے کہا: خاموش جانتا ہے یہ کون ہے؟ یہ خولہ بنت حکیم ہے جس کی بات کو اللہ نے آسمان پر سنا تھا پس عمر تو کہیں زیادہ لائق ہے کہ اس کی بات کو سنے اور اس پر عمل کرے۔

ثمرةُ السَّبّ

گالی کا نتیجہ

قال رجل لابی بكر رضی الله عنه، والله لاسُبَّنَّكَ سَبًّا، يدخل القبر معك، قال معك يدخل لا معی، وقيل لعمرو بن عبيد لقد وقع فيك اليوم ابو ايوب السجستانی حتى رحمناك، قال: اياه فارحموا، وشتم رجل الشعبی، فقال له: ان كنت صادقا فغفر الله لی، وان كنت كاذبا، فغفر الله لك،

حل لغات | ثمرۃ پھل، نتیجہ، السب گالی، عمرو بن عبید تمیمی بصری معتزلی، الشعبی دیکھو ص ۵۹ **تشریح**

ایک شخص نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا: میں آپ کو ایسی گالی دونگا جو قبر میں بھی آپ کے ساتھ جائیگی، آپنے فرمایا: میرے ساتھ نہیں بلکہ تیرے ہی ساتھ جائیگی عمرو بن عبید سے کہا گیا کہ آج آپ کے بارے میں ابو ایوب سجستانی نے وہ کچھ کہا کہ ہم کو آپ پر رحم آگیا، عمرو نے کہا: اسی پر رحم کھاؤ، ایک شخص نے امام شعبیؒ کو گالی دی آپنے فرمایا: اگر تو سچا ہے تو اللہ میری مغفرت فرمائے اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تیری مغفرت کرے۔

دشنام خلق را ندہم جز دعا جواب ❁ ابرم کہ تلخ گیرم و شیریں عوض دہم

الحسودُ لا یرضیٰ بشیٔ

حاسد تو کسی طرح بھی راضی نہیں ہوتا

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے ❁ حسود را چہ کنم کوز خود برنج درست

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست ❁ کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست (سعدی)

قال الاصمعی، کان رجل من اهل البصرة بذیًّا شرّیرا، یؤذی جیرانہ، ویشتم اعراضهم فاتاه رجل، فوعظه، فقال له مابال جیرانك؟ یشکونك، قال انهم یحسدونی، قال له: علی ای شیٔ یحسدونك؟ قال، علی الصلب، قال: وکیف ذاك؟ قال اقبل معی، فاقبل معه الی جیرانه فقعد متحازنا، فقالوا له، مالك؟ قال: طرق اللیلة کتاب معاویة ان اُصلب انا ومالك بن المنذر وفلان وفلان، فذکر رجالا من اشراف اهل البصرة، فوثبوا علیه، وقالوا: یا عدو الله! انت تُصلب مع هؤلاء، ولا کرامة لك، فالتفت الی الرجل، فقال، اما تراهم؟ قد حسدونی علی الصلب، فکیف لو کان خیرا!

حل لغات | الحسود وہ شخص جو طبعاً حاسد ہو جمع حُسُد، الاصمعی دیکھو ۲۶، بذیّا بد زبان فحش گو بذاً اذاءٌ، بذی (س) بذُوَّرک (بذاءۃ، فحش گو ہونا، اعراض جمع عرض، آبرو، الصلب سولی پر چڑھانا، متحازنا اسم فاعل ہے تحازن اپنے آپ کو غمگین ظاہر کرنا، معاویہ دیکھو ۱۲۹۔

تشریح:۔ اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ایک بصری بڑا ہی شریر اور بدزبان تھا جو اپنے ہمسایوں کو تکلیف پہنچاتا اور انکی آبروریزی کرتا رہتا تھا ایک شخص نے اس کو سمجھایا اور کہا کیا بات ہے تیرے پڑوسی تیری شکایت کرتے رہتے ہیں، اس نے کہا وہ مجھ سے جلتے ہیں اس نے پوچھا: کس بات پر؟ اس نے کہا: اس بات پر یہاں تک کہ میرے سولی دیئے جانے پر، اس نے پوچھا: یہ کیسے؟ اس نے کہا: میرے ساتھ آ، پس وہ اس کے ساتھ اپنے پڑوسیوں کے ہاں جا کر غمگین ہو کر بیٹھ گیا لوگوں نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا آج رات معاویہ کا خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ مجھ کو اور مالک بن منذر اور فلاں فلاں اشراف اہل بصرہ کو سولی دی جائیگی پس سب لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور کہنے لگے اے دشمن خدا! تو ان کے ساتھ سولی دیا جائیگا حالانکہ تجھ میں کوئی شرافت وبزرگی نہیں ہے پس وہ واعظ کی طرف متوجہ ہو کر بولا: دیکھا آپنے! سولی دیئے جانے پر بھی مجھ سے جلتے ہیں اگر کوئی بھلائی کی بات ہوتی تو نہ معلوم ان کا کیا حال ہوتا۔

کلُّ العداوةِ قد ترجی ازالتها ❁ الا عداوة من عاداك من حسد

حُبُّ الجهاد فی سبیل اللہ تعالیٰ

راہِ خدا میں شوقِ جہاد

یاربِّ اِنَّ جہادی غیر منقطعٍ ✺ فکلُّ ارضک لی ثغرٌ و طرطوس

عن اشیاخٍ من بنی سلمۃ ان عمرو بن الجموح کان رجلاً اعرج شدید العرج، وکان لہ بنونٌ اربعۃ مثل الاسد، یشہدون مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المشاہد، فلما کان یوم احد ارادوا حبسہ وقالوا لہ: ان اللہ عز وجل قد عذرک، فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: ان بنیَّ یریدون ان یحبسونی عن ہٰذا الوجہ والخروج معک فیہ، فواللہ انی لارجوان اطأ بعرجتی ہٰذہ فی الجنۃ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اما انت، فقد عذرک اللہ، فلا جہاد علیک، وقال لبنیہ: ما علیکم ان لا تمنعوہ، لعلَّ اللہ ان یرزقہ الشہادۃ، فخرج معہ، فقتل یوم احد ——————

حل لغات | العرج لنگڑاہٹ۔ بنون ج ابن۔ المشاہد میدانِ جنگ۔ الوجہ بزرگی و منزلت۔ اطأ۔ وطئ پیر سے روندنا۔ **تشریح**

بنی سلمہ کے شیوخ سے مروی ہے کہ حضرت عمرو بن جموحؓ ایک غیر معمولی لنگڑے شخص تھے اور ان کے چار بیٹے شیر برابر بہادر تھے جو اکثر حضورؐ کیساتھ لڑائیوں میں شرکت کرتے تھے۔ غزوۂ احد میں (عمرو بن جموح) کو شوق پیدا ہوا کہ میں بھی جاؤں مگر ان کے بیٹوں نے ان کو روکنا چاہا اور کہنے لگے کہ (لنگڑے پن کیوجہ سے) اللہ نے آپکو معذور قرار دیا ہے پس تب حضورؐ کیخدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ میرے بیٹے مجھے اس منزلت عظمیٰ یعنی آپکے ساتھ غزوۂ احد میں جانے سے روکنا چاہتے ہیں اور میری آرزو ہے کہ اپنے لنگڑے پاؤں سے جنت میں چلوں پھروں۔

چوں شہید عشق در دنیا و عقبیٰ سرخروست ✺ اے خوش آنساعت کہ مارا کشتہ زیبا میداں برند

حضورؐ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے تم کو معذور کیا ہے اس لئے تم پر جہاد ضروری نہیں اور ان کے بیٹوں سے فرمایا کہ تم کو روکنے کی بھی ضرورت نہیں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ انکو شہادت نصیب فرمادے۔ چنانچہ عمرو جنگ احد میں تشریف لے گئے اور شہید ہو گئے۔

از عشق دم مزن چوں نگشتی شہید عشق ✺ دعوائے ایں مقام درست از شہادتست

العقوق

والدین کی نافرمانی

عن عبد اللہ بن ابی اوفیٰ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ: ان ہٰہنا غلاماً قد احتضر فیقال لہ: قل لا الٰہ الا اللہ، فلا یستطیع ان یقولہا، قال الیس کان یقولہا فی حیاتہ، قالوا: بلیٰ، قال: فما منعہ منہا عند موتہ؟ فنہض

النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونہض نامعہ، حتی اتی الغلام فقال: یا غلام! قل: لا الٰہ الا اللہ، قال: لا استطیع ان اقولہ، قال: لِمَ؟ قال: لعقوق والدتی، قال: اھی حیۃ؟ قال نعم، قال: ارسلوا الیھا، فجاءتہ، فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ: ابنک ھو؟ قالت نعم، قال: ارأیت لو انّ نارًا اُججت، فقیل لک: ان لم تشفعی فیہ قذفناہ فی ھذہ النار فقالت: اذا کنت اشفع لہ، قال: فاشھدی اللہ، واشھدینا بانکِ رضیتِ عنہ، فقالت: قد رضیتُ عن ابنی، قال یاغلام! قل لا الٰہ الا اللہ، فقال: لا الٰہ الا اللہ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحمد للہ الذی انقذہ بی من النار

حل لغات العقوق والدین کی نافرمانی، عاق نافرمان، عبداللہ بن ابی اوفی علقمہ بن حارث اسلمی صحابی ہیں اور صحابی زادہ ہیں غزوہ حنین، فتح خیبر، حدیبیہ، بیعت الرضوان وغیرہ میں حضورؐ کیساتھ شریک رہے، حضورؐ کی وفات کے بعد کوفہ میں سکونت اختیار کرلی تھی وہیں ۸۶ھ یا ۸۷ھ میں وفات ہوئی آپ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے کوفہ کے رہنے والے صحابہ میں سب کے بعد انہی کی وفات ہوئی ہے۔ احتضر المریض قریب المرگ ہونا، اُججت اَجّج۔ النار بھڑکانا، قذفناہ (ض) قذفا پھینکنا، ڈالنا، انقذہ وانقذہ (ان) انقذا نجات دینا:۔ **تشریح**:۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ! ایک نوجوان (علقمہ) قریب المرگ ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ تو وہ نہیں پڑھ پاتا، آپنے فرمایا کیا وہ اس کلمہ کو اپنی زندگی میں نہیں پڑھتا تھا؟ لوگوں نے عرض کیا پڑھتا تھا۔ آپنے فرمایا: پھر موت کے وقت اس کے پڑھنے سے کونسی چیز مانع ہے پس آنحضرتؐ اٹھے اور ہم بھی آپکے ساتھ اُٹھے، آپنے (اس نوجوان کے پاس تشریف لاکر) فرمایا: کہہ لا الٰہ الا اللہ، اس نے کہا: میں نہیں سکتا (یعنی زبان سے نہیں نکلتا)، آپنے فرمایا: کیوں نہیں نکلتا؟ اس نے کہا والدہ کی نافرمانی کیوجہ سے، آپنے دریافت کیا: اس کی ماں زندہ ہے؟ لوگوں نے کہا: زندہ ہے، آپنے فرمایا: کسی کو اس کے پاس بھیجو، پس اسکی ماں حاضر خدمت ہوئی، آپنے فرمایا: یہ تیرا بیٹا ہے؟ اس نے کہا ہاں، آپنے فرمایا: بتا اگر آگ بھڑکائی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ اگر تو سفارش نہ کرے گی تو ہم اس کو آگ میں ڈال دینگے (ایسی حالت میں تو سفارش کریگی یا نہیں!) اس نے کہا ضرور سفارش کروں گی۔ آپنے فرمایا، تو اللہ کو اور مجھ کو گواہ بنا کہ تو اس سے راضی ہوگئی، اس نے کہا: میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں، تب آپنے اس نے سے فرمایا: کہہ لا الٰہ الا اللہ، اس نے فوراً کہا: لا الٰہ الا اللہ، آپ نے فرمایا: شکر ہے خدا کا جس نے اس کو میری وجہ سے آگ سے نجات دے دی

خِتَامُهُ مِسْكٌ

اس کا خاتمہ مشک (جیسا) ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (۱) مَا تَعُدُّوْنَ الصُّرَعَۃَ فِیْکُمْ؟ قَالُوْا: اَلَّذِیْ لَا یَصْرَعُہُ الرِّجَالُ، قَالَ: لَا وَلٰکِنَّہُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (۲) لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِیُّ (۳) اَلرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ۔

حل لغات ختام ہر وہ چیز جس سے مہر لگائی جائے ج ختم، الصرعۃ بہت پچھاڑنے والا، جواظ متکبر، اجڈ، کھردرا، الجعظری

بدخلق۔ عہ الجواظ المختال وقیل الجموع المنوع وقیل الضیاع المھذار والجعظری الفظ الغلیظ وقیل القصیر المتنفع بما لیس عندہ ۱۲ سیبی

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے دریافت کیا! تم پہلوان کس کو سمجھتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ جس کو لوگ نہ پچھاڑ سکیں۔ آپ نے فرمایا! نہیں بلکہ پہلوان وہی شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے (صحیحین عن ابی ہریرہؓ) (۲) متکبر اور بد خلق جنت میں نہیں جائے گا (ابوداؤد، بیہقی، صاحب جامع اصول عن حارثہ بن وہبؓ) (۳) آدمی اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے پس غور سے دیکھ لینا چاہیئے کہ کس سے دوستی کرے اور کس سے نہ کرے (احمد، ترمذی، ابوداؤد، بیہقی عن ابی ہریرۃ)

(۴) مِن اَشَرِّ النَّاسِ ذوالوجہین الذی یأتی ھٰؤلاءِ بوجہٍ وھٰؤلاءِ بوجہٍ (۵) اِنَّ مِن اَربی الربٰی الاستطالۃ فی عرض المسلم بغیر حق (۶) ایاکم والحسدَ فانّ الحسدَ یاکل الحسنات کما تاکل النارُ الحطبَ۔ (۷) کبرت خیانۃً ان تحدث اخاک حدیثا ھو لک بہ مُصدّق وانتَ لہ بہ کاذب (۸) ویلٌ للذی یُحدِّثُ فیکذب لیضحک بہ القومُ ویلٌ لہ ویلٌ لہ۔ (۹) قال اذا وَعَدَ الرجلُ اخاہ ومِن نیتہ ان یفی لہ فلم یف ولم یجیٔ للمیعاد فلا اثمَ علیہ۔ (۱۰) اذا تثاءَبَ احدُکم فلیُمسکْ علی فِیہٖ فان الشیطانَ یدخلُ (۱۱) خمسٌ تجبُ للمسلم علی اخیہ ردُّ السلامِ وتشمیتُ العاطسِ واجابۃُ الدعوۃِ وعیادۃُ المریضِ واتباعُ الجنازۃِ

حل لغات: ذوالوجہین دورُخا، دوغلا۔ رَبی زیادتی، سود۔ الاستطالۃ بدنامی کی شہرت دینا۔ الحطب لکڑی۔ ویل ہلاکت، بربادی۔ یفی (مضارع) وفاء۔ بالعہد وعدہ پورا کرنا۔ اثم گناہ۔ تثاءب جمائی لینا۔ تشمیت چھینک کا جواب دینا۔ **تشریح:**

(۴) قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بُرا شخص دورُخا (دوغلا) ہوگا جو اس کے منہ پر اس کی اور اس کے منہ پر اس کی کہنے والا ہو۔ (ترمذی عن ابی ہریرۃ) (۵) بدترین سود مسلمان کی عزت وآبرو میں ناحق بدزبانی کرنا ہے (ابوداؤد بیہقی)

(۶) حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا لیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو (ابوداؤد عن ابی ہریرۃ)

(۷) بڑی خیانت ہے یہ کہ تو اپنے بھائی سے ایسی بات کہے کہ وہ تجھے اس میں سچا سمجھتا ہے اور تو اس میں جھوٹا ہے (مسلم عن ابی سعید الخدری)

(۸) ہلاکت ہے اس کیلئے جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے بات کرتا ہے اور اس میں جھوٹ بولتا ہے اس کیلئے ہلاکت ہے اس کیلئے ہلاکت ہے (ترمذی، ابوداؤد، احمد، دارمی عن بہز بن حکیم عن (ابیہ عن جدہ)

(۹) جب کوئی آدمی وعدہ کرے اور اس کی نیت وعدہ پورا کرنے کی ہو مگر وہ (کسی وجہ سے) پورا نہ کر سکے تو اس پر کچھ گناہ نہیں (ترمذی، ابوداؤد (عن زید بن ارقم)

(۱۰) جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اسے چاہیئے کہ منہ پر ہاتھ رکھ لے کیونکہ شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے (مسلم عن ابی سعید الخدری)

(۱۱) ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں ۱ سلام کا جواب دینا ۲ بیمار کی عیادت کرنا ۳ جنازہ کے پیچھے چلنا ۴ اس کی دعوت کو قبول کرنا ۵ چھینک کا جواب دینا۔ (صحیحین عن ابی ہریرۃ)

(۱۲) مَن بَاتَ علی ظھر بیت لیس علیہ حجارٌ فقد بَرِئَتْ منہ الذمۃ۔ (۱۳) قال مَن استعاذ

عہ قال النووی ریاض الصالحین ۰ اسنادہ صحیح ۱۲

باللہ فأعیذوہ ومن سألکم بوجہ اللہ فأعطوہ

(۱۴) والذی نفسی بیدہ لا تدخلوا الجنۃ حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا أفلا أدلکم علی أمر إذا فعلتموہ تحاببتم افشوا السلام بینکم۔ (۱۵) من أحب أن یمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوأ مقعدہ من النار (۱۶) لا تترکوا النار فی بیوتکم حین تنامون (۱۷) ان أولی الناس باللہ تعالی من بدأہم بالسلام (۱۸) الأیمن فالأیمن (۱۹) اکرموا الخبز (۲۰) الصبر رضا (۲۱) الصوم جنۃ (۲۲) الفخذ عورۃ (۲۳) لا تتمنوا الموت (۲۴) الزم بیتک (۲۵) العدۃ دین (۲۶) الدین النصیحۃ (۲۷) قیدوتوکل (۲۸) ید اللہ مع الجماعۃ (۲۹) المرء مع من أحب (۳۰) الید العلیا خیر من الید السفلی (۳۱) لا تکذبوا علی فانہ من کذب علی یلج النار (۳۲) من تعلم علما لغیر اللہ أو أراد بہ غیر اللہ فلیتبوأ مقعدہ من النار۔

حل لغات: یمثل (ک۔ ن) مثولا بین یدی فلان کسی کے سامنے کھڑا ہونا۔ فلیتبوأ تبوأ۔ المکان اقامت کرنا۔ مقعد بیٹھنے کی جگہ جمع مقاعد۔ جنۃ ڈھال۔ الفخذ ران، العدۃ وعدہ یلج ولوجا داخل ہونا۔ **تشریح:۔**

(۱۲) جو شخص بے منڈیر کی چھت پر سوئے اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ (۱۳) جو شخص اللہ کا واسطہ دے کر پناہ چاہے اس کو پناہ دو اور جو شخص اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرے اس کا سوال پورا کرو (ابوداؤد، نسائی، احمد عن ابن عمر)

(۱۴) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ مؤمن نہ ہو اور مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ رکھو، تو کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتا دوں جس پر عمل کرنے سے ایک دوسرے کے دوست بن جاؤ گے، آپس میں سلام کو رواج دو۔ (مسلم، ترمذی عن ابی ہریرۃ)

سلامت من دل خستہ در سلام تو باشد ❁ زہے سعادت اگر دولت سلام تو یابم

(۱۵) جس کو اس بات سے خوشی ہو کہ لوگ بت کی طرح اس کیلئے کھڑے رہیں اسے اپنی دوزخ کی نشست گاہ ٹھیک کرلینی چاہیئے (ترمذی، ابوداؤد عن معاویہ بن ابی سفیان بلفظ من سرہ اھ) (۱۶) سوتے وقت گھروں میں آگ سلگتی مت چھوڑو۔ (صحیحین عن ابن عمر) (۱۷) لوگوں میں دوسروں کی بہ نسبت اللہ کے نزدیک زیادہ مقرب وہ ہے جو پہلے سلام کرے (ترمذی، ابوداؤد، احمد عن ابی امامہ) (۱۸) ابتداء دائیں جانب سے ہونی چاہیئے (قطعۃ من حدیث الصحیحین عن انس بن مالک) (۱۹) روٹی کا احترام کرو (طبرانی) (۲۰) صبر خوشنودی ہے۔ (۲۱) روزہ ڈھال ہے (قطعۃ من حدیث طویل للشیخین عن ابی ہریرۃ) (۲۲) ران ستر ہے، یعنی شرمگاہ میں داخل ہے کہ جس طرح شرمگاہ کا ڈھکنا ضروری ہے اور واجب ہے اسی طرح ران کا ڈھکنا ضروری ہے (ترمذی، ابوداؤد عن جرہد بن خویلد) (۲۳) موت کی تمنا نہ کرو (احمد عن جابر) (۲۴) اپنے گھر کو لازم پکڑ (قطعۃ من حدیث للترمذی عن عبداللہ بن عمرو بن العاص) (۲۵) وعدہ قرضہ ہے یعنی قرضہ کی طرح وعدہ کا پورا کرنا ضروری ہے (ابونعیم فی الحلیہ) (۲۶) دین خیر خواہی

ہے (مسلم عن تمیم الداری) (۲۷) باندھ اور بھروسہ کر (یعنی اسباب مہیا کرکے نتیجہ میں اللہ پر اعتماد چاہیئے (۲۸) اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے (ترمذی عن ابن عباس) (۲۹) آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے اس نے محبت کی (ترمذی عن انس وصفوان) (۳۰) اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے اچھا ہوتا ہے یعنی دینے والا ہاتھ مانگنے والے ہاتھ سے اچھا ہوتا ہے (قطعۃ من حدیث الشیخین عن حکیم بن حزام) (۳۱) مجھ پر جھوٹ مت لگاؤ (یعنی بلا سوچے سمجھے اور تحقیق کئے بغیر کسی قول و فعل کو میری طرف منسوب نہ کرو) اس لئے کہ جس نے مجھ پر جھوٹ کہا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے (ترمذی عن علی ابن طالب) (۳۲) جس نے اللہ تعالیٰ (کی رضا جوئی) کے علاوہ کسی اور غرض سے علم حاصل کیا یا اس سے اللہ (کی رضا جوئی) کے علاوہ کسی اور چیز کا ارادہ کیا تو اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لینا چاہیئے (ترمذی عن ابن عمر)

---

(۳۳) مَن خرجَ فی طلبِ العلم فهو فی سبیل الله حتی یَرجع (۳۴) بینَ[عہ] الکفرِ والایمانِ ترکُ الصلوٰۃ (۳۵) لا یؤمن احدُکم حتی یحبّ لاخیه ما یحب لنفسه (۳۶) لیس الغنی عن کثرۃ العرض ولٰکن الغنی غنی النفس (۳۷) نعمتان مغبون فیهما کثیرٌ من الناس الصحۃ والفراغ (۳۸) مَن اَهانَ سلطانَ الله فی الارض اَهانه الله۔ (۳۹) الدالُّ علی الخیر کفاعِله (۴۰) کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اللهم بردْ قلبی بالثلجِ والبَرَدِ والماءِ البارِدِ اللهم نَقِّ قلبی من الخطایا کما نقّیت الثوب الابیض من الدنس ؁

حلِ لغات: العرض سامان، مغبون دھوکا دیا ہوا، الثلج برف، الدنس میل کچیل :۔

تشریح :۔

(۳۳) جو شخص علم کی طلب میں نکلا وہ واپس ہونے تک اللہ کیلئے جہاد میں ہے (ترمذی، دارمی عن انس بن مالک)

(۳۴) کفر اور ایمان کے درمیان (حدِ فاصل) نماز کا ترک کرنا ہے (ترمذی عن جابر) (۳۵) تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک کہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہ نہ چاہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (ترمذی عن انس)

(۳۶) امیری مال و دولت کی زیادتی کا نام نہیں بلکہ اصل امیری دل کی امیری ہے "تونگری بدل است نہ بمال" غنا کہتے ہیں بے نیازی کو اگر کسی کے پاس کثیر مال و دولت ہو لیکن دل چین سے نہ ہو تو وہ غنی نہیں ہے غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہو۔ (صحیحین، ترمذی عن ابی ہریرۃ) (۳۷) دو نعمتیں ایسی ہیں جن سے لوگ گھاٹے میں ہیں تندرستی اور فارغ البالی، یعنی بہت کم لوگ ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ (بخاری، ترمذی عن ابن عباس) (۳۸) جس نے اللہ کے زمین والے بادشاہ کی توہین کی اللہ نے اس کی توہین کی (قطعۃ حدیث للترمذی عن ابی بکرۃ) (۳۹) بھلائی کا پتہ دینے والا ایسا ہے جیسا کہ بھلائی کرنے والا، یعنی جس نے کسی مسلمان کی دوسرے مسلمان سے کہہ کر مدد کرا دی وہ ایسا ہے جیسے خود مدد کی (قطعۃ حدیث للترمذی عن انس بن مالک) (۴۰) اے اللہ! تو میرا دل برف، اولے اور ٹھنڈے پانی سے ٹھنڈا کر دے، اے اللہ تو میرا دل گناہوں سے پاک صاف کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا ہے (ترمذی عن عبداللہ بن ابی اوفی)

محمد حنیف گنگوہی

عہ رواہ الترمذی عن جابر ورواہ احمد ومسلم بلفظ "بین الرجل وبین الشرک" اھ ابوداؤد والنسائی ولفظہما لیس بین العبد وبین الکفر الا ترک الصلوۃ وابن ماجہ ولفظہ بین العبد وبین الکفر ترک الصلوۃ ۱۲

البَابُ الثانی فِی النظمِ

الشیخ عمر بن الوردی رحمہ اللہ تعالیٰ

اتق اللہ فتقوی اللہِ مـا | جاورتْ قلبَ امرئٍ الّا وصلْ | لیس مَن یقطع طرقاً بطلاً
انما مَن یتقی اللہُ البطلْ | صَدِّقِ الشرعَ ولا ترکَن الی | رجلٍ یرصُدُ فی اللیل زحلْ
حارت الافکارُ فی قدرۃِ مَن | قد ھدانا سُبلَنا عز وجلْ | کتبَ الموتَ علی الخلق فکم
فلّ من جیشٍ وافنی من دُولْ | این نمرودُ وکنعانُ ومَن | مَلکَ الارضَ وولّی وعزلْ
این عادٌ این فرعونُ ومَن | رفعَ الاھرامَ مَن یسمع یخلْ | این من سادوا وشادوا وبنوا
ھلک الکل ولم تغنِ الحیلْ | این اربابُ الحجا اھل التقی | این اھلُ العلمِ والقومُ الاولُ

سیُعید اللہُ کلاً منھمُ | وسیجزی فاعلاً ما قد فعلْ

حل لغات

البَطَل بہادر، پہلوان ج ابطال۔ لاترکن (ن س) رکونا۔ الیہ مائل ہونا، بھروسہ کرنا۔ یرصُدُ (ن) رَصَدًا، گھات میں بیٹھنا۔ زُحَل ایک سیارہ ہے حَارَتْ (س) حَیْرًا حیرۃً حیران ہونا۔ فَلّ (ن) فَلًّا۔ القومَ شکست دینا، دُوَل جمع دولۃ الاہرام ج ہرم مخروطی شکل کی عمارت جس کی کرسی مثلث یا مربع یا بہت اضلاع والی ہو، اسی سے اہرام مصر ہے جو اس لئے بنائے گئے تھے تاکہ بادشاہوں کے مدفن کا کام دیں،

نہایت سنگین اور مضبوط عمارتیں ہیں علامہ ابوالفرج جوزی نے کتاب "سلوۃ الاحزان" میں لکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی بلندی چار سو ذراع ہے جو رخام و مرمرے بنائی گئی ہیں ان میں لکھا ہے کہ یہ ہم نے اپنی طاقت سے بنائی ہیں سو جس شخص کو اپنی قوت کا دعوی ہو وہ ان کو توڑ کر ہی دکھا دے حالانکہ بنانے کی نسبت توڑنا آسان ہے، ابن المنادی کہتے ہیں کہ ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ لوگوں نے کئی بار پوری دنیا کی آمدنی کا اندازہ لگایا لیکن یہی ظاہر ہوا کہ ان عمارتوں کے منہدم کرنے کے لئے پوری دنیا کی آمدنی بھی ناکافی ہے، کہتے ہیں کہ جب مامون الرشید مصر پہنچا تو اس نے ایک ہرم میں سوراخ کرنے کا حکم کیا۔ اور انتہائی جانفشانی اور زرکثیر صرف کرنے کے بعد سوراخ کیا گیا دیکھا تو اس کے اندر بہت بڑی مسافت ہے جس کو طے کرنا دشوار ہے نیز اس کے دہانہ پر ایک مکان دیکھا جس کی ہر ضلع کی پیمائش آٹھ ذراع تھی اور اس کے درمیان میں ایک نہایت مضبوط حوض تھی یہ دیکھ کر مامون باقی اہرام کھدوانے سے عاجز رہ گیا، یہ بھی منقول ہے کہ ہرمس اول اخنوخ یعنی حضرت ادریس نے کواکب کے

حالات سے وقوع طوفان پر استدلال کیا اور اہرام کی تعمیر کا حکم کیا تھا مدت تعمیر کل چھ ماہ تھی اور اس کے اندر مکتوب تھا کہ ہمارے بعد میں آنے والوں سے کہو کہ کوئی ان کو چھ سو سال کے عرصہ میں منہدم ہی کر دکھائے، حالانکہ بنانے کے مقابلہ میں گرانا آسان تر ہے، اہرام مصر کی بابت اقبال نے کہا تھا ے

اہرام کی عظمت سے نگونسار ہیں افلاک ❊ کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر

سادوا (ن) سیدودۃ، سیادۃ شریف ہونا، شادوا (ض) شیدا - البناء عمارت کو بلند کرنا، اَلحِجا عقل ج اَحجاء

تشریح

(۱) اللہ سے ڈر کیونکہ اللہ کا خوف جس کے دل میں پیدا ہو گیا وہی اپنے ہر مقصد میں کامیاب ہوتا ہے۔
(۲) راہزن (ڈاکو) بہادر نہیں بہادر وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے (۳) شریعت کی ہر بات کی تصدیق کر اور کسی ایسے شخص کی جانب مائل نہ ہو جو رات میں زحل ستارہ کی گھات میں رہتا ہے۔ (۴) عقلیں حیران ہیں اس ذات عالی کی قدرت میں جس نے ہماری رہنمائی کی ہے (۵) اس نے مخلوق کی موت کا فیصلہ کر دیا پس کتنے ہی لشکروں کو شکست دیدی اور کتنی ہی سلطنتوں کو ختم کر دیا ہے۔
(۶) نمرود و کنعان اور ہر وہ شخص کہاں ہے جو روئے زمین پر حکومت کرتا اور کسی کو حاکم بناتا اور کسی کو معزول کرتا تھا۔
(۷) عاد اور فرعون اور ہر وہ لوگ کہاں گئے جنہوں نے "اہرام مصر" تعمیر کئے تھے جو ان کے متعلق سنے گا بس خیال ہی قائم کرے گا۔
(۸) سرداران قوم اور اونچی اونچی تعمیریں کرنیوالے کہاں گئے سب ختم ہو گئے اور کوئی تدبیر ان کے کام نہیں آئی۔
(۹) ارباب عقل اور اصحاب فضل اہل علم اور پہلے لوگ کہاں ہیں؟
(۱۰) خداوند تعالیٰ ان سب کو دوبارہ زندہ کرے گا اور جس نے جو کچھ کیا ہے اس کا بدلہ دیگا!

الشیخ تقی الدین ابی بکر علیؒ الحموی

مَن عرفَ اللهَ اَزال التهمه وقال كلّ فعلِه للحكمةْ مَن أنكرَ القضاءَ فهو مُشركُ
انَ القضاءَ بالعبادِ أملكُ ونحن لا نشركُ باللهِ ولا تَقنَطُ من رحمتِه اذ نبتلى
عَارٌ علينا وقبيحٌ ذكرِ ان نجعلَ لكفرِ مكانَ الشكر وليس فى العالَمِ ظلمٌ جارٍ
اذ كان ما يجرى بامرِ البارى واَسعدُ العالمِ عندَ الله مَن ساعدَ الناسَ بفضلِ الجاهِ
ومَن اغاثَ البائسَ الملهوفا أغاثَه اللهُ اذا أُخيفا ان الحظيمَ يدفعُ العظيمْ
كما الجسيمُ يحملُ الجسيمْ فان مِن خلائقِ الكرامِ رحمةَ ذى البلاءِ والاسقامْ
وانّ مِن شرائطِ العلوّ العطفَ فى البؤسِ على العدوّ قد قضتِ العقولُ انّ الشفقةْ
على العدوّ والصديقِ صدقةْ وقد علمتَ واللبيبُ يعلمُ بالطبعِ لا يُرحمُ مَن لا يَرحمُ

فالمرء لایدری متی یمتحن | فانه فی دهره مرتهن | وان نجا الیوم فماینجو غدا
لایامن الآفات الاذوالردی | لاتغترر بالحفظ والسلامۃ | فانما الحیوۃ کالمدامۃ
وان من خص اللئیم بالندی | وجدته کمن یربی اسدا | ولیس فی طبع اللئیم شکر
ولیس فی اصل الدنی نصر | وان من الزمہ وکلفہ | ضد الذی فی طبعہ ماانصفہ

حل لغات: لا تقنط (س) قنطا (ض ن) قنوطا (ک) قناطۃ مایوس ہونا ص قانط، قنوط، الکفر ناشکری، اغاث، اغاثۃ مدد کرنا، الباس سخت ضرورت مند، الملہوف غمگین جس کا مال ضائع ہوگیا ہو، فریاد کرنیوالا مظلوم، اسقام جو سقم بیماری، لاتغترر اغترارا دھوکا کھانا، المدام شراب، الدنی کمینہ۔ **تشریح:**

(۱) جس نے اللہ کی معرفت حاصل کرلی وہ الزام سے باز آیا اور اس کے ہر فعل کے مبنی بر حکمت ہونیکا اقرار کرلیا (۲) منکر قضاء و قدر کافر ہے بیشک اللہ کی قضاء وقدر سب بندوں پر حاوی ہے (۳) ہم کسی کو اللہ کا شریک نہیں مانتے اور نہ مصیبت کے وقت اس کی رحمت سے ناامید ہوتے ہیں (۴) بڑی شرم کی بات ہے اور ناقابل ذکر ہے کہ ہم بجائے شکر کے ناشکری کریں۔ (۵) دنیا میں ظلم برپا نہیں ہے کیونکہ جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کے حکم سے ہو رہا ہے (۶) عنداللہ سب سے زیادہ سعید وہ شخص ہے جو ترقی جاہ کے ذریعہ لوگوں کا معاون ہو۔ (۷) جو شخص محتاج اور مظلوم کی اعانت کریگا اللہ گھبراہٹ کیوقت یعنی قیامت کے دن اس کی مدد کرے گا۔ (۸) بیشک بڑا آدمی بڑی بڑی مصیبتیں دور کرتا ہے جیسے طاقتور آدمی بھاری سے بھاری بوجھ اٹھاتا ہے (۹) بیشک مصیبت زدہ اور بیمار دن پر رحم کرنا اور شریف لوگوں کا شیوہ ہے (۱۰) بوقت ضرورت دشمن کیساتھ مہربانی کرنا علو ہمت کیلئے شرط ہے۔ (۱۱) عقل کا فیصلہ ہے کہ دوست اور دشمن ہر دو پر شفقت کرنا صدقہ جیسا ہے۔ (۱۲) یاد رکھ ہر صاحب عقل فطرۃً جانتا ہے کہ جو دوسرے پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا (۱۳) آدمی کو کیا خبر کہ وہ کب مبتلائے آزمائش ہو جائے کیونکہ وہ تو گردش زمانہ میں مقید ہے (۱۴) اگر آج بچ گیا تو کل نہیں بچ سکتا، بیشک ہلاک ہونیوالا ہی ہلاکت سے مطمئن ہوتا ہے۔

(۱۵) عافیت اور سلامتی سے دھوکہ نہ کھا کیونکہ زندگی مثل شراب ہے۔
(۱۶) جو شخص کمینہ کو سخاوت کے ساتھ مخصوص کرلے وہ ایسا ہے جیسے کوئی شیر کی پرورش کر رہا ہے۔
(۱۷) کمینہ کی طبیعت میں شکر گذاری اور خسیس کی ذات میں ہمدردی نہیں ہوتی۔
(۱۸) پس جس شخص نے کمینہ کو اس کی طبیعت کے خلاف شئ پر مجبور کیا اس نے اس کے ساتھ ناانصافی کی۔

ولبعضہم

یارب خذ بیدی ماقد دفعت لہ | فلست منہ علی ورد ولاصدر الامر ماانت رائیہ وعاملہ
وقد عتبت ولاعتب علی القدر | من یکشف السوء الا انت بارئنا ومن یزیل لصفو حالۃ الکدر

تشریح (۱-۱) پروردگار! دستگیری فرما اس امر میں جس سے باز رکھا گیا ہوں کیونکہ میرے پاس اس کی کوئی تدبیر نہیں (۲) امر وہی ہے جس کا تو دیکھنے والا اور بنانے والا ہے اور میں مبتلائے عتاب ہوں لیکن قضاء و قدر پر نہیں۔

(۳) اے ہمارے خالق! تیرے سوا کون بُرائی دُور کر سکتا ہے اور کون بُری حالت کو اچھی حالت سے بدل سکتا ہے۔

لبعض الاکابر

جمیعُ الکُتُبِ یُدْرِكُ مَن قرأها ... مَلالٌ او فتورٌ او سآمه
سوی هذا الکتاب فان فیه ... بَدائعَ لا تُمَلُّ الی القیامه

حل لغات سآمة ملول ہونا، اکتا جانا۔ بدائع جمع بدیعة انوکھی چیز۔

تشریح:
(۱) جو شخص تمام کتابیں پڑھے گا تو اکتاہٹ اور نقصان پائے گا۔
(۲) سوائے اس کتاب عزیز کے بیشک اسمیں بے شمار عجائبات ہیں جن سے قیامت تک نہ اُکتائے گا۔

مدح النبیّ المختار ﷺ

نور الدّین ابو الحسن علیّ بن احمد

فؤادي بأيدي النائبات مُصابُ ... وجفنٌ لفيض الدمع فيه مَصابُ

فهل لي الى عهد الوصال إيابُ ... وفارقتُ أوطاني ولم ابلغ المُنٰى
مضٰى زمني والشيبُ حلّ بمفرقي ... وابعدُ شيءٍ ان يُردّ شبابُ
وان حلّ شَيبٌ لم يُفِدْهُ خضابُ ... فحلّ حمامُ الشيبِ في فرقِ لِمّتي
وكم عِظةٍ لي في الزمان واهله ... وبين فؤادي والقبول حجابُ
نعذبُ الليالي مقتضاه عذابُ ... أُطهِّرُ اثوابي وقلبي مدنّس
واخشى سهامَ الموت تفجأ غفلةً ... وما سار بي نحوَ الرسول ركابُ
فمالِيَ في غير الحجاز طلابُ ... يَحِنُّ الى اوطانه كل مسلم
فاسعدُ ايامي اذا قيل هذه ... منازل من وادي الحمٰى قبابُ
فللروح عن جسمي هناك ذهابُ ... عَلٰى مثل هذا العجز والعمر مُنقضٍ
وارجو ثوابا بامتداحي محمدًا ... وما كلّ مُثنٍ في الزمان يُثابُ
وحقق من ظبي الفلاةِ خطابُ ... وكم قد سُقِي من كفه الجيش فارتووا

تناءت ديارٌ قد ألِفتُ وجيرةٌ
ودونَ مرادي ابحرٌ وهضابُ
اذا مرّ عمرُ المرء ليس براجع
وقد طار عنها للشباب غرابُ
فدَعْ شهوات النفس عنك بمعزل
وازعم صدقا والمقالُ كذابُ
وقلبيَ معمورٌ بحبّ محمد
تقدّس منها منزلٌ وجنابُ
بجسمي في مصرٍ وروحي بطيبةٍ
تُشَقّ قلوبٌ لا تُشقّ ثيابُ
به أُخمِدت من قبل نيرانُ فارسٍ
وكم قد شفى منه العيونَ رضابُ

فلم تُلهِهِ دنیاہ عن خوفِ ربّہ ‎ ‎ ولا شغلتہ عن رِضاہِ کعابٌ ‎ ‎ محمدُ المختارُ اعلی الوریٰ ندیٰ

واکرمُ مبعوثٍ اَتاہ کتابٌ ‎ ‎ الیکَ رسولَ اللہِ اُنہی مدائحی ‎ ‎ وانّ رجائی راحۃٌ وثوابٌ

اذا قیل مَن تعنی بمدحک کلّہ ‎ ‎ فانتَ اذا اخبرتُ عنہ جوابٌ ‎ ‎ فلیتک تحلو والحیوۃُ مریرۃٌ

ولیتک ترضی والانامُ غِضابٌ ‎ ‎ فانتَ اَجلُّ العالمین مکانۃً ‎ ‎ واکرمُ مدفونٍ حواہُ ترابٌ

حلّ لغات: فؤاد دل ج افئدۃ النابات ج نابۃ معصیبت مُصاب، مصیبت زدہ، جفن پلک ج اجفان، مَصاب مصدر میمی بمعنی بہنا، تنازحت بمعنی تباعدت، الفتُ اُلفۃً السیت، جیرۃ ج جار پڑوسی، ایاب، لوٹنا، اوطان جمع وطن، المنی ج منیۃ مراد، ہضاب ج ہضبۃ زمین پر پھیلا ہوا پہاڑ مَفرق یا مَفرِق ج مفارق، لِمّۃ بالوں کی زلف جو کانوں کی لَو سے متجاوز ہو ج لِمم، لمام، مدلس میلا کچیلا، سہام تیر سہم کی جمع ہے، تفجا، فجاءۃ اچانک آجانا، طلاب مطالبہ، حنّ حنیناً مشتاق ہونا، قباب ج قبۃ، الفلاۃ جنگل، ارتوا سیراب ہونا، رضاب چوسا ہوا تھوک، کعاب اُبھری ہوئی پستان والی لڑکی، مریرۃ بمعنی تلخ، غضاب جمع غضبان۔

تشریح؛

(۱) میرا دل حوادث زمانہ کی دست درازی سے دردمند ہے اور میری غمناک آنکھ سے آنسو جاری ہیں

(۲) وہ آبادیاں اور پڑوسی بعید ہوگئے جن سے میں مانوس تھا سو کیا زمانۂ وصال کی جانب میری واپسی ہوسکے گی۔

(۳) میں آرزوؤں تک نہ پہنچ پایا تھا کہ وطن سے جدا ہوگیا اور میرے مقصد کے درمیان سمندر اور پہاڑ حائل ہوگئے۔

(۴) میرا زمانہ گذر گیا اور بڑھاپا سر پر چھا گیا اور بعید ترین شئ جوانی کی واپسی ہے۔

(۵) آدمی کی عمر گذر جانے کے بعد واپس نہیں آتی اور جب بڑھاپا آجائے تو خضاب کوئی فائدہ نہیں دیتا۔

(۶) میری زلف دراز میں بڑھاپے کا کبوتر آگیا اور جوانی کا کوا اڑ گیا۔

(۷) میرے لئے زمانہ اور اہل زمانہ میں بہت سی نصیحتیں موجود ہیں مگر میرے قلب اور قبول نصیحت کے درمیان پردہ حائل ہے۔

(۸) پس خواہشات نفسانی سے کنارہ کش ہوکر رہ کیونکہ حلاوت شب کا انجام عذاب ہے۔

(۹) میں اپنے کپڑوں کی صفائی میں لگا ہوا ہوں حالانکہ میرا دل گندگی آلود ہے اور میں اس کو حق سمجھ رہا ہوں حالانکہ بات بالکل جھوٹ ہے۔

(۱۰) اور موت کے تیروں سے اندیشناک ہوں کہ وہ یک غفلت کی حالت میں مجھے نشانہ بنالیں حالانکہ سواریاں مجھ کو حضورؐ کی جانب لیکر بھی نہیں چلیں۔

(۱۱) میرا دل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے مملو ہے پس حجاز کے علاوہ میرا کوئی مطلوب نہیں ہے۔

(۱۲) ہر مسلمان منازل حجاز کا مشتاق ہے کیونکہ حجاز کے مکانات اور ان کے صحن مقدس اور بابرکت ہیں (۱۳) میری سعادت کا زمانہ وہ ہوگا جب کہا جائیگا کہ یہ ہیں مدینہ طیبہ کے مکانات اور گنبد خضرا (۱۴) میرا جسم مصر میں ہے اور روح مدینہ طیبہ میں ہے پس میری روح کے لئے بجائے جسم کے وہیں اقامت گاہ ہے۔ (۱۵) اس بیس عاجزی و نارسائی پر ایسی حالت میں کہ عمر ختم ہورہی ہے کپڑے ہی نہیں پھاڑے جاتے ہیں بلکہ دل شق ہورہے ہیں (۱۶) میں حضورؐ کی مدح سرائی سے ثواب کا اُمیدوار ہوں اور ہر تعریف کرنیوالا زمانہ میں ثواب نہیں دیا جاتا (۱۷) قبل ازیں آپ کی برکت سے فارس کی آگ بجھ گئی اور جنگلی ہرنیوں سے گویائی کا تحقق ہوا (۱۸) بارہا آپ کے دست مبارک سے لشکر کو پانی پلایا گیا یہاں تک کہ وہ سیراب ہوگئے اور کتنی ہی مرتبہ آپکے لعاب دہن نے آنکھوں کو شفا بخشی (۱۹) پس آپکو

دنیا نے اللہ کے خوف سے غافل بنایا اور زندہ قبر اکس نے رضائے باری سے باز رکھا۔ (۲۰) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے برگزیدہ اور جود سخا میں تمام مخلوق سے عالی تر اور ہر صاحب کتاب نبی سے اعلیٰ و اشرف ہیں (۲۱) اے اللہ کے رسول! آپ ہی کی جناب میں اپنی تعریفیں پہنچا رہا ہوں اور اس کے ذریعے سکون خاطر اور حصول ثواب میری آرزو ہے۔ (۲۲) جب مجھ کو دریافت کیا جائیگا کہ اپنی تمام تعریفات سے تیری کون ذات مراد ہے تو آپ ہی اس کا جواب ہونگے (۲۳) پس کاش کہ آپ شیریں ہیں حالانکہ زندگی کتنی ہی تلخ ہو اور کاش آپ خوش رہیں چاہے دنیا ناخوش رہے (۲۴) آپ سارے جہاں میں سب سے مقدم زندہ اور قبر میں مدفون ہونیوالوں میں جنکو مٹی نے اپنے اندر لیا ہے سب سے بزرگ ہیں

وقال حسّان بمدح النبيّ صلى الله عليه وسلم

وَاحسنَ منكَ لم ترقطّ عيني	واحسنَ منكَ لم تلد النساءُ
خُلِقتَ مُبَرَّأً من كلِّ عيب	كانكَ قد خُلِقتَ كما تشاءُ

(۱) آپ سے زیادہ حسین نہ کبھی میری آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی عورت نے جنا (۲) آپ جملہ عیوب سے پاک صاف گویا اپنی منشاء کے مطابق پیدا کئے گئے ہیں

ولبعضهم

المرتمى فى دجىً والمبتلى بعمىً	والملتظى بصدًى والمحتوى دينًا
ياتون سُدّتهُ من كلِّ ناحيةٍ	ويستفيدون من نعمائه عينا

حل لغات: المرتمى ارتماء سے مفعول ہے پھینکا جانا، دجىٰ تاریکی، الملتظى التظاء سے مفعول ہے بھڑکنا، صدىٰ پیاس، المحتوى احتواء سے مفعول ہے جمع کرنا، سدہ، چوکھٹ، عین آنکھ، آفتاب، چشمہ، نقدی (سونا چاندی) تشریح:۔
(۱) تاریکی میں پڑے ہوئے، نابینائی میں مبتلا، پیاس کی آگ میں جلے ہوئے، قرض میں گھرے ہوئے۔
(۲) چاروں طرف سے آپ ہی کی چوکھٹ پر آتے ہیں اور آپکی نعمتوں سے مستفیض ہوتے ہیں۔

الاقتداء بالنبيّ (فداه ابى وامّى)

ابو حيّان

اما انّه لولا ثلثٌ اُحبُّها	تمنّيتُ انّى لا اُعدُّ من الاحيا
فمنها رجائى ان افوز بتوبةٍ	تكفّرُ لى ذنبًا وتُنجحُ لى سعيا
ومنهن صونى النفسَ عن كلِّ جاهلٍ	لئيمٍ فلا امشى الى بابه مشيا
ومنهنّ اخذى بالحديث اذا الورىٰ	نسوا سُنّةَ المختارِ واتّبعوا الرأيا

بشخص لقد بدّلت بالرشد الغیا	اتترك نصًّا للرسول وتقتدی

تشریح (۱) اگر تین چیزیں نہ ہوتیں جو مجھے محبوب ہیں تو میں اسکی تمنا کرتا کہ میں زندوں میں سے شمار نہ کیا جاؤں یعنی مر جاؤں۔

(۲) میری آرزو ہے کہ توبہ میں ایسا کامیاب ہوں کہ جو میرے گناہوں کا کفارہ اور اعمال صالحہ کی سعی میں میری معاون ہو۔

(۳) اپنے نفس کو ہر جاہل کمینہ سے بچائے رکھنا کہ میں اس کے دروازہ پر بھی ہرگز نہیں جاتا۔

(۴) میرا حدیث کی تابعداری کرنا جب کہ لوگ سنت نبویہ کو چھوڑ کر اپنی اپنی رائے پر چلنے لگے

(۵) کیا تو فرمان نبی چھوڑ کر کسی دوسرے کی پیروی اختیار کرنا چاہتا ہے بلا شبہ تو نے ہدایت کے بدلے گمراہی قبول کرلی۔

لبعضهم	رضا برقضا	الرضاء بالقضاء

علٰی نائبات الدهر وهی فواجع	یقولون لی صبرًا وانی لصابر
وان انا لم اصبر فما انا صانع	ساصبر حتٰی یقضی الله ما قضی

تشریح:- (۱) لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ صبر کر، بیشک میں گردش ایام اور اسکی سختیوں پر صابر ہوں۔ (۲) میں صبر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرمائے جو اس نے مقدر کر دیا ہے اور اگر میں صبر نہ کر سکا تو کچھ بھی نہ کر سکوں گا۔

وقال اخر	الشکر

علی له فی مثلها یجب الشکر	اذا کان شکری نعمة الله نعمة
وان طالت الایام واتصل العمر	فلیس بلوغ الشکر الا بفضله

تشریح (۱) جب میرا اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرنا بھی ایک مستقل نعمت ہے تو اس کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

(۲) پس ادائیگی شکر اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں ہو سکتی اگرچہ عمر طویل گذر جائے اور صبر مسلسل قائم رہے۔

ابن نباته

ترکتنی اصحب الدنیا بلا امل	لم یبق جودك لی شیئًا اؤمله

تیرے جود و سخا نے میرے لئے کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی جس کی میں آرزو کروں پس تو نے مجھے اس حال میں چھوڑا ہے کہ میں دنیا میں رہتا ہوں اور میری کوئی امید باقی نہیں ہے۔

وله

فنثر العطا منه ونظم التنا منا	لنا ملك قد قاسمتنا هباته
فننثی له لفظا وینثی لنا معنا	یذکرنا اخبار معن بجوده

تشریح (۱) ہمارا بادشاہ ایسا ہے کہ اس کی بخششوں نے ہم سے حصہ بانٹ لیا پس اسکی جانب سے عطا ریزی ہے اور ہماری طرف سے مدح سرائی (۲) وہ ہمیں اپنی داد و دہش سے معن کی خبریں یاد دلاتا ہے پس ہم اس کے لئے تعریفی الفاظ سناتے ہیں اور وہ ہمارے سامنے حقیقت نمایاں کرتا ہے۔

الدُّنیا — اِبنُ حُبَیش

قَالُوا تَصَبَّرْ عَنِ الدُّنْیَا الدَّنِیَّةِ اَوْ ۔۔۔ کُنْ عَبْدَهَا وَاصْطَبِرْ لِلذُّلِّ وَاحْتَمِلِ

لَابُدَّ مِنْ اَحَدِ الصَّبْرَیْنِ قُلْتُ نَعَمْ ۔۔۔ اَلصَّبْرُ عَنْهَا بِعَوْنِ اللّٰهِ اَوْفَقُ لِیْ

حل لغات: تصبر بتکلف صبر ظاہر کرنا، علیہ صبر کرنا، الدنیۃ خسیسہ، ذل ذلت وخواری۔ **تشریح:**

(۱) لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ یا تو کمینی دُنیا کو بالکل چھوڑ دے یا اس کا غلام ہوجا اور ذلت برداشت کرتارہ۔

(۲) ان دو صبروں میں سے ایک ضروری ہے میں نے کہا ہاں! باعانت خداوندی دُنیا کو چھوڑ دینا ہی میرے لئے مناسب ہے۔

اَبُو مُحَمَّدٍ القُرطُبی

لَعَمْرُكَ مَا الدُّنْیَا وَسُرْعَةُ سَیْرِهَا ۔۔۔ بِسُكَّانِهَا اِلَّا طَرِیْقٌ مَجَازُ

حَقِیْقَتُهَا اِنَّ الْمَجَازَ بِغَیْرِهَا ۔۔۔ وَلٰكِنَّهُمْ قَدْ اَوْسَعُوْا بِمَجَازِ

تشریح (۱) تیری زندگی کی قسم دُنیا اور اس کی تیز رفتاری اہل دنیا کے لئے صرف ایک راہ گذر ہے۔

(۲) جس کی حقیقت صرف یہ ہے کہ مجاز بلا حقیقت ہے مگر لوگوں نے مجاز میں توسیع کر ڈالی (اور اس کو حقیقت سمجھ بیٹھے)

وَلَہٗ

لَعَمْرُكَ مَا حَصَلْتُ عَلٰی خَطِیْرٍ ۔۔۔ مِنَ الدُّنْیَا وَلَا اَدْرَكْتُ شَیْئًا ۔۔۔ وَهَا اَنَا خَارِجٌ مِنْهَا سَلِیْبًا

اُقَلِّبُ نَادِمًا كِلْتَا یَدَیَّا ۔۔۔ وَاَبْكِیْ ثُمَّ اَعْلَمُ اَنَّ مَبْكَا ۔۔۔ یَ لَا یُجْدِیْ فَاَمْسَحُ مُقْلَتَیَّا

وَلَمْ اَجْزَعْ لِهَوْلِ الْمَوْتِ لٰكِنْ ۔۔۔ بَكَیْتُ لِقِلَّةِ الْبَاكِیْ عَلَیَّا ۔۔۔ وَاَنَّ الدَّهْرَ لَمْ یَعْلَمْ مَكَانِیْ

وَلَا عَرَفَتْ بَنُوْهُ مَا لَدَیَّا ۔۔۔ زَمَانٌ سَوْفَ اُنْشَرُ فِیْهِ نَشْرًا ۔۔۔ اِذَا اَنَا بِالْحِمَامِ طُوِیْتُ طَیًّا

اُسَرُّ بِاَنَّنِیْ سَاَعِیْشُ مَیْتًا ۔۔۔ بِهٖ وَیَسُوْءُنِیْ اَنْ مُتُّ حَیًّا

حل لغات: خطیر عظیم جو خطر (ک) خطرا عالی مرتبہ ہونا، سلیب عقل یا حال کھویا ہوا، لایجدی لاینفع۔ **تشریح**

(۱) تیری زندگی کی قسم میں نہ تو دنیا کے معتدبہ حصہ کا مالک ہوسکا نہ اس کے تھوڑے ہی حصہ کو پاسکا۔

(۲) آگاہ رہ کہ میں دُنیا سے ہوش وحواس کھوکر ندامت کیساتھ دونوں ہاتھ ملتا ہوا جارہا ہوں۔

(۳) میں روتا ہوں پھر خیال کرتا ہوں کہ میرا رونا بے سود ہے اس لئے آنکھیں پونچھ پانچھ کر صاف کرلیتا ہوں۔

(۴) میں موت کے ڈر سے نہیں گھبراتا بلکہ اس لئے روتا ہوں کہ مجھ پر رونے والوں کی کمی ہے۔
(۵) نہ زمانے نے میرے مرتبہ کو جانا اور نہ اہل زمانہ نے اس کمال کو پہچانا کہ جو میرے پاس ہے۔
(۶) اس زمانہ کا انتظار کر جس میں اپنے کمال کی اشاعت کروں گا جب کہ موت سے اپنی کتاب زندگی کو تہ کروں گا۔
(۷) میں اس سے خوش ہوں کہ مرنے کے بعد زندہ رہوں یعنی میرا ذکر خیر باقی رہے اور میرے لئے یہ رنج دہ ہے کہ زندہ رہنے کے باوجود مُردے کی طرح گمنام رہوں۔

اَلْاَضْبَطُ

قَدْ یَجْمَعُ الْمَالَ غَیْرُ اٰکِلِهٖ	وَیَاکُلُ الْمَالَ غَیْرُ مَنْ جَمَعَهٗ
وَیَقْطَعُ الثَّوْبَ غَیْرُ لَابِسِهٖ	وَیَلْبَسُ الثَّوْبَ غَیْرُ مَنْ قَطَعَهٗ

تشریح:۔ (۱) بسا اوقات مال وہ جمع کرتا ہے جو کھاتا نہیں اور جس نے مال جمع نہیں کیا وہ کھاتا ہے (۲) پہننے والا کپڑا بونتا ہے اور جس نے کپڑا بونتا نہیں وہ پہنتا ہے۔

زِیَادُ بْنُ زَیْدٍ

هَلِ الدَّهْرُ وَالْاَیَّامُ اِلَّا کَمَا تَرٰی	رَزِیَّةُ مَالٍ اَوْ فِرَاقُ حَبِیْبٍ

تشریح:۔ (۱) زمانہ جیسا کہ تم دیکھتے ہو مالی مصیبت اور دوست کی جدائی کے سوا اور کیا ہے؟

اَلْاَخْطَلُ

اَلنَّاسُ هَمُّهُمُ الْحَیٰوةُ وَلَا اَرٰی	طُوْلَ الْحَیٰوةِ یَزِیْدُ غَیْرَ خَیَالٍ
وَاِذَا افْتَقَرْتَ اِلَی الذَّخَائِرِ لَمْ تَجِدْ	ذُخْرًا یَکُوْنُ کَصَالِحِ الْاَعْمَالِ

تشریح:۔ (۱) لوگوں کی اہم فکر زندگی ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ درازی عمر پراگندہ خیالات کے علاوہ کسی اور چیز کا اضافہ کرتی ہو۔
(۲) جب تو خزانوں کا محتاج ہوگا تو اعمال صالحہ سے بہترین کوئی خزانہ نہیں پائے گا۔

اَلْاِمَامُ الشَّافِعِیُّ

اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا فُطُنًا	طَلَّقُوا الدُّنْیَا وَخَافُوا الْفِتَنَا	نَظَرُوْا فِیْهَا فَلَمَّا عَلِمُوْا
اَنَّهَا لَیْسَتْ لِحَیٍّ وَطَنًا	جَعَلُوْهَا لُجَّةً وَّاتَّخَذُوْا	صَالِحَ الْاَعْمَالِ فِیْهَا سُفُنًا

تشریح:۔ (۱) اللہ کے کچھ دانا بندے ہیں جنہوں نے دنیا کے فتنوں سے اندیشہ کیا اور اس کو چھوڑ دیا۔
(۲) انہوں نے غور کر کے دیکھا کہ دنیا کسی زندہ کیلئے جائے وطن نہیں ہے۔
(۳) اس لئے انہوں نے دنیا کو مثل بھنور قرار دے کر نیک اعمال کو اس کی کشتی بنا لیا۔

وَلِبَعْضِ الزُّهَّادِ

دُنْیَا تُخَادِعُنِیْ کَاَ	نِّیْ لَسْتُ اَعْرِفُ حَالَهَا	مَدَّتْ اِلَیَّ یَمِیْنَهَا	فَقَطَعْتُهَا وَشِمَالَهَا
مَنَعَ الْاِلٰهُ حَرَامَهَا	وَاَنَا اجْتَنَبْتُ حَلَالَهَا	وَرَاَیْتُهَا مُحْتَاجَةً	فَوَهَبْتُ جُمْلَتَهَا لَهَا

تشریح (۱) دنیا مجھے فریب دیتی ہے گویا میں اس کی حالت نہیں جانتا اس نے میری طرف دایاں ہاتھ بڑھایا تو میں نے اس کا دایئں کے ساتھ بایاں بھی توڑ دیا۔

(۲) اللہ نے دنیا کی حرام چیزوں سے روکا اور میں اس کی حلال چیزوں سے بھی محتاط ہوں میں نے دنیا کو محتاج پایا اس لئے دنیا کو اس کا سب کچھ بخش دیا

التهامي

حكمُ المنيةِ في البريةِ جارِ ... ما هذه الدنيا بدارِ قرارِ

ومُكلّفُ الايامِ ضدَّ طباعِها ... متطلّبٌ في الماءِ جذوةَ نارِ

جُبِلت على كدرٍ وانت تريدها ... صفواً من الاقذاءِ والاكدارِ

واذا رجوتَ المستحيلَ فانّما ... تبني الرجاءَ على شفيرٍ هارِ

فالعيشُ نومٌ والمنيةُ يقظةٌ ... والمرءُ بينهما خيالٌ سارِ

حل لغات المنیة موت، البریة مخلوق، جذوة چنگاری، کدر تیرگی، اقذار جمع قذی خس و خاشاک، اقذار جمع قذر پلیدی شفیر ہر چیز کا کنارہ، ہار بمعنی ہائر۔ ہار (ن) ہونا۔ البناء منہدم ہونا شکستہ و ویران ہونا۔ **تشریح**:

(۱) موت کی حکومت ساری مخلوق پر حادی ہے یہ دنیا کسی کی قرارگاہ نہیں ہے

(۲) زمانہ کو اس کی طبیعت کے خلاف مکلف بنانے والا گویا پانی میں آگ کا انگارہ تلاش کرنے والا ہے۔

(۳) اس کی تو تخلیق ہی تیرگی پر ہے اور تو اس کو پلیدی اور خس و خاشاک سے پاک صاف چاہتا ہے

(۴) جب تو نے محال کی امید کرلی تو گویا تو نے اپنی امید کو منہدم ہونے والے کنارہ پر قائم کرلیا۔

(۵) زندگی نیند ہے اور موت بیداری اور آدمی ان دونوں کے درمیان گزرنے والا خیال ہے جو رات میں چلنے والا ہے۔

انقلابُ الزمان — ابو حیّان

أرى الدهرَ سادَ به الأرذلونَ ... كالسيلِ يطفو عليه الغثاءُ

وماتَ الكرامُ وفاتَ المديحُ ... فلم يبقَ للقولِ إلا رثاءُ

حل لغات ساد (ن) سوددا شریف ہونا، سیل سیلاب، یطفو (ن) طفوا پانی پر آجانا اور تہ نشین نہ ہونا، الغثاء جھاگ، کوڑا کرکٹ جو سیلاب کی جھاگ سے ملا ہوا ہو:۔

تشریح

(۱) میں دیکھتا ہوں کہ زمانہ میں رذیل لوگ سردار ہوگئے جیسے کوڑا کرکٹ اور جھاگ پانی کے دھارے پر آجاتا ہے۔

(۲) شریف لوگ رخصت ہوگئے اور تعریف فوت ہوگئی اور بس کلام میں مرثیہ باقی رہ گیا۔

ولبعضهم

ولا غرو بعدی ان یسوّد معشرٌ ۔۔۔ فیضحی لهم یوم ولیس لهم امس
کذاك نجوم الدهر تبدو زواهرًا ۔۔۔ اذا ما توارت فی مغاربها الشمس

حل لغات: غرو تعجب، یسوّد سردار بنانا، معشر گروہ، زواہر جمع زاہرۃ چمکدار، توارت تواریا پوشیدہ ہونا۔

تشریح: (۱) کوئی تعجب نہیں کہ میرے بعد کچھ لوگ سردار بنا دیئے جائیں پس حال ان کے حق میں مفید ہو جائے حالانکہ ماضی مفید نہ تھا (۲) اسی طرح ستارے چمکتے دمکتے ظاہر ہوتے ہیں جب کہ آفتاب مغرب میں چھپ جاتا ہے۔

وَلِلّٰهِ دَرُّ الْقَائِلِ لَا فُضَّ فُوْهُ ۔۔۔ اللہ ہی کیلئے ہے قائل کی بھلائی ہمیشہ رہے اس کی خوش بیانی

وَاِخْوَانٍ تَخِذْتُهُمْ دُرُوْعًا ۔۔۔ فَکَانُوْهَا وَلٰکِنْ لِلْاَعَادِیْ ۔۔۔ وَخِلْتُهُمْ سِهَامًا صَائِبَاتٍ
فَکَانُوْهَا وَلٰکِنْ فِیْ فُؤَادِیْ ۔۔۔ وَقَالُوْا قَدْ صَفَتْ مِنَّا قُلُوْبٌ ۔۔۔ لَقَدْ صَدَقُوْا وَلٰکِنْ مِنْ وِدَادِیْ

حل لغات: در بھلائی، لا فض، فض (ن) فضا۔ اللہ فاہ دانتوں کو گرا دینا" لا فض فاک" دعا ہے اس شخص کیلئے جو بہترین گفتگو کرے، اخوان جمع اخ، دروع جمع درع زرہ، اعادی جمع عدو، سہام جمع سہم تیر، صائبات نشانہ پر لگنے والے، فؤادی دل، صفت (ن) صفوًا صاف ہونا، وداد محبت ۔ **تشریح:**

(۱) کچھ بھائی ایسے بھی ہیں جن کو میں نے ڈھال سمجھا اور وہ ڈھال ہی ثابت ہوئے مگر دشمنوں کیلئے
(۲) اور میں نے ان کو نشانہ پر پیوست ہونیوالے تیر خیال کیا اور وہ ایسے ہی ثابت ہوئے مگر میرے [illegible] میں۔
(۳) انہوں نے کہا: ہمارے دل صاف ہیں اور ٹھیک کہا مگر محبت سے۔

مَعْنُ بْنُ اَوْسٍ

اُعَلِّمُهُ الرِّمَایَةَ کُلَّ یَوْمٍ ۔۔۔ فَلَمَّا اشْتَدَّ سَاعِدُهٗ رَمَانِیْ

تشریح: میں اسکو ہر روز تیر اندازی سکھاتا رہا اور جب اس کا بازو مضبوط ہو گیا تو اس نے مجھ ہی کو نشانہ بنایا **قال السعدی**

کس نیاموخت علم تیر از من ۔۔۔ کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

اَبُوْ سَعِیْدِ الْمَخْزُوْمِیُّ

وَکَمْ رَاَیْنَا الدَّهْرَ مِنْ اَسَدٍ ۔۔۔ بَالَتْ عَلٰی رَاْسِهٖ ثَعَالِبُهٗ

تشریح: ہم نے دنیا میں بارہا ایسے شیر بھی دیکھے ہیں جن کے سروں پر لومڑیوں نے پیشاب کیا ہے۔ وہذا کما قال الشیخ فی الهندیۃ

صاحب طبل وعلم نان جویں کے محتاج ۔۔۔ ٹھوکریں کھاتے جو پھرتے تھے وہ لیتے ہیں خراج

وَلِاَبِی الْفَتْحِ عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعُتْبِیِّ

اِذَا حَیَوَانٌ کَانَ طُعْمَةَ ضِدِّهٖ ۔۔۔ تَوَقَّاهُ کَالْفَارِ الَّذِیْ یَتَّقِی الْهِرَّا

وَلَاشَكَّ اَنَّ الْمَرْءَ طُعْمَةُ دَهْرِهٖ	فَمَا بَالُهٗ يَا وَيْحَهٗ يَامَنُ الدَّهْرَا

حل لغات طعمہ خوراک، توقّاہ توقیاً خوف کرنا، پرہیز کرنا، الفار چوہا واحد فارۃ، الھر بلا ج ہررۃ مؤنث ہرۃ ج ہرر اور بقول بعض ہر کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں کیلئے ہے اور ہرۃ صرف مؤنث کیلئے ہے :۔ **تشریح**

(۱) جب کوئی حیوان اپنی ضد کی خوراک ہوتا ہے تو وہ اس سے بچتا ہے جیسے چوہا کہ بلی سے ڈرتا ہے۔

(۲) اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان زمانہ کی خوراک ہے تو پھر اس کو کیا ہوا کہ وہ زمانہ سے بے خوف ہے !

اِسْتَنْشَدَ الْمُتَوَكِّلُ اَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ اِنِّيْ لَقَلِيْلُ الرِّوَايَةِ فِي الشِّعْرِ، فَقَالَ، لَابُدَّ فَاَنْشَدَهٗ

خلیفہ متوکل نے ابوالحسن علی بن محمد بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین سے شعر گوئی کی فرمائش کی، آپ نے کہا. میں شعر کے سلسلہ میں قلیل الروایۃ ہوں متوکل نے کہا کہنا ہی پڑے گا تو آپ نے یہ اشعار پڑھے !

بَاتُوْا عَلٰى قُلَلِ الْجِبَالِ تَحْرُسُهُمْ	غُلْبُ الرِّجَالِ فَلَمْ تَنْفَعْهُمُ الْقُلَلُ	وَاسْتُنْزِلُوْا بَعْدَ عِزٍّ عَنْ مَعَاقِلِهِمْ
وَاُوْدِعُوْا حُفَرًا يَا بِئْسَ مَا نَزَلُوْا	نَادَاهُمْ صَارِخٌ مِنْ بَعْدِ مَا دُفِنُوْا	اَيْنَ الْاَسِرَّةُ وَالتِّيْجَانُ وَالْحُلَلُ
اَيْنَ الْوُجُوْهُ الَّتِيْ كَانَتْ مُنَعَّمَةً	مِنْ دُوْنِهَا تُضْرَبُ الْاَسْتَارُ وَالْكِلَلُ	فَاَفْصَحَ الْقَبْرُ عَنْهُمْ حِيْنَ سَيْلَهُمْ
تِلْكَ الْوُجُوْهُ عَلَيْهَا الدُّوْدُ يَقْتَتِلُ	قَدْ طَالَ مَا اَكَلُوْا دَهْرًا وَمَا شَرِبُوْا	فَاَصْبَحُوْا بَعْدَ طُوْلِ الْاَكْلِ قَدْ اُكِلُوْا

حل لغات باتوا (ض) بیتوتۃ شب گذاری، قلل ج قلۃ پہاڑ کی چوٹی، جبال ج جبل پہاڑ، تحرس (ان ض) حرساً، حفاظت کرنا، غلب ج اغلب شیر دلاور معاقل ج معقل جائے پناہ، حفر ج حفرۃ گڑھا، صارخ چیخنے والا، اسرۃ ج سریر، تیجان ج تاج حلل جمع حلۃ پوشاک، استار جمع ستر پردہ، کلل جمع کلۃ مچھردانی سیل بھم سختی میں مبتلا ہونا، الدود جمع دودۃ کیڑا:۔ **تشریح**:۔

(۱) لوگوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس حال میں شب گزاری کہ بہادر لوگ ان کی حفاظت کر رہے تھے لیکن اس کے باوجود چوٹیاں ان کے کام نہ آسکیں (۲) عزت و وقار کے بعد انکو پناہ گاہوں سے اتارا گیا اور گڑھوں میں ڈالدیا گیا سوائے میری قوم ان کا یہ اترنا نہایت بدترین ہے (۳) ان کے دفنائے جانے کے بعد ایک چیخنے والے نے آواز دی کہ تخت شاہی تاج اور پوشاک کہاں ہیں (۴) خوشحال اور عیش و طرب والے لوگ کہاں ہیں جن پر پردے اور مچھردانیاں لگائی جاتی تھیں۔ (۵) پس قبر نے ان کی طرف سے جواب دیا جب کہ وہ سختی میں مبتلا کر لیے گئے تھے کہ وہ لوگ یہ ہیں جن پر کیڑے باہم جنگ کر رہے ہیں (۶) وہ ایک عرصہ تک کھاتے پیتے رہے اور خورد و نوش کے بعد وہ خود کھالئے گئے۔

اَبُوالْعَتَاهِيَة

وَلَقَدْ سَأَلْتُ الدَّارَ عَنْ أَخْبَارِهِمْ ۔ فَتَبَسَّمَتْ عَجَبًا وَلَمْ تُبْدِ
حَتّٰى مَرَرْتُ عَلَى الْكَنِيْفِ فَقَالَ لِیْ ۔ أَمْوَالُهُمْ وَنَوَالُهُمْ عِنْدِیْ

حل لغات لم تبد، جواب نہیں دیا، الکنیف پاخانہ، نوال داد و دہش :- **تشریح** :-
(۱) میں نے ان کے حالات ان کے گھروں سے دریافت کئے تو وہ تعجب سے مسکرا دیئے اور کچھ اظہار نہیں کیا۔
(۲) یہاں تک کہ میں پاخانہ کے قریب کو گذرا تو اس نے مجھ سے کہا کہ ان کے مال اور داد و دہش سب میرے پاس ہیں،

وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَأَجَادَ

إِنَّ اللَّيَالِیَ لِلْأَنَامِ مَطِيَّةٌ ۔ تُطْوٰى وَتُنْشَرُ بَيْنَهَا الْأَعْمَارُ
فَقِصَارُهُنَّ مَعَ الْهُمُوْمِ طَوِيْلَةٌ ۔ وَطِوَالُهُنَّ مَعَ السُّرُوْرِ قِصَارُ

(۱) شب و روز مخلوق کی سواریاں ہیں جن میں ان کی عمریں کھولی اور لپیٹی جاتی ہیں۔
(۲) پس رنج و غم کی حالت میں چھوٹی سے چھوٹی رات بھی بڑی ہو جاتی ہے اور مسرت و سرور کی حالت میں بڑی سے بڑی بھی چھوٹی معلوم ہوتی ہے۔

ے ایام مصیبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے ✺ دن عیش کے گھڑیوں میں گذر جاتے ہیں کیسے

عُلُوُّ الْهِمَّة

القاضی هبة الله بن سنا الملك رحمه الله تعالیٰ

سوایَ یخافُ الدهرَ ویرهبُ الردیٰ ۔ وغیری یهوی اَن یکون مُخلّدا ۔ ولٰکنّنی لا اَرهب الدهرَ ان سَطا
ولا احذرُ الموتَ الزُؤامَ اذا عدا ۔ ولومدّ نحوی حادثُ الدهرِ طرفه ۔ لحدّثتُ نفسی ان امُدّ له یدا
توقّدُ عزمٍ یترکُ الماءَ جَمْرةً ۔ وحلیةُ حلمٍ تترکُ السیفَ مِبردا ۔ واظمأُ إن اَبدیٰ لِیَ الماءُ مِنّةً
ولوکان لی نهرُ المجرة مَورِدا ۔ ولوکانَ ادراکُ الهدیٰ بتذلّل ۔ رأیتُ الهدیٰ ان لا امیل الی الهدیٰ
وقِدْماً بغیری اصبح الدهرُ اشیبا ۔ وبی بل بفضلی اصبح الدهرُ امردا ۔ واتک عبدی یازمانُ وانّنی
علی الکُرهِ منی ان اُری لک سیدا ۔ وما انا راضٍ اننی واطئُ الثریٰ ۔ ولی همةٌ لا ترتضی الافق مُقعدا
ولوعلِمَتْ زُهرُ النجوم مکانتی ۔ لخرّت جمیعاً نحو وجهی سُجّدا ۔ وبذلُ نوالی زادحتی لقد غدا
من الغیظ منه ساکنُ البحرِ مُزبدا ۔ ولی قلمٌ فی اَنمُلی ان هززته ۔ فما ضرّنی ان لا اَهُزّ المهنّدا
اذا جالَ فوقَ الطرسِ وقعُ صریرہ ۔ فان صلیلَ المشرفی له صدیٰ

حل لغات الردی ہلاکت، یھوی ہوی خواہش کرنا، سطا (ن) سطوۃ۔ علیہ حملہ کرنا، الزؤام مکروہ، طرف نظر، جمرۃ، چنگاری، مبرد سوہان، اظما (س) ظما پیاسا ہونا، المجرۃ کہکشاں، عوام اس کو درب التبانہ کہتے ہیں قدما پرانا زمانہ، اشیب سفید سروالا، بوڑھا، امرد بے ریش نوجوان، واطی وطی یرجلہ روندنا، الثری نمناک مٹی۔ زہر النجوم ازقبیل اضافت صفت الی الموصوف ہے چمکدار ستارے خرت (ن ض) ساجدا سجدہ میں گرپڑنا، مزبد، جھاگ پھینکنے والا سمندر، انمل پوردے، ہزر ہزا حرکت دینا، المہند ہندی تلوار، جال (ن) جولانا گھومنا، الطرس، صحیفہ جس کو مٹاکر پھر لکھا جائے ج اطراس، صریر لکھتے وقت قلم کی آواز، صلیل تلوار کی جھنکار، صدی گونج۔ **تشریح۔**

(١) دوسرے لوگ حوادث زمانہ کی اندیشہ ناک یا ہلاکت سے لرزہ براندام رہتے ہیں اور دنیا میں ہمیشہ رہنے کے مشتاق ہیں۔

(٢) لیکن میں گردش زمانہ سے خائف نہیں اگر وہ مجھ پر پل پڑے (حملہ آور ہو) اور نہ کریہ موت سے ڈرتا ہوں جب وہ آجائے۔

(٣) اگر میری طرف گردش زمانہ نظر اٹھائے تو میرے جی میں آتا ہے کہ اس کی طرف ہاتھ بڑھاؤں۔ (٤) ارادہ کا اشتعال پانی کو انگارہ اور بردباری کی تدبیر شمشیر کو سوہان بنا دیتا ہے (٥) اور پیاسا رہ جاؤں گا اگر پانی مجھ پر اپنے احسان کا اظہار کرنے لگے اگرچہ روشن ستاروں کی نہر میری سیرابی کا گھاٹ ہو۔ (٦) اگر ہدایت یابی ذلت وخواری سے ہوتی تو میں ہدایت کی طرف بھی مائل نہ ہوتا۔

(٧) سابق میں دوسرے لوگوں کی وجہ سے زمانہ بوڑھا تھا اور اب میری ذات اور میرے فضل کی بدولت زمانہ جوان ہوگیا۔

(٨) اے زمانہ تو میرا غلام ہے اور میں گرانی کے ساتھ اپنے متعلق تیرا آقا ہونے کا خیال کرتا ہوں۔

(٩) میں زمانہ کو روندنے اور اس پر چلنے سے، راضی نہیں ہوں کیونکہ میری ہمت تو افق کو بھی نشستگاہ بنانے پر راضی نہیں۔

(١٠) اگر روشن ستارے میرے مرتبہ کو پہچان لیتے تو سب میرے سامنے سجدہ میں گرجاتے۔

(١١) میری عطاء حد سے بڑھ گئی یہاں تک کہ غصہ سے خاموش سمندر بھی جھاگ پھینکنے والا ہوگیا۔

(١٢) میری انگلیوں میں قلم ہے اگر میں اس کو حرکت دوں تو ہندی تلوار کو حرکت دینے کی ضرورت نہیں۔

(١٣) جب صحیفہ پر اس کی مرمراہٹ واقع ہوتی ہے تو مشرقی تلوار کی جھنکار بھی اس کے سامنے ایک گونج سی محسوس ہوتی ہے۔

حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

أَصُونُ عِرْضِي بِمَالِي لَا أُدَنِّسُهُ ... لَا بَارَكَ اللّٰهُ بَعْدَ الْعِرْضِ فِي الْمَالِ

أَحْتَالُ لِلْمَالِ إِنْ أَوْدَى فَأَكْسِبُهُ ... وَلَسْتُ لِلْعِرْضِ إِنْ أَوْدَى بِمُحْتَالِ

حل لغات اصون (ن) صونا، حفاظت کرنا، عرض، آبرو، لا ادنسہ عیب دار نہیں بناتا، اودی ایداء ہلاک کرنا۔

تشریح:۔ میں اپنی آبرو کو مال کے ذریعہ بچاتا ہوں، عیب دار نہیں ہونے دیتا آبروریزی کے بعد خدا مال میں برکت نہ کرے۔

(٢) میں مال کیلئے تدبیریں کرتا ہوں اگر برباد ہوجائے تو کمالیتا ہوں اور عزت افزائی کیلئے حیلہ گری نہیں کرتا اگر نہ رہے۔

اَبُوذُؤَیْبِ الْھُذَلِیُّ

وَتَجَلُّدِیْ لِلشَّامِتِیْنَ اُرِیْهِمْ ۔۔۔ اَنِّیْ لِرَیْبِ الدَّهْرِ لَا اَتَضَعْضَعُ

وَاِذَا الْمَنِیَّةُ اَنْشَبَتْ اَظْفَارَهَا ۔۔۔ اَلْفَیْتَ کُلَّ تَمِیْمَةٍ لَا تَنْفَعُ

وَالنَّفْسُ رَاغِبَةٌ اِذَا رَغَّبْتَهَا ۔۔۔ وَاِذَا تُرَدُّ اِلٰی قَلِیْلٍ تَقْنَعُ

حل لغات تجلد صبر واستقلال ظاہر کرنا تضعضع فروتنی کرنا، انشبت چمٹانا چسپاں کرنا، اظفار ج ظفر ناخن، تمیمہ، تعویذ، تقنع قناعت کرنا،

تشریح:۔

(۱) دشمنوں کے سامنے میرا اظہار شجاعت اس لئے ہے کہ میں دکھلاتا ہوں کہ حوادث زمانہ سے میں ہمت نہیں ہارتا۔

(۲) جب موت اپنے ناخن گاڑ دے گی تو تو ہر تعویذ کو بے سود پائے گا۔

(۳) جب تو نفس کو زائد دے گا تو وہ اور زیادہ چاہے گا اور اگر کم کا عادی بنایا جائے تو قانع ہو جائیگا۔

بَشَّارُ بْنُ بُرْدٍ

اِذَا کُنْتَ فِیْ کُلِّ الْاُمُوْرِ مُعَاتِبًا ۔۔۔ صَدِیْقَكَ لَمْ تَلْقَ الَّذِیْ لَا تُعَاتِبُهٗ

فَعِشْ وَاحِدًا اَوْ صِلْ اَخَاكَ فَاِنَّهٗ ۔۔۔ مُقَارِفُ ذَنْبٍ مَرَّةً وَمُجَانِبُهٗ

اِذَا اَنْتَ لَمْ تَشْرَبْ مِرَارًا عَلَی الْقَذٰی ۔۔۔ ظَمِئْتَ وَاَیُّ النَّاسِ تَصْفُوْ مَشَارِبُهٗ

تشریح:۔ (۱) جب تو ہر کام میں اپنے دوست کو سرزنش کرتا رہے گا تو پھر کوئی شخص ایسا نہ ملے گا جس پر تیرا عتاب نہ ہو۔

(۲) پس اکیلا زندگی گذار یا اپنے بھائی کے ساتھ اچھا سلوک کر کیونکہ وہ ایک بار قصور وار ہوگا اور دوبارہ قصور سے گریزاں۔

(۳) جب تو تنکے کی وجہ سے بار بار پانی نہیں پئے گا تو پیاسا رہ جائیگا اور ہے بھی کون آدمی کہ اس کا پانی پاک صاف ہو۔

اَبُو الْفَرَجِ الْبَبَّغَا

مَا الذُّلُّ اِلَّا تَحَمُّلُ الْمِنَنْ ۔۔۔ فَکُنْ عَزِیْزًا اِنْ شِئْتَ اَوْ فَهُنْ

حل لغات ذل ذلت، المنن جمع منۃ احسان، ہُن امر حاضر ہے ہان (ن) ہونا ذلیل وحقیر ہونا۔ **تشریح** دوسروں کا بار احسان اٹھانا ہی ذلت ہے اب تو چاہے تو باوقار رہ اور چاہے تو ذلیل وخوار رہ،

اَبُو الْحَسَنِ الْمُوْسَوِیُّ النَّقِیْبُ

اِشْتَرِ الْعِزَّ بِمَا بِیْعَ فَمَا الْعِزُّ بِغَالٍ ۔۔۔ بِالْقِصَارِ الْبِیْضِ اِنْ شِئْتَ اَوِ السُّمْرِ الطِّوَالِ

لَیْسَ بِالْمَغْبُوْنِ عَقْلًا مُشْتَرٍ عِزًّا بِمَالٍ ۔۔۔ اِنَّمَا یُدَّخَرُ الْمَالُ لِحَاجَاتِ الرِّجَالِ

وَالْفَتٰی مَنْ جَعَلَ الْاَمْوَالَ اَثْمَانَ الْمَعَالِیْ

حل لغات غال گراں قیمت، القصار جمع قصیر البیض جمع ابیض مراد چمکتی ہوئی تلواریں، السمر جمع اسمر نیزہ، المغبون

دھوکا دیا ہوا، اثمان جمع ثمن قیمت :۔ تشریح

(۱) عزت جتنے میں بھی بکتی ہو خرید لے کیوں کہ عزت گراں نہیں چاہے صیقل شدہ تلواروں کے عوض خرید لے یا لمبے لمبے تیروں کے عوض۔

(۲) مال کے عوض میں عزت خریدنے والا ٹوٹے میں نہیں ہے کیونکہ مال تو لوگوں کی ضروریات ہی کے لئے جمع کیا جاتا ہے۔

(۳) اور کامل جوان وہی شخص ہے جس نے اپنے اقوال کو مراتب عالیہ کا ثمن بنالیا۔

اَبُوالْفَتْحِ عَلِیّ بْنُ مُحَمَّدِ الْبُسْتِی

اِذَا مَرَّ بِیْ یَوْمٌ وَلَمْ اَتَّخِذْ یَدًا	وَلَمْ اَسْتَفِدْ عِلْمًا فَمَا ذَاكَ مِنْ عُمْرِیْ

جب مجھ پر کوئی ایسا دن گذرے جس میں جاہ و مرتبہ اور علم حاصل نہ کرسکوں تو وہ دن میری عمر کا نہیں ہے

وَقَالَ اٰخَرُ

کَمْ مِنْ اَخٍ لَكَ لَمْ یَلِدْہُ اَبُوْكَا	وَاَخٍ اَبُوْكَ اَبُوْہُ قَدْ یَجْفُوْكَا	صَافِ الْکِرَامَ اِذَا اَرَدْتَ اِخَاءَھُمْ	وَاعْلَمْ بِاَنَّ اَخَا الْحِفَاظِ اَخُوْكَا
وَالنَّاسُ مَا اسْتَغْنَیْتَ کُنْتَ اَخَاھُمْ	وَاِذَا افْتَقَرْتَ اِلَیْھِمْ رَفَضُوْكَا		

حل لغات یجفو (ن) جفوا جفاء بدسلوکی سے پیش آنا، اخا الحفاظ خود دار، رفضو (ن ض) رفضا چھوڑنا، تشریح :۔

(۱) بہت سے تیرے وہ بھائی جو تیرے باپ سے پیدا نہیں تجھے نفع رساں ہیں اور تیرے حقیقی بھائی تجھے ضرر رساں ہیں۔

(۲) شریفوں سے اخلاص کے ساتھ مل اگر ان سے بھائی بندی چاہتا ہو اور جان لے کہ عزت نفس رکھنے والا تیرا بھائی ہوسکتا ہے۔

(۳) جب تک تو لوگوں سے مستغنی ہے ان کا بھائی ہے اور جب تو ان کا محتاج ہوگا تو وہ تجھے چھوڑ دیں گے۔

اکرام النفس (لبعضھم)

اذا انت لم تعرف لنفسك حقها	هوانا بها كانت على الناس اهونا	فنفسك اكرمها وان ضاق مسكن
عليك بها فاطلب لنفسك مسكنا	واياك والسكنى بدار مذلة	تعد مسيئا بعد ما كنت محسنا

(۱) جب تو خود کو حقیر سمجھ کر اپنی شرافت نہ پہچانے گا تو لوگوں کے نزدیک اور زیادہ بے وقعت ہو جائے گا

(۲) اپنے نفس کی عزت کر اور اگر کوئی مقام تجھ پر بسبب عزت نفس کے تنگ ہو جائے تو اپنے نفس کے واسطے دوسرا مقام تلاش کر،

(۳) اور رسواکن گھر میں اقامت کرنے سے دور رہنا ورنہ تو نیک ہونے کے باوجود بد شمار ہوگا۔

عبد المطلب جد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لنا نفوس لنيل المجد عاشقة	ولو تسلت اسلناها على الاسل
لا ينزل المجد الا في منازلنا	كالنوم ليس له ماوى سوى المقل

حل لغات الجد بزرگی، تسلت، تسلیا بتکلف تسلی ظاہر کرنا مراد بھول جانا، الاسل تلوار، چھری المقل جمع مقلۃ۔
تشریح (۱) ہمارے نفوس بزرگی حاصل کرنے پر عاشق ہیں اور اگر بھلا دیتے تو ہم انہیں نیزوں پر بہا دیتے،
(۲) ہمارے گھر دیکھ علاوہ بزرگی اور کہیں نہیں ٹھہرتی جیسے نیند کہ آنکھوں کے علاوہ اس کی اور کوئی جگہ نہیں۔

اَلشِّبْلِيُّ

يَعِزُّ عَلٰى حَاسِدِيْ اِنَّنِيْ	اِذَا اَطْرَقَ الْخَطْبُ لَمْ اَخْرَقِ
وَاِنِّيْ طَوْدٌ اِذَا صَادَمَتْ	رِيَاحُ الْحَوَادِثِ لَمْ يَقْلَقِ

حل لغات اطرق خاموش ہونا، لم اخرق (س) خرقا خوف یا شرم سے دہشت زدہ ہونا، طود پہاڑ۔ **تشریح**
(۱) میرے حاسد پر یہ چیز گراں گزرتی ہے کہ میں پے بہ پے مصائب سے بھی دہشت زدہ نہیں ہوتا۔
(۲) اور یہ کہ میں ایسا پہاڑ ہوں کہ جب حوادثات کی آندھیاں ٹکراتی ہیں تو شق نہیں ہوتا

اَلسَّعْيُ — اَبُوْرَكْوَةَ

عَلَى الْمَرْءِ اَنْ يَسْعٰى لِمَا فِيْهِ نَفْعُهٗ	وَلَيْسَ عَلَيْهِ اَنْ يُسَاعِدَهُ الدَّهْرُ

انسان کو لازم ہے کہ وہ اس چیز کیلئے کوشش کرتا رہے جسمیں اسکا نفع ہے اس کیلئے زمانہ کا سازگار ہونا ضروری نہیں ہے۔

اَلْكَاتِبُ اَبُوْبَكْرٍ

سَاَبْغِي الْمَجْدَ فِيْ شَرْقٍ وَّغَرْبٍ	فَمَا سَاءَ الْفَتٰى دُوْنَ اغْتِرَابٍ
فَاِنْ بُلِّغْتُ مَا مُوْلاً فَاَنِّيْ	جَهَدْتُ وَلَمْ اُقَصِّرْ فِي الطِّلَابِ
وَاِنْ اَنَا لَمْ اَفُزْ بِمُرَادِ سَعْيِيْ	فَكَمْ مِنْ حَسْرَةٍ تَحْتَ التُّرَابِ

حل لغات سابغی (ض) بغاء طلب کرنا، اغتراب وطن سے جدا ہونا، مامول مطلوب، جہدت (ف) جہدا کوشش کرنا طلاب طلب کرنا: **تشریح**۔ (۱) میں مشرق سے مغرب تک بزرگی تلاش کرتا رہوں گا کیونکہ جوان کو کچھ تکلیف نہیں سوائے پردیس کے (۲) پس اگر میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا (تو بہت خوب کیونکہ) میں نے جدوجہد اور کوشش میں کمی نہیں کی
(۳) اور اگر میں اپنی سعی میں ناکام رہا تو (کوئی غم نہیں کیونکہ) بہت سی حسرتیں آدمی اپنے ساتھ مٹی میں لے جاتا ہے۔

ابو محمد القاسم بن الفتح

ايامُ عمرِكَ تذهبُ	وجميعُ سعيكَ يُكتبُ
ثم الشهيدُ عليكَ منكَ	فاينَ اينَ المهربُ

(۱) تیری زندگی کے دن گذرے جا رہے ہیں اور تیری ساری تنگ و دو لکھی جا رہی ہے۔
(۲) پھر تیرے خلاف تجھ ہی سے ایک گواہ ہوگا سو کہیں بھاگنے کی جگہ نہ ہوگی۔

الشیخ صفی الدین رحمہ اللہ تعالےٰ

فَلَا یَخَافُ لِلَدْغِ النَّحْلِ مِنْ اَلَمٍ	مَنْ كَانَ یَعْلَمُ اَنَّ الشَّهْدَ مَطْلَبُهُ

جو شخص یہ جانتا ہے کہ میرا مقصد شہد ہے تو وہ شہد کی مکھیوں کی نیش زنی کے الم کی پرواہ نہیں کرتا!

وقال ابن رشیق

مَا لَمْ یَنَلْ بِالْكَدِّ وَالتَّعَبِ	یُعْطَى الْفَتَى فَیَنَالُ فِیْ دَعَةٍ
اِذْ لَیْسَتِ الْاَشْیَاءُ بِالطَّلَبِ	فَاطْلُبْ لِنَفْسِكَ فَضْلَ رَاحَتِهَا
فَرَجَاءُ رَبِّكَ اَعْظَمُ السَّبَبِ	اِنْ كَانَ لَا رِزْقٌ بِلَا سَبَبٍ

حل لغات دعۃ راحت اس کے شروع میں واؤ محذوف ہے کد و تعب مشقت رجاء امید:۔ **تشریح**
(۱) آدمی کو رزق دیا جاتا ہے پس تو راحت میں وہ پا لیتا ہے جس کو وہ تعب و مشقت کے ساتھ حاصل نہیں کر سکتا تھا، (۲) پس تو اپنے لئے راحت طلب کر کیونکہ اشیا کا حصول طلب پر موقوف نہیں،
(۳) اور اگر یہی ہے کہ رزق بلا سبب نہیں ملتا تو اللہ سے امید رکھنا سب سے بڑا سبب ہے۔

سمعت المولیٰ السید حسین احمد المدنی ینشد بھٰذین البیتین

میں نے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو بارہا یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا ہے

من البریۃ مسکین ابن مسکین	ان الذی انت ترجوہ وتأملہ
فانما الامر بین الکاف والنون	فاسترزق اللہ عما فی خزائنہ

(۱) بے شک مخلوق میں وہ شخص جس سے تو آس لگائے ہوئے اور امید باندھے ہوئے ہے وہ تو مسکین ابن مسکین ہے،
(۲) پس اللہ کے خزانہ میں سے روزی مانگ کیوں کہ اس کے ہاں تو معاملہ کن فیکون کا ہے،

وایضاً

ویرزق فی غشاوتہ جنین	جنون منک ان السعی رزق
فسیان التحرک والسکون	جری قلم القضاء بما یکون

(۱) یہ تیری نادانی ہے کہ رزق سعی سے ملتا ہے حالانکہ رزق بچے کو ماں کے پیٹ میں بھی دیا جاتا ہے۔
(۲) قلم چل چکا اس پر جو ہونا ہے لہٰذا حرکت و سکون دونوں برابر ہیں۔

الاِغْتِرَابُ — دوری وطن ! — اَبُوالعَرَب

اَلَامَ اتِّبَاعِیْ بِالاَمَانِی الکَوَاذِبِ	وَهٰذَا طَرِیْقُ المَجْدِ بَادِی المَذَاهِبِ
اَهُمُّ وَلِیْ عَزْمَانِ عَزْمٌ مُشَرِّقٌ	وَاٰخَرُ یَثْنِیْ هِمَّتِیْ لِلْمَغَارِبِ
وَلَا بُدَّ لِیْ اَنْ اَسْئَلَ العِیْسَ حَاجَةً	تَشُقُّ عَلٰی اَخْفَافِهَا وَالغَوَارِبِ
اِذَا کَانَ اَصْلِیْ مِنْ تُرَابٍ فَکُلُّهَا	بِلَادِیْ وَکُلُّ العَالَمِیْنَ اَقَارِبِیْ

حل لغات اغتراب وطن سے جدا ہونا، الام الی حرف جاہے اور مَ استفہامیہ اس کے آخر سے الف حذف کر دیا گیا امانی جمع امنیہ آرزو، کواذب جمع کاذبہ، بادی بدأیبدو ظاہر ہونا، اہم ہمّ یہمّ سے مضارع متکلم ہے بمعنی ارادہ کرنا، یثنی (ض) ثنیًا پھرانا، العیس بھورے رنگ کا اونٹ، اخفاف جمع خف اونٹ کی ٹاپ، الغوارب جمع غارب پیٹھ اور گردن یا کوہان اور گردن کے درمیان کا حصہ :

تشریح

(۱) کب تک رہیگا میرا جھوٹی آرزوؤں کا پیچھا کرنا، بزرگی حاصل کرنے کی یہ روش تو ظاہر بینوں کی ہے (۲) میں ارادہ کرتا ہوں اور میرے دو پختہ ارادے ہیں ایک جانب مشرق کا اور دوسرا میری توجہ جانب مغرب کو پلٹتا ہے (۳) اور میرے لئے ضروری ہے کہ سفید اونٹوں پر سوار ہو کر حاجت کا طالب بنوں جو ان کے پیروں اور کاندھوں پر بھاری ہو۔ (۴) جب میری اصل مٹی ہے تو کل روئے زمین میرا وطن ہے اور سارا جہاں میرے عزیز و اقارب ہیں۔

فَخْرُ الدِّیْنِ الوَرْکَانِیْ

اَاَحْبَابَنَا اَمَّا حَیَاتِیْ بَعْدَکُمْ	فَمَوْتٌ وَاَمَّا مَشْرَبِیْ فَمُنَغَّصٌ
وَاَسْعَدُ شَیْءٍ فِیْ قَلْبِیْ لِاَنَّهٗ	لَدَیْکُمْ وَجِسْمِیْ بِالبِعَادِ مُخَصَّصٌ

(۱) دوستو! تمہارے بعد میری زندگی موت اور خوشی مکدر ہے،

(۲) مجھ میں عمدہ ترین شئ میرا دل ہے کیونکہ یہ تمہارے پاس ہے اور میرا جسم دوری کے ساتھ مخصوص ہے،

اَلنَّابِغَةُ الجَعْدِیْ

اِذَا المَرْءُ لَمْ یَطْلُبْ مَعَاشًا لِنَفْسِهٖ	شَکَی الفَقْرَ اَوْلَامَ الصَّدِیْقَ فَاَکْثَرَا
فَسِرْ فِیْ بِلَادِ اللّٰهِ وَالْتَمِسِ الغِنٰی	تَعِیْشُ ذَا یَسَارٍ اَوْ تَمُوْتُ فَتُعْذَرَا

(۱) جب آدمی اپنے لئے معاش کی فکر نہیں کرتا تو وہ فقر و فاقہ کی شکایت کرتا ہے یا دوستوں کو برا بھلا کہتا ہے۔

(۲) سو تو اللہ کی زمین میں چل پھر اور غنی تلاش کر کہ مالداری میں زندگی گزارے گا یا مر جائے گا اور معذور سمجھا جائے گا

ابو العتاھیۃ

شیأن لو بکت الدماء علیھما	عینای حتی تؤذنا بذھاب
لم یبلغ المعشار من حقیھما	فقد الشباب وفرقۃ الاحباب

(۱) دو چیزیں ہیں اگر میری آنکھیں ان پر خون روتی روتی ختم بھی ہو جائیں ،
(۲) تب بھی میں ان کے حق کے دسویں حصہ کو نہ پہنچوں گا ایک جوانی کا ختم ہونا دوسرے احباب کی جدائی ۔

وللاخر

شُخُوصُ الفَتیٰ عَن مَنزِلِ الضَّیمِ وَاجِبُ	وَاِن کَانَ فِیہِ اَھلُہٗ وَالاَقَارِبُ
وَلِلحُرِّ اَھلٌ اِن تَنَأَیٰ عَنہُ اَھلُہٗ	وَجَانِبُ عِزٍّ اِن تَنَأَیٰ عَنہُ جَانِبُ
وَمَن یَرضَ دَارَ الضَّیمِ دَارَ النَّفسِہٖ	فَذٰلِکَ فِی دَعوَی التَّوَکُّلِ کَاذِبُ

حل لغات شخوص (ف) کوچ کرنا ، الضیم ظلم ، تنأی دور ہونا ۔ **تشریح** :۔
(۱) ظلم کی جگہ سے آدمی کا کوچ کر جانا ضروری ہے اگرچہ وہاں اس کے اہل وعیال اور عزیز واقارب ہوں ،
(۲) اگر شریف آدمی کے اہل وعیال اس سے دور ہوں تو اس کے لئے اور بہت سے اہل ہیں اور اگر عزت کی ایک جانب دور ہو تو دوسری جانب ہے ۔ (۳) جو شخص ظلم کی جگہ اپنا گھر بنانے سے راضی ہو تو وہ توکل کے دعوے میں جھوٹا ہے ۔

وقال بعضھم

اُحَیبَابَ قَلبِی ھَل سِوَاکُم لِعِلَّتِی	طَبِیبٌ بِدَاءِ العَاشِقِینَ خَبِیرٌ
وَاِنِّی لَمُستَغنٍ عَنِ الکَونِ دُونَکُم	وَمَا اِلَیکُم سَادَتِی فَفَقِیرٌ
فَجُودُوا بِوَصلٍ فَالزَّمَانُ مُفَرِّقٌ	وَاَکثَرُ عُمرِ العَاشِقِینَ قَصِیرٌ

حل لغات احیباب تصغیر احباب منادیٰ ہے ۔ داء بیماری ، الکون عالم ، جودوا امر حاضر ہے :۔ **تشریح** :۔
(۱) اے میرے جگری دوستو! میرے دل کی بیماری کا تمہارے سوا کوئی طبیب ہے جو عاشقوں کی بیماری سے واقف ہو (۲) میں تمہارے سوا سارے عالم سے بے نیاز ہوں اور اے میرے بزرگو! میں تمہارا محتاج ہوں ۔
(۳) سو مجھے نعمت وصل سے نوازو کیونکہ زمانہ جدا کرنے والا ہے اور عاشقوں کی عمر زیادہ بھی قلیل ہی ہوتی ہے ۔

لَیسَ الغِنیٰ مِنَ العَقلِ	مالداری عقلمندی پر موقوف نہیں ،	لبعضھم

اَلرِّزقُ یُخطِی بَابَ عَاقِلِ قَومِہٖ	وَیَبِیتُ بَوَّابًا بِبَابِ الاَحمَقِ

رزق اپنی قوم کے دانشوروں کے دروازے سے خطا کر کے احمقوں کے دروازے پر دربانوں کی طرح رات گذارتا ہے

وَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي قُرَيْعٍ

مَتَى مَا يَرَى النَّاسُ الْغَنِيَّ وَجَارُهُ ۔ فَقِيرٌ يَقُولُوا عَاجِزٌ وَجَلِيدٌ
وَلَيْسَ الْغِنَى وَالْفَقْرُ مِنْ حِيلَةِ الْفَتَى ۔ وَلٰكِنْ اَحَاظٍ قُسِّمَتْ وَجُدُودُ

حل لغات: جلید قوی، احاظ جمع حظوۃ (خلاف قیاس، حصہ) یا حظی کی جمع الجمع ہے جدُود جمع جد نصیب تشریح
(۱) جب لوگ کسی مالدار کو دیکھتے ہیں در انحالیکہ اس کا ہمسایہ فقیر ہو تو کہتے ہیں کہ یہ قوت دکھائی کی وجہ سے مالدار ہے اور یہ عجز کی وجہ سے نادار (۲) حالانکہ مالداری اور ناداری آدمی کی تدبیر سے متعلق نہیں بلکہ تو نصیبے اور حصے ہیں جو مقسوم ہو چکے۔

اَلْمَشْوَرَةُ ۔ قَالَ الشَّاعِرُ

اَلرَّأْيُ كَاللَّيْلِ مُسْوَدٌّ جَوَانِبُهُ ۔ وَاللَّيْلُ لَا يَنْجَلِي اِلَّا بِاِصْبَاحٍ
فَاضْمُمْ مَصَابِيحَ آرَاءِ الرِّجَالِ اِلَى ۔ مِصْبَاحِ رَأْيِكَ تَزْدَدْ ضَوْءَ مِصْبَاحٍ

حل لغات: مسود تاریک لاینجلی انجلاء روشن ہونا مصابیح جمع مصباح چراغ۔ تشریح:۔
(۱) رات کیطرح رائے کا ہر پہلو تاریک ہے اور رات چراغ جلائے بغیر روشن نہیں ہوتی،
(۲) پس تو اپنی رائے کے چراغ کیساتھ دوسروں کی رائے کے چراغوں کو شامل کرلے تاکہ تیرے چراغ کی روشنی بڑھ جائے۔

وَلِبَعْضِهِمْ

اِقْرِنْ بِرَأْيِكَ رَأْيَ غَيْرِكَ وَاسْتَشِرْ ۔ فَالْحَقُّ لَا يَخْفَى عَلَى اثْنَيْنِ
فَالْمَرْءُ مِرْآةٌ تُرِيهِ وَجْهَهُ ۔ وَيَرَى قَفَاهُ بِجَمْعِ مِرْآتَيْنِ

حل لغات: اقرن امر حاضر ہے قرن (ض، ن) قرنا ملانا، مرآۃ آئینہ، قفا گدی۔ تشریح:۔
(۱) اپنی رائے کے ساتھ دوسرے کی رائے ملا اور مشورہ کر کیونکہ حق دو پر مخفی نہیں رہتا،
(۲) آدمی آئینہ کی طرح ہے کہ ایک آئینہ صرف چہرہ دکھلاتا ہے اور دو ہونے سے اپنا پچھلا حصہ بھی دیکھ لیتا ہے

اَلْعِبْرَةُ لِلْعَمَلِ لَا لِلْقَوْلِ ۔ اعتبار عمل کا ہے نہ کہ صرف کہنے کا، ۔ لِبَعْضِهِمْ

يَقُولُ لِيَ السَّجَّانُ وَهُوَ يَقُودُنِي ۔ اِلَى السِّجْنِ لَا تَفْزَعْ فَمَا بِكَ مِنْ بَأْسٍ

داروغہ جیل مجھے قید خانہ کی طرف لے جاتا ہوا کہہ رہا تھا کہ گھبرا مت کیونکہ تجھے کچھ اذیت نہ پہنچے گی!

ضَيَاعُ الْعَمَلِ ۔ عمل کی بربادی! ۔ صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ

وَاِنَّ عَنَاءً اَنْ تُفْهِمَ جَاهِلًا ۔ فَيَحْسَبُ جَهْلًا اَنَّهُ مِنْكَ اَفْهَمُ
مَتَى يَبْلُغُ الْبُنْيَانُ يَوْمًا تَمَامَهُ ۔ اِذَا كُنْتَ تَبْنِيهِ وَغَيْرُكَ يَهْدِمُ

حل لغات عناء مشقت، بُنیان عمارت، یہدم گرانا   تشریح:

(۱) مشقت یہ ہے کہ تو کسی جاہل کو سمجھائے اور وہ نادانی سے خود کو تجھ سے زیادہ سمجھ دار سمجھے۔

(۲) وہ دیوار کب پوری ہو سکتی ہے جس کو تو بناتا جائے اور دوسرا گراتا جائے۔

وَلَهٗ اَيْضًا

لَا تَجُدْ بِالْعَطَاءِ فِیْ غَیْرِ حَقٍّ	لَیْسَ فِیْ مَنْعِ ذِی الْحَقِّ بُخْلٌ
اِنَّمَا الْجُوْدُ اَنْ تَجُوْدَ عَلٰی مَنْ	هُوَ لِلْجُوْدِ مِنْكَ وَالْبَذْلِ اَهْلٌ

(۱) بے محل سخاوت مت کر کیونکہ غیر مستحق کو نہ دینے میں بخل نہیں ہے۔

(۲) سخاوت تو یہ ہے کہ تو اس شخص کو عطا کرے جو مستحق عطا ہے۔

اَلْمُرُّ لَكَ وَالْحُلْوُ لِغَيْرِكَ | تیرے لئے تلخی دوسروں کیلئے شیرینی | لِبَعْضِهِمْ

يَا ضَمْرُ اَخْبِرْنِیْ وَلَسْتَ بِكَاذِبٍ	وَاَخُوْكَ نَافِعُكَ الَّذِیْ لَا يَكْذِبُ
اَمِنَ السَّوِيَّةِ اَنْ اِذَا اسْتَغْنَيْتُمْ	وَاَمِنْتُمْ فَاَنَا الْبَعِيْدُ الْاَجْنَبُ
وَاِذَا الشَّدَائِدُ بِالشَّدَائِدِ مَرَّةً	اَشْجَتْكُمْ فَاَنَا الْحَبِيْبُ الْاَقْرَبُ
وَلِجُنْدَبٍ سَهْلُ الْبِلَادِ وَعَذْبُهَا	وَلِیَ الْمِلَاحُ وَحَزْنُهُنَّ الْمُجْدِبُ
وَاِذَا تَكُوْنُ كَرِيْهَةٌ اُدْعٰى لَهَا	وَاِذَا يُحَاسُ الْحَيْسُ يُدْعٰى جُنْدُبُ
هٰذَا لَعَمْرُكُمُ الصَّغَارُ بِعَيْنِهٖ	لَا اُمَّ لِیْ اِنْ كَانَ ذَاكَ وَلَا اَبُ
عَجَبًا لِتِلْكَ قَضِيَّةً وَاِقَامَتِیْ	فِيْكُمْ عَلٰی تِلْكَ الْقَضِيَّةِ اَعْجَبُ

حل لغات المر تلخ، الحلو شیریں، ضمر ایک شخص کا نام ہے، اشجتکم اشجاء غمگین کرنا، جندب ایک شخص کا نام ہے۔ الملاح زمین شور، حزن سخت زمین، المجدب بنجر زمین، احاس۔ الحیس (ن) حیس بنانا حیس ایک قسم کا کھانا جو کھجور اور گھی اور ستو سے تیار کیا جاتا ہے، الصغار ذلت و رسوائی   تشریح:

(۱) اے ضمر! مجھے بتلا میں جھوٹا نہیں ہوں، اور تیرا بھائی وہی ہے جو تجھے نفع پہنچائے اور جھوٹ نہ بولے،

(۲) کیا یہ انصاف ہے کہ جب تم مستغنی اور مطمئن ہوتے ہو تو میں اجنبی شمار ہوتا ہوں (۳) اور جب پے بہ پے سختیں تم کو غمگین کرتی ہیں تو میں عزیز دوست بن جاتا ہوں (۴) نرم اور ہموار اور خوشگوار زمین تو جندب کیلئے اور شور، سخت اور بنجر زمین میرے لئے۔

(۵) سخت لڑائی اور مصیبت کیلئے تو میں پکارا جاتا ہوں اور جب حیس بنایا جاتا ہے تو جندب کو پکارا جاتا ہے،

(۶) تمہاری عمر کی قسم یہ تو سراسر ذلت ہے اگر ایسا ہو تو خدا کرے کہ نہ میری ماں رہے اور نہ باپ۔

(۷) یہ معاملہ عجیب ہے اور اس معاملے کے باوجود میرا تمہارے ساتھ رہنا اس سے زیادہ عجیب ہے۔

رِفْعَةُ الْاَرْذَالِ سِيْمَا هَلَاكِهِمْ	رذیلوں کا صاحبِ جاہ ہونا انکی ہلاکت کی نشانی ہے۔

اِذَا مَا اَرَادَ اللّٰهُ اِهْلَاكَ نَمْلَةٍ	سَمَتْ بِجَنَاحَيْهَا اِلَى الْجَوِّ تَصْعَدُ

حل لغات رفعة بلندی ارذال جمع رذیل ذلیل درسوا، سیما علامت نملة چیونٹی، سمت (ن) سموا بلند ہونا،

تشریح :۔ خدا جب کسی چیونٹی کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو وہ چیونٹی پر دکے ذریعہ بلند ہوتی اور اُوپر کو چڑھنے لگتی ہے۔

اَلْفَخْرُ بِالْآبَاءِ	آباء واجداد پر فخر	وَقَالَ اٰخَرُ
اَيُّهَا الْفَاخِرُ جَهْلًا بِالْحَسَبِ	اِنَّمَا النَّاسُ لِاُمٍّ وَلِاَبٍ	اِنَّمَا الْفَخْرُ بِعَقْلٍ رَاجِحٍ
وَبِاَخْلَاقٍ حِسَانٍ وَاَدَبٍ	ذَاكَ مَنْ قَدْ فَاخَرَ النَّاسُ بِهِ	فَاقَ مَنْ فَاخَرَهُمْ وَغَلَبَ

(۱) اے حسب نسب پر فخر کرنیوالے سب لوگ ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ سے پیدا ہیں (۲) فخر تو عقل صحیح، پاکیزہ اخلاق اور ادب پر ہی صحیح ہے (۳) یہ وہ چیزیں ہیں جن پر لوگوں نے فخر کیا ہے، اور جنہوں نے ان پر فخر کیا وہ فائق اور غالب رہے۔

وقال الحکیم بن قنبر

لَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَهُ اَصْلٌ بِلَا اَدَبٍ	حَتّٰى يَكُوْنَ عَلٰى مَا نَابَهُ حَدَبَا
كَمْ رَاعَنِيْ مِنْ اَخِ عِيٍّ وَطُمْطُمَةٍ	فَدِمٍ لَدَى الْقَوْمِ مَعْرُوْفٍ اِذَا انْتَسَبَا
فِيْ بَيْتِ مَكْرُمَةٍ اٰبَاءُهُ نُجُبٌ	كَانُوْا الرُّؤُوْسَ فَاَمْسٰى بَعْدَهُمْ ذَنَبَا

حل لغات نابہ (ن) نوبۃ۔ امر پیش آنا، حدب کبڑا پن راع (ن) روعًا۔ منہ گھبرانا عِیّ درماندہ، الطمطمة عجمی زبان میں گفتگو کرنا، فدم (ک) فدامۃ بیوقوف ہونا، گفتگو میں عاجز ہونا، نجب جمع نجیب شریف :۔ **تشریح** :۔

(۱) جس شخص کی اصل بلا ادب ہو اسمیں کوئی خوبی نہیں، یہاں تک کہ وہ مصائب کیوجہ سے کوزہ پشت ہوجائے۔

(۲) بہت سے درماندہ اور نہ بات کرسکنے والے قوم میں معروف النسب مجھے بہت پسند آئے،

(۳) عزت والے مکان میں جن کے آباؤ اجداد شریف تھے جو تھے سردار (آقا) اور ہوگئے دُم (تابع) بلا ادب رہ جانے کی بناپر۔

وَقَالَ اٰخَرُ

اَبُوْكَ اَبٌ حُرٌّ وَاُمُّكَ حُرَّةٌ	وَقَدْ يَلِدُ الْحُرَّانِ غَيْرَ نَجِيْبٍ

تیرے ماں باپ دونوں شریف ہیں —— لیکن —— کبھی شریفوں کے یہاں رذیل پیدا ہوجاتا ہے

اَطْيَبُ الْحَالَاتِ	بہترین حالت	وَلِاٰخَرَ

الا لیتنی ماکنتُ یوماً معظما ۔۔۔ ولا عرفوا شخصی ولا علموا قصری

اکلف فی حال المشیب بمثلما ۔۔۔ تحملتهُ والغصنُ فی ورق نضر

فما عاش فی الایام فی حر عیشۃ ۔۔۔ سوی رجل ناءٍ عن النہی والامر

(۱) کاش کہ میں کسی روز بھی صاحب وقار نہ ہوتا، نہ لوگ میری ذات سے واقف ہوتے اور نہ میرا گھر جانتے ۔

(۲) مجھ کو بڑھاپے میں ان امور پر مجبور کیا جاتا ہے جن میں اسوقت کرتا تھا جبکہ شاخ تر و تازہ پتوں میں تھی (جوانی میں)

(۳) دنیا میں خوشگوار زندگی اس کے سوا کسی نے نہیں گذاری جو لوگوں کے امر و نہی سے دُور رہا ۔

لِمُؤَلِّفِ الْکِتَابِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ

اَبْیَاتٌ اَنْشَدْتُہَا فِی نَادِیَۃِ الْاَدَبِ الْمُتَعَلِّقَۃِ بِدَارِ الْعُلُوْمِ الدِّیُوْبَنْدِیَۃِ حِیْنَ اُمِرُوْا بِاِجَازَۃِ قَوْلِ الشَّاعِرِ

چند اشعار ہیں جو میں نے دار العلوم دیوبند کی مجلس ادب میں اس وقت پڑھے تھے جبکہ شاعر کے شعر تمتع الخ پر گرہ لگانے کا حکم دیا گیا تھا

تَمَتَّعْ مِنْ شَمِیْمِ عَرَارِ نَجْدٍ ۔۔۔ فَمَا بَعْدَ الْعَشِیَّۃِ مِنْ عَرَارِ

اُلامُ علی التجنّب والتخلّی
وجُبتُ القفرَ والبیدَ الصحاری
فانی لم اجِدْ احداً نصوحاً
ولا یوذی اذا ھو فی جِواری
ولکنّ الکتابَ کتابَ علمٍ
ویُونسنی اذا انا فی الدّیارِ
طریقی تالدی وولیّ امری
ویھدأنی اذا انا فی السھارِ
فھلّا ایُّھا اللُّوّامُ لُمتُم
وتقریبٍ لما یدریه دارِ

فقلتُ اُجیبھم ھٰذا شعاری
وجرّبتُ البلادَ ومَن علیھا
یقینی من وقوعی فی عوارٍ
رأیتھُم عَدُوّی فی البلایا
سمیری فی اللیالی والنھارِ
خلیلی فی الھواجس والرزایا
احبُّ ذخائری وکذا ضماری
بہ سکری اذا ماشئتُ خمراً
خلیّ القلب من قطفِ الثمارِ
خمولی طیبُ الحالاتِ عندی

لقد طوّفتُ فی الآفاق دھراً
ومیّزتُ الصغارَ من الکبارِ
ولا یُعتابُنی ان غِبتُ عنہُ
واحبابی اذا انا ذو یسارِ
یُواسینی اذا ھجمتْ ھُمومی
انیسی مونسی حامی الذمارِ
یُدافع عسکرَ الاحزان عنّی
ومنہ افاقتی وبہ خماری
ثمارُ فنونِ علمٍ باجتھادٍ
واعزازی لدیھم فیہ عاری

حل لغات شمیم عمدہ خوشبو، عرار ایک خوشبودار پھول جسکا نام گاؤ چشم ہے۔ تجنب و تخلی خلوت گزینی، جبت از جوب طے کرنا

بیدار، صحاری جنگل، نصوح نصیحت کرنیوالا عوار عیب، کپڑے کی پھٹن، سمیر رات کا قصہ گو، دمار، ہلاک ہونا، ہوا جس جمع اہجس وسوسہ، رزایا جمع رزیۃ مصیبت، حامی الذمار، نگہداشت کرنیوالا، طریف نیا مال، تالد پرانا مال، ضمار غیر متوقع مال، یہدا (ف) ہدأ بچہ کو سلانے کیلئے تھپکی دینا، سہار بیداری، لُوّام جمع لائم ملامت گر، قطف الثمار پھل چننا۔ **تشریح**

(۱) نجد کے پھول سونگھ کر نفع حاصل کرے کیونکہ شام کے بعد پھول نہ رہیں گے۔

(۲) مجھ کو علیٰحدگی پسندی اور خلوت گزینی پر ملامت کی جاتی ہے تو میں جواب دیتا ہوں کہ میرا شیوہ یہی ہے۔

(۳) میں ایک عرصہ تک دُنیا کے گوشہ گوشہ میں پھرا ہوں اور میں نے بیابان جنگل طے کئے ہیں،

(۴) بستیوں کو اور وہاں کے باشندوں کو آزمایا ہے، چھوٹے بڑے میں امتیاز کیا ہے۔

(۵) لیکن میں نے کوئی ایسا خیر خواہ نہیں پایا جو مجھے عیب میں پڑنے سے بچائے۔

(۶) اور میری عدم موجودگی میں غیبت نہ کرے اور موجودگی میں تکلیف نہ دے۔

(۷) میں نے لوگوں کو مصیبتوں کے زمانہ میں اپنا دشمن اور مالداری میں دوست پایا ہے۔

(۸) لیکن علمی کتاب میرا شب و روز کا دم ساز و ہمراز ہے۔

(۹) جب مجھ پر اچانک رنج و غم آپڑیں تو میری غمخواری کرتی ہے اور جب میں ہلاکت میں پھنس جاؤں تو تسلی دیتی ہے۔

(۱۰) وساوس و مصائب میں خالص دوست غم خوار۔ مونس، محافظ ضروریات ہے۔

(۱۱) کتاب میرا نیا اور پرانا سرمایہ، منتظم امور، محبوب ترین ذخیرہ اور غیر متوقع مال ہے۔

(۱۲) مجھ سے غم کے لشکر کو دور کرتی ہے اور جب مجھ کو نیند نہیں آتی تو لوریاں دے کر سلاتی ہے۔ (۱۳) جب مجھے شراب کی خواہش ہوتی ہے تو میرا نشہ اسی سے ہوتا ہے اور اسی سے مجھے افاقہ ہوتا ہے اور اسی سے میرا خمار ہے۔ (۱۴) سنو اے ملامت گرو! تم نے کیوں نہ ملامت کی ثمرات کے حاصل کرنے سے بے فکرے آدمی کو، (۱۵) یعنی علم کے مختلف ثمرات سے محنت اور دوڑ دھوپ کیساتھ جس کو اہل علم جانتے ہیں (۱۶) میرے نزدیک سب سے اچھی حالت اپنی گمنامی ہے اور لوگوں میں میرا اعزاز و اکرام باعث عار ہے۔

يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُهَلَّبِيُّ

وَمَنْ ذَا الَّذِيْ تُرْضٰى سَجَايَاهُ كُلُّهَا ... كَفَى الْمَرْءُ نُبْلًا اَنْ تُعَدَّ مَعَايِبُهُ

ایسا کون شخص ہے جسکی ساری عادتیں پسندیدہ ہوں آدمی کی شرافت کیلئے یہی کافی ہے کہ اس کے عیب شمار کئے جائیں۔

اَلْفَقِيْهُ الْبَاهِرُ

اِذَا كُنْتُ اَعْلَمُ عِلْمًا يَقِيْنًا ... بِاَنَّ جَمِيْعَ حَيَاتِيْ كَسَاعَهْ

فَلِمَ لَا اَكُوْنُ ضَنِيْنًا بِهَا ... وَاَجْعَلُهَا فِيْ صَلَاحٍ وَّطَاعَهْ

(۱) جب میں یقین کیساتھ جانتا ہوں کہ میری پوری زندگی مثل ایک ساعت کے ہے۔

(۲) تو پھر میں اسمیں بخیل کیوں نہ ہوں اور اسکو اللہ کی اطاعت اور خیر و صلاح میں کیوں نہ صرف کروں،

ولبعضهم

لا تكن سكرا فتأكلك الناس	ولا حنظلا تذاق فترمى

نہ تو بالکل شکر ہی بن کر لوگ تجھے چٹ کر جائیں اور نہ ایلوا بن کر چکھتے ہی پھینک دیا جائے۔

المدائح

وللمؤلف غفر له في مدح دار العلوم الديوبندية

مؤلف کے یہ اشعار دار العلوم دیوبند کی تعریف میں ہیں ۔ !

دار العلوم بفيضها المدرار	فاقت ضياء الشمس نصف نهار	باق على مر الزمان لأهله
من فيضها الهطال بحر جار	من جاء يستسقي بحار فيوضها	يسقى بها علاء بفتح الباري
زادت على شمس السماء وبدرها	نورا فليس معارض ومبار	عادت تضيء وليلها كنهارها
وتميز الأبرار من فجار	تدعو إلى غفران رب غافر	وتصير ترسا من عذاب النار
شهدت ملائكة الإله بفضلها	ودعت لها الحيتان تحت بحار	روض حكت جنات عدن تحتها
الأنهار للأخيار والأشرار	ريا فر نفلها يفوق هبوبها	هب النسائم أول الأبكار
ولضوء الأكوان من فوحاتها	فكأنما زهر من الأزهار	يحيي الأراضي كلها تهتانها
كانت سهولا أو من الأوعار	إن زرتها ما زرت إلا روضة	أنقا من القرآن والآثار
يتلى كتاب الله فيها دائما	وحديث أحمد سيد الأبرار	إن زرتها ما زرت إلا راية
الإسلام والإيمان للزوار	إن زرتها ما زرت إلا معدنا	للعلم علم نبينا المختار
شاهدتها فرأيتها مملوءة	من طائع خاش من القهار	إن زرتها ما زرت إلا مزنة
أجرت على الأوعار من أنهار	إن زرتها ما زرت إلا كوكبا	يهدي إلى الجنات للأخيار
فاغفر إلهي من بناها مخلصا	تأسيسها كبناء بيت الباري	ومدرسوها كلهم إلا أنا
مثل النجوم هداية للساري	شبانها شبان زهد والتقى	وشيوخها غر من الأنوار
والعلم علم الدين دين محمد	مقصودهم بالليل أو بنهار	فيها رجال ليس تلهيهم تجارات
ولا بيع عن الاستغفار	ذكر الإله طعامهم وشرابهم	يتضوعون لكثرة الأذكار
جافت جنوبهم المضاجع ليلهم	وتراهم يبكون بالأسحار	طمعا إلى رضوان ربهم وخوفا

مِنْ عَذَابِ الْقَادِرِ الْجَبَّارِ	مَثْوَاهُمْ حُجُرَاتُهُمْ لٰكِنَّهُمْ	يَسْعَوْنَ مَهْمَا قِيلَ مِنْ اَنْصَارِ
شَهِدَتْ بِفَضْلِهِمُ النُّجُومُ عَلَى السَّمَاءِ	مَا اِنْ لَهُمْ مِنْ عَائِبٍ اَوْ زَارِ	قَصُرَتْ مَدَائِحُ الْاَلْسُنِ عَنْ فَضْلِهِمْ
وَحَسُودُهُمْ مُسْتَكْبِرًا اَخْبَارِي	وَلَهُمْ فَضَائِلُ لَا تُعَدُّ وَكَيْفَ لَا	بَذَلُوا نُفُوسَهُمُ اتِّقَاءُ الْبَارِي
يَارَبِّ اَصْلِحْ حَالَنَا وَمَا لَنَا	وَامْحَقْ بِسَيْفِكَ صَوْلَةَ الْكُفَّارِ	اَنْزِلْ بِهِمْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ شَرَرَهْ
وَاخْذُلْهُمْ خُذْلَانَ ذِي الْاَوْزَارِ	اَوْقِدْ لَهُمْ نَارًا تُحْرِقُ كُلَّهُمْ	وَتُحِيطُهُمْ كَاِحَاطَةِ التَّيَّارِ
وَامْحُ الذُّنُوبَ صَغِيرَهَا وَكَبِيرَهَا	مِمَّا جَنَاهَا الْعَبْدُ يَا سَتَّارُ	وَارْحَمْ اِلٰهِيَ الْعَبْدَ اَعْزَازَ الْعَلِيّ
حَمَّالَ ذَنْبٍ حَامِلَ الْاَوْزَارِ	وَتَزَوُّدِي حُبُّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ	وَرَجَاءُ رَبٍّ قَادِرٍ غَفَّارِ

حل لغات

مدرار بہت بہنے والا، ہطال بڑی بوندوں والی لگاتار بارش، علل دوسری مرتبہ پینا، مبار مقابل، ترس ڈھال جمع اتراس، حیتان جمع حوت مچھلی، روض جمع روضۃ باغ، ریا عمدہ خوشبو، قرنفل لونگ، ہبوب ہوا کا چلنا، تضوع۔ المسک خوشبو کا مہکنا، زہر جمع ازہار کلی، اوعار جمع وعر سخت زمین، اُنف سرسبز و شاداب حصۂ زمین جس کو کسی جانور نے نہ چرا ہو، مزنۃ، پانی سے بھرا ہوا بادل کا ٹکڑا، شبان جمع شباب جوان، جافت مجافات دور رہنا، المضاجع۔ جمع مضجع خواب گاہ، مثوی ٹھکانا، زار اسم فاعل ہے زری (ض) علیہ عیب لگانا، صولۃ دبدبہ، اوزار جمع وزر گناہ۔ تیار سمندر کی موج :۔ تشریح

(۱) دار العلوم (دیوبند) اپنے عام فیض کی وجہ سے دوپہر کے وقت آفتاب کی روشنی پر بھی فائق ہے۔

(۲) اس کے فیض عام کا بہتا سمندر رہتی دنیا تک دنیا والوں کے لئے باقی رہے گا (انشاء اللہ تعالیٰ)

(۳) جو شخص اس کے دریائے فیض سے سیراب ہونے کیلئے آتا ہے تو اس کو بعون باری مکرر سہ کر سیراب کیا جاتا ہے۔

(۴) اپنی آب و تاب میں شمس و قمر سے بھی بڑھ گیا پس نہ کوئی اس کا مدمقابل ہے اور نہ کوئی مماثل ہے۔

(۵) اتنا روشن ہے کہ اس کی رات بھی دن کی طرح منور ہے اور یہ اچھوں کو بُروں سے ممتاز کر لیتا ہے۔

(۶) دنیا میں توبہ اللہ کی مغفرت کی طرف بلا رہا ہے اور آخرت میں عذاب دوزخ سے لوگوں کیلئے ڈھال ہوگا۔

(۷) ملائکہ رحمٰن اس کے فضل کے شاہد اور سمندروں میں مچھلیاں اس کے لئے دعا گو ہیں۔

(۸) یہ نیک و بد سبھی کیلئے ایک چمن ہے جو چمن ہائے بہشت کے مشابہ ہے، جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔

(۹) اس کی پھولوں کی خوشبو کا پھیلنا صبح کی ٹھنڈی ہوا پر فائق ہے۔

(۱۰) اس کی خوشبوؤں سے تمام جہان معطر ہے گویا عمدہ خوشبو دار کلیوں میں سے ایک کلی ہے۔

(۱۱) اس کی لگاتار بارش تمام زمینوں کو خواہ نرم ہوں یا بنجر زندگی بخش رہی ہے۔

(۱۲) اگر تو اس کی زیارت کرے گا تو حدیث و قرآن سے لبریز باغ پائے گا۔

(۱۳) جسمیں دائماً اللہ کی کتاب اور سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پڑھی جاتی ہیں۔

(۱۴) اگر تو اس کی زیارت کرے گا تو زیارت کنندگان کیلئے ایمان اور اسلام کی نشانی پائے گا۔

(۱۵) اگر تو اس کی زیارت کریگا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم کا مرکز پائے گا۔

(۱۶) تو یہاں آئے گا تو اللہ کی اطاعت کرنیوالوں اور اللہ سے ڈرنے والوں سے اسکو بھرا ہوا پائے گا۔

(۱۷) اگر تو اس کی زیارت کرے گا تو اس کو برسا ؤ بادل پائے گا جس نے بنجر زمینوں میں بھی نہریں بہادی ہیں۔

(۱۸) اگر تو اسکی زیارت کرے گا تو کوکب ہدایت پائے گا جو جنت کی راہ بتاتا ہے۔

(۱۹) سو بار الہٰا! جس نے خلوص کیساتھ خانہ کعبہ کی طرح اس کی بناء قائم کی ہے اس کی مغفرت فرما۔

(۲۰) میرے علاوہ اس کے تمام مدرسین ستاروں کی طرح ہر راہ رو کیلئے باعث ہدایت ہیں۔

(۲۱) اس کے نوجوان صاحب زہد و تقویٰ ہیں اور اس کے شیوخ چمکتی روشن پیشانیوں والے ہیں،

(۲۲) جن کا مقصد رات دن صرف دین محمدی کا علم حاصل کرنا ہے (۲۳) اسمیں ایسے لوگ ہیں جنکو استغفار سے نہ خرید غفلت میں ڈال پاتی ہے نہ فروخت (۲۴) اللہ کا ذکر ان کا کھانا پینا ہے اور وہ کثرت ذکر کی وجہ سے ہر وقت مہکتے رہتے ہیں۔

(۲۵) ان کے پہلو رات بھر خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں اور وہ پچھلے پہر گریہ و زاری میں مشغول رہتے ہیں۔

(۲۶) باری تعالیٰ کی خوشنودی کی امید اور اس کے عذاب کے خوف کی وجہ سے۔

(۲۷) انکی قیام گاہیں حجرے ہیں لیکن یہ کہا جائے "مَن انصاری" تو فوراً دوڑ پڑتے ہیں۔

(۲۸) ستارے آسمان پر ان کے فضل کے شاہد ہیں ان کو کوئی عیب لگانے والا نہیں ہے۔

(۲۹) لوگوں کی زبانیں ان کے فضائل بیان کرنے سے قاصر ہیں اور میں نے جو انکے حالات بیان کئے ہیں حاسد لوگ اسی کو مد سے زیادہ سمجھتے ہیں

(۳۰) ان کے فضائل بے شمار ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ انھوں نے زہد و تقوے میں اپنی جانیں صرف کر دیں۔

(۳۱) بار الہٰا! ہماری دنیا اور آخرت بہتر بنا اور اپنی شمشیر غضب سے کفار کے دبدبہ کو ہٹا دے،

(۳۲) ان پر طرح طرح کی مصیبتیں نازل فرما اور ان کو اس طرح رسوا کر جیسے تو گنہگاروں کو قیامت کے روز رسوا کرے گا۔

(۳۳) ان کے لئے ایسی آگ بھڑکا دے جس میں یہ سب جل کر خاک ہو جائیں اور سمندر کی لہروں کی طرح ان سب کو گھیر لے،

(۳۴) اے ستار! تیرے بندہ نے جو گناہ کئے ہیں چھوٹے ہوں یا بڑے سبکو معاف کر دے۔

(۳۵) اور بار الہٰا! اپنے گنہگار اور قصور وار بندہ اعزاز علی پر رحم فرما۔

(۳۶) میرا توشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پروردگار قادر و غفار کی رحمت کی امید ہے!

وَلِبَعْضِهِمْ

يَا أَيُّهَا الْمَلِكُ الرَّفِيعُ جَنَابُهُ ظِلٌّ لِرَبِّ الْعَرْشِ أَنْتَ وَظَاهِرٌ	لَمْ يُلْفَ فِي كُلِّ الْوَرَى لَكَ ثَانٍ أَنْ لَا يَكُونَ لِوَاحِدٍ ظِلَّانِ

(۱) اے عظیم الشان دربار والے بادشاہ تیرا ثانی پوری مخلوق میں بھی نہیں پایا جاتا۔

(۲) تو مالک عرش کا سایہ ہے اور ظاہر ہے کہ ایک شئے کے دو سائے نہیں ہوتے۔

وَلِبَعْضِهِمْ

وَالنَّجْمُ تَسْتَصْغِرُ الْأَبْصَارُ طَلْعَتَهُ	وَالذَّنْبُ لِلْعَيْنِ لَا لِلنَّجْمِ فِي الصِّغَرِ

ستارہ نگاہوں میں چھوٹا معلوم ہوتا ہے اور چھوٹا دیکھنے میں قصور آنکھ کا ہے نہ کہ ستارے کا۔

لمؤلفہ غفر لہٗ	(یہ قصیدہ مؤلف کا ہے)

لی مدح من عمّ جودہ کما عمّ فضل وجودہ، وسبی احسانہ العمیم، وبرّہ الکریم اکناف العالم من سہول المعمور وحزونہ المستغنی عن التلقیب والتکنیہ والغانی عن التوصیف والتسمیہ اعنی الملک الجلیل الشہم النبیل عثمان علیخان سلطان الدولۃ الآصفیہ لازال جودہ ینزل الرعایا من الامن فی حصن حصین، ویستخلص الدعاء لدولتہ الغراء من الآفاق، فلا احد الا وھو من المخلصین، خلّد اللہ ملکہ و سلطنتہ، وعظّم نصرتہ آمین،

اس کی تعریف میں جسکی سخا اس کے ذاتی فضل کی طرح عام ہے اور اسکی نیکی اور احسانِ عمیم نے آباد وغیر آباد تمام اطراف عالم کو حلقہ بگوش بنا رکھا ہے جو القاب وکنی سے مستغنی اور تسمیہ و توصیف سے بے نیاز ہے یعنی عظیم الشان، تیز خاطر، شریف الاصل، صاحب رائے عثمان علیخاں سلطان دولت آصفیہ خدا کرے کہ اس کی سخاوت رعایا کو امن کے محفوظ قلعوں میں جگہ دیتی رہے اور اس کی سلطنت کیلئے اطراف عالم سے خالص دُعا حاصل ہوتی رہے اور تمام لوگ اس کے مخلص ہو جائیں، اللہ اس کے ملک و سلطنت کو قائم دائم رکھے اور اسکی بھرپور مدد فرمائے۔ آمین۔

عثمان عثمان قد ضاءت بہ الدکن کالاوربی اضاء الارض والسزمن زال المخاوف والاھوال من دکن

وعنھا الروح والریحان والامن عثمان مأوی لقوم ما لھم سکن وملجأ الغریب ما لہ وطن؛

غوث الارامل اذ باتت تسھرھا الصروف من دھرھا والذل والفتن من فی العوالم ما ربتہ دولتہ

ومن علی الارض ما فی عنقہ منن فھذہ الدولۃ الغراء ما طرۃ علی البریۃ جودًا ما لہ ثمن

حلو لمختبط شوس لمضطغن ولیس یرضی بما یلقی بہ درن شعائر الدین فی ایامہ عظمت

ومن طغی وبغی فی عھدہ وھنوا اذا استغاثک یا عثمان! مختبط ألباہ جودک لا من ولا محن

ضعفی القلوب اذا قویتھم شجعوا فرسان خیل اذا ارعتھم جبنوا انت الملاذ لقوم قد اتوک علی

انضاء فقر و جدب للھی اذ نوا احییت کل ملوک الارض قاطبۃ جودًا وعدلًا فما ماتوا ولا دفنوا

فلا تخف مکر حساد اذا مکروا فلیس یاکل الا اھلہ الضغن اعلیت دین رسول فاق من سبقوا

وقد تزری علی من بالعلی قمن یبیت عثمان مولاھم اذا رقدوا یرعی رعایاہ لا نوم ولا وسن

يدعو الورى لمليكٍ عادلٍ يقظٍ	قومٌ اذا اغتربوا فی ظله قطنوا	اظلك الله فی اظلالِ رأفتهِ
كما تركتهم فی دهرهم آمنوا	وخلد الله ملكاً انت مالكه	يا من عزائمه فی الدهر لا تهن

ومن يعاديك يا عثمان! من سفهٍ	فی الهمّ والغمّ والاحزانِ مرتهنٌ
اعزك الله من بين الملوك كما	اعززت ما نطق القرآن والسنن

حل لغات غوث مدد، اراامل جمع ارمل محتاج، منن جمع منۃ احسان، ماطرۃ برسنے والی، مختبط سائل بلا وسیلہ، شوس جمع اشوس غصہ یا تکبر کی بنا پر ترچھی نظر سے دیکھنے والا، دلادر، مضطغن، کینہ رکھنے والا، درن میل کچیل، دھنوا (ض، س، ک) ضعیف وکمزور ہونا۔ ملاذ جائے پناہ، انضاء جمع نضو کمزور جانور، لہی جمع لہوۃ پیستے ہوئے چکی میں ایک مرتبہ جتنی مقدار میں غلہ ڈالیں، لپ بھر مال، ضغن کینہ، تزری عیب لگانا، قمن، لائق، وسن غنودگی، قطنوا (ن)، اقامت پذیر ہونا۔

تشریح۔

(۱) صرف عثمان علیخاں کی ذات سے دکن منور ہوگیا، نہیں بلکہ تمام روئے زمین اور کل جہان روشن ہوگیا۔

(۲) دکن سے تمام خوف وخطرات کو دور کرکے عدل وانصاف راحت وآرام اور امن وامان کو عام کردیا۔

(۳) عثمان بے گھروں کا ٹھکانا اور بے وطن مسافر کیلئے جائے پناہ ہے۔

(۴) فقراء ومساکین کا فریاد رس ہے جب کہ ان کو فتنے اور حوادث بیدار رکھیں اور وہ نہ سو سکیں۔

(۵) دُنیا میں ایسا کون ہے جسکو اسکی دولت نے پرورش نہ کیا ہو اور روئے زمین پر ایسا کون ہے جس کی گردن میں اس کے احسان کا طوق نہ ہو۔

(۶) پس یہ سلطنت مخلوق پر جود وسخا کی ایسی بارش برسانے والی ہے جس کی کوئی قیمت نہیں دیجا سکتی۔

(۷) سائلین کے حق میں بڑا میٹھا ہے اور کینہ وروں کیلئے بہت غضب ناک ہے اور معیوب کن چیزوں سے ہمیشہ ناخوش رہتا ہے۔

(۸) اس کے زمانہ میں اللہ کے احکام نے وقعت پائی اور جس نے بغاوت وسرکشی کی وہ ذلیل وکمزور ہوا۔

(۹) اے عثمان! جب تجھ سے کوئی مدد مانگتا ہے تو تیری عطاء بغیر احسان جتائے اور بغیر مشقت میں ڈالے لبیک کہتی ہے۔

(۱۰) جب تُونے کمزور دلوں کو قوت بخشی تو وہ بہادر ہوگئے اور جب شہسواروں کو مرعوب کیا تو وہ بزدل ہوگئے۔

(۱۱) تُو پناہگاہ ہے اُن لوگوں کی جو تنگی وبدحالی کی لاغر سواریوں پر تیرے پاس آئے جنہوں نے کہ بڑی عطاؤں کو سن رکھا تھا۔

(۱۲) عدل وانصاف اور جود وسخا سے تونے تمام بادشاہوں کو زندہ کردیا پس نہ وہ مرے اور نہ وہ دفن کئے گئے۔

(۱۳) تو حاسدوں کی مکاریوں سے اندیشہ نہ کر کیونکہ حسد حاسد ہی کو کھا جاتا ہے۔

(۱۴) تُونے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو بلند کیا جو تمام انبیاء سابقین میں افضل ہیں اور مستحق مراتب عالیہ کو ہیچ کردیا گیا۔

(۱۵) جب رعایا سوجاتی ہے تب انکا آقا عثمان ان کی پاسبانی کرتا ہے اور نیند تو کیا غنودگی تک نہیں ہوتی۔

(۱۶) ساری مخلوق منصف وبیدار بادشاہ کی دعاگو ہے، لوگ جب پردیس میں جاتے ہیں تو اس کے سایۂ عاطفت میں قیام پذیر ہوتے ہیں۔

(۱۷) خداوند تعالیٰ تجھ کو اپنی خاص رحمت کا سایہ عطا کرے کیونکہ تونے رعایا کو مامون ومطمئن کردیا ہے۔ (۱۸) اور اس ملک کو ہمیشہ رکھے جسکا تو مالک ہے اے وہ شخص جس کے ارادے کبھی کمزور نہیں ہوتے (۱۹) اور جو شخص اپنی نادانی سے تیرے ساتھ دشمنی کرے وہ رنج وغم میں پھنسا رہے (۲۰) باری تعالیٰ تجھے بادشاہوں کے درمیان عزت بخشے جیسا کہ تُو نے قرآن وحدیث کے احکام کی تعظیم وتوقیر کی ہے۔

الهجاء ولبعضهم

أَبُوجَعْفَرٍ رَجُلٌ عَالِمٌ ۔ بِمَا يُصْلِحُ الْمِعْدَةَ الْفَاسِدَةْ
تَخَوَّفَ تُخْمَةَ أَضْيَافِهٖ ۔ فَعَوَّدَهُمْ أَكْلَةً وَاحِدَةْ

(۱) ابوجعفر ایسا نسخہ جانتا ہے جو فاسد معدہ کو درست کردیتا ہے۔
(۲) مہمانوں کی بدہضمی سے ڈرتا ہے اس لئے ان کو ایک لقمہ کا عادی بنادیا ہے۔

وَقَالَ اٰخَرُ

رَغِيفُ أَبِي عَلِيٍّ حَلَّ خَوْفًا ۔ مِنَ الْأَضْيَافِ مَنْزِلَةَ السِّمَاكِ
إِذَا كَسَرُوا رَغِيفَ أَبِي عَلِيٍّ ۔ بَكَى يَبْكِي بُكَاءً فَهُوَ بَاكٍ

(۱) ابوعلی کی روٹی مہمانوں کے خوف سے (بلندی حاصل ہونے میں) بمنزلہ سماک ستاروں کے ہے۔
(۲) جب مہمان ابوعلی کی روٹی توڑتے ہیں تو وہ رونا روتا ہے اور روتا ہی رہتا ہے۔

لِابْنِ بَسَّامٍ

أَتَانَا بِخُبْزٍ لَهٗ يَابِسٍ ۔ كَمِثْلِ الدَّرَاهِمِ فِي خِلْقَتِهٖ
إِذَا مَا تَنَفَّسْتَ عِنْدَ الْخِوَانِ ۔ تُطَايِرُ فِي الْبَيْتِ مِنْ خِيفَتِهٖ

(۱) وہ ہمارے پاس ایک سوکھی ہوئی روٹی لے کر آیا جو صورت میں بالکل درہم کی طرح تھی۔
(۲) اگر تو دسترخوان کے پاس سانس بھی لے تو وہ اس کے خوف سے گھر میں اڑی پھرے۔

وَقَالَ عَبَّاسُ الْخَيَّاطُ

رَغِيفَةُ النَّجْمِ لِمَنْ رَامَهٗ ۔ يُرَى وَلَا يَطْمَعُ فِي لَمْسِهٖ
كَأَنَّهٗ فِي جَوْفِ مِرْآتِهٖ ۔ يَبْدُو وَلَا يُطْمَعُ فِي جَسِّهٖ
وَفَلْسُهُ الْأَمْسُ الَّذِي قَدْ مَضٰى ۔ بَلْ أَمْسُهٗ أَوْجَدُ مِنْ فَلْسِهٖ

(۱) جو شخص نجم کے پاس آئے وہ اسکی روٹی کو بس دیکھتا ہی رہے چھونے کی خواہش نہ کرے۔
(۲) گویا اس کی روٹی آئینہ کے اندر ہے کہ ظاہر دکھائی دیتی ہے لیکن ہاتھ سے چھوئی نہیں جاتی
(۳) اور اس کا پیسہ کل گذشتہ کی طرح ہے بلکہ اس کے پیسے کی بہ نسبت کل گذشتہ کا پایا جانا ممکن تر ہے۔

وَلِبَعْضِهِمْ

لَا تَعْذِلُونِي إِنْ هَجَرْتُ طَعَامَهٗ ۔ خَوْفًا عَلٰى نَفْسِي مِنَ الْمَأْكُولِ
فَمَتٰى أَكَلْتُ قَتَلْتُهٗ مِنْ بُخْلِهٖ ۔ وَمَتٰى قَتَلْتُ قُتِلْتُ بِالْمَقْتُولِ

(۱) اگر میں نے اپنی جان کے اندیشہ سے اسکا کھانا چھوڑدیا تو مجھے ملامت نہ کرو (۲) کیونکہ میں جب اس کا کھانا کھاؤں گا تو اس کے

بخل کیوجہ سے میں اس کو قتل کرونگا اور جب میں قتل کردونگا تو مقتول کے عوض میں مجھے قتل کیا جائے گا۔

اَلتَّهْنِئَةُ بِالْعِيْدِ السَّعِيْدِ

(عید سعید پر مبارک باد)

لِلْاُسْتَاذِ الْفَاضِلِ الْعَلَّامَةِ الْمُفْتِيْ مُحَمَّدْ كِفَايَتُ اللّٰهِ الدِّهْلَوِيِّ (حِيْنَ كَانَ مَسْجُوْنًا فِي الْمُلْتَانِ) اِلٰى مَرْكَزِ دَائِرَةِ الْمُرُوْءَةِ، وَاِنْسَانِ نَاظِرَةِ الْفُتُوَّةِ، صَاحِبِ الرَّأْيِ الْمَتِيْنِ اَلشَّيْخِ فَضْلِ الدِّيْنِ مُدِيْرِ السِّجْنِ الْمَرْكَزِيِّ الْجَدِيْدِ بِمُلْتَانَ

أُهنيك، يامَن فاز بالخير وارتوى — بكاسِ دهاقٍ من مكارمَ واشتفى — أُهنيك، يامَن صادا أفئدة الورى

باخلاقِك الزهراء طيّبة الشذى — أُهنيك يامَن فاق بالفضل والندى — على كلّ مَن أعطى وأنفقَ ما حوى

بعيدٍ اذا وافى أتى بمسرّةٍ — تدبُّ الى اعماق افئدة الورى — أُهنّيكم بالعيدِ والعيدُ مُعجبٌ

لحُرٍّ كريمٍ فازَ بالعيش والمُنى — يَعودُ لكم عوداً حميداً مباركاً — عليكم وفيكم جالباً لكمُ الهنا

يَعود اليكم مثلَ حِبٍّ يزورُكم — فياتِي بما ياتِي الحبيبُ اذا أتى — يَعودُ الى ما تشتهيه وترتضى

من العمر بالخيراتِ والرشد والهدى — يزور المحبّونَ الاحبّةَ بُكرةً — ويَلتذّ كلٌّ بالعناقِ وباللقا

إذا العيدُ يأتى المرءَ والمرءُ محتظٍ — باهلٍ ومغنىً أورثَ اللطفَ والهنا — ولكنّهُ ان حلّ والسجنُ موصَدٌ

على المرءِ لم يورثْ سوى الحزن والشجى — وكم بينَ حرٍّ اذ يُغاغى غزالةً — وبين المُعانى محنةَ السجن والعنا

وكم بين حرٍّ قرّ عيناه بالهوى — وبين اسيرٍ يصطلى ضرمةَ النوى — ولكنّنا قومٌ نلاعبُ بالظبى

ونقلى ظِباءً اذ تداعت الى الونى — ونحنُ كرامٌ نملك الخيرَ فى الندى — ونحن ليوثٌ نحسم الشرَّ فى الوغى

أبينا إباءَ الليث ذُلَّ تعبُّدٍ — فلا سُبّةً اخزى من الذلِّ للعِدى — حُبسنا وأُوذِينا بغير جريمةٍ

فما ذنبنا الا الدفاع عن الحِمى — وان غاشمٌ عدّ الدفاعَ جريمةً — فأنا نرى هذاك من سُودد الفتى

وان خاننا الدهرُ الغشوم فلا تكن — يدَ الخؤونِ وافقْ حقًّا اذا انجلى — فانتَ كريمٌ ابن الكريم ولم تجد

كريماً مُعيناً للذى جارَ واعتدى — نرى الاسرَ للحرِّ الوفيِّ كرامةً — وإن كان رجزاً للمواقع فى الخنا

وما السجنُ للمظلوم الا عطيّةً — يَمُنُّ بها المولى على عبدِهِ اصطفى — فيارب تثبيتاً وصبراً على البلا

ويارِبِّ عوناً وانتصاراً من العِدى — وبُورِكتَ فضلَ الدين وازددتَ رفعةً — ووُفّقتَ بالطاعاتِ والخيرِ والتُقى

ليهنك عيدُ الفطر هذا وبعده — تمتّعتَ بالاعياد ما شرق الذُكا

حل لغات ۱ تہنیک تہنیۃ مُبارکباد پیش کرنا، ارتوی ارتواءً سیراب ہونا، کأس دھاق لبریز جام، اشتفی، شفا پانا، شذی بو کی تیزی، تدبت السقم بیماری کا جسم میں سرایت کرنا، اعماق جمع عُمق گہرائی، الہنا خوشی، مسرت، العناق، معانقہ، محتط نصیب ملنی گھر، السجن قیدخانہ، موصد اوصد الباب دروازہ بند کرنا، شجی وہ ہڈی جو حلق میں لگ جائے مُراد رنج وغم، ینائی، مناغاۃ الرجل مقابلہ کرنا، قریب ہونا، معانی اسم فاعل ہے معاناۃ مشقت برداشت کرنا، یصطلی اصطلاء آگ تاپنا، شرر،

چنگاری، نوی فراق، بعد، ظبی جمع ظُبۃ تلوار وغیرہ کی دھار، نقلی قلاءً بغض رکھنا، ظباء جمع ظبی ہرن، ونی سستی، لیوث جمع لیث شیر، تحسم رض، حسماً جڑ سے کاٹنا، وغی شور، لڑائی، سبۃ گالی، عار، عدی جمع عدو دشمن، حمی ہر وہ چیز جس کی حفاظت ضروری ہو، غاشم ظالم، سودد سرداری، غشوم ظالم، خوّون خیانت کرنیوالا، جار جوراً ظلم کرنا، رجز عذاب، الخنا، فحش کلامی۔

تشریح: (۱) مبارک باد پیش کرتا ہوں آپ کو اے وہ ذات کہ ہر قسم کی خیر سے بہرہ اندوز اور بزرگی و شرافت کے لبریز جام سے سیراب و شفایاب ہے۔

(۲) اور اے وہ ذات کہ تو نے عمدہ اور پاکیزہ اخلاق کے ساتھ مخلوق کے دلوں کو شکار کر لیا ہے۔

(۳) اور اے وہ شخص کہ تو فضل و سخاوت کی وجہ سے ہر عطاء کرنیوالے اور جمع کردہ کو خرچ کرنیوالے پر فائق ہے۔

(۴) عید پر کہ جب وہ آتی ہے تو مخلوق کے دلوں کی گہرائیوں میں سرایت کر جانیوالی مسرت لے کر آتی ہے۔

(۵) میں آپ کو عید کی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور عید خوش کن ہے ہر ایسے بزرگ شریف انسان کیلئے جو خوش عیشی اور آرزوؤں میں کامیاب ہے۔ (۶) عید قابل تعریف اور بابرکت ہو کر نیز تمہارے لئے فرح و سرور کا سامان لے کر بار بار آپ کے سامنے آئے۔

(۷) عید تمہارے پاس زیارت کنندہ دوست کیطرح بار بار آتی رہے اور جو خوشی محبوب لے کر آتا ہے وہ عید لے کر آتی رہے۔

(۸) عید ان چیزوں کو لے کر آتی رہے جنکو تو چاہتا ہے اور جن سے خوش ہوتا ہے یعنی خیر و صلاح، رشد و ہدایت،

(۹) احباب صبح ہی صبح ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور معانقہ و ملاقات کر کے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

(۱۰) جب آدمی پہلے ہی سے اپنے اہل و عیال میں مسرور ہوتا ہے تو عید آکر مزید فرح و سرور کا باعث ہوتی ہے۔

(۱۱) لیکن جب عید اس حالت میں آئے کہ آدمی پر جیل خانہ کا دروازہ بند ہو تو رنج و غم کے سوا کچھ نہیں لاتی۔

(۱۲) فرق عظیم ہے بیوی بچوں کے ساتھ مسرور شریف آدمی کے درمیان اور جیل خانہ کی سختی و مشقت برداشت کرنیوالے کے درمیان

(۱۳) اور فرق عظیم ہے درمیان شریف آدمی کے جس کی آنکھیں اپنی ہر خواہش حاصل کرنیکی وجہ سے ٹھنڈی ہوں اور قیدی کے جو جدائی کی آگ میں جل رہا ہو۔

(۱۴) لیکن ہم لوگ تلواروں کے ساتھ کھیلتے ہیں اور ہرنیوں کو ناپسند کرتے ہیں جب کہ وہ سستی اور ذلت کا باعث ہوں۔

(۱۵) اور ہم شریف ہیں کہ عطاء کے وقت خیر کے مالک ہوتے ہیں اور بہادر شیر ہیں کہ لڑائی کے وقت شر کی بیخ کنی کرتے ہیں۔

(۱۶) ہم شیروں کی طرح غلامی کی ذلت برداشت نہیں کر سکتے کیونکہ دشمنوں کے غلام ہونے کی ذلت سے بڑھ کر کوئی عار نہیں ہے۔

(۱۷) ہم کو بلا جرم قید کیا گیا اور طرح طرح سے ستایا گیا ہمارا جرم اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم ممالک اسلامیہ کی حفاظت چاہتے ہیں۔

(۱۸) اگر کوئی ظالم دفاع کو بھی جرم سمجھا کرے ہم تو اسکو سرداری سمجھتے ہیں۔

(۱۹) اور اگر ظالم زمانہ ہم سے خیانت کرے تو خائنوں کا معاون مت ہو بلکہ جب حق آشکارا ہو جائے تو اس کا اتباع کر۔

مَدحُ المذموم

حسنُ الجهل — جہالت کی خوبی — وقال اٰخر

لئن کنتُ محتاجًا الی الحلم اننی	الی الجهل فی بعض الاحایین احوج
وما کنتُ ارضی الجهل خِدنًا وصاحبًا	ولکننی ارضی به حین احرج
فان قال قوم اِنّ فیه سماجةً	فقد صدقوا والذلّ بالحر اسمج
ولی فرسٌ للحلم بالحلم ملجمٌ	ولی فرسٌ للجهل بالجهل مُسرَجٌ
فمَن شاءَ تقویمی فانی مقوّمٌ	ومَن شاءَ تعویجی فانی معوّجٌ

حل لغات الحلم عقل ودانش، احایین جمع احیان، خِدن دوست، ساتھی جمع اخدان، سماجة قباحت ملجم الجم الدابة لگام ڈالنا:۔

تشریح:

(۱) بیشک میں عقل ودانش کا محتاج ہوں لیکن بعض اوقات اس سے کہیں زیادہ جہل کا محتاج ہوتا ہوں (۲) میں جہل سے رفیق اور دوست ہونے کی رُو سے راضی نہیں بلکہ میں اس سے اس وقت راضی ہوتا ہوں جب میں تنگ دل ہوتا ہوں (۳) اگر کوئی یہ کہے کہ اسمیں تو قباحت ہے تو ٹھیک ہے مگر ذلت وخواری شریف آدمی کیلئے اس سے بھی زیادہ قبیح ہے۔ (۴) میرے پاس ایک گھوڑا تو عقل کا ہے جس کو عقل کی لگام پہنائی گئی ہے اور ایک گھوڑا جہل کا ہے جس پر جہل کی کاٹھی لگی ہوئی ہے (۵) پس جو شخص مجھے سیدھا دیکھنا چاہے تو میں سیدھا ہوں اور جو مجھے ٹیڑھا دیکھنا چاہے تو میں ٹیڑھا ہوں۔ ؎ پھول میں پھول نہیں ہوں کانٹا ہوں کانٹوں میں امیر
یار ہیں یار نہیں ہوں عیار عیاروں میں ہوں

مَدحُ الشَّیب — بڑھاپے کی تعریف — مُسلِمُ بنُ الوَلِید

اَلشَّیبُ کُرهٌ وَکُرهٌ اَن یُفارِقَنی	اَعجِب لِشَیءٍ عَلَی البَغضَاءِ مَودُودُ

بڑھاپا ناگوار ہے اور اسکا مجھ سے جدا ہونا بھی ناگوار ہے اے مخاطب! اس شئ پر تعجب کر کہ ناگواری کے باوجود گوارا ہے۔

اَبُو الفَتحِ البُستِی

یَا شَیبَتِی دُومِی وَلَا تَترَحَّلِی	وَتَیَقَّنِی اَنِّی بِوَصلِكَ مُولَعٌ
قَد کُنتُ اَجزَعُ مِن حُلُولِكَ مَرَّةً	فَالآنَ مِن خَوفِ ارتِحَالِكَ اَجزَعُ

(۱) اے بڑھاپے ہمیشہ رہ، جا مت اور یقین کر کہ میں تیرے وصال کا بڑا ہی عاشق ہوں۔
(۲) اس سے پیشتر تو میں تیرے آنیسے گھبراتا تھا اور اب تیرے چلے جانے کے خوف سے زیادہ گھبرا رہا ہوں

اٰخر

فَاَمَّا الْمَشِيْبُ فَصُبْحٌ بَدَا ۔ وَاَمَّا الشَّبَابُ قَلِيْلٌ اَفَلْ
سَقَى اللّٰهُ هٰذَا وَهٰذَا مَعًا ۔ فَنِعْمَ الْمُوَلّٰى وَنِعْمَ الْبَدَلْ

(۱) بڑھاپا صبح ہے جو طلوع ہو گئی اور جوانی رات تھی جو غروب ہو گئی،
(۲) اللہ دونوں کو خوش رکھے جو غروب ہوا وہ بھی بہتر ہے اور جو بدل ملا وہ بھی بہتر ہے۔

اَبُو الْفَتْح كَشَاجِم

تَفَكَّرْتُ فِيْ شَيْبِ الْفَتٰى وَشَبَابِهٖ ۔ فَاَيْقَنْتُ اَنَّ الْحَقَّ لِلشَّيْبِ وَاجِبُ
يُصَاحِبُنِيْ شَرْخُ الشَّبَابِ فَيَنْقَضِيْ ۔ وَشَيْبِيْ لِيْ حَتَّى الْمَمَاتِ مُصَاحِبُ

(۱) میں نے انسان کی جوانی اور بڑھاپے میں غور کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ بڑھاپے کا حق واجب ہے۔
(۲) جوانی کا آغاز میرے ساتھ کچھ دن تک رہ کر ختم ہو جاتا ہے اور بڑھاپا میرے ساتھ مرنے تک جائے گا۔

اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْاَسْبَاطِيْ

لَا يُرْعِكِ الْمَشِيْبُ يَا ابْنَةَ عَبْدِ اللّٰهِ ۔ فَالشَّيْبُ زِيْنَةٌ وَّوَقَارُ
اِنَّمَا تَحْسُنُ الرِّيَاضُ اِذَا مَا ۔ ضَحِكَتْ فِيْ ظِلَالِهَا الْاَنْوَارُ

حل لغات: راعک ردعا گھبرا دینا، ظلال جمع ظل سایہ، انوار جمع نور کلی، شگوفہ۔ تشریح

(۱) اے عبداللہ کی بیٹی! بڑھاپا تجھے خوف زدہ نہ کرے کیونکہ بڑھاپا زینت و وقار ہے۔
(۲) چمن کی بہار اسی وقت ہے جب اس کے سایہ میں کلیں کھل کھلا اٹھیں۔

زِيَادُ بْنُ زَيْدٍ

وَلَا اَتَمَنَّى الشَّرَّ وَالشَّرُّ تَارِكِيْ ۔ وَلٰكِنْ مَتٰى اُحْمَلْ عَلَى الشَّرِّ رَاكِبُ

میں شر نہیں چاہتا جبکہ وہ مجھے چھوڑنے والا ہو لیکن میں مجبور کر دیا جاتا ہوں تو سوار ہو جاتا ہوں۔

وَقَالَ اٰخَرُ

تَحَامَقْ مَعَ الْحَمْقٰى اِذَا مَا لَقِيْتَهُمْ ۔ وَلَاقِهِمْ بِالْجَهْلِ فِعْلَ ذَوِي الْجَهْلِ
وَخَلِّطْ اِذَا لَاقَيْتَ يَوْمًا مُخَلِّطًا ۔ يُخَلِّطُ فِيْ قَوْلٍ صَحِيْحٍ وَفِي الْهَزْلِ
فَاِنِّيْ رَاَيْتُ الْمَرْءَ يَشْقٰى بِعَقْلِهٖ ۔ كَمَا كَانَ قَبْلَ الْيَوْمِ يَسْعَدُ بِالْعَقْلِ

(۱) جب تو احمقوں سے ملاقات کرے تو احمق بن اور جاہلانہ افعال کے ساتھ ان سے بل۔
(۲) اور جب تو بکواس کرنیوالے سے ملے جو صحیح بات کو غلط بات کیساتھ ملائے تو تو بھی بکواس کر۔
(۳) کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ (اس قسم کے مواقع میں) آدمی اپنی عقلمندی کے باوجود بدنصیب بن کر رہ جاتا ہے جیسا کہ اس سے قبل بربنائے عقل نیک نصیب تھا۔

اَلْجُبْنُ — لِبَعْضِهِمْ

قَامَتْ تُشَجِّعُنِیْ هِنْدٌ فَقُلْتُ لَهَا — إِنَّ الشَّجَاعَةَ مَقْرُوْنٌ بِهَا الْعَطَبُ
لَا وَالَّذِیْ مَنَعَ الْأَبْصَارَ رُؤْيَتَهُ — مَا يَشْتَهِی الْمَوْتَ عِنْدِیْ مَنْ لَهُ أَرَبُ
لِلْحَرْبِ قَوْمٌ أَضَلَّ اللّٰهُ سَعْيَهُمْ — إِذَا دَعَتْهُمْ إِلٰى نِيْرَانِهَا وَثَبُوْا
وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَلَا أَهْوٰى فِعَالَهُمْ — لَا الْقَتْلُ يُعْجِبُنِیْ مِنْهُمْ وَلَا السَّلَبُ

حل لغات — الجبن بزدلی، تشجعنی جرأت دلانا، العطب ہلاکت، ارب عقل، نیران جمع نار آگ، سلب مقتول کا ساز و سامان جو چھین لیا جائے۔

تشریح

(۱) ہند مجھے جرأت مند بنانا چاہتی تھی میں نے اس سے کہا کہ شجاعت کے ساتھ ہلاکت وابستہ ہے (۲) قسم ہے اس ذات کی جس کے دیدار نے آنکھوں کو روک دیا (نگاہیں جس کے دیدار سے عاجز ہیں) میرے نزدیک دانشمند موت کی تمنا نہیں کرتا۔
(۳) لڑائی کیلئے وہ لوگ جنکو اللہ نے ناکام کر دیا ہو کہ جب لڑائی نے انکو اپنی آگ کی طرف بلایا تو فوراً کود پڑے۔
(۴) اور میں نہ انہیں سے ہوں اور نہ ان کے افعال کو پسند کرتا ہوں نہ مجھے انکا مقتول ہونا پسند ہے اور نہ ان کا مال و متاع۔

ذَمُّ الْمَذْمُوْمِ — ذَمُّ الْحَسَدِ

حُكِیَ عَنْ بَعْضِهِمْ أَنَّهُ قَالَ تَتَبَّعْتُ مَا عَرَفْتُهُ مِنْ دَوَاوِيْنِ الشُّعَرَاءِ قَدِيْمِهِمْ وَمُحْدَثِيْهِمْ فَوَجَدْتُ أَبَا تَمَّامٍ مُنْفَرِدًا بِمَعْنٰى قَوْلِهِ ؎

بعض سے منقول ہے کہ متقدمین و متاخرین شعراء کے جن دیوانوں سے میں واقف ہوں ان میں بہت چھان بین کی ابو تمام کو اس مضمون کے ادا کرنے میں منفرد پایا۔

وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ نَشْرَ فَضِيْلَةٍ — طُوِيَتْ أَتَاحَ لَهَا لِسَانَ حَسُوْدٍ
لَوْلَا التَّخَوُّفُ لِلْعَوَاقِبِ لَمْ يَزَلْ — لِلْحَاسِدِ النُّعْمٰى عَلَى الْمَحْسُوْدِ

(۱) جب اللہ ربُّ العزت کسی مخفی فضیلت کو شہرت دینا چاہتا ہے تو حاسدوں کی زبان کو اس کے مشہور کرنیکا ذریعہ بنا دیتا ہے۔
(۲) اگر انجام کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہمیشہ حاسدوں کو بمقابلہ محسود کے نعمت حاصل رہتی۔

تَفَكَّرُوا فِي أَحْسَنِ مِنْ بَيْنِ هٰذِهِ الْأَبْيَاتِ

ان اشعار میں بہترین شعر کا سوچکر انتخاب کرو!

اَلنَّابِغَةُ الذُّبْيَانِي

وَلَا عَيْبَ فِيهِمْ غَيْرَ أَنَّ سُيُوفَهُمْ ۔۔۔ بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ

انہیں اس کے سوا اور کوئی عیب نہیں کہ ان کی تلواروں میں اُن گنت لشکروں کو مارنے کی وجہ سے دندانے پڑ گئے ہیں

وَلِبَعْضِهِمْ

وَلَا عَيْبَ فِيكُمْ غَيْرَ أَنَّ ضُيُوفَكُمْ ۔۔۔ تُعَابُ بِنِسْيَانِ الْأَحِبَّةِ وَالْوَطَنِ

تم میں اس کے سوا کوئی عیب نہیں کہ تمہارے مہمانوں کو احباب اور وطن بھول جانے کا عیب لگایا جاتا ہے

اَلشَّيْخُ صَفِيُّ الدِّينِ الْحِلِّي

لَا عَيْبَ فِيهِمْ سِوَى أَنَّ النَّزِيلَ بِهِمْ ۔۔۔ يَسْلُو عَنِ الْأَهْلِ وَالْأَوْطَانِ وَالْحَشَمِ

ان میں اس کے سوا کوئی عیب نہیں کہ ان کا مہمان اہل و عیال، وطن عزیز اور حشم و خدم سبکو بھول جاتا ہے۔

لِبَعْضِهِمْ (لَمْ أَطَّلِعْ عَلَى اِسْمِهِ)

لَا عَيْبَ فِيهِمْ سِوَى أَنْ لَا تَرَى لَهُمْ ۔۔۔ ضَيْفًا يَجُوعُ وَلَا جَارًا بِمُهْتَضَمِ

ان میں اس کے سوا کوئی عیب نہیں کہ تو ان کے مہمان کو بھوکا اور ہمسایہ کو مظلوم نہیں دیکھتا۔

عَدَمُ الْاِكْتِرَاثِ بِمَا تَفُوهُ بِهِ النَّاسُ

لوگوں کی بکواس سے لاپرواہی

لِبَعْضِهِمْ

وَمَا أَحَدٌ مِنْ أَلْسُنِ النَّاسِ سَالِمًا ۔۔۔ وَلَوْ أَنَّهُ ذَاكَ النَّبِيُّ الْمُطَهَّرُ

فَإِنْ كَانَ مِقْدَامًا يَقُولُونَ أَهْوَجُ ۔۔۔ وَإِنْ كَانَ مِفْضَالًا يَقُولُونَ مُبَذِّرُ

وَاِنْ کَانَ سِکِّیْتًا یَقُوْلُوْنَ اَبْکَمُ ‏ وَاِنْ کَانَ مِنْطِیْقًا یَقُوْلُوْنَ مِهْذَرُ
وَاِنْ کَانَ صَوَّامًا وَبِاللَّیْلِ قَائِمًا ‏ یَقُوْلُوْنَ زَوَّارًا یُرَائِیْ وَیَمْکُرُ
فَلَا تَکْتَرِثْ بِالنَّاسِ فِی الْمَدْحِ وَالثَّنَا ‏ وَلَا تَخْشَ غَیْرَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

حل لغات اکتراث، پرواہ کرنا، تفوہ، بہ بولنا، السن جمع لسان زبان، مقدام بہت پیش قدمی کرنیوالا، اھوج لمبا بیوقوف۔ مفضال، فیاض۔ مبذر فضول خرچی کرنیوالا، سکیت بہت خاموش، ابکم گونگا، مہذر بکواس کرنیوالا، زوار، ریاکار۔

تشریح (۱) لوگوں کی زبان سے تو کوئی شخص بھی محفوظ نہیں رہا اگرچہ وہ نبی پاک ہی کیوں نہ ہوں۔
(۲) پس اگر کوئی پیش قدمی کرنیوالا ہو تو کہتے ہیں کہ احمق ہے اور اگر کوئی سخی ہو تو کہتے ہیں کہ فضول خرچ ہے۔
(۳) اگر کوئی زیادہ خاموش ہو تو کہتے ہیں کہ گونگا ہے اور اگر کوئی بلیغ وزباں آور ہو تو کہتے ہیں کہ فضول گو اور بکو ہے۔
(۴) اور اگر کوئی روزہ دار تہجد گذار ہو تو کہتے ہیں کہ جھوٹا مکار ریاکار ہے۔
(۵) پس تو برائی بھلائی میں لوگوں کی پرواہ نہ کر بلکہ اللہ سے ڈرتا رہ، اللہ سب سے بڑا ہے۔

وَقَالَ الشَّاعِرُ

اِنْ عَابَ نَاسٌ عَلٰی مَقَالِیْ ‏ فَلَیْسَ بِیْ قَوْلُهُمْ یَضِیْرُ
قَدْ قِیْلَ اِنَّ الْقُرْاٰنَ سِحْرٌ ‏ وَمَا یَقُوْلُ الرَّسُوْلُ زُوْرٌ

حل لغات یضیر ضیرا نقصان دینا، زور جھوٹ ؛ **تشریح**
(۱) اگر کوئی میری بات پر عیب لگائے تو یہ میرے لئے نقصان دہ نہیں۔
(۲) کیونکہ کہنے والوں نے تو یہاں تک کہدیا ہے (العیاذ باللہ) کہ قرآن جادو ہے اور نبی کا فرمان فریب ہے (نستغفر اللہ)

کِتْمَانُ الْاَسْرَارِ ‏ راز داری ! ‏ لِبَعْضِهِمْ

اِذَا الْمَرْءُ اَفْشٰی سِرَّہٗ بِلِسَانِہٖ ‏ وَلَامَ عَلَیْہِ غَیْرَہٗ فَهُوَ اَحْمَقُ
اِذَا ضَاقَ صَدْرُ الْمَرْءِ عَنْ سِرِّ نَفْسِہٖ ‏ فَصَدْرُ الَّذِیْ یَسْتَوْدِعُ السِّرَّ اَضْیَقُ

(۱) جب آدمی خود اپنی زبان سے اپنا راز ظاہر کرے اور افشاء پر دوسرے کو ملامت کرے تو وہ خود احمق ہے۔
(۲) جب راز دار کا سینہ اپنے راز سے تنگ ہوگا تو جس کے پاس وہ راز کو رکھ رہا ہے اس کا سینہ اس سے زیادہ تنگ ہوگا۔

اَلشَّدَائِدُ ‏ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ عُتْبَةَ الْمِهْبِیْ

کُلُّ الْمَصَائِبِ قَدْ تَمُرُّ عَلَی الْفَتٰی ‏ فَتَهُوْنُ غَیْرَ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ

انسان پر ہر طرح کی مصیبتیں گذرتی ہیں اور وہ سب آسان ہوجاتی ہیں سوائے دشمنوں کی خوشی کے۔

العبّاس بن الاحنف

صِرتُ کَأنّی ذُبَالَةٌ نُصِبَت | تُضِیُٔ لِلنَّاسِ وَھِیَ تَحتَرِقُ

میں تو ایسا ہوگیا جیسے چراغ کی بتی کہ وہ دوسروں کیلئے روشنی کرتی ہے اور خود جلتی رہتی ہے۔

ولہ ایضًا

کَفیٰ حَزَنًا اَنَّ التَّبَاعُدَ بَینَنَا | وَقَد جَمَعَتنَا وَالاَحِبَّۃَ دَارٌ

رنج وغم کیلئے یہ کافی ہے کہ ہمارے درمیان بعد ہے جب کہ ہم کو اور دوستوں کو گھر جمع کرچکا ہے۔

الحلاج الحارثی

اِذَا مَا اَھَانَ امرُؤٌ نَفسَہٗ | فَلَا اَکرَمَ اللّٰہُ مَن یُکرِمُہٗ

جب آدمی خود کو بے وقعت کرلے تو خدا اس کی عزت کرنیوالے کو باعزت نہ کرے گا۔

وقال آخر

صَبَرتُ عَلیٰ مَا لَو تَحَمَّلَ بَعضَہٗ | جِبَالُ شَرَاۃٍ اَصبَحَت تَتَصَدَّعُ
مَلَکتُ دُمُوعَ العَینِ حَتّیٰ رَدَدتُّھَا | اِلیٰ بَاطِنٍ فَالعَینُ فِی القَلبِ تَدمَعُ

(۱) میں نے ایسی ایسی مصیبتوں پر صبر کیا ہے کہ اگر مقام شراۃ کے پہاڑ ان میں سے بعض کو اٹھائیں تو وہ پھٹ پڑیں۔
(۲) میں نے آنکھ کے آنسوؤں پر کنٹرول کرلیا اور ان کو باطن کی طرف لوٹا دیا پس اب آنکھ دل میں آنسو بہا رہی ہے۔

وقال الفقیہ الحافظ ابو محمد بن حزم

لَا یَشمِتَن حَاسِدٌ اِن نَکبَۃٌ عَرَضَت | فَالدَّھرُ لَیسَ عَلیٰ حَالٍ بِمُتَّرِکٍ
فَالحُرُّ کَالتِّبرِ یُلقیٰ تَحتَ مِنفَخَۃٍ | طَورًا وَطَورًا یُریٰ تَاجًا عَلیٰ مَلِکٍ

(۱) اگر کوئی مصیبت پیش آجائے تو حاسد کو خوش نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ زمانہ ایک حالت پر چھوڑنے والا نہیں ہے۔
(۲) پس شریف آدمی سونے کی طرح ہے کہ کبھی دھونکنی کے نیچے ڈالا جاتا ہے اور کبھی بادشاہ کے سر پر تاج نظر آتا ہے۔

حُسنُ المُخَاصَمَۃِ — خوبی اختلاف — اِبنُ جَابِرٍ

اِن شِئتَ اَن تَجِدَ العَدُوَّ وَقَد غَدَا | لَکَ صَاحِبًا یُولِی الجَمِیلَ وَیُحسِنُ
فَاعمَل کَمَا قَالَ الخَبِیرُ بِخَلقِہٖ | فِی قَولِہٖ اِدفَع بِالَّتِی ھِیَ اَحسَنُ

(۱) اگر تو اپنے دشمن کو اپنے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے
(۲) تو وہ کام کر جس کا حکم اللہ نے اس آیت میں کیا ہے: بدی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کر جو بہت ہی اچھا ہو۔

لبعضہم	قلت مال (کم مائیگی)	قِلّۃُ المَالِ

وَلَیتَ فَضلِی کَمِثلِ مَالِی	فَلَیتَ مَالِی کَمِثلِ فَضلِی	وَالکِیسُ صِفرُ الجَنَانِ خَالِ	اَلنَّفسُ مَلأیٰ مِنَ المَعَالِی

(۱) میرا نفس شرافتوں سے بھرا ہوا ہے اور تھیلی بالکل خالی ہے (۲) سو کاش میرا مال میرے فضل کے مثل اور میرا فضل میرے مال کے مثل ہوتا۔

وَقَالَ بَعضُہُم

وَلَا تَجزَع لِحَادِثَۃِ اللَّیَالِی	وَطِب نَفساً اِذَا نَزَلَ البَلَاءُ	دَعِ الاَیَّامَ تَفعَلُ مَا تَشَاءُ
فَاَنتَ وَمَالِکُ الدُّنیَا سَوَاءُ	اِذَا مَا کُنتَ ذَا قَلبٍ قَنُوعٍ	فَمَا لِحَوَادِثِ الدُّنیَا بَقَاءُ

(۱) زمانہ کو چھوڑ وہ جو چاہے کرے تو نزول بلا کے وقت ہشاش بشاش رہ (۲) حوادث زمانہ سے مت گھبرا کیونکہ حوادث زمانہ کیلئے بقا نہیں ہے۔ (۳) جب تو قانع دل والا ہے تو تو اور مالک دنیا دونوں برابر ہیں۔

اَبُو اِسحَاق الصَّابِی

وَلَیسَ یُرجیٰ اِلتِقَاءُ اللُّبِّ وَالذَّھَبِ	اَلضَّبُّ وَالنُّونُ قَد یُرجیٰ لِقَاءُ ھُمَا

حل لغات: ضب گوہ جمع اضب نون مچھلی جمع نینان، انوان، لُب عقل، ذہب سونا۔ **تشریح:** گوہ اور مچھلی کا اجتماع تو ممکن ہو سکتا ہے لیکن عقل اور سونے کا جمع ہونا ممکن نہیں۔

وَقَالَ مَالِکُ بنُ حَرِیمٍ الھَمدَانِیُّ

بِاَنَّ ثَرَاءَ المَالِ یَنفَعُ رَبَّہٗ	وَتُبدِی لَکَ الاَیَّامُ مَا لَستَ تَعلَمُ	اُنبِئتُ وَالاَیَّامُ ذَاتُ تَجَارِبٍ
یُحَزُّ کَمَا حُزَّ القَطِیعُ المُحَرَّمُ	وَاَنَّ قَلِیلَ المَالِ لِلمَرءِ مُفسِدٌ	وَیُثنِی عَلَیہِ الحَمدَ وَھُوَ مُذَمَّمُ
وَیَقعُدُ وَسطَ القَومِ لَا یَتَکَلَّمُ		یَرَی دَرَجَاتِ المَجدِ لَا یَستَطِیعُھَا

حل لغات: ثراء زیادتی مال، یحز ان، حزّا کاٹنا، القطیع چھڑی، المحرم مراد غیر مدبوغ چمڑا **تشریح:**
(۱) مجھے بتایا گیا ہے اور زمانہ بہت تجربہ کار ہے ایسی ایسی چیزیں ظاہر کرتا ہے جن سے تو بالکل ناآشنا ہے۔
(۲) یہ کہ مالدار کو اس کی مالداری نفع دیتی ہے اور اس کی تعریف کراتی ہے حالانکہ وہ بُرا ہے۔

(۳) اور یہ کہ تھوڑا مال آدمی کیلئے باعث فساد ہے ایسے ہی کاٹ دیا جاتا ہے جیسے کچا چمڑا،
(۴) بزرگی کے درجے کو دیکھتا ہے یا نہیں سکتا اور لوگوں کے درمیان بیٹھتا ہے بول نہیں سکتا۔

اَلشَّکْوٰی اِلَی الْاَصْدِقَاءِ	دوستوں سے شکوہ	وَقَالَ بَعْضُهُمْ

یَا غَائِبِیْنَ تَعَلَّلْنَا بِغَیْبَتِهِمْ	بِطِیْبِ دَهْرٍ وَلَا وَاللّٰهِ لَمْ یَطِبِ
ذَکَرْتُ وَالْکَاسُ فِیْ کَفِّیْ لَیَالِیَکُمْ	فَالْکَاسُ فِیْ رَاحَةٍ وَالْقَلْبُ فِیْ تَعَبِ

(۱) اے دور جانیوالو! ہم خوشگوار زمانہ کے سبب تمہاری یاد سے غافل ہو گئے لیکن زمانہ بھی خوشگوار نہ ہوا۔
(۲) میرے ہاتھ میں جام ہے اسی حالت میں تمہاری راتیں یاد آگئیں پس جام ہاتھ میں ہے اور دل بے چینی میں ہے۔

کَتَبَ اَبُوْدُلَفٍ اِلَی ابْنِ طَاهِرٍ یُعَاتِبُهٗ	ابودلف نے ابن طاہر کو سرزنش کرتے ہوئے لکھا۔

اِخَاءُکُمْ کَالْوَرْدِ لَیْسَ بِدَائِمٍ	وَلَا خَیْرَ فِیْمَنْ لَا یَدُوْمُ لَهٗ عَهْدٌ
وَعَهْدِیْ لَکُمْ کَالْاٰسِ حُسْنًا وَبَهْجَةً	لَهٗ وَرَقٌ خُضْرٌ اِذَا فَنِیَ الْوَرْدُ

حل لغات | اخاء۔ مصدر ہے بھائی یا دوست بننا، الورد گلاب، آس ایک درخت ہے جو ریحان کے نام سے مشہور ہے
بہجۃ رونق، ورق پتا، خضر سبز :۔ تشریح۔
(۱) تمہاری دوستی گلاب کی طرح ہے کہ دوام پذیر نہیں اور جو چیز دوام پذیر نہ ہو اسمیں کوئی خوبی نہیں ہوتی (۲)، اور میری دوستی ریحان کی طرح ہے کہ ہمیشہ تروتازہ رہتا ہے اور اس کے پتے اسوقت بھی سرسبز رہتے ہیں جب کہ گلاب فنا ہو چکا ہوتا ہے

فَاَجَابَهٗ اِبْنُ طَاهِرٍ	ابن طاہر نے ابودلف کو جواب دیا۔

اَشْبَهْتَ عَهْدَ الْوَرْدِ فِیْمَا تَدُلُّهٗ	وَهَلْ زُهْرَةٌ اِلَّا وَسَیِّدُهُ الْوَرْدُ
اِخَاءُکُمْ کَالْاٰسِ مُرٌّ مَذَاقُهٗ	وَلَیْسَ لَهٗ فِی الرِّیْحِ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ

حل لغات | زہرۃ کلی، مر تلخ، مذاق مزہ :۔ تشریح۔
(۱) تو نے گلاب کو اس کی مذمت کرتے ہوئے تشبیہ دی ہے حالانکہ کوئی کلی نہیں جس کا سردار گلاب نہ ہو
(۲) تمہاری دوستی ریحان کی طرح ہے جو بدمزہ ہوتا ہے مزید برآں اسمیں خوشبو نہیں ہوتی نہ اول نہ آخر

لِلْاِمَامِ زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

اِذَا بُلِیْتَ بِعَثْرَةٍ فَاصْبِرْ لَهَا	صَبْرَ الْکَرِیْمِ فَاِنَّ ذٰلِکَ اَحْزَمُ
لَا تَشْکُوَنَّ اِلَی الْخَلَائِقِ اِنَّمَا	تَشْکُو الرَّحِیْمَ اِلَی الَّذِیْ لَا یَرْحَمُ

(۱) جب تو حیرانی میں مبتلا ہو جائے تو شریفوں کی طرح صبر کر کیونکہ سب سے بڑی دانائی اور ہوشیاری یہی ہے۔
(۲) مخلوق سے ہرگز شکایت نہ کرنا کیونکہ اس صورت میں تو رحیم کی شکایت اس سے کرے گا جو رحم نہیں کر سکتا۔

اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ — لوگ اپنے بادشاہوں کے طریقہ پر چلتے ہیں۔

اِذَا کَانَ رَبُّ الْبَیْتِ بِالدَّفِّ مُوْلِعًا ۔۔۔ فَشِیْمَةُ اَهْلِ الْبَیْتِ کُلِّهِمْ رَقْصٌ

جب صاحبِ خانہ دف کا دلدادہ ہو تو گھر والوں کی عادت ناچنے گانے کی ہوگی۔

لَابُدَّ لِلْمَلِكِ مِنَ الْاِعْطَاءِ — بادشاہوں کیلئے سخاوت ضروری ہے۔

اِذَا لَمْ یَکُنْ مَلِكٌ وَّاهِبَةٌ ۔۔۔ فَدَعْهُ فَدَوْلَتُهٗ ذَاهِبَةٌ

جب بادشاہ بخشش کرنیوالا نہ ہو تو اُسے چھوڑ اس کی دولت فنا ہونے والی ہے

اَلظَّرَافَةُ — خوش طبعی ! — اِبْنُ تَمِیْمٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی

قَالُوْا رَأَیْنَاكَ کُلَّ وَقْتٍ ۔۔۔ تَهِیْمُ بِالشُّرْبِ وَالْغِنَاءِ
فَقُلْتُ اِنِّیْ فَتًی قَنُوْعٌ ۔۔۔ اَعِیْشُ بِالْمَاءِ وَالْهَوَاءِ

لوگوں نے مجھ سے کہا، ہم تجھے ہمہ تن شراب نوشی اور گانے میں آوارہ پھرتے ہوئے دیکھتے ہیں، میں نے کہا میں قانع آدمی ہوں صرف پانی اور ہوا پر بسر کرتا ہوں

حُسْنُ الْاِسْتِیْذَانِ — اجازت طلبی کا بہترین انداز — وَلِبَعْضِهِمْ

یَا مَعْدِنَ الْفَضْلِ وَطُوْدَ السَّخَا ۔۔۔ لَا زِلْتَ مِنْ بَحْرِ السَّخَا تَغْتَرِفُ
عَبْدُكَ بِالْبَابِ فَقُلْ مُنْعِمًا ۔۔۔ یَدْخُلُ اَوْ یَصْبِرُ اَوْ یَنْصَرِفُ

(۱) اے معدنِ فضل و کوہ سخا، تو ہمیشہ دریائے سخاوت سے سیراب ہوتا ہے۔
(۲) تیرا غلام دروازہ پر حاضر ہے پس مرحبا کہہ تاکہ وہ اندر آجائے یا صبر کرے یا واپس ہو جائے۔

اَلشَّیْبُ — بڑھاپا ! — وَلِاٰخَرَ

وَلِیْ خَطٌّ وَلِلْاَیَّامِ خَطٌّ ۔۔۔ وَبَیْنَهُمَا مُخَالَفَةُ الْمِدَادِ
فَاَکْتُبُهٗ سَوَادًا فِیْ بَیَاضٍ ۔۔۔ وَتَکْتُبُهٗ بَیَاضًا فِیْ سَوَادِ

(۱) میرا بھی ایک خط ہے اور زمانہ کا بھی ایک خط ہے مگر ان دونوں میں روشنائی مختلف ہے۔
(۲) میں سفید سیاہ (کاغذ) میں لکھتا ہوں اور وہ سیاہ (بالوں میں) سفید لکھتا ہے۔

وَلِبَعْضِهِمْ

وَلَمَّا رَأَیْتُ الشَّیْبَ اَیْقَنْتُ اَنَّهٗ ۔۔۔ نَذِیْرٌ لِجِسْمِیْ بِانْهِدَامِ بِنَائِهٖ
اِذَا ابْیَضَّ خُضْرُ النَّبَاتِ فَاِنَّهٗ ۔۔۔ دَلِیْلٌ عَلٰی اسْتِحْصَادِهٖ وَفَنَائِهٖ

میں نے بڑھاپے کو دیکھ کر یقین کر لیا کہ یہ میرے جسم کو اس [illegible] کے منہدم ہونے کا [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

کیونکہ جب سبز گھاس سفید ہونے لگے تو یہ اس کے کٹنے اور فنا ہونے کی دلیل ہے۔

وَقَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ حَزْمٍ

ثَلَاثٌ وَّسِتُّوْنَ قَدْ جُزْتَهَا | فَمَاذَا تُؤَمِّلُ اَوْ تَنْتَظِرُ | وَحَلَّ عَلَيْكَ نَذِيْرُ الْمَشِيْبِ
فَمَا تَرْعَوِيْ اَوْ فَمَا تَزْدَجِرُ | تَمُرُّ لَيَالِيْكَ مَرًّا حَثِيْثًا | وَاَنْتَ عَلٰى مَا اَرٰى مُسْتَمِرٌّ
فَلَوْ كُنْتَ تَعْقِلُ مَا يَنْقَضِيْ | مِنَ الْعُمُرِ لَاعْتَضْتَ خَيْرًا بِشَرٍّ | فَمَا لَكَ لَا تَسْتَعِدُّ اِذَنْ
لِدَارِ الْمُقَامِ وَدَارِ الْمَقَرِّ | اَتَرْغَبُ عَنْ فُجَاءَةِ الْمَنُوْنِ | وَتَعْلَمُ اَنْ لَيْسَ مِنْهَا مَفَرٌّ

فَاَمَّا اِلٰى جَنَّةٍ اُزْلِفَتْ | وَاَمَّا اِلٰى سَقَرٍ تُسْتَعَرُ

حل لغات | جُزْتَ (ن) جوزا گزر جانا، تؤمل امید کرنا، حثیث تیز رفتار، منون موت، مفر جائے فرار، اُزلفت (ن) زلفا قریب ہونا، تستعر النار بھڑکنا۔

تشریح

(۱) تیری عمر کے تریسٹھ ۶۳ سال گذر گئے اب کا ہے کی امید اور انتظار کرتا ہے۔
(۲) تیرے پاس بڑھاپے کا قاصد پہنچ چکا ہے پس تو اب بھی نہیں رکتا اور باز نہیں آتا۔
(۳) تیری راتیں بڑی تیزی سے گذر رہی ہیں اور میں تجھے ایک ہی حالت پر باقی دیکھ رہا ہوں۔
(۴) تیری عمر کا جو حصہ گذر گیا اگر تو اس کو سمجھتا تو برائی کے بدلے نیکی کماتا۔
(۵) سو تجھے کیا ہوا کہ تو اب بھی دائمی قیام گاہ (آخرت) کیلئے تیاری نہیں کرتا۔
(۶) کیا تو موت کے اچانک آجانے سے اعراض کرتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ اس سے مفر نہیں ہو سکتا۔
(۷) پس یا تو جنت کی طرف جانا ہوگا جو مومنین کے لئے نزدیک کر دی جائیگی اور یا جہنم کی طرف جو دہکتی ہوگی۔

وَقَالَ الْاٰخَرُ

سَاَلْتُ مِنَ الْاَطِبَّا ذَاتَ يَوْمٍ | خَبِيْرًا مِمَّ شَيْبِيْ؟ قَالَ: بَلْغَمْ
فَقُلْتُ لَهٗ عَلٰى غَيْرِ احْتِشَامٍ | لَقَدْ اَخْطَاْتَ فِيْمَا قُلْتَ بَلْ غَمْ

(۱) میں نے ایک روز حاذق طبیب سے دریافت کیا کہ میرا بڑھاپا کس سبب سے ہے؟ اس نے کہا: بلغم سے!
(۲) میں نے اس سے بلا جھجھک کہدیا کہ آپ نے غلط کہا ہے بلکہ بڑھاپا غم کی وجہ سے آیا ہے۔

ذَمُّهٗ

قَالَتْ وَقَدْ رَاعَهَا مَشِيْبِيْ | كُنْتَ ابْنَ عَمٍّ فَصِرْتَ عَمًّا
وَاسْتَهْزَاَتْ بِيْ فَقُلْتُ اَيْضًا | قَدْ كُنْتِ بِنْتًا فَصِرْتِ اُمًّا

(۱) ایک عورت نے میرے بڑھاپے سے خائف ہو کر مجھ سے کہا تو چچا زاد بھائی تھا اب تو خود ہی چچا ہو گیا۔
(۲) اس نے میرے ساتھ دل لگی کی سو میں نے بھی کہدیا کہ پہلے تو لڑکی تھی اب ماں ہو گئی۔

لِاَبِیْ عِمْرَانَ مُوْسٰی بْنِ عِمْرَانَ	انجام بینی!	اَلنَّظْرُ فِی الْعَوَاقِبِ

لَا تَبْكِ ثَوْبَكَ اِنْ اَبْلَيْتَ جِدَّتَهٗ	وَابْكِ الَّذِیْ اَبْلَتِ الْاَیَّامُ مِنْ بَدَنِكَ
وَلَا تَكُوْنَنَّ مُخْتَالًا بِجِدَّتِهٖ	فَرُبَّمَا كَانَ هٰذَا الثَّوْبُ مِنْ كَفَنِكَ
وَلَا تَعَفْهُ اِذَا اَبْصَرْتَهٗ دَنِسًا	فَاِنَّمَا اكْتَسَبَ الْاَوْسَاخَ مِنْ دَنَسِكَ

(۱) اپنے کپڑے پر مت رو اگر (پہنتے پہنتے) پرانا کر دیا ہے تو نیا بنا لے گا، اس پر رو کہ مرور ایام (درازی عمر) نے تیرا بدن پرانا کر دیا۔
(۲) کپڑا نیا ہونے پر مت اکڑ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہی کپڑا تیرا کفن بنے۔
(۳) کپڑے کو میلا کچیلا دیکھ کر منہ مت بسور کیونکہ یہ تیرے ہی میل کچیل سے میلا ہوا ہے۔

اَبُوْ وَهَبٍ الْقُرْطُبِیُّ

تَنَامُ وَقَدْ اُعِدَّ لَكَ السُّهَادُ	وَتُوْقِنُ بِالرَّحِیْلِ وَلَیْسَ زَادُ
وَتُصْبِحُ مِثْلَ مَا تُمْسِیْ مُضِیْعًا	كَاَنَّكَ لَسْتَ تَدْرِیْ مَا الْمُرَادُ
اَتَطْمَعُ اَنْ تَفُوْزَ غَدًا هَنِیْئًا	وَلَمْ یَكُ مِنْكَ فِی الدُّنْیَا اجْتِهَادُ
اِذَا فَرَّطْتَ فِیْ تَقْدِیْمِ زَرْعٍ	فَكَیْفَ یَكُوْنُ مِنْ عَدَمٍ حَصَادُ

حل لغات سُہاد بے خوابی، زاد توشہ، فرطت کوتاہی، حصاد درانتی سے کھیتی کاٹنا۔ تشریح
(۱) تو سوتا ہے حالانکہ تیرے لئے بے خوابی تیار کی گئی ہے اور تجھے کوچ کرنے کا یقین ہے حالانکہ تیرے پاس کچھ توشہ نہیں ہے۔
(۲) تو شام کی طرح صبح بھی بیکاری میں گنواتا ہے گویا کہ تو مقصد اور مراد کو جانتا ہی نہیں۔
(۳) دنیا میں کوشش کئے بغیر قیامت کے روز کامیاب ہونا چاہتا ہے۔
(۴) جب تو نے پہلے کھیتی بونے میں کوتاہی کی ہے تو پھر بغیر بوئے کھیتی کیسے کاٹی جا سکتی ہے۔

عَلِیُّ بْنُ الْجَهْمِ

سَرَّ مَنْ عَاشَ مَالُهٗ فَاِذَا	حَاسَبَهُ اللّٰهُ سَرَّهُ الْاِعْدَامُ

آدمی کو زندگی میں اس کا مال خوش کن ہوتا ہے اور جب خدا حساب لیگا تو اس کو ناداری خوش کن ہو گی۔

شِهَابُ الدِّیْنِ الْاَنْدَلُسِیُّ

یَا مَنْ تَجَلَّدَ لِلزَّمَانِ	اَمَا زَمَانُكَ مِنْكَ اَجْلَدُ	سَلَّطَ هَمَّكَ عَلٰی هَوَاكَ

وَعُدَّ يَوْمَكَ لَيْسَ مِنْ غَدٖ | اِنَّ الْحَيٰوةَ مَزَارِعُ | فَازْرَعْ بِمَا قَدْ شِئْتَ تَحْصُدْ
وَالنَّاسُ لَا يَبْقٰى سِوٰى | اٰثَارِهِمْ وَالْعَيْنُ تَفْقُدْ | اَوَمَا سَمِعْتَ بِمَنْ مَضٰى
هٰذَا يُذَمُّ وَذَاكَ يُحْمَدُ | اَلْمَالُ اِنْ اَصْلَحْتَهٗ | يُصْلِحُ وَاِنْ اَفْسَدْتَ يُفْسِدُ

(۱) اے وہ شخص کہ تو زمانہ کو زور دکھلاتا ہے یاد رکھ کہ زمانہ تجھ سے زیادہ طاقت ور ہے (۲) اپنی عقل کو اپنی خواہشات پر غالب کر اور یہ سمجھ کہ تیرا آج کا دن کل سے وابستہ ہی نہیں (۳) بیشک زندگی کھیتی ہے پس جو تو کاٹنا چاہے وہی بو۔
(۴) لوگوں کے صرف آثار باقی رہ جائیں گے ذات سب کی فنا ہو جائیگی۔
(۵) کیا تو نے گذشتہ لوگوں کے متعلق نہیں سنا کہ کسی کو بُرا کہا جاتا ہے اور کسی کی تعریف کی جاتی ہے
(۶) اگر تو مال کو اچھا بنائے گا تو اچھا ہو جائے گا اور خراب کرے گا تو خراب ہو جائیگا۔

اَلشَّيْخُ بَهَاءُ الدِّيْنِ الْاٰمِلِيُّ

اَلَا يَا خَائِضًا بَحْرَ الْاَمَانِيْ | هَدَاكَ اللّٰهُ مِنْ هٰذَا التَّوَانِيْ | اَضَعْتَ الْعُمْرَ عِصْيَانًا وَجَهْلًا
فَمَهْلًا اَيُّهَا الْمَغْرُوْرُ مَهْلًا | مَضٰى عَهْدُ الشَّبَابِ وَاَنْتَ غَافِلْ | وَفِيْ ثَوْبِ الْعَمٰى وَالْغَيِّ رَافِلْ
اِلٰى كَمْ كَالْبَهَائِمِ اَنْتَ هَائِمْ | وَفِيْ وَقْتِ الْغَنَائِمِ اَنْتَ نَائِمْ | وَطَرْفُكَ لَا يَرٰى اِلَّا طَمُوْحًا
وَنَفْسُكَ لَمْ تَزَلْ اَبَدًا جَمُوْحًا | وَقَلْبُكَ لَا يُفِيْقُ عَنِ الْمَعَاصِيْ | فَوَيْلُكَ يَوْمَ يُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ

حل لغات خائض خاض (ن) خوضاً داخل ہونا، امانی جمع امنیۃ آرزو، التوانی سستی، فتور، الغیّ گمراہی، رافل رفل (ن) رفلاً دامن گھسیٹتے ہوئے ناز سے چلنا، ہائم حیران، غنائم جمع غنیمۃ، طرف آنکھ، طموحاً طمح (ن) طمحاً طماحاً ببصرہ نگاہ اٹھانا جموحاً (ف) الفرس سرکشی کرنا، سوار کے قابو میں نہ آنا، نواصی جمع ناصیۃ پیشانی :۔ **تشریح**۔

(۱) اے امیدوں کے دریا میں ڈوبے ہوئے اس کوتاہی سے اللہ تیری ہدایت کرے۔
(۲) تو نے نافرمانی اور نادانی میں ساری عمر برباد کر دی سو باز آ اے فریب خوردہ باز آ۔
(۳) جوانی کا زمانہ گذر گیا اور تو غافل ہے اور اندھے پن اور گمراہی کے لباس میں اکڑتا پھرتا ہے۔
(۴) تو چوپاؤں کی طرح کب تک مارا مارا پھرتا رہے گا اور اوقاتِ غنیمت میں کب تک سوتا رہے گا۔
(۵) تیری نگاہ ہمیشہ اوپر ہی اٹھی رہی اور تیرا نفس ہمیشہ سرکش ہی رہا۔
(۶) اور تیرا دل معاصی سے کبھی ہوش میں نہیں آتا سو اس دن تیرے لئے ہلاکت ہوگی جس دن پیشانیں پکڑی جائیں گی۔

وَقَالَ اٰخَرُ

وَمَا اَهْلُ الْحَيٰوةِ لَنَا بِاَهْلٍ | وَلَا دَارُ الْفَنَاءِ لَنَا بِدَارٍ
وَمَا اَمْوَالُنَا اِلَّا عَوَارٍ | سَيَاْخُذُهَا الْمُعِيْرُ مِنَ الْمُعَارٖ

(۱) نہ دُنیا والے ہمارے ہیں اور نہ فانی دنیا ہمارا گھر ہے (۲) ہمارا مال عاریت ہے. عاریت پر دینے والا پھر لے لیگا۔

لِاَبِی الطَّیِّبِ الْمُتَنَبِّی

اَلظُّلْمُ مِنْ شِیَمِ النُّفُوْسِ فَاِنْ تَجِدْ ... ذَا عِفَّةٍ فَلِعِلَّةٍ لَا یَظْلِمُ

وَمِنَ الْبَلِیَّةِ عَذْلُ مَنْ لَا یَرْعَوِیْ ... عَنْ جَهْلِهٖ وَخِطَابُ مَنْ لَا یَفْهَمُ

وَالذُّلُّ یُظْهِرُ فِی الذَّلِیْلِ مَوَدَّةً ... وَاَوَدُّ مِنْهُ لِمَنْ یَوَدُّ الْاَرْقَمُ

وَمِنَ الْعَدَاوَةِ مَا یَنَالُكَ نَفْعُهٗ ... وَمِنَ الصَّدَاقَةِ مَا یَضُرُّ وَیُؤْلِمُ

حل لغات شیم جمع شیمۃ عادت، عفۃ، پاکدامنی، پرہیزگاری، البلیۃ مصیبت، عذل ملامت کرنا، لا یرعوی، ارعواء باز رہنا، رجوع کرنا، الارقم کوڑیالا سانپ۔

تشریح۔

(۱) ستمگاری نفوس کی سرشت میں داخل ہے سو اگر تو ایسے شخص کو پاوے جو ظلم سے بچتا ہو تو وہ کسی وجہ خاص کی وجہ سے ظلم نہیں کرتا۔
(۲) منجملہ مصائب کے ہے اس شخص کا ملامت کرنا جو اپنی نادانی سے باز نہ آئے اور اس شخص کا خطاب کرنا جو نا سمجھ ہو۔

عجیب بات تو دیکھو کہ کیلچڑی گنجی ❋ حضور بلبل بستاں کرے نوا سنجی

(۳) ذلت حقیر میں دوستی کو ظاہر کراتی ہے حالانکہ ذلیل جس سے اپنی دوستی کا اظہار کرے اس کے حق میں ذلیل کی نسبت کوڑیالا سانپ زیادہ قابل دوستی ہے۔

بر تملقہائے دشمن تکیہ کردن ابلہی ست ❋ پائے بوس سیل از پا افگند دیوار را

(۴) بعض دشمنی ایسی ہوتی ہے کہ تجھ کو اس کا فائدہ پہنچتا ہے اور بعض دوستی ایسی ہوتی ہے کہ تجھ کو ضرر اور درد پہنچاتی ہے۔

اِنِّیْ اُصَاحِبُ حِلْمِیْ وَهُوَ بِیْ کَرَمٌ ... وَلَا اُصَاحِبُ حِلْمِیْ وَهُوَ بِیْ جُبُنُ

وَلَا اُقِیْمُ عَلٰی مَالٍ اَذِلُّ بِهٖ ... وَلَا اَلَذُّ بِمَا عِرْضِیْ بِهٖ دَرِنُ

(۱) میں اپنے حلم کو اس وقت تک ساتھ رکھتا ہوں جب تک کہ وہ میرے لئے باعث عزت ہو اور جب وہ بزدلی شمار ہونے لگے تو میں اس کو ساتھ نہیں رکھتا۔
(۲) میں ایسے مال پر نہیں جمتا جس سے کہ میں ذلیل ہوں اور مجھے اس چیز میں مزہ نہیں آتا جس سے میری آبرو میلی ہو۔

مَنِ اقْتَضٰی بِسِوَی الْهِنْدِیِّ حَاجَتَهٗ ... اَجَابَ کُلَّ سُؤَالٍ عَنْ هَلٍ بِلَمِ

جو شخص ہندی تلوار کے بغیر اپنی حاجت طلب کریگا تو وہ ہر سائل کو جواب نفی میں دیگا یعنی تلوار کے بغیر کامیابی ممکن نہیں ہے۔

وَمَا کُلُّ هَاوٍ لِلْجَمِیْلِ بِفَاعِلٍ ... وَلَا کُلُّ فَعَّالٍ لَهٗ بِمُتَمِّمِ

ہر نیک کام کا قصد کرنیوالا کر گذرنیوالا نہیں ہوتا اور نہ ہر کام کرنیوالا اس کو کماحقہٗ تمام کرتا ہے۔

ذُو الْعَقْلِ یَشْقٰی فِی النَّعِیْمِ بِعَقْلِهٖ ... وَاَخُو الْجَهَالَةِ فِی الشَّقَاوَةِ یَنْعَمُ

وَالْهَمُّ یَخْتَرِمُ الْجَسِیْمَ نَحَافَةً ... وَیُشِیْبُ نَاصِیَةَ الصَّبِیِّ وَیُهْرِمُ

فَلَا غَبَرَتْ بِیْ سَاعَةٌ لَا تُعِزُّنِیْ ... وَلَا صَحِبَتْنِیْ مُهْجَةٌ تَقْبَلُ الظُّلْمَا

(۱) عقلمند ناز و نعمت میں تنگی اور بدنصیب رہتا ہے اور جاہل بدنصیبی کے باوجود چین اڑاتا ہے کیونکہ اس کو فکر مال نہیں ہوتا ؎

دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند ❊ عاقل مباش تا غم دیگراں خوری

(۲) غم شخص جسیم کو بسبب لاغری کے ہلاک اور موئے پیشانی نوعمر کو سفید اور بیوقوف بوڑھا کر دیتا ہے (۳) سو مجھ پر ایسی ساعت نہ گذرے جو میری عزت کا باعث نہ ہو اور ایسی جان میسر پاس نہ رہے جو لوگوں کا ظلم قبول کرے۔

سِوٰى وَجَعِ الْحُسَّادِ دَاوِ فَاِنَّهٗ — اِذَا حَلَّ فِیْ قَلْبٍ فَلَیْسَ یَحُوْلُ
وَلَا تَطْمَعَنَّ فِیْ حَاسِدٍ فِیْ مَوَدَّةٍ — وَاِنْ کُنْتَ تُبْدِیْ لَهٗ وَتُنِیْلُ
یَهُوْنُ عَلَیْنَا اَنْ تُصَابَ جُسُوْمُنَا — وَتَسْلَمَ اَعْرَاضٌ لَنَا وَعُقُوْلُ

(۱) حاسدوں کے درد کے علاوہ دیگر امراض کا علاج کر کیونکہ مرض حسد جب کسی دل میں ٹھہر جاتا ہے تو پھر زائل نہیں ہوتا۔
(۲) حاسد سے محبت کی طمع مت کر اگرچہ تو اس سے محبت ظاہر کرے اور اس کو عطا بخشے،
(۳) ہم کو یہ آسان ہے کہ ہمارے جسم لڑائی میں زخموں وغیرہ کی مصیبت پہنچائے جائیں اور ہماری آبروئیں اور عقلیں سلامت رہیں۔

وَمَنْ کَانَ عَزْمِیْ بَیْنَ جَنْبَیْهِ حَثَّهٗ — وَخَیَّلَ طُوْلَ الْاَرْضِ فِیْ عَیْنِهٖ شِبْرَا
اِذَا اعْتَادَ الْفَتٰی خَوْضَ الْمَنَایَا — فَاَهْوَنُ مَا تَمُرُّ بِهِ الْوُحُوْلُ
رَمَانِی الدَّهْرُ بِالْاَرْزَاءِ حَتّٰی — فُؤَادِیْ فِیْ غِشَاءٍ مِّنْ نِبَالٍ
فَصِرْتُ اِذَا اَصَابَتْنِیْ سِهَامٌ — تَکَسَّرَتِ النِّصَالُ عَلَی النِّصَالِ

(۱) جس شخص کے پہلوؤں میں میرا سا بلند قصد ہوگا تو وہ اسکو سفر دائمی پر برانگیختہ کرے گا اور زمین کے طول کو اسکی آنکھ میں بقدر بالشت نمایاں کریگا۔
(۲) جب جوان مرد موتوں کے درمیان میں گھسنے کا عادی ہو تو کیچڑوں میں اس کو چلنا نہایت آسان ہے
(۱) زمانہ نے میرے مصائب کے تیر مارے یہانتک کہ میرا دل اس کے تیروں سے پردے میں ہے۔
(۴) سو میں اس حال میں ہوگیا کہ جب بھی تیر لگتے تھے تو تیروں کی بھالیں تیروں کی بھالوں پر لگ کر ٹوٹتی تھیں، ع مشکلیں ہم پر پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں

لَیْسَ الْجَمَالُ لِوَجْهٍ صَحَّ مَارِنُهٗ — اَنْفُ الْعَزِیْزِ بِقَطْعِ الْعِزِّ یُجْتَدَعُ — مَنْ کَانَ فَوْقَ مَحَلِّ الشَّمْسِ مَوْضِعُهٗ
فَلَیْسَ یَرْفَعُهٗ شَیْءٌ وَّلَا یَضَعُ — اِنَّ السِّلَاحَ جَمِیْعُ النَّاسِ تَحْمِلُهٗ — وَلَیْسَ کُلُّ ذَوَاتِ الْمِخْلَبِ السَّبُعُ
اِذَا رَاَیْتَ نُیُوْبَ اللَّیْثِ بَارِزَةً — فَلَا تَظُنَّنَّ اَنَّ اللَّیْثَ یَبْتَسِمُ — اِنْ کَانَ سَرَّکُمْ مَا قَالَ حَاسِدُنَا
فَمَا لِجُرْحٍ اِذَا اَرْضَاکُمْ اَلَمٌ — اِذَا تَرَحَّلْتَ عَنْ قَوْمٍ وَّقَدْ قَدَرُوْا — اَنْ لَّا تُفَارِقَهُمْ فَالرَّاحِلُوْنَ هُمُ

شَرُّ الْبِلَادِ بِلَادٌ لَا صَدِیْقَ بِهٖ — وَشَرُّ مَا یَکْسِبُ الْاِنْسَانُ مَا یَصِمُ

حل لغات | مارن ناک کا نرم حصہ جمع موارن، یجتدع کان ناک کا کٹ جانا، المخلب چنگل جمع مخالب، نیوب جمع ناب کچلی کے دانت۔ بارزۃ ظاہر، جرح زخم، الم تکلیف، یصم عیب لگانا۔

تشریح

(۱) حقیقی جمال اس چہرہ کو حاصل نہیں جسکی ناک سالم ہو کیونکہ صاحب عزت شخص کی ناک بے عزتی سے کٹ جاتی ہے۔
(۲) جس شخص کا مرتبہ آفتاب کے مرتبہ سے اونچا ہو تو اس کو کوئی چیز گھٹا بڑھا نہیں سکتی۔
(۳) بیشک ہتھیار سب لوگ اٹھاتے ہیں مگر بہادر کوئی ہی ہوتا ہے دیکھو ہر پنجہ دار درندہ نہیں ہوتا۔

(۴) جب تو شیر کے دانت کھلے ہوئے دیکھے تو یہ مت سمجھ کر شیر تبسم کرنیوالا ہے (بلکہ وہ تیرے ہلاک کرنے کا قاصد ہے)
(۵) اگر تم کو ہمارے حاسدوں کے قول نے خوش کیا ہے تو اس زخم کا جس نے تم کو خوش کیا ہے ہمیں درد معلوم نہیں ہوگا۔
(۶) جب تو کسی قوم سے چلا ہو درآنحالیکہ انکو تیرے جدا نہ ہونے کی قدرت تھی تو اس صورت میں کوچ کرنیوالی درحقیقت وہ قوم ہے نہ کہ تو۔
(۷) بدترین شہر وہ ہیں جن میں کوئی دوست نہ ہو اور انسان کی بدتر کمائی وہ ہے جو اس کو عیب لگائے۔

شِكْوَى الْجَرِيحِ إِلَى الْعُقْبَانِ وَالرَّخَمِ	لَا تَشْكُوَنَّ إِلَى خَلْقٍ فَتُشْمِتَهُمْ

تو مخلوق سے ایسا شکوہ نہ کر جیسا مجروح شخص کوؤں اور مردار خوار پرندوں سے کرتا ہے۔

مجھے متنبی کا قول مست بناتا ہے	وَيُطْرِبُنِي قَوْلُ الْمُتَنَبِّي

وَارْحَمْ شَبَابَكَ مِنْ عَدُوٍّ تَرْحَمُ	لَا يَخْدَعَنَّكَ مِنْ عَدُوٍّ دَمْعُهُ
حَتَّى يُرَاقَ عَلَى جَوَانِبِهِ الدَّمُ	لَا يَسْلَمُ الشَّرَفُ الرَّفِيعُ مِنَ الْأَذَى
مَنْ لَا يَقِلُّ كَمَا يَقِلُّ وَيَلْؤُمُ	يُؤْذِي الْقَلِيلُ مِنَ اللِّئَامِ بِطَبْعِهِ

(۱) تجھ کو دشمن کا رونا دھوکے میں نہ ڈالے اور اس دشمن کے ضرر سے کہ جس پر تو رحم کرتا ہے اپنی جوانی پر رحم کر
(۲) شریف کے شرف رفیع اعداء وحساد کی تکلیف سے نہیں بچتے جب تک اس کے اطراف میں خون دشمنان نہ گرایا جائے۔
(۳) ناکسوں میں سے ذلیل شخص بتقاضائے اپنی بدسرشتی کے اس شخص کو ستاتا اور ملامت کرتا ہے جو اس کی مانند ذلیل نہ ہو۔

قَالَ حَاتِمٌ	دِيْوَانُ الْحَمَاسَةِ

كَأَنِّي إِذَا أَعْطَيْتُ مَالِي أَضِيمُهَا	وَعَاذِلَةٍ قَامَتْ عَلَيَّ تَلُومُنِي
وَلَا مُخْلِدَ النَّفْسِ الشَّحِيحَةِ لُؤْمُهَا	أَعَاذِلَ إِنَّ الْجُودَ لَيْسَ بِمُهْلِكِي
مُغَيَّبَةٌ فِي اللَّحْدِ بَالٍ رَمِيمُهَا	وَتُذْكَرُ أَخْلَاقُ الْفَتَى وَعِظَامُهُ

حل لغات | عاذلۃ ملامت کرنیوالی، اضیم (ض) ضیماً ظلم کرنا، اعاذل ہمزہ ندائیہ ہے اور عاذل مرخم ہے، شحیحۃ بخیل
عظام جمع عظم ہڈی، بال پرانا، رمیم بوسیدہ،

تشریح: (۱) اور بہت سی ملامت گر عورتیں ملامت کرتے ہوئے مجھ پر ایسی چڑھ آئیں کہ گویا جب میں اپنا مال کسی کو بخشتا ہوں تو اس پر ظلم کرتا ہوں (۲) اے ملامت گر مجھ کو میری بخشش ہلاک نہیں کردے گی اور نہ بخیل طبیعت کو ان کا بخل مدام رکھے گا (۳) سخی آدمی کی عمدہ عادتوں کا تذکرہ برابر رہتا ہے حالانکہ اس کے استخوان قبر میں بوسیدہ اور اس کی پرانی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوجاتی ہیں

وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْفَزَارِيِّينَ

إِلَّا يَكُن عَظْمِي طَوِيلًا فَإِنَّنِي	لَهُ بِالْخِصَالِ الصَّالِحَاتِ وَصُولُ
وَلَا خَيْرَ فِي حُسْنِ الْجُسُومِ وَنُبْلِهَا	إِذَا لَمْ تَزِنْ حُسْنَ الْجُسُومِ عُقُولُ
إِذَا كُنْتُ فِي الْقَوْمِ الطِّوَالِ عَلَوْتُهُمْ	بِعَارِفَةٍ حَتَّى يُقَالَ طَوِيلُ
وَكَمْ قَدْ رَأَيْنَا مِنْ فُرُوعٍ كَثِيرَةٍ	تَمُوتُ إِذَا لَمْ يُحْيِهِنَّ أُصُولُ
وَلَمْ أَرَ كَالْمَعْرُوفِ أَمَّا مَذَاقُهُ	فَحُلْوٌ وَأَمَّا وَجْهُهُ فَجَمِيلُ

حل لغات وصول واصل کا مبالغہ ہے جسوم جمع جسم، نبل کمال، لم تزن بروزن لم یعد بمعنی برابر ہونا اور بروزن لم یبع بمعنی خوبصورت ہونا۔ **تشریح۔**

(۱) اگرچہ میری ہڈی لمبی نہیں یعنی میں طویل قد والا نہیں ہوں لیکن عمدہ خصلتوں کے ذریعہ طول قامت کا کام بخوبی حاصل کرسکتا ہوں۔
(۲) جسموں کی خوبصورتی اور ان کے کمال میں کچھ بھلائی نہیں ہے جبکہ جسم کی خوبصورتی کے موافق ان کی عقلیں نہ ہوں۔
(۳) جب میں عمدہ قوم میں ہوتا ہوں تو ان پر احسان کرنے میں غالب ہوتا ہوں تاکہ یہ کہا جائے کہ میں نہایت عمدہ ہوں۔
(۴) بارہا ہم نے بہت سی شاخیں دیکھیں ہیں کہ وہ خشک ہوگئیں جب کہ انکو انکی جڑوں نے زندہ نہیں رکھا۔
(۵) میں نے احسان کی مانند کوئی چیز نہیں دیکھی ذکر کیوقت اس کا مزہ شیریں ہے اور دیکھنے میں اس کا منہ خوبصورت ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ

مَاذَا يُكَلِّفُ الرَّوْحَاتِ وَالدُّلَجَا	الْبَرَّ طَوْرًا وَطَوْرًا تَرْكَبُ اللُّجَجَا
كَمْ مِنْ فَتًى قَصُرَتْ فِي الرِّزْقِ خُطْوَتُهُ	أَلْفَيْتَهُ بِسِهَامِ الرِّزْقِ قَدْ فَلَجَا
إِنَّ الْأُمُورَ إِذَا انْسَدَّتْ مَسَالِكُهَا	فَالصَّبْرُ يَفْتُقُ مِنْهَا كُلَّ مَا ارْتُتِجَا
لَا تَيْأَسَنَّ وَإِنْ طَالَتْ مُطَالَبَةٌ	إِذَا اسْتَعَنْتَ بِصَبْرٍ أَنْ تَرَى فَرَجَا
أَخْلِقْ بِذِي الصَّبْرِ أَنْ يَحْظَى بِحَاجَتِهِ	وَمُدْمِنِ الْقَرْعِ لِلْأَبْوَابِ أَنْ يَلِجَا
قَدِّرْ لِرِجْلِكَ قَبْلَ الْخَطْوِ مَوْضِعَهَا	فَمَنْ عَلَا زَلَقًا عَنْ غِرَّةٍ زَلِجَا
وَلَا يَغُرَّنْكَ صَفْوٌ أَنْتَ شَارِبُهُ	فَرُبَّمَا كَانَ بِالتَّكْدِيرِ مُمْتَزِجَا

حل لغات الروحات جمع روحۃ شام کے وقت آنا یا جانا، دُلج جمع دلجۃ رات کے آخری حصہ کا وقت، البر خشکی طور باری جمع اطوار، لجج جمع لجۃ پانی کا بڑا حصہ، خطوۃ دو قدموں کے درمیان کا فاصلہ عوام اسے فشخہ کہتے ہیں۔ سہام جمع سہم حصہ، فلج (ن ض) فلجا۔ القوم کامیاب ہونا۔ انسدت انسداداً بند ہونا، مسالک جمع مسلک راستہ یفتق فتق پھاڑنا، کھولنا، ارتتج رتج (ن) رتجاً۔ الباب دروازہ بند کرنا، لاتیأسن ایس ناامید ہونا، فرج کشادگی۔ اخلق صیغہ تعجب ہے

یحظٰی حظیاً کامیاب ہونا، مُدْمِن اسم فاعل ہے ادمن ہمیشہ کرنا، قرع دروازہ کھٹکھٹانا۔ الخطو قدم رکھنا، علی (ن) علواً بلند ہونا، زلق پھسلن کی جگہ، غرۃ غفلت، زلج (س) زلوجاً پھسلنا، صفو صاف پانی، تکدر گدلا پن، ممتزج، مخلوط۔

تشریح:- (۱) تجھ کو آخر کون چیز رات دن کے سفر کی تکلیف دیتی ہے کہ تو کبھی خشکی کا سفر کرتا ہے اور کبھی گہرے دریاؤں کا۔

(۲) بہت سے جوانوں کو جن کے قدم طلب رزق میں کوتاہ ہیں تو دیکھے گا کہ وہ رزق کے حصول پر بخوبی کامیاب ہوئے ہیں۔

(۳) جب تمام کاموں کی راہیں بند ہو جاتی ہیں تو صبر تمام بند راہوں کو کھول دیتا ہے۔

(۴) جب تو صبر سے حصول مطلوب کی مدد مانگے تو حال مشکل اور کشادگی دیکھنے سے ناامید مت ہو اگرچہ کامیابی میں دیر ہو جائے۔

(۵) کس قدر سزاوار ہے صابر آدمی اپنی کامیابی کا اور ہمیشہ دروازہ کھٹکھٹانیوالا گھر میں داخل ہونے کا۔

(۶) قدم رکھنے سے پہلے پاؤں رکھنے کی جگہ تجویز کرے کیونکہ جو شخص براہ غفلت پھسلنے کی جگہ پر چڑھ جائیگا بیشک وہ پھسل جائیگا۔

(۷) صاف پانی جس کو تو پیتا ہے تجھے دھوکا نہ دے کیونکہ وہ بسا اوقات مکدر کرنیوالی چیز سے ملا ہوتا ہے۔

وَقَالَ اٰخَرُ

وَاُعْرِضُ عَنْ مَطَاعِمَ قَدْ اَرَاهَا ۔۔۔ فَاَتْرُكُهَا وَفِيْ بَطْنِيْ انْطِوَاءُ

فَلَا وَاَبِيْكَ مَا فِي الْعَيْشِ خَيْرٌ ۔۔۔ وَلَا الدُّنْيَا اِذَا ذَهَبَ الْحَيَاءُ

يَعِيْشُ الْمَرْءُ مَا اسْتَحْيٰى بِخَيْرٍ ۔۔۔ وَيَبْقَى الْعُوْدُ مَا بَقِيَ اللِّحَاءُ

حل لغات مطاعم جمع مطعم خوراک، البطن شکم، انطواء لپٹنا، العود لکڑی، لحاء چھال:- **تشریح**

(۱) جن کھانوں کو دیکھتا ہوں کہ ان کے کھانے میں عار ہے ان سے منہ پھیر لیتا ہوں اور ان کو چھوڑ دیتا ہوں، حالانکہ پیٹ میں آنتیں پیچ و تاب کھاتی ہیں۔

(۲) سو میں ایسا کھانا نہ کھاؤں گا کیونکہ تیرے باپ کی قسم نہ زندگی میں اور نہ دنیا میں جب کہ حیاء جاتی رہے۔

(۳) جبتک آدمی میں حیا ہے وہ اچھی زندگی جیتا ہے اور لکڑی اسی وقت تک باقی رہتی ہے جب تک اس کی چھال اس پر رہے۔

وَقَالَ الْمُؤَمَّلُ بْنُ اُمَيْلِ الْمُحَارِبِيُّ

وَكَمْ مِنْ لَئِيْمٍ وَدَّ اَنِّيْ شَتَمْتُهٗ ۔۔۔ وَاِنْ كَانَ شَتْمِيْ فِيْهِ صَابٌ وَعَلْقَمُ

وَلَلْكَفُّ عَنْ شَتْمِ اللَّئِيْمِ تَكَرُّمًا ۔۔۔ اَضَرُّ لَهٗ مِنْ شَتْمِهٖ حِيْنَ يُشْتَمُ

حل لغات لئیم کمینہ، شتم گالی، صاب، علقم دو کڑوے درخت ہیں۔ **تشریح**۔

(۱) بہت سے کمینے دوست رکھتے ہیں کہ میں ان کو گالی دوں، اگرچہ میری گالی ان کے حق میں مثل صاب و علقم تلخ ہو۔

(۲) براہ کرم کمینہ کو گالی دینے سے بچنا اس کو زیادہ ضرر پہنچاتا ہے بہ نسبت اس کے کہ جب وہ گالی دیا جائے۔

نادرہ

صدیق الصدق فی الدنیا قلیل	فمن لک إن ظفرت بذاک من لک
لحاجتہ یودک کل شخص	وذاک إذا قضاها منک ملک
صدیقک من إذا ما أنت منہ	طلبت الروح بالتملیک ملک

(۱) دُنیا میں سچے دوست بہت کم ہوتے ہیں اگر تو ایسے دوست پر کامیابی چاہتا ہے تو تیرا ذمہ کون لے۔
(۲) اپنی ضرورت ہی کی خاطر تجھ کو ہر شخص چاہتا ہے اور جب ضرورت پوری کر لیتا ہے تو تجھ سے اُکتانے لگتا ہے۔
(۳) درحقیقت دوست تو وہ ہے کہ اگر تو اس سے جان مانگے تو جان بھی تیرے حوالے کر دے۔

التودیع | روانگی ! | ابو اسحٰق ابراہیم

علیکم سلام اللہ إنی راحل	وعینای من خوف التفرق تدمع
فإن نحن عشنا فهو یجمع بیننا	وإن نحن متنا فالقیامۃ تجمع

(۱) تم پر اللہ کی جانب سے سلامتی نازل ہو میں جا تو رہا ہوں لیکن (اس حالت میں کہ) میری آنکھیں جُدائی کے خوف سے آنسو بہا رہی ہیں۔
(۲) اگر ہم زندہ رہے تو خدا ہم کو یک جائی نصیب کرے گا اور اگر مر گئے تو قیامت جمع کرے گی۔

القاضی محی الدین بن عبد الظاهر رحمہ اللہ تعالیٰ

یا سیدی إن جری من مدمعی ودمی	للعین والقلب مسفوح ومسفوک
لا تخش من قود یقتص منک بہ	فالعین جاریۃ والقلب مملوک

(۱) اے میرے آقا! اگر میری آنکھ سے بہتے آنسو اور میرے دل سے بہنے والا خون جاری ہے۔
(۲) تو یہ خوف نہ کر کہ تجھ سے قصاص لیا جائے گا کیونکہ میری آنکھ باندی اور میرا دل غلام ہے۔

جمال الدین بن نباتہ رحمہ اللہ تعالےٰ

بروحی جیرۃ أبقوا دموعی	وقد رحلوا بقلبی واصطباری
کأنا للمجاورۃ اقتسمنا	فقلبی جارهم والدمع جاری

(۱) ان ہمسایوں پر میری جان قربان جنہوں نے میرے آنسو تو میرے پاس چھوڑ دیئے اور خود میرا دل اور صبر لے کر چل دیئے۔

(۲) گویا ہم نے ہمسائیگی کیواسطے تقسیم کرلی کہ میرا دل ان کا ہمسایہ اور آنسو میرا ہمسایہ ہوگا۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ

رَحَلُوْا فَاَفْنَيْتُ الدُّمُوْعَ تَحَرُّقًا ... مِنْ بَعْدِهِمْ وَعَجِبْتُ اِذْ اَنَا بَاقِ

وَعَلِمْتُ اَنَّ الْعُوْدَ يَقْطُرُ مَاءُهٗ ... عِنْدَ الْوُقُوْدِ لِفُرْقَةِ الْاَوْرَاقِ

(۱) میرے احباب کوچ کرگئے اور میرے آنسو ان کے فراق کی آگ میں جلتے جلتے ختم ہوگئے اور میں خود اپنی بقاء و حیات پر متعجب ہوں۔
(۲) میں جان گیا کہ جلتے وقت لکڑی سے جو پانی کے قطرات ٹپکتے ہیں وہ پتوں کی جدائی کیوجہ سے ٹپکتے ہیں۔

اَلْمَوْتُ

اِبْنُ اَبِیْ زَمَنَيْنِ

اَلْمَوْتُ فِیْ كُلِّ حِيْنٍ يَنْشُرُ الْكَفَنَا ... وَنَحْنُ فِیْ غَفْلَةٍ عَمَّا يُرَادُ بِنَا

لَا تَطْمَئِنَّ اِلَى الدُّنْيَا وَبَهْجَتِهَا ... وَاِنْ تَوَشَّحْتَ مِنْ اَثْوَابِهَا الْحَسَنَا

اَيْنَ الْاَحِبَّةُ وَالْجِيْرَانُ؟ مَا فَعَلُوْا؟ ... اَيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ كَانُوْا لَنَا سَكَنَا

سَقَاهُمُ الْمَوْتُ كَاْسًا غَيْرَ صَافِيَةٍ ... فَصَيَّرَتْهُمْ لِاَطْبَاقِ الثَّرٰى رَهَنَا

(۱) موت ہر وقت کفن پھیلائے رہتی ہے اور ہم اس امر سے غفلت میں پڑے ہیں جو ہمارے متعلق چاہا جارہا ہے۔
(۲) دُنیا اور اس کی رونق پر اطمینان نہ کر اگرچہ تو اس کے حسین کپڑوں سے آراستہ ہوجائے۔
(۳) دوست احباب اور ہمسائے کہاں گئے؟ انہوں نے کیا کیا اور وہ کہاں ہیں جو ہمارے لئے باعث سکون تھے۔
(۴) ان سب کو موت نے ایک مکدر جام پلاکر خاک کے سپرد کردیا۔

اَبُو الْعَتَاهِيَه

تَعَلَّقْتُ بِاٰمَالٍ طِوَالٍ اَیِّ اٰمَالٍ ... فَاَقْبَلْتُ عَلَى الدَّهْرِ مُلِحًّا اَیَّ اِقْبَالٍ

اَيَا هٰذَا تَجَهَّزْ لِفِرَاقِ الْاَهْلِ وَالْمَالِ ... فَلَا بُدَّ مِنَ الْمَوْتِ عَلٰى حَالٍ مِنَ الْحَالِ

(۱) میں کتنی ہی لمبی چوڑی آرزوؤں میں لٹکا رہا پھر اصرار کرتا ہوا پورے طور پر زمانہ کی طرف متوجہ ہوا۔
(۲) اے مخاطب! اہل وعیال، مال ومنال کے فراق کا سامان کر کیونکہ کسی نہ کسی حالت پر موت کا آنا ضروری ہے۔

وَلِبَعْضِهِمْ

اِذَا قَلَّ مَالُ الْمَرْءِ قَلَّ بَهَاءُهٗ ... وَضَاقَتْ عَلَيْهِ اَرْضُهٗ وَسَمَاءُهٗ

وَاَصْبَحَ لَا يَدْرِیْ وَاِنْ كَانَ حَازِمًا ... اَقُدَّامُهٗ خَيْرٌ لَهٗ اَمْ وَرَاءُهٗ

وَإِنْ غَابَ لَمْ يَشْتَقْ إِلَيْهِ خَلِيْلُهُ	وَإِنْ عَاشَ لَمْ يَسْرُرْ صَدِيْقًا لِقَاءُهُ
وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِامْرِئٍ ذِيْ خَصَاصَةٍ	مِنَ الْعَيْشِ فِيْ ذُلٍّ كَثِيْرٍ عَنَاؤُهُ

(۱) جب آدمی کا مال کم ہو جاتا ہے تو اس کی عزت کم اور زمین و آسمان اس پر تنگ ہو جاتے ہیں۔
(۲) اور وہ کتنا ہی عاقل اور پختہ کار ہو لیکن نہیں سمجھا جاتا کہ آئندہ زمانہ اس کے لئے بہتر ہے یا وہ جو گذر گیا۔
(۳) وہ نظروں سے اوجھل ہو جائے تو اس کے دوست کو اس کا اشتیاق نہیں ہوتا اور اگر وہ زندہ رہے تو اس کا دیدار دوست کو نہیں بھاتا۔
(۴) ایسے ننگے بھوکے آدمی کیلئے ذلت اور پُر مشقت زندگی سے موت بہتر ہے۔

اَلرِّثَاءُ

وَلِلْمُؤَلِّفِ (غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ) فِيْ رِثَاءِ الْمَوْلَى الْهُمَامِ الْحَبْرِ الْعَلَّامِ مَوْلَانَا الْحَاجِّ الْحَافِظِ مُحَمَّدٍ أَحْمَدَ نَاظِمِ دَارِ الْعُلُوْمِ الدِّيُوْبَنْدِيَّةِ وَمُدِيْرِهَا وَمَاتَ (قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهُ) غَرِيْبًا وَكَانَ ارْتَحَلَ لِبَعْضِ حَوَائِجِ دَارِ الْعُلُوْمِ الْمَذْكُوْرَةِ فَمَرِضَ فِيْ (حَيْدَرْ آبَادْ) فَتَعَجَّلَ فِي الْعَوْدِ إِلَى وَطَنِهِ وَلَبَّى دَاعِيَ الْمَوْتِ وَلَمْ يَفُزْ بِالْوُصُوْلِ إِلَى الْوَطَنِ۔

مؤلف کے مذکورہ ذیل اشعار عالی ہمت حضرت علامہ الحاج الحافظ محمد احمد صاحب ناظم و مہتمم دار العلوم دیوبند کے مرثیہ میں ہیں موصوف نے بحالت سفر انتقال کیا، دار العلوم کی کسی ضرورت سے سفر میں گئے تھے حیدر آباد جا کر بیمار ہو گئے اور وہاں سے بعجلت تمام وطن کی طرف واپس ہوئے لیکن وطن تک نہ پہنچ پائے تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔

نعى الناعون شيخًا ذا احتفاظٍ
مطيعًا ربّه نهيًا وامرًا
صبورًا في المصائب والرّزايا
وللعلماء كان اجلّ بحرًا
شهيدًا مات مغتربًا غريبًا
دموعٌ قد جرت بيضًا وحمرًا
وكنّا املين بأن نراه
سمي خليفتين اضاء دهرًا

جليلًا ماجدًا بالفضل حريًّا
سُلالةُ قاسم الخيرات ندبًا
وفي السرّاء كان يزيد شكرًا
واعتق علمه أسرآء جهلٍ
فكلّهم بجود الله مع أجرىٰ
فقدنا قاسم الخيرات علمًا
يُخجّل وجههٗ شمسًا وبدرًا
مليكٌ عادلٌ يقظٌ أبيٌّ

نبيلًا فاضلًا شهمًا ذكيًّا
وفيًّا حائزًا اجرًا وذخرًا
لعطشى العلم كالعسل المصفّى
سبى احسانهٗ عبدًا وحرًّا
فكم من أعيُنٍ قد بيّضتها
وزهدًا ثم تقوىٰ ثم فقرًا
ويُسمعنا ورود نظام ملك
خُبعثنةٌ شجيعٌ فاق عصرًا

له جودٌ حكاهُ الغيث طورًا | اذا استمطرتهٗ والبحرُ اُخرٰی | يُحِبُّ الناس ما شاؤا ولكن
لهٗ قلبٌ بِبِيضِ المجد مُغرٰی | ولكنا سمعنا ان قد ردًا | من الله العظيم لسدّ مجری
ولبّٰی داعیَ الله الذی لا | مَرَدَّ له وآن خذ غًا ومكرًا | لهٗ خُلدٌ وللخُدّام حزنٌ
رأينا موتهٗ خيرًا وشرًّا | فيا من هَمُّهٗ دارُ العلوم الّـــتی اَجريتها بحرًا و نهرًا
سعيتَ لما بناه ابوك سعيًا | فحزت الاجرَ ثم حَويتَ برًّا | ولم نذ فِنك كلّا بل دفنّا
علومَ هُدًی فذ فنك ما اَمرًا | حييت مُجِدًّا وبقيت فردًا | وقد تربتَ شرگًا ثم كفرًا
بعدتَ عن الذی مافيه نصٌّ | وعمّا جاء ما فارقتَ شِبرًا | وقد اَجريت بحرَ الدمع منا
وقد اودعتَ فی الاكباد جمرا | بقيناها ئمين بلا انيسٍ | كاَنّا لم نجد خلّا وخمرا
تُعزّينا اذا خَطب دَهانا | بفقدك قد فقدنا الاصبرا | تداوينا اذا جئناك مرضٰی
حيارٰی فی المسائل مثل سكرٰی | فيعطی ربُّنا جناتِ عدنٍ | لاحمدَ فائقِ الاقران طُرًّا
وقدّسَ سِرَّهٗ من فضل ربٍ | رءوفٍ واسعٍ للعبد سِترًّا | الٰهی فاسقِ من انهار خلد
دفينَ اللحد احمدَ حازقدرًا | وعفوًا عن ذنوبٍ قد جناها | وصفحًا عنه جاهرًا واسرًّا

وابق حبيب رحمان قرونًا | اوقرنًا بعدها وهلمّ جرًّا

حل لغات | ارثا، میت پر رونا اور محاسن شمار کرنا نعی ینعی نعیا، موت کی اطلاع دینا، احری، لائق۔ نبیل نجیب و شریف شہم تیز خاطر، سلالۃ خلاصہ نسل و ولد، ندب فضائل کی طرف سبقت کرنیوالا، دانا، وفی کثیر الوفا، حاز جامع رزایا جمع رزیۃ مصیبت عطشی جمع عطشان پیاسا، اسرا، جمع اسیر قیدی، ضجعتنہ شیر، مغری اسم مفعول ہے۔ اغری الرجل بکذا برانگیختہ کرنا، عدع، دھوکا دینا، حزت زن، حوزا جمع کرنا، ترب خاک ڈالنا شبرا بالشت اکباد جمع کبد جگر، جمرا چنگاری، ایامٰی حیران، انیس غمخوار۔ خل سرکہ، تعزینا تعزیۃ تسلی دینا، خطب امر عظیم، دھا رف، دھیا آفت و بلا پہنچنا، حیاری جمع حیران، سکری جمع سکران بے ہوش جنی امن، جنایۃ گناہ کرنا۔

تشریح:-

(۱) مخبرین مرگ نے خود دار با وقار شریف و بزرگ اور لائق فضل شیخ کے انتقال کی خبر دی۔
(۲) جو فاضل و شریف، تیز خاطر و ذکی اور امر و نواہی باری کے فرماں بردار۔
(۳) قدوۃ العلماء حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے شریف باوفا صاحبزادے اجر و ثواب اور ذخیرہ اُخروی جمع کرنیوالے۔
(۴) بلاؤ مصائب میں صبر شعار اور خوشحالی میں بیش از بیش شکر گزار۔
(۵) تشنگان علم کیلئے مثل شہد خالص اور علماء کیلئے بہت بڑے سمندر تھے۔

(۶) جن کے علم نے جہالت کے قیدیوں کو رہائی بخشی اور احسان عمیم نے غلام وآزاد سبھی کو حلقہ بگوش بنالیا۔

(۷) سفر کی حالت میں شہادت کی موت پائی تو سب نے آنسوؤں کے دریا بہادیئے۔

(۸) سو کتنی ہی آنکھیں ہیں کہ ان کو خون آلود اور سفید آنسوؤں نے بہتے بہتے سفید کردیا ہے۔

(۹) ہم نے علم وزہد وفقر وتقویٰ میں قاسم خیرات کے شبیہ کو گم کیا ہے۔

(۱۰) حالانکہ ہم متوقع تھے کہ ان کو اس حال میں دیکھیں گے کہ وہ اپنے چہرہ سے آفتاب وماہتاب کو شرمندہ کرتے ہوں گے۔

(۱۱) اور حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ کے ہمنام شاہ نظام الملک کے ورود مسعود کی خبر سنائیں گے جس نے زمانہ کو روشن کردیا ہے۔

(۱۲) یعنی ایسے بادشاہ کی آمد کی خبر سنائیں گے جو انصاف پسند بیدار مغز، خود دار، شیر مرد بہادر اور زمانہ میں سب پر فوقیت رکھتا ہو۔

(۱۳) اسمیں ایسی سخاوت ہے کہ جب تو اس سے سخا کی بارش کا طالب ہو تو کبھی اس کے مشابہ سماوی بارش ہوگی اور کبھی سمندر۔

(۱۴) لوگ جو چاہیں پسند کریں لیکن اس کا دل تو بزرگی کے خوبصورت چہروں پر فریفتہ ہے۔

(۱۵) سختی وآسانی ہر حال میں مخلوق اس کی اطاعت کرتی ہے اور اس کا فرمان خشکی وتری سب میں جاری ہے۔

(۱۶) اس کی ذات سے علوم دینیہ نے فروغ پایا ہے اسی لئے اس کو نظام الملک کہتے ہیں

(۱۷) مگر ہم نے (نظام الملک کی تشریف آوری کی اطلاع کے بجائے) یہ سنا کہ اللہ کی قضا وقدر نے ان (مرحوم) کا راستہ بند کردیا۔

(۱۸) اور انہوں نے اللہ کے داعی کو لبیک کہا، جس کو کوئی رد کرنیوالا رد نہیں کرسکتا اگرچہ وہ مکر وفریب سے کام لے

(۱۹) ان کیلئے خلد بریں ہے اور خدام کیلئے حزن وملال ہے پس ان کی موت باعث خیر بھی ہے اور باعث شر بھی۔

(۲۰) سوائے وہ ذات کہ جس کا واحد مقصد دارالعلوم ہے جسکو آپنے نہر اور دریا کی طرح جاری کردیا ہے

(۲۱) جس کو آپکے پدر بزرگوار نے قائم کیا تھا، اس کیلئے آپنے ان تھک کوشش کی ہے اور اس کے صلے میں آپنے اجر عظیم اور نیکی جمع کی ہے

(۲۲) ہم نے آپ کو دفن نہیں کیا بلکہ علوم ہدایت کے پیکر کو دفن کیا ہے پس آپ کا دفن بڑا ہی تلخ ہے۔

(۲۳) تو آپنے مجدد بن کر زندگی بسر کی اور یکتا ہو کر باقی رہے اور آپ نے شرک وکفر کو خاک میں ملادیا۔

(۲۴) جس جزئیہ میں شارع سے کوئی نص وارد نہیں ہوئی اس سے آپ دور رہے اور جسمیں نص وارد ہو اس سے آپ ایک بالشت نہیں ہٹے

(۲۵) آپنے ہمارے آنسوؤں کا دریا بہادیا اور دلوں میں آگ کی چنگاری لگادی۔

(۲۶) ہم بلا انیس حیران وسرگردان رہ گئے گویا ہم سرکہ اور شراب کچھ بھی نہیں پاتے۔

(۲۷) جب ہم کو کوئی مصیبت پہنچتی تھی تو آپ تسلی دیتے تھے پس آپ کے فقدان سے ہمارا صبر جاتا رہا۔

(۲۸) جب ہم کسی مسئلہ میں حیران وپریشان ہو کر آپ کے پاس آتے تھے تو آپ ہماری دوا دارو کرتے تھے،

(۲۹) خداوند تعالیٰ جنت عدن عطا کرے شیخ احمد کو جو تمام ہم عصروں پر فائق تھے۔

(۳۰) اور آپ کا باطن پاک ہو نہایت مہربان اور بڑے پردہ پوش رب کے فضل سے۔

(۳۱) بارالہا! مدفون لحد شیخ احمد صاحب عز ووقار کو نہر بہشت سے سیراب فرما، (۳۲) اور ان کے تمام گناہ معاف فرما پوشیدہ طور پر کئے ہوں یا علانیہ (۳۳) اور حضرت مولانا حبیب الرحمان صاحب کو ابد الآباد تک قائم رکھ۔